﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیدِ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۵

مولوی محمد اصغر ہاشمی

٦ بعثتِ نبوی

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا قبول اسلام

ذی الحجہ چھ بعثت نبوی

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے

وَأَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ

کیونکہ انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا اس لئے رضاعی بھائی بھی تھے۔[1]

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف دوسال ہی بڑے تھے،

كَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُكَنَّى أَبَا عُمَارَةَ

حمزہ بن عبد المطلب کی کنیت ابوعمارہ تھی۔[2]

حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر،جنگجو،طاقت ور اور قد آور تھے،یہ قریش میں بڑے معزز،باوقار اور خود دار مانے جاتے تھے جبکہ شکار کے بھی بہت شوقین تھے،ان کا معمول تھا کہ جب شکار سے واپس آتے تو پہلے کعبہ کا طواف کرتے،طواف کے بعد قریش کے دارشوری میں جاتے وہاں حاضرین سے باتیں کرتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے،اتنے قریبی تعلق کے باوجود ابھی تک قبول اسلام سے سرفراز نہیں ہوئے تھے لیکن اللہ کی تدبیر کے آگے کس کی تدبیر چل سکتی ہے وہ جب کسی کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو عجیب وغریب طریقے سے خیر عنایت فرمادیتا ہے ،چنانچہ اللہ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے حمزہ رضی اللہ عنہ کو شرف عطا کرنے کا ارادہ فرمایا:

أَنَّ أَبَا جَهْلٍ اعْتَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الصَّفَا، فَآذَاهُ وَشَتَمَهُ وَقَالَ فِيهِ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْعَيْبِ لِدِينِهِ، وَالتَّضْعِيفِ لَهُ، فَلَمْ يُكَلِّمْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَمَوْلَاةٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُدْعَانَ التَّيْمِيِّ فِي مَسْكَنٍ لَهَا فَوْقَ الصَّفَا تَسْمَعُ ذَلِكَ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ، فَعَمَدَ إِلَى نَادِي قُرَيْشٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، وَكَانَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكًا عَلَى دِيْنِ قَوْمِهِ

ایک دن یہ شکار پر گئے ہوئے تھے کہ ابوالحکم(ابوجہل) کا کوہ صفا میں واقع غلاموں کے مشہور تاجر عبد اللہ بن جدعان کے مکان کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنا سامنا ہو گیا،اس کا دل تو پہلے ہی دعوت اسلام کے اعلان سے بغض وعناد سے بھرا ہوا تھا اس پر مسلمانوں کا ہجرت حبشہ کرنا اور وہاں سے قریش کے وفد کی ذلت ونامرادی سے واپسی سے اور بھر گیا تھا چنانچہ اس نے اپنی شقاوت قلبی کا مظاہر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا دیکھ کر دین اسلام کی خوب تنقیص وتحقیر کرتا رہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اس

[1] مستدرک حاکم ۴۸۷۷

[2] مستدرک حاکم ۴۸۹۹

کی باتیں سنتے رہے، عبد اللہ بن جدعان کی ایک لونڈی (جس سے اللہ نے کام لینا تھا) مکان کی بالائی منزل سے یہ سب باتیں سنتی اور دیکھتی رہی، وہ مسلمان تو نہیں تھی مگر جس طرح ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی تنقیص وتحقیر کی اور ایذا پہنچائی اس سے اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر وہ کیا کر سکتی تھی، اس معاشرے میں ایک عورت کی کیا حیثیت تھی اور اس پر ایک بیوہ کی لونڈی کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی، وہ بس تلملا کر رہ گئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس واقعہ کی خبر آپ ﷺ کے بہادر چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دے گی، چنانچہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگی جو کہ ابھی اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین پر تھے،

وَلَمْ يَلْبَثْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْ أَقْبَلَ مُتَوَشِّحًا قَوْسَهُ رَاجِعًا مِنْ قَنْصٍ لَهُ، وَكَانَ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ يَمُرَّ عَلَى نَادِي قُرَيْشٍ، وَأَشَدُّهَا شَكِيمَةً، فَجَاءَتْهُ الْمَوْلَاةُ وَقَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا عُمَارَةُ، لَوْ رَأَيْتَ مَا لَقِيَ ابْنُ أَخِيكَ مُحَمَّدٍ مِنْ أَبِي الْحَكَمِ آنِفًا وَجَدَهُ هَا هُنَا، فَآذَاهُ وَشَتَمَهُ، وَبَلَغَ مَا يُكْرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَعَمَدَ إِلَى نَادِي قُرَيْشٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ وَلَمْ يُكَلِّمْ مُحَمَّدًا

تھوڑی دیر بعد جب حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس ہوئے اور اپنے معمولات سے فارغ ہو کر گھر جاتے ہوئے مضبوط قدموں سے عبد اللہ بن جدعان کے مکان کے پاس سے گزرے جہاں وہی لونڈی ان کا انتظار کر رہی تھی تو اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو روکا اور کہا اے ابوعمارہ! کاش آپ دیکھ سکتے کہ ابوالحکم نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا ہے، اس نے محمد (ﷺ) کو یہاں اکیلا پا کر سب وشتم کیا اور آپ کی شان کے خلاف نازیبا باتیں کیں، آپ کے بھتیجے خاموشی سے اس کی نفرت انگیز اور زہر میں بجھی باتیں سنتے رہے، مگر پھر بھی اس نے انہیں تکلیف پہنچائی اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر کے وہ آگے بڑھ گیا اور آپ کے بھتیجے بھی گھر تشریف لے گئے، اے ابوعمارہ! کیا اپنے دودھ شریک بھائی محمد (ﷺ) کی شان میں نازیبا باتیں سن کر اور ان پر ناروا ظلم دیکھ کر تمہاری خاندانی غیرت وحمیت بیدار نہیں ہوتی؟ کیا اعلائے کلمہ حق کا یہ صلہ ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے سے یہ معاملہ کیا جائے اور اس کے بھائی بند خاموشی سے دیکھتے رہیں؟

فَاحْتَمَلَ حَمْزَةُ الْغَضَبَ لِمَا أَرَادَ اللَّهُ مِنْ كَرَامَتِهِ، فَخَرَجَ سَرِيعًا لَا يَقِفُ عَلَى أَحَدٍ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ، يُرِيدُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ مُتَعَمِّدًا لِأَبِي جَهْلٍ أَنْ يَقَعَ بِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ نَظَرَ إِلَيْهِ جَالِسًا فِي الْقَوْمِ فَأَقْبَلَ نَحْوَهُ، حَتَّى إِذَا قَامَ عَلَى رَأْسِهِ رَفَعَ الْقَوْسَ فَضَرَبَهُ عَلَى رَأْسِهِ ضَرْبَةً مَمْلُوءَةً، وَقَامَتْ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ إِلَى حَمْزَةَ لِيَنْصُرُوا أَبَا جَهْلٍ، فَقَالُوا: مَا نَرَاكَ يَا حَمْزَةُ إِلَّا صَبَأْتَ

لونڈی کی باتیں سن کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبائلی غیرت وحمیت جاگ اٹھی اور وہ غیض وغضب سے بھڑک اٹھے اور ابوجہل کی تلاش میں بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گئے، جب حرم میں پہنچے تو دیکھا کہ ابوجہل بنو مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قریب پہنچ کر اس کے سر پر اپنی کمان اتنے زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا زبان کی گستاخی کے ساتھ اب تیرے ہاتھ بھی گستاخ ہو گئے ہیں، دیکھ لو میں نے خود ان کا دین اختیار کر لیا ہے اور جو وہ کہتا ہے وہی میں بھی کہتا ہوں اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے تو مجھے جواب دو، محفل میں بیٹھے بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے ابوجہل کی حمایت میں کھڑا ہونا چاہا لیکن ابوجہل کے دل میں خود ہی چور تھا اسے علم تھا کہ اس نے محمد ﷺ کے ساتھ

چند لمحوں پہلے کیا سلوک کیا تھا اور یہ اسی کی ہی سزا ہے اس لئے اس نے ان لوگوں کو خود ہی کوئی کاروائی کرنے سے منع کر دیا اور کہا ابو عمارہ سے کچھ نہ کہو واقعی میں نے ان کے بھتیجے کو آج بہت سی بے ہودہ باتیں کی ہیں، بعض حاضرین مجلس نے حیرت سے کہا اے حمزہ! کیا تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو،

فَقَالَ حَمْزَةُ: وَمَا يَمْنَعُنِي وَقَدِ اسْتَبَانَ لِي ذَلِكَ مِنْهُ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّ الَّذِي يَقُولُ حَقٌّ، فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِعُ، فَامْنَعُونِي إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: دَعُوا أَبَا عُمَارَةَ، لَقَدْ سَبَبْتُ ابْنَ أَخِيهِ سَبًّا قَبِيحًا، وَمَرَّ حَمْزَةُ عَلَى إِسْلَامِهِ، وَتَابَعَ يُخَفِّفُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حمزہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حقانیت وصداقت مجھ پر اچھی طرح منکشف ہو چکی ہے اور میں تم سب کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ آپ پر نازل ہوتا ہے سراسر حق ہے، اب جبکہ صراط مستقیم مجھے صاف دکھائی دے رہی ہے تو میں اس سچی، صاف ستھری راہ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا تم لوگ میرے مقابل آنا چاہتے تو میں اس کے لئے تیار ہوں، غصہ میں یہ سب کام کر کے اور زبان سے کہہ کر جب گھر تشریف لے آئے اور کچھ غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ جگایا کہ اے حمزہ! یہ تم نے کیا کہہ ڈالا تم تو قریش کے ایک بہادر سردار ہو کیا تم اپنا آبائی دین چھوڑ کر ایک صابی کی پیروی کرو گے جو تم سے عمر میں بھی چھوٹا ہے ایسا کرنے سے تو مر جانا زیادہ بہتر ہے، جب اس طرح کے خیالات دماغ میں جمع ہو گئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کچھ تردد اور اشتباہ میں پڑ گئے کہ اب وہ کیا کریں کیا اپنے آبائی دین پر قائم رہیں یا جو اعلان کر کے آئے ہیں اس پر کاربند رہیں، جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے اے اللہ اگر یہ تیری بخشی ہوئی ہدایت ہے تو میرے دل کو اس پر مضبوط فرما دے، ورنہ اس سے نکلنے کی کوئی سبیل پیدا فرما دے۔ [1]

ایک اور روایت میں ہے

ثُمَّ رَجَعَ حَمْزَةُ إِلَى بَيْتِهِ فَأَتَاهُ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: أَنْتَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ اتَّبَعْتَ هَذَا الصَّابِئَ وَتَرَكْتَ دِينَ آبَائِكَ، لَلْمَوْتُ خَيْرٌ لَكَ مِمَّا صَنَعْتَ، فَأَقْبَلَ عَلَى حَ۔ ان کے دل میں جو وسوسہ ڈالا تھا کہ تم قریش کے سردار ہو تم اپنے اباؤاجداد کا دین ترک کر کے ایک صابی کی اطاعت کرو گے، اس سے تو موت بہتر ہے، ان خیالات کی وجہ سے ان کی تمام رات اسی پریشانی واضطراب میں کٹ گئی اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہ کر سکے اور انہوں نے دعا فرمائی، اے اللہ! اگر یہی راہ راست ہے تو میرے قلق و بے چینی کو دور فرما دے اور میرے لیے راستہ نکال دے جس میں میں پڑا ہوا ہوں، ساری رات اسی تردد و قلق میں اس طرح گزاری کہ اس سے قبل ایسی رات کبھی نہیں گزاری تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے،

فَقَالَ: ابْنَ أَخِي، إِنِّي وَقَعْتُ فِي أَمْرٍ لَا أَعْرِفُ الْمَخْرَجَ مِنْهُ، وَأَقَامَهُ مَثْلِي عَلَى مَا لَا أَدْرِي مَا هُوَ أَرْشَدُ هُوَ أَمْ غَيْرُ شَدِيدٍ، فَحَدِّثْنِي حَدِيثًا فَقَدِ اسْتَشْهَيْتُ يَا ابْنَ أَخِي أَنْ تُحَدِّثَنِي، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَهُ وَوَعَظَهُ

---

[1] مستدرک حاکم ۴۸۷۸

وَخَوَّفَهُ وَبَشَّرَهُ ، فَأَلْقَى اللَّهُ فِي نَفْسِهِ الْإِيمَانَ

اور کہا اے بھتیجے! میں ایسی پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہوں جس سے راہ نجات مجھے نہیں سوج رہی اس معاملے میں میری رہنمائی فرمائیں کہ صحیح اور غلط میں تمیز ہو سکے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے واقعہ کا حل بتایا تو میں نے عرض کیا اے بھتیجے! تو نے ایسی رہنمائی فرمائی کہ میرا خیال بھی اسی کے موافق تھا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (اپنے چچا کی طرف) متوجہ ہو کر پند و نصائح فرمائی، جہنم سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی تو اللہ نے ان کے دل میں ایمان ڈال دیا۔

وَتَضَرَّعْت إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يَشْرَحَ صَدْرِي لِلْحَق وَيُذْهِبَ عَنِّي الرِّيْبَ فَمَا اسْتَتْمَمْتُ دُعَائِي حَتّى زَاحَ عَنّي الْبَاطِلُ وَامْتَلَأَ قَلْبِي يَقِينًا - أَوْ كَمَا قَالَ - فَغَدَوْت إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْته بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي، فَدَعَا لِي بِأَنْ يُثَبِّتَنِي اللهُ

جب صبح ہوئی تو حرم میں تشریف لے گئے اور ہاتھ اٹھا کر نہایت تضرع و گریہ زاری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے اللہ! جو حق ہے اس کے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے دل کے شک و تردد کو دور فرما دے، اللہ تعالیٰ جو دعاؤں کا سننے اور انہیں پورا کرنے والا ہے نے ان کی دعا سنی اور قبول فرمائی اور یک لخت تمام فاسد خیالات، شیطانی وسوسے ان کے دل سے کافور ہو گئے اور ان کا دل حق پر یقین کی دولت سے بھر گیا، پھر وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ گوش گزار کیا ان کی تمام روداد سنکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی دین پر استقامت کے لئے دعا فرمائی۔ (۱)

ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو کہا

أَشْهَدُ إِنَّكَ لَصَادِقٌ شَهَادَةَ الْمُصَدِّقِ وَالْمُعَارِفِ، فَأَظْهِرْ يَا ابْنَ أَخِي دِينَكَ، فَوَاللَّهِ مَا أُحِبُّ أَنْ لِي مَا أَلْمَعَتِ الشَّمْسُ، وَإِنِّي عَلَى دِينِي الْأَوَّلِ

میں تصدیق کرنے والے اور پہچاننے والے کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سچے نبی ہیں، اے میرے بھتیجے آپ اپنے دین کو کھلم کھلا بیان کریں، واللہ اگر مجھے دنیا کی تمام نعمتیں بھی مل جائیں میں تب بھی ان کے بدلے دین اسلام چھوڑ کر آبائی دین اختیار نہیں کروں گا۔ (۲)

فَلَمّا أَسْلَمَ حَمْزَةُ عَرَفَتْ قُرَيْشٌ أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَزّ وَامْتَنَعَ وَأَنّ حَمْزَةَ سَيَمْنَعُهُ فَكَفّوا عَنْ بَعْضِ مَا كَانُوا يَنَالُونَ مِنْهُ

جب قریش نے حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اسلام دیکھا تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اب ان کی حمایت پر ہیں اور پھر وہ بہت سی ایذا رسانی کی باتوں سے باز آ گئے۔ (۳)

---

(۱) الروض الانف ۵۸/۳

(۲) مستدرک حاکم ۴۸۷۸

(۳) الروض الانف ۵۸/۳، ابن ہشام ۲۹۲/۱

مضامین حم السجدہ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان سے پہلے سردار قریش عتبہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا اور مختلف لالچ دینا، جواب میں یہ سورت تلاوت کی گئی۔

سورۃ کے آغاز میں فرمایا کہ یہ کتاب اس ہستی کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو بے حد مہربان اور انتہائی رحم کرنے والا ہے، اس قرآن کو عربی زبان میں اس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ تم اس کی تہ تک با آسانی رسوخ حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حقدار بن جاؤ، اب اس ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب کو اگر تم لوگ زحمت قرار دو تو یہ تمہاری محرومی اور بدقسمتی ہے۔

○ اہل مکہ کو یہ اعتراض تھا کہ یہ شخص عربی میں قرآن سناتا ہے یہ تو کوئی معجزہ نہیں ہے، کوئی بھی صاحب فکر اپنی زبان میں ایک کلام تصنیف کر کے اسے من جانب اللہ منسوب کر سکتا ہے، جواب میں ارشاد فرمایا کہ عربی زبان میں قرآن نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ تم اس کے اسرار و رموز اور معارف و حکم کو خوب اچھی طرح سمجھ لو، اگر یہ قرآن کسی عجمی زبان میں ہوتا تو تمہیں یہ اشکال ہوتا کہ یہ ہماری سمجھ سے بالا چیز ہے، اب اگر تم اپنے دلوں میں اس کتاب کی حقانیت کے قائل ہو کر، اس کی آفاقیت کو پہچان کر اس کا انکار کر دو تو یہ تمہاری بدقسمتی ہے مگر عنقریب اس پیغام حق کو پھیلتے اور آفاق میں غالب آتے ہوئے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

○ تم لوگ کہتے ہو کہ تمہارے کانوں میں ڈاٹ، آنکھیں بند اور دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لیے اے نبی! ہمارے اور تمہارے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی ہے لہذا نہ تو ہم تمہاری دعوت کو سمجھتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں اور نہ ہی تجھے دیکھ پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ اپنی شخصیت کا تعارف اور اپنی بعثت کا مقصد بتادیں، آپ برملا کہہ دیں کہ میں فرشتہ یا کوئی دوسری مخلوق ہونے کا دعویدار نہیں ہوں، میں بشری تقاضے اور ضروریات رکھنے والا تمہارے جیسا انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی اور رسالت کے ساتھ امتیاز بخشا ہے، ارشاد ہوا کہ یاد رکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اس ہدایت کو تمہارے دلوں میں اتارنا نہیں بلکہ لوگوں تک اس پاکیزہ دعوت کو پوری امانت و دیانت کے ساتھ صاف صاف پہنچا دینا ہے اور اگر تم علم و عقل کی راہ خود ہی اپنے پر بند کر لو تو پھر تمہیں کون سمجھا سکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود یاد رکھو کہ تمہارا معبود برحق صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے، جس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ عظیم الشان کائنات، بلند و بالا آسمان، ہموار زمین، بلند و بالا ٹھوس پہاڑ، ستاروں اور تمہارا رزق کو پیدا کیا ہے، اب اگر ان تمام نعمتوں کے باوجود بھی تم کفر و شرک پر جمے رہو تو تمہاری یہ ہٹ دھرمی اور بغض و عناد تمہیں پہلی زبردست اقوام قوم عاد و ثمود جیسے عذاب کی طرف لے جا رہی ہے اور اس دنیاوی عذاب کے علاوہ آخرت میں باز پرس الگ ہو گی اور تمہارے اعضاء اور جسم کی کھال بھی تمہارے خلاف گواہی دے گی۔

○ بدقسمت انسان کی بابت فرمایا کہ یہ وہ شخص ہوا کرتا ہے جو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے آثار و براہین دیکھ کر اور اپنی عقل و فراست سے کام لے کر راہ ہدایت اختیار کو نہیں کرتا بلکہ شیاطین کے دکھائے گئے سبز باغ کو دیکھ کر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو جاتا ہے اور اپنی گھٹیا چالوں اور باطل اعمال کے ذریعے اہل حق کو شکست دینے کے خیال میں مست رہتا ہے، حالانکہ باطل کسی صورت بھی حق پر غالب نہیں آسکتا جبکہ حق ہمیشہ باطل پر غالب آکر رہتا ہے، اور قیامت کے روز ان میں ہر ایک کہے گا کہ جن لوگوں نے مجھے راہ حق سے گمراہ کیا تھا وہ میرے ہاتھ لگ جائیں تو انہیں اپنے پاؤں میں روند ڈالوں۔

اہل ایمان کے خلاف ہونے والی مزاحمت اور درپیش مشکلات سے نبرد آزما ہونے اور ہمت افزائی کے لیے فرمایا کہ دشمنوں کی اس کثرت اور ان کے بے پناہ مظالم کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ تم بے یارومددگار چھوڑ دیئے گئے ہو بلکہ جو شخص بھی ایک دفعہ اللہ رب العالمین کو اپنا رب مان لے اور اس عقیدے اور مسلک پر مضبوطی سے جم جائے اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے رحمت، سلامتی اور برکت لے کر اہل ایمان پر نازل ہوتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے استقامت کی دعا کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی ہمت افزائی کے لیے فرمایا کہ کفروشرک کی نمائشی سنگلاخ چٹانوں کو ہٹانے کے لیے بہترین ہتھیار اخلاق حسنہ ہے جس کے باعث ہر سنگلاخ چٹان از خود پگھل کر تمہارا راستہ چھوڑ دے گی۔

اخلاق حسنہ کے ضمن میں زکوٰۃ، استعانت باللہ، استغفار، توبہ، ایمان اور اعمال حسنہ کی تلقین ہے جبکہ شک، نفاق، ایمان سے اندھاپن اور برے اعمال سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

حا، میم. اتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رحم والے کی طرف سے، (ایسی) کتاب جس کی آیتوں کی واضح تفصیل

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

کی گئی ہے (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے، اس قوم کے لیے جو جانتی ہے، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے

اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں، اور انہوں نے کہا کہ تو جس کی طرف ہمیں بلا رہا ہے

اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ

ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب

اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ (حم السجدۃ ۱ تا ۵)

اپنا کام کئے جا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں۔

حا، میم، مشرکین بڑے زوروشور سے پروپیگنڈا کرتے تھے کہ یہ عظیم الشان کلام اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بلکہ محمد (ﷺ) نے ہم پر بڑائی حاصل کرنے کے لیے کچھ لوگوں کی مدد سے خود تصنیف کر لیا ہے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ [1]

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص کو ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے حالانکہ ان کا اشارہ جس آدمی کی طرف ہے

[1] النحل ۱۰۳

اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَلۡیَاۡتُوۡا بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۴﴾ [۱]

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں لانا چاہتے، اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو اسی شان کا ایک کلام بنا لائیں۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ... ﴿۸﴾ [۲]

ترجمہ: کیا ان کا کہنا یہ ہے کہ رسول نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟۔

اَنّٰی لَهُمُ الذِّکۡرٰی وَ قَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡهُ وَ قَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ﴿۱۴﴾ [۳]

ترجمہ: ان کی غفلت کہاں دور ہوتی ہے؟ ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کے پاس رسول مبین آ گیا پھر بھی یہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور کہا کہ یہ تو سکھایا پڑھایا باولا ہے۔

اللہ رب العزت نے تمہید کے طور پر فرمایا یہ جلیل القدر کتاب قرآن مجید محمد ﷺ کی تصنیف کردہ نہیں بلکہ پہلی منزل کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی اللہ رحمان و رحیم نے نازل فرمائی ہے، جیسے فرمایا:

قُلۡ نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّکَ بِالۡحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ هُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾ [۴]

ترجمہ: ان سے کہو کہ اسے تو روح القدس نے ٹھیک ٹھیک میرے رب کی طرف سے بتدریج نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے اور فرماں برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح و سعادت کی خوشخبری دے۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۱۹۴﴾ [۵]

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جو حق و باطل، صحیح و غلط عقائد، اچھے اور برے اخلاق، نیکی اور بدی، صحیح اور غلط راہ وغیرہ ہر چیز کو پیچیدگی سے نہیں بلکہ صاف صاف اور سادہ انداز میں بیان کرتی ہے، جیسے فرمایا:

الٓرٰ ۟ کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ ۙ﴿۱﴾ [۶]

[۱] الطور ۳۴،۳۳

[۲] الاحقاف ۸

[۳] الدخان ۱۴،۱۳

[۴] النحل ۱۰۲

[۵] الشعراء ۱۹۲تا۱۹۴

[۶] هودا

ترجمہ: فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔

جو واضح عربی زبان زبان میں ہے، جیسے فرمایا:

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ [1]

ترجمہ: صاف صاف عربی زبان میں۔

جن کے معانی مفصل اور عام فہم ہیں، اس قوم کے لئے جو عربی زبان، اس کے معانی و مفاہیم اور اس کے اسرار و اسلوب کو خوب جانتی ہے، اس کتاب سے دانا لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں، جیسے فرمایا

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ [2]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے، ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔

مگر اعراض کرنے والوں کی گمراہی اور راندھے پن میں اضافہ کرتی ہے، پہلی منزل کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی ان لوگوں کو انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت کی خوشخبری سناتی ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اپنے عقائد درست کرتے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ اختیار کرتے ہیں، اور مشرکین و مکذین کو جہنم کے دردناک عذاب سے ڈرانے والی ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس کلام پر، اس کی فصاحت و بلاخت پر اس کے وسیع مضامین پر اور پہلی اقوام کے عبرت ناک واقعات پر غور و فکر اور تدبر و تعقل کرتے، اللہ کی اس عظیم نعمت پر شکر گزار ہوتے اور اپنے خالق مالک اور رازق کے حضور سر اطاعت خم کر دیتے کہ اس نے انہیں ظلمتوں میں بھٹکنے اور جہنم کے ہولناک گڑھوں میں گرنے کے لئے نہیں چھوڑ دیا بلکہ دنیاوی و اخروی زندگی سنوارنے کے لئے رہنمائی کا بندوبست فرمایا، جیسے فرمایا

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ [4]

ترجمہ: اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟۔

مگر متکبرین نے اس دعوت کو محض اپنی ہٹ دھرمی اور بغض و عناد کی وجہ سے قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنے فخر و غرور اور ڈھٹائی سے کہنے لگے اے محمد ﷺ! ہمارے دلوں پر حجاب اور کانوں پر گرانی ہے اس لیے تو جس دین کی ہمیں دعوت دے رہا ہے وہ دعوت ہمارے دلوں تک نہیں پہنچتی، اس لیے ہم تیری توحید و ایمان کی دعوت کو نہیں سمجھ سکتے، اس لیے تم اپنے دین پر عمل کرتے ہو اور ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے دین پر پوری طرح عمل پیرا رہیں گے، تم بھی اپنا کام کیے جاؤ ہم بھی اس انوکھے دین کو نیچا دکھانے کے لئے تمام جتن کر گزریں گے۔

[1] الشعراء ۱۹۵

[2] البقرۃ ۲

[3] الشمس ۸

[4] البلد ۱۰

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے

فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے جو زکوۃ نہیں دیتے

وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں، بیشک جو لوگ ایمان لائیں اور بھلے کام کریں

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ (حم السجدۃ ۶ تا ۸)

ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ انہیں واضح طور پر بتا دیں کہ میں تو تمہارے جیسا بشر ہوں، میرے ہاتھ میں کسی طرح کا کوئی اختیار نہیں، نہ میں تمہارے مطالبہ پر کوئی معجزہ دکھا سکتا ہوں اور نہ عذاب نازل کر سکتا ہوں جس کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو، معجزہ دکھانا یا عذاب نازل کرنا تو رب کا کام ہے جو وہ اپنی مشیت وحکمت سے سرانجام دیتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے ساتھ مجھے تمہاری ہدایت و رہنمائی کا شرف بخشا ہے، میں اس عام فہم دعوت سے اسی انسان کو سمجھانے کی کوشش کر سکتا ہوں جس میں حق کی جستجو ہو اور جو صراط مستقیم پر چلنے کے لئے تیار ہو، تم نے اپنے دلوں پر از خود جو غلاف چڑھا رکھے ہیں یہ میرے بس سے باہر ہے کہ تمہارے دلوں سے غلاف اتار دوں اور تمہارے بہرے کانوں کو کھول دوں، کسی کو ہدایت نصیب کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، جیسے فرمایا:

...يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۴۲ [1]

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

...وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝۱۶ [2]

ترجمہ: اور ہدایت اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

...يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ... ۝۳۵ [3]

ترجمہ: اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے۔

اگر وہ تمہارے دلوں کے اندر کچھ بھی بھلائی پائے گا تو تمہیں ہدایت عطا فرما دے گا ورنہ شیطان کے ساتھ اندھیروں میں بھٹکتے اور ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دے گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ فرض سونپا ہے کہ میں تمہیں تمہارا حقیقی مقام بتلاؤں، تمہارے ان گنت باطل معبودوں

[1] البقرۃ ۱۴۲

[2] الحج ۱۶

[3] النور ۳۵

کی پرستش، مشرکانہ رسم و رواج، اور ظالمانہ قانون وضابطوں کی نفی کر کے تمہیں تمہارے معبود حقیقی کی طرف دعوت دوں، اور دلائل و براہین سے سمجھاؤں کہ اپنے خالق و مالک حقیقی کو چھوڑ کر کسی اور کو الہ نہ بناؤ، اس وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور کی بندگی و پرستش نہ کرو، اپنی مشکلات ومصائب اور پریشانیوں میں اس کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے مت پکارو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سوا کسی اور کے آگے سرتسلیم خم نہ کرو، اللہ کا نازل فرمایا ہوا قانون وضابطہ چھوڑ کر کسی اور کے رسم و رواج اور قانون وضابطہ کو شریعت واجب الاطاعت نہ مانو، اور اپنی گزشتہ زندگی میں جو کفر و شرک اور جن صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا تم نے ارتکاب کیا ہے اس پر خلوص نیت سے بخشش و مغفرت چاہو تاکہ وہ غفور رحیم تمہارے گناہوں کو معاف فرما کر تمہیں پاک وصاف کر دے، اور ان لوگوں کے لیے تباہی و بربادی ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان ہستیوں کی پرستش کرتے ہیں جو کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں، اور جو نہ موت وحیات کا اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں، جیسے فرمایا:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ③ [1]

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنالیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ، قَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ "اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔" کے بارے میں روایت ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لاالٰہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتے۔ [2]

یہ لوگ اپنے رب اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت اور ربوبیت پر ایمان لاکر پاکیزگی اختیار نہیں کرتے، اور حیات بعد الموت، حساب کتاب، جنت وجہنم اور جزاوسزا کو جھٹلاتے ہیں، اور وہ لوگ جو اللہ وحدہ لاشریک، رسولوں، کتابوں، آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے اور رسول کی اطاعت میں نیک اعمال کیے ان کے لئے یقیناً ایسا اجر عظیم ہے جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی، جیسے فرمایا

...عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ⑩⑧ [3]

ترجمہ: ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔

ایک مقام پر فرمایا

مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ③ [4]

ترجمہ: جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

---

[1] الفرقان ۳

[2] تفسیر طبری ۲۱/۴۳۰

[3] ہود ۱۰۸

[4] الکہف ۳

قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ

آپ کہہ دیجئے کہ تم اس (اللہ) کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی،

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ۝۹ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا

سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے، اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی

وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝۱۰

اور اس میں (رہنے والوں) کی غذاؤں کی تجویز بھی اسی میں کر دی (صرف) چار دن میں، ضرورت مندوں کے لیے یکساں طور پر،

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ

پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے،

قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآىِٕعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ

دونوں نے عرض کیا بخوشی حاضر ہیں، پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی،

اَمْرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ

اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی،ی

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۲ (حم السجدة ۹ تا ۱۲)

یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔

تخلیق کائنات کا مرحلہ وار ذکر:

اے نبی ﷺ! ان سے یہ بھی کہو کہ کیا تم اپنے باطل معبودوں کی محبت اور اپنے گمراہ آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے مشرکانہ رسم و رواج کی بنا پر اللہ احکم الحاکمین کا انکار کرتے ہو جس کی قدرت کا کمال تو یہ ہے کہ وہ چاہے تو اپنی قدرت کے کلمہ کُنْ سے تمام کائنات کو ایک لمحے میں تخلیق کر دے مگر اس نے اپنی مشیت و حکمت سے دو دنوں یعنی اتوار اور پیر کے روز اس وسیع و عریض ہموار زمین کو پھیلا دیا، اور پھر زمین ہی سے پہاڑوں کو پیدا کر کے ان کو اس کے اوپر گاڑ دیا تاکہ زمین ادھر ادھر نہ ڈولے، زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لئے دو روز یعنی منگل اور بدھ کے روز اس میں پانی کے ذخائر رکھے جن کی بدولت ہی زمین پر نباتی، حیوانی اور انسانی زندگی ممکن ہوئی، زمین کو پیداوار کی صلاحیت بخشی، زمین کی خشکی و تری میں ہر قسم کی مخلوق کی خوراک و ضروریات کے مطابق جمادات و نباتات کی بے شمار اقسام رکھیں، جیسے فرمایا

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝۳۱ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝۳۲ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝۳۳ [1]

---

[1] النازعات ۳۱ تا ۳۳

ترجمہ:اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے سامان زیست کے طور پر تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔

فَجُعِلَتِ الأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ

اس طرح زمین اور اس کے متعلقات کی تخلیق پورے چار دنوں میں مکمل ہوگئی۔ (۱)

پھر اس نے آسمانوں کی تخلیق کا قصد کیا جو دھویں کی شکل میں تھا(یعنی کائنات کی ابتداء میں دھواں دھواں تھی، آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کائنات ابتدا میں دھواں تھی اور اس میں سے اجرام فلکی پیدا کیے گئے،ہاں جدید سائنس یہ کہتی ہے کہ کائنات کی تشکیل ایسے گیسی مادے سے ہوئی جو ہائیڈروجن اور ہیلیم جیسے عناصر سے مرکب تھا اور آہستہ آہستہ گردش کر رہا تھا، یہ دھواں دھار مادہ انجام کار متعدد ٹکڑوں میں بٹ گیا اور اس سے ستارے اور سیارے وجود میں آئے) پھر اللہ کو آسمان و زمین تخلیق کرنے کے لیے کوئی محنت یا کوشش نہیں کرنی پڑی بس اللہ نے دھویں کو حکم فرمایا کہ تم چاہو یا نہ چاہو سیاروں، تاروں اور کہکشاؤں کی شکل میں ڈھل جاؤ ،دونوں نے کہا ہم تیرے فرمانبردار ہیں ہم تیرے ارادے کی مخالفت نہیں کر سکتے چنانچہ وہ اپنے مالک کے فرمان کے مطابق ڈھلتا چلا گیا، الغرض دو دنوں یعنی جمعرات اور جمعہ کے روز سات آسمانوں کی تخلیق فرمائی، سورج، چاند اور ستاروں کی گردش مقرر فرمائی، آسمان دنیا کو ان گنت ستاروں، کہکشاؤں اور سیاروں سے مزین فرمایا جو زمین پر چمکتے ہیں اور ان شیاطین کی نگہبانی کرتے ہیں جو ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے اوپر چڑھنا چاہتے ہیں، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ:یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے،ان کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا،الایہ کہ کچھ سن گن لے لے اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ:ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر شیطان سرکش سے اس کو محفوظ کر دیا ہے،یہ شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں سن سکتے ہر طرف سے مارے اور ہانکے جاتے ہیں اور ان کے لیے پیہم عذاب ہے تاہم اگر کوئی ان میں سے کچھ لے اڑے تو ایک تیز شعلہ

(۱) صحیح بخاری کتاب تفسیرسُورَۃُ حم السَّجْدَةِ

(۲) الحجر۱۶تا۱۸

(۳) الصافات۶تا۱۰

اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اللہ نے مختلف بازو والی نورانی مخلوق فرشتوں کو پیدا کیا، جیسے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① [1]

ترجمہ: تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے (ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور انہیں مختلف کاموں پر مقرر فرما دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور اتوار کے دن اس میں پہاڑوں کو پیدا کیا اور پیر کے دن درخت کو پیدا کیا اور کام کاج کی چیزیں (مختلف دھاتیں) منگل کو پیدا کیں اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلائے، اور سب سے آخری مخلوق آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد رات تک بنایا۔ [2]

اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر اپنی شان کے لائق اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہے، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴ [3]

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں، خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ

[1] فاطر ا

[2] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ ابْتِدَاءِ الْخَلْقِ وَخَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ علیہ السلام ۷۰۵۴، صحیح ابن حبان ۶۱۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۷۷۰۵، مسندابی یعلی ۶۱۳۲

[3] الاعراف ۵۴

شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝۳ ⁽¹⁾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہو کر کائنات کا انتظام چلا رہا ہے کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے اِلا یہ کہ اس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے، یہی اللہ تمہارا رب ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو، پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۝۲ ⁽²⁾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں، پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا، اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقتِ مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے، وہ نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے شاید کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۝۵ ⁽³⁾

ترجمہ: وہ رحمان (کائنات کے) تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔

اۨلَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ ۛۚ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا ۝۵۹ ⁽⁴⁾

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمن اس کی شان بس کسی جاننے والے سے پوچھو۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ ؕ يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيۡهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۝۴ ⁽⁵⁾

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

یہ عظیم الشان کائنات ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے جو کوئی کام عبث نہیں کرتا، جیسے فرمایا:

---

(1) یونس ۳

(2) یونس ۳

(3) طٰہٰ ۵

(4) الفرقان ۵۹

(5) الحدید ۴

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ (1)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿١٦﴾ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٧﴾ (2)

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے، اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے۔

وہ مخلوقات کی تمام حرکات وسکنات سے آگاہ ہے اس لئے دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ نے جو ہدایت نازل فرمائی اس پر ایمان لاؤ اور باطل معبودوں کی پرستش سے تائب ہو کر اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں جھک جاؤ۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ

اب بھی یہ روگردان ہوں تو کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے اتارتا ہوں جو مثل عادیوں

وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

اور ثمودیوں کی کڑک کے ہوگی، ان کے پاس جب ان کے آگے پیچھے سے پیغمبر آئے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو

قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾ (حم السجدۃ ۱۴،۱۳)

انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا ہم تو تمہاری رسالت کے بالکل منکر ہیں۔

انبیاء کی تکذیب عذاب الٰہی کا سبب:

ہر طرح کے دلائل وبراہین کے باوجود اب بھی یہ لوگ اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ الٰہ اور معبود صرف وہی ہے جس نے یہ وسیع وعریض زمین اور بے حد وحساب پھیلی ہوئی کائنات بنائی ہے، خشکی وتری میں بے شمار انواع کی جاندار مخلوقات کو پیدا کر کے ان کے رزق کا بندوبست فرمایا ہے، اور اپنی جہالت پر اصرار ہی کیے چلے جاتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسروں کو بھی، جو حقیقت میں اس کے مخلوق ومملوک ہیں، معبود بنائیں گے اور اللہ کی ذات وصفات اور حقوق واختیارات میں انہیں اس کا شریک ٹھہرائیں گے، تو آپ ان سے کہہ دیں کہ اب تمہیں قوم عاد وثمود کی طرح کے اچانک ٹوٹ پڑنے والی کڑک کے عذاب کی کسر باقی رہ گئی ہے کہیں تمہاری شامت اعمال بھی تمہیں انہی میں سے نہ کر دے، کہیں اللہ کا عذاب تمہارا ملیا میٹ نہ کر کے رکھ دے، اللہ کا عذاب تمہاری جڑ کاٹ کر نہ رکھ دے، اللہ نے ان کی قوم میں بھی یکے بعد دیگرے لگاتار بشر رسول بھیجے، جو بستی بستی گاؤں گاؤں اللہ کا پیغام لیکر پھرتے رہے، رسولوں نے اپنی قوموں کو ہر پہلو سے باطل معبودوں کی لاچاری وبے اختیاری اور اللہ کی وحدانیت وربوبیت کو سمجھانے کی کوشش کی، انہیں صراط مستقیم پر لانے کے لئے کوئی تدبیر اختیار کرنے میں

(1) المومنون ۱۱۵

(2) الانبیاء ۱۷،۱۶

کسر نہ اٹھار کھی لیکن ان کی آنکھوں میں چربی چڑھی ہوئی تھی اور دماغوں میں رعونیت بسی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے بھی اپنے ظلم و کفر کے باعث ایک بشر کو رسول تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، جیسے فرمایا:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ: ذرا انہیں عاد کے بھائی (ہود علیہ السلام) کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا اور ایسے خبردار کرنے والے اس سے پہلے بھی گزر چکے تھے اور اس کے بعد بھی آتے رہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اور کہا کہ چونکہ تم ہماری طرح ہی کے انسان ہو، ہماری طرح کھاتے پیتے ہو، بازاروں میں چلتے پھرتے ہو، شادی بیاہ کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ [۲]

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی ایسا فرشتہ کیوں نہ بھیج دیا گیا جو اس کے ساتھ رہ کر نہ ماننے والوں کو ڈراتا دھمکاتا رہتا؟ یا اس کے لیے غیب سے کوئی خزانہ آپڑتا، یا اس کے پاس کم از کم کوئی ایسا باغ ہوتا جس سے یہ خود کھایا پیا کرتا اور یہ ظالم تو مسلمانوں سے یہاں تک کہتے ہیں کہ تم لوگ تو بس جادو کے مارے ہوئے ایک شخص کے پیچھے چلتے ہو۔

اس لئے ہم تمہیں نبی تسلیم نہیں سکتے اور بطور طنز کہا اگر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس کوئی رسول بھیجنا چاہتا تو وہ کسی فرشتے کو بھیجتا کسی انسان کو نہیں، اس لئے جو دعوت تم دے رہے ہو ہم اس پر ایمان نہیں لاتے، چنانچہ ایک وقت مقررہ پر عذاب الٰہی ان پر ٹوٹ پڑا، جیسے فرمایا:

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور (تمہارے لیے نشانی ہے) ثمود میں جب ان سے کہا گیا تھا کہ ایک خاص وقت تک مزے کر لو مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی، آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب (ایک زبردست کلیجے پھاڑ دینے والی چنگھاڑ) نے ان کو آلیا، پھر نہ ان میں اٹھنے کی سکت تھی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا

اب عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا

---

[۱] الاحقاف ۲۱

[۲] الفرقان ۸،۷

[۳] الذاریات ۴۳تا۴۵

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

جس نے اسے پیدا کیا وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں،

وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ (حم السجدۃ ۱۵،۱۶)

اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا، اور وہ مدد نہیں کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے عاد کو دراز قد اور نہایت زور آور بنایا تھا، جیسے فرمایا:

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ (۱)

ترجمہ: جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی۔

اس قوم کے تیرہ (۱۳) بڑے بڑے قبیلے تھے اور سب کے سب شرک کے اندھیروں میں غرق ہو چکے تھے، ان کی قوت وطاقت نے ان کو فریب میں مبتلا کر دیا اور وہ اپنے اس تکبر میں اپنے ارد گرد کے لوگوں پر قہر اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے تھے، ہود علیہ السلام نے ان کی اس روش پر فرمایا تھا۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا:

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ... ﴿۵۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔

جب ہود علیہ السلام نے انہیں دعوت توحید پیش کی اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے اطاعت کے بجائے سرکشی اختیار کی اور اپنی قوت وطاقت پر نازاں ہو کر کہنے لگے لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو، جیسے فرمایا:

... فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ (۴)

ترجمہ: اچھا تو لے آ اپنا وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر واقعی تو سچا ہے۔

(۱) الفجر ۸

(۲) الشعراء ۱۳۰

(۳) ہود ۵۰

(۴) الاحقاف ۲۲

ہم نہایت طاقتور ہیں ہم عذاب کو روک لینے کی طاقت و قوت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ جس خالق مطلق نے ان کو تخلیق کیا اور ایسی قوت و طاقت سے نوازا ہے وہ ان سے زیادہ زور آور ہے؟ ہود علیہ السلام انہیں دلائل و براہین کے ساتھ اللہ کی وحدانیت، ربوبیت اور رزاقیت کی وعظ و نصیحت کرتے رہے مگر وہ آخر وقت تک ہماری توحید کے دلائل اور ہر سو بکھری نشانیوں کا انکار ہی کرتے رہے، آخر کار جب ایک عرصہ گزر گیا اور اس قوم نے بھی کفر کا راستہ ترک کر کے ایمان و تقویٰ کی راہ اختیار نہ کی تو ہم نے ان چند دنوں میں جو قوم عاد کے لیے منحوس تھے ان پر طوفانی ہوا کا عذاب نازل کر دیا تاکہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں، یہ تند و تیز سرد، سرسراتی ہوئی ہوا ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تک مسلط رہی جو انہیں اٹھا اٹھا کر پٹخ رہی تھی یہاں تک کہ وہ کھجور کے کھوکھلے بوسیدہ تنوں جیسے بن کر رہ گئے، جیسے فرمایا:

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِى يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنزِعُ ٱلنَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا۟ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى ٱلْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّنۢ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھاڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی نظر آتا ہے۔

اس ہوا نے ان کے مکانات کے سوا کچھ باقی نہ چھوڑا

...فَأَصْبَحُوا۟ لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَٰكِنُهُمْ... ﴿٢٥﴾ [3]

ترجمہ: آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔

اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہے، وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہو گا۔

وَ أَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَٰهُمْ فَٱسْتَحَبُّوا۟ ٱلْعَمَىٰ عَلَى ٱلْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَٰعِقَةُ

رہے قوم ثمود، سو ہم نے ان کی بھی راہبری کی پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی جس بنا پر انہیں (سراپا)

ٱلْعَذَابِ ٱلْهُونِ بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَ نَجَّيْنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟

ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان کے کرتوتوں کے باعث پکڑ لیا، اور (ہاں) ایمان دار اور پارساؤں کو ہم نے

---

[1] القمر ۱۹،۲۰

[2] الحاقة ۶ تا ۸

[3] الاحقاف ۲۵

وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ (حم السجدۃ ۱۸،۱۷)

(بال بال) بچالیا۔

رہے ثمود تو ہم نے اتمام حجت کے لیے ان کی طرف صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا اور انہوں نے کفر و شرک اور دوسری اخلاقی برائیوں میں ڈوبی اس قوم کو شرک اور ان برائیوں سے روکا اور دلائل و براہین کے ساتھ توحید کی دعوت پیش کی، جیسے فرمایا

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ [1]

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا، اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے لہذا تم اس سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔

مگر انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کرنے کے بجائے تکذیب اور مخالفت کی اور معجزات کا مطالبہ کیا، جیسے فرمایا:

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ [2]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے، تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے؟ لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے؟۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے مطالبے پر ایک اونٹنی کو معجزہ بنا کر بھیجا اور پانی کی باری مقرر فرمادی، جیسے فرمایا

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ [3]

ترجمہ: صالح علیہ السلام نے کہا یہ (اللہ کی) اونٹنی ہے، ایک دن اس کے پینے کا ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کا، اس کو ہرگز نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آلے گا۔ مگر اس پیشگی سخت تنبیہ کے باوجود انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔

فَعَقَرُوْهَا ... ﴿۱۵۷﴾ [4]

ترجمہ: مگر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

آخر ہم نے ان کے کرتوتوں کی بدولت ایک کلیجے پھاڑ دینے والی چنگھاڑ اور دل پاش پاش کر دینے والے زلزلے کے ساتھ عذاب نازل کیا اور انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹا دیا، جیسے فرمایا:

---

[1] ھود ۶۱

[2] الشعرائ ۱۵۳، ۱۵۴

[3] الشعرائ ۱۵۵ ، ۱۵۶

[4] الشعراء ۱۵۷

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ (۲)

ترجمہ: ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کیے گئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ (۳)

ترجمہ: ہم نے ان پر بس ایک ہی دھماکا چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔

اور اپنی سنت کے مطابق ہم نے ان لوگوں کو اس دردناک عذاب سے پہلے ہی وہاں سے نکال لیا جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر ایمان لائے تھے اور گمراہی و بدعملی سے پرہیز کرتے تھے۔

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا

اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا یہاں تک کہ جب بالکل

مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

جہنم کے پاس آ جائیں گے ان پر ان کے کان پر اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی،

وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ

یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی، وہ جواب دیں گی ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا

كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (حم السجدۃ ۱۹تا۲۱)

فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

قوم ثمود تو تم لوگوں سے زیادہ زور آور تھے، ہم نے انہیں تم سے زیادہ مال و اسباب سے بھی خوب نوازا تھا، ان کا تم سے زیادہ یک بڑے علاقہ پر اقتدار تھا اور انہوں نے تم سے زیادہ اس زمین کو آباد کیا تھا مگر اپنے غلط عقائد اور اعمال کی بدولت انہیں نیست و نابود کر دیا گیا، مگر تم لوگ ذرا اس وقت کا خیال کرو جب جہنم کے تندخو فرشتے اللہ مالک یوم الدین، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں اور حیات بعد الموت کے منکرین کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے سختی کے ساتھ گھیر لائیں گے، پیاس کی شدت سے ان کا برا حال ہو گا، جیسے فرمایا:

---

(۱) ھود ۶۷

(۲) الحاقہ ۵

(۳) القمر ۳۱

وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ [1]

ترجمہ:اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔

مگر جہنم میں دھکیل دینے سے پہلے باقی لوگوں کے آنے تک انہیں روک رکھا جائے گا، پھر جب اول و آخر تمام نسلیں جہنم کے کنارے پر جمع ہو جائیں گی تو یہ لوگ اپنے کفر و شرک کا انکار کر دیں گے کہیں گے کہ میں اپنی ذات کی گواہی کے سوا کسی کی گواہی تسلیم نہیں کرتا، باری تعالیٰ فرمائے گا ٹھیک ہے ہم تیری ذات کی گواہی ہی لے لیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اپنے اعضاء و جوارح کو گواہی دینے کے لیے زبان عطا فرمادے گا چنانچہ ان کے مادی اور جسمانی کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی اور ان کے تمام گناہوں اور لغزشوں کو وہاں اگل دیں گے، اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب تو پرائے اور بیگانے نکلے، جیسے فرمایا:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ [2]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ [3]

ترجمہ: وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

انسان کے اعضا ہی نہیں زمین بھی انسان کے خلاف گواہی دے گی، جیسے فرمایا

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿٢﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿٣﴾ يَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿٥﴾

ترجمہ: اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟ اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ:هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالَ قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ

انس بن مالک سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آپ ہنسے آپ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو میں کس واسطے ہنستا ہوں؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں بندے کی گفتگو پر ہنستا ہوں جو وہ اپنے مالک

---

[1] مریم ۸۶

[2] یٰسین ۶۵

[3] النور ۲۴

سے کرے گا بندہ کہے گا اے مالک! کیا تو مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دے چکا (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا)؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں، بندہ کہے گا میں اپنی ذات کی گواہی کے سوا اپنے اوپر کسی کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا، پروردگار فرمائے گا اچھا آج کے دن کراماً کاتبین کی گواہی اور تیری ذات کی گواہی تجھ پر کفایت کرتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر بندہ کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں سے کہا جائے گا تم بولو، وہ اس کے سارے اعمال بول دیں گے، پھر بندہ کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی تو مجرمین ناراض ہو کر اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تمہارے لیے ہلاکت اور دوری ہو میں تو تمہاری ہی خاطر جھگڑ رہا اور مدافعت کر رہا تھا۔ [1]

قَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَ أَبُو مُوسَى: وَيُدْعَى الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ لِلْحِسَابِ فَيَعْرِضُ عليه ربه عز وجل عَمَلَهُ فَيَجْحَدُ وَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ كَتَبَ عَلَيَّ هَذَا الْمَلَكُ مَا لَمْ أَعْمَلْ! فيق، ل لَهُ الْمَلَكُ: أَمَا عَمِلْتَ كَذَا فِي يَوْمِ كذا في مكان كذا؟ فيقول: لا وعزتك أَيْ رَبِّ مَا عَمِلْتُهُ فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ خُتِمَ عَلَى فِيهِ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ: فَإِنِّي لاحْسَبَ أَوَّلَ مَا يَنْطِقُ مِنْهُ فَخِذَهُ الْيُمْنَى.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کافر اور منافق کو حساب کے لیے بلایا جائے گا اور اللہ عزوجل اس کے سامنے اس کے عمل کو پیش فرمائے گا تو وہ انکار کر دے گا اور کہے گا اے میرے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! اس فرشتے نے میرے ذمے ایسے عمل لکھ دیے ہیں جو میں نے کیے ہی نہیں، فرشتہ کہے گا کیا تو نے فلاں دن، فلاں جگہ فلاں عمل نہیں کیا تھا؟ بندہ جواب دے گا اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم! میں نے یہ عمل نہیں کیا، جب وہ یہ بات کہے گا تو اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں اس کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کی دائیں ران بات کرے گی۔ [2]

ان کی کھالیں جواب دیں گی ہمیں اسی اللہ وحدہ لاشریک نے گویائی کی قوت عطا فرمائی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے، اسی خالق وحدہ لاشریک نے تم کو اپنے ہاتھوں سے پہلی مرتبہ مٹی سے بغیر کسی نمونے کے پیدا کیا تھا، اور دنیا میں انبیاء و مرسلین کے ذریعے تمہیں خبردار کر دیا گیا تھا کہ ایک دن تمہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے مگر تم اس کا انکار کرتے تھے، اس حقیقت کو دیوانے کی ایک بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے تھے، مگر دیکھ لو اللہ کا وعدہ سچا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔

وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ

اور تم (اپنی بد اعمالیوں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں

وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ

گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے، تمہاری اس

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنة للکافر ۷۴۳۹، صحیح ابن حبان ۷۳۵۸، السنن الکبری للنسائی ۱۱۵۸۹، مسندابی یعلی ۳۹۷۷، مستدرک حاکم ۸۷۷۸

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱۰،۳۲۷۱

ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰىكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ (حم السجدۃ ۲۳،۲۲)

بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو گئے۔

تم دنیا میں جرائم کرتے وقت لوگوں سے تو چھپنے کی کوشش کرتے تھے مگر عقیدہ حیات بعد الموت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تمہیں اس بات کا کوئی خوف نہ تھا کہ روز محشر تمہارے اپنے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہ نہ بن جائیں، (اللہ نے تین اعضا کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے کیونکہ اکثر گناہوں کا ارتکاب یہی تین اعضا کرتے ہیں) بلکہ تم تو یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر ہی نہیں ہے، اس لیے تم اللہ کی مقررہ حدوں کو توڑنے اور اپنے مالک کی نافرمانی کرنے میں بہت بے باک تھے، اپنے رب کے بارے میں تمہارے اسی اعتقاد فاسد اور گمان باطل نے کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے تمہیں ہلاکت میں ڈال دیا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: اخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ، أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ، قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ فَقَالَ الآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلاَ يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ يَّشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُكُمۡ وَلَا جُلُوۡدُكُمۡ}[۱] الآيَةَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیت اللہ کے پاس تین آدمی اکٹھے ہوئے اور ان میں دو قریش کے تھے اور ایک ثقیف کا یا دو ثقیف تھے اور ایک قریش کا تھا، ان کے دلوں میں سمجھ کم تھی اور ان کے پیٹوں میں چربی بہت تھی، (ان تینوں) میں سے ایک نے کہا تم لوگوں کا خیال ہے کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سن رہا ہے؟ دوسرا کہنے لگا اگر روز سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ سے بولیں تو نہیں سنتا، دوسرے نے کہا کہ اگر اللہ ہماری اونچی آوازوں کو سنتا ہے تو نیچی آوازوں کو بھی سنتا ہوگا، فرمایا میں نے اس بات کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جس پر یہ آیت ” تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے۔“ نازل ہوئی۔[۲]

خط کشیدہ الفاظ مسند احمد میں ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ أَنَا مَعَ عَبْدِي عِنْدَ ظَنِّهِ بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، اور میں اس کے ساتھ

---

[۱] فصلت : ۲۲

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ حم السجدہ بَابُ قَوْلِهِ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ وَلاَ جُلُودُكُمْ، وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ لاَ يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۴۸۱۶، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ ۲۷۷۵، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ ۳۲۴۸، مسند احمد ۳۶۱۴

ہوں جب وہ مجھے بلائے۔[1]

فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ

اب اگر یہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور اگر یہ (عذرو) معافی کے خواستگار ہوں تو بھی (معذورو) معاف

مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ

نہیں رکھے جائیں گے ،اور ہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی

وَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے تھے ،اور ان کے حق میں بھی اللہ کا قول امتوں کے ساتھ پورا ہوا جو ان سے پہلے جنوں

وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ (حم السجدۃ ۲۴،۲۵)

اور انسانوں کی گزر چکی ہیں، یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے۔

اس حالت میں وہ اللہ مالک یوم الدین سے دنیا میں واپس بھیجنے کی درخواست کریں تا کہ وہ نیک اعمال کر کے آئیں مگر ان کی درخواست کو مسترد کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ [2]

ترجمہ: وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر چھا گئی تھی ہم واقعی گمراہ لوگ تھے، اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی خصلت کے بارے میں فرمایا

...وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ [3]

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے، وہ تو ہیں ہی جھوٹے (اس لیے اپنی اس خواہش کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے)۔

اور اگر وہ توبہ کرنا چاہیں گے تو قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اس کا وقت موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے اور جہنم کی آگ ہی ان کا ٹھکانا ہو گی

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید الجهمية بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ ۷۵۰۵، صحیح مسلم کتاب بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى ۶۸۲۹ ، مسند احمد ۷۹۴۹، مسند ابی یعلی ۳۲۳۲

[2] المومنون ۱۰۶ تا ۱۰۸

[3] الانعام ۲۸

جیسے فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانہ ان کے حصے میں آئے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مستقل اور دائمی سنت ہے کہ جو لوگ دعوت حق کو قبول نہیں کرتے اللہ ان پر ایسے شیاطین جن وانس مسلط کر دیتا ہے جو انہیں کفر وشرک اور دوسرے اعمال بد کو خوشنما بنا کر دکھاتے رہتے تھے، درخشاں مستقبل کے خواب دکھاتے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ صحیح راہ کے مسافر ہیں جیسے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ (۲)

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ ان کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں۔

اس لیے وہ اپنے پیروں پر خود کلہاڑی چلا کر ظلمتوں میں ٹھوکریں کھاتے رہے اور دائمی خسارے کے مستحق قرار پائے، آخر کار اللہ کی قضا و قدر کا فیصلہ عذاب ان پر چسپاں ہو کر رہا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروہوں پر چسپاں ہو چکا تھا، یقیناً وہ خسارے میں رہ جانے والے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کافروں نے کہا اس قرآن کی سنو ہی مت، (اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بے ہودہ گوئی کرو کیا عجب کہ تم غالب آ جاؤ،

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

پس یقیناً ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ (ضرور) ضرور دیں گے،

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

اللہ کے دشمنوں کی سزا یہی دوزخ کی آگ ہے جس میں ان کا ہمیشگی کا گھر ہے، (یہ) بدلہ ہے ہماری

(۱) المومن ۵۲

(۲) الزخرف ۳۶، ۳۷

(۳) مریم ۸۳

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ (حم السجدة ۲۶تا۲۸)

آیتوں سے انکار کرنے کا۔

شیطانی منصوبہ:

مشرکین مکہ نے دعوت اسلام کو روکنے کے لئے ہر ممکن جتن کیے، دعوت اسلام کا مذاق اڑایا، اس کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا، مسلمانوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیسا جس کی وجہ سے ایک بڑی تعداد میں مرد و زن اپنا گھر بار، عزیز و اقارب اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئی مگر ان میں سے کسی نے بھی ان معمولی چیزوں کی خاطر اس عظیم نعمت سے منہ نہ موڑا، کفار مکہ کو خوب تجربہ ہو چکا تھا کہ قرآن مجید اپنے اندر کس بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور اسے سنانے والے محمد ﷺ ہیں، جو صادق و امین ہیں، ان کی زبان مبارک سے جو اس جلیل القدر کلام کو سنے گا وہ آخر کار اس پر ایمان لا کر رہے گا، چنانچہ اپنے ظلم وعناد کے باعث دعوت اسلام کا راستہ روکنے اور اپنا غلبہ حاصل کرنے کے لئے انہوں نے یہ شیطانی منصوبہ بنایا کہ پہلے تو خود اس کلام کو نہ سنو تا کہ اس کلام کا جادو ہم میں سے کسی پر اثر انداز نہ ہو سکے، اور دوسرا کام یہ کرو کہ جب محمد ﷺ یا ان کے اصحاب میں سے کوئی کسی کو یہ کلام سنانے کی کوشش کریں تو خوب تالیاں پیٹو، سیٹیاں بجاؤ، آوازے کسو، اعتراضات کی بارش کر دو، آپس میں چیخ چیخ کر باتیں کرو تا کہ ان کی آواز تمہاری آواز کے مقابلے میں دب جائے اور لاشعوری طور پر بھی حاضرین کے کانوں میں اس کلام کی آواز نہ پہنچ سکے، ممکن ہے اس طرح شور وغل کرنے سے محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس کلام کی تلاوت ہی نہ کر سکیں جسے سن کر لوگ متاثر ہوتے ہیں، چنانچہ انہوں نے اس شیطانی منصوبہ پر عمل کرنا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں کہیں جاتے پیچھے ٹولیوں کی شکل میں چلتے رہتے اور جب وہ کسی کو دعوت اسلام دینے کی کوشش کرتے تو شور وغل مچاتے،

قَالَ مُجَاهِدٌ: {وَالْغَوْا فِيهِ} يَعْنِي: بِالْمُكَاءِ وَالصَّفِيرِ وَالتَّخْلِيطِ فِي الْمَنْطِقِ عَلَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذا قَرَأَ الْقُرْآنَ قُرَيْشٌ تَفْعَلُهُ

مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ''اور بے ہودہ گوئی کرو۔'' سے مراد یہ ہے جب رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھنے لگیں تو سیٹیاں اور تالیاں بجا کر شور مچا دیا کرو جیسا کہ قریش کیا کرتے تھے۔ [۱]

اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ [۲]

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ (اس کی برکت سے) تم پر رحمت ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ان حرکات پر فرد جرم لگائی۔

○ اس جرم میں کہ یہ خود اس دعوت حق پر ایمان نہیں لائے اور کفر و معاصی کی راہ اختیار کی۔

---

[۱] تفسیر طبری ۲۱/۴۶۰

[۲] الاعراف ۲۰۴

- اس جرم میں کہ جو لوگ ایمان لائے ان پر ناحق انسانیت سوز ظلم وستم کیا۔
- اس جرم میں کہ دوسرے لوگوں تک اس آواز کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان جرائم اور دوسرے گناہوں کی پاداش میں روز محشر جہنم کے بدترین عذاب میں جھونک دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا اب چکھو اپنے اعمال کا مزہ جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اور کافر لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں جنوں انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (حم السجدۃ ۲۹)

(تاکہ) ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں، تاکہ وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کی ہٹ دھرمی اور مخالفت حق کے نتائج پر متنبہ فرمایا کہ دنیا میں تو یہ کافر کارندے چند ٹکوں کے لالچ، عہدوں اور قربت میں اپنے لیڈروں، پیشواؤں اور فریب دینے والے شیاطین کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں، نہ تو یہ خود اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور ساتھ ہی دعوت حق کا راستہ روکنے کی ناکام کوشش بھی کر رہے ہیں، مگر جب قیامت کے روز ان پر حقیقت کھلے گی کہ ان کے رہنماؤں نے انہیں اپنے مفادات کے لئے کیسے استعمال کیا تھا اور رسولوں کے مقابلے میں ان سے کیسے غلط کام کرائے تھے، جس کی پاداش میں انہیں جہنم میں جھونکا جانے والا ہے تو یہی وفادار وجانثار کارندے اپنے لیڈروں اور پیشواؤں کو کوسنے لگیں گے اور بیزاری کا اظہار کریں گے اور اپنے غصہ کی تشفی کے لئے رب سے التجا کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں وہ جن وانس ایک بار دکھا دے جنہوں نے گمراہی اور عذاب کی طرف ہماری قیادت کی اور اپنے مفادات کے لیے ہمیں رسولوں کے مقابلے پر کھڑا کیا اور ہمیں جہنم میں ڈالنے کا سبب بنے تاکہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روند کر خوب ذلیل وخوار کریں، اور التجا کریں گے اے اللہ! ان ظالموں کو دوہرا عذاب دے، جیسے فرمایا

...كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ [۱]

ترجمہ: ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لیے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ [۲]

---

[۱] الاعراف ۳۸

[۲] النحل ۸۸

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

(واقعی) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں

اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ

کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو، تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم

اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ

تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لیے

فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (حم السجدة ۳۰ تا ۳۲)

(جنت میں موجود) ہے، غفور ورحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

اللہ کی الوہیت وربوبیت پر استقامت اور اس کا انعام:

کفار ومشرکین کی ہٹ دھرمی اور دعوت حق کی مخالفت کے نتائج پر متنبہ کر دینے کے بعد اہل ایمان کی تسکین قلب کے لئے فرمایا جو لوگ اسلام اور اس کی تعلیمات کو قبول کر لینے کے بعد مرتے دم تک اس پر قائم رہے، اور اسلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی دوسرا عقیدہ یا نظریہ اختیار نہ کیا، اور نہ ہی عقیدہ توحید اور عقیدہ ربوبیت کے ساتھ کسی باطل عقیدے یا نظریہ (شرک) کی آمیزش کی اور اپنی عملی زندگی میں بھی اپنے اعمال کو اللہ کے لئے خالص کر لیا اور اللہ کے عائد کردہ فرائض فرمانبرداری کے ساتھ ادا کرتے رہے، سخت سے سخت حالات، مصائب میں بھی ایمان وتوحید پر قائم رہے، راہ راست پر استقامت اور پختگی کے ساتھ گامزن رہے اور اس سے انحراف نہیں کیا، توحق وباطل کی کشمکش ،مصیبتوں اور مصائب میں اور موت کے وقت اللہ ان کی ہمت بندھانے، تسکین دینے اور ان کے دلوں کو مطمئن کرنے کے لئے ان پر نہایت عزت واکرام والے فرشتے نازل فرماتا ہے جو اس شخص کو خوشخبری دیتے ہیں کہ دنیا میں باطل کی طاقتیں خواہ کتنی ہی بالادست اور چیرہ دست ہوں ان سے خوف زدہ نہ ہو، دنیا میں حق پرستی کی وجہ سے جو تکالیف اور محرومیاں بھی تمہیں سہنی پڑیں ان پر رنج وغم نہ کرو کیونکہ مستقبل میں تمہیں اس کے بدلے جنت میں ایسی نعمتیں اور درجات ملیں گے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر نعمت اور درجہ ہیچ ہے،

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ،قَالَ: قُلْ: رَبِّيَ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَكْثَرُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ:هَذَا

سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک ایسی بات بتلادیں جس کو میں مضبوط تھامے

رہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے پھر اس پر استقامت اختیار کر، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو میرے اوپر سب سے زیادہ ڈر کس چیز کا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی زبان تھامی اور فرمایا اس کا۔ (۱)

اور موت کی سختیوں، قبر کی تاریکیوں، قیامت کے روز پل صراط کے ہولناک منظر کے وقت ثابت قدم رہنے کی ہمت بڑھاتے ہیں اور جنت کے اندر ان کے رب کی طرف سے عطا کردہ اکرام وتکریم پر انہیں مبارک باد دیتے ہیں اور جنت کے ہر دروازے میں داخل ہوتے ہوئے ان سے کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو۔

اس زندگی کو چھوڑ کر جہاں تم جا رہے ہو وہاں کے حالات کا اندیشہ نہ کرو، وہاں تمہارے لئے کوئی غم وخوف نہ ہوگا بلکہ رب کی بخشیش وعنایات ہوں گی، تم اپنے پیچھے جو دنیا چھوڑے جا رہے ہو اس پر بھی کوئی رنج وغم نہ کرو تمہارے اہل وعیال، مال ومتاع کی دین ودیانت کی حفاظت ہمارے ذمے ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، اخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ ، قَالَ: فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریب المرگ آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ نیک آدمی ہو تو اس سے کہتے ہیں کہ اے نفس طیبہ! جو پاکیزہ جسم میں رہا یہاں سے نکل قابل تعریف ہو کر نکل اور روح وریحان کی خوش خبری قبول کر اور اس رب سے ملاقات کر جو تجھ سے ناراض نہیں، فرمایا اس کے سامنے یہ جملے بار بار دہراتے جاتے ہیں حتی کہ اس کی روح نکل جاتی ہے۔ (۳)

اور ثابت قدمی کے لئے ان کی ہمت بڑھانے کے لئے مزید خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی رہے ہیں اور روز قیامت بھی تمہارے ساتھی ہوں گے، اس زندگی میں تم نے اپنی تمناؤں اور خواہش کا گلا گھونٹا ہوا ہے مگر جنت میں تم جن لذات وشہوات کی تمنا کرو گے اللہ تمہیں عنایت فرما دے گا، وہ ایسی لذات ہوں گی جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے قلب میں اس کا خیال گزرا ہے، یہ بے پایاں ثواب اور ہمیشہ رہنے والی نعمت، مہمانی اور ضیافت رحم وکرم اور بخشش ومغفرت کرنے والی ہستی کی طرف سے ہوگا جس نے تمہارے گناہوں کو بخش دیا ہے یہاں تک کہ تمہاری تمنائیں اور خواہش ختم ہو جائیں گی مگر رب کی طرف سے نعمتوں کا نزول جاری وساری رہے گا۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ۱۵۹، جامع ترمذی ابواب الزھد بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ۲۴۱۰، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ ۳۹۷۲، مسند احمد۱۵۴۱۸، صحیح ابن حبان ۵۶۹۹، سنن الدارمی ۲۷۵۳

(۲) الرعد۲۴

(۳) مسند احمد۸۷۶۹، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ۴۲۶۲

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾

اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں،

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا

عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِ

جیسے دلی دوست، اور یہ بات انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے

لَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ

بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا، اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو،

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾ (حم السجدۃ ۳۳ تا ۳۶)

یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان:

مکہ مکرمہ میں اس وقت حالت یہ تھی کہ دعوت حق کا مقابلہ انتہائی ہٹ دھرمی اور سخت جارحانہ مخالفت سے کیا جارہا تھا، جس میں اخلاق، انسانیت اور شرافت کی تمام حدیں توڑ ڈالی گئی تھیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے خلاف ہر جھوٹ بولا جارہا تھا، ہر طرح کے ہتھکنڈے سے رسول اللہ ﷺ کو بدنام کرنے اور آپ ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے استعمال کیے جارہے تھے، رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات چسپاں کیے جارہے تھے اور مخالفانہ پروپیگنڈا کرنے والوں کی ایک فوج آپ ﷺ کے خلاف دلوں میں وسوسے ڈالتی پھر رہی تھی، ہر قسم کی اذیتیں آپ ﷺ کو اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دی جارہی تھیں، جو شخص بھی مسلمان ہونے کا اظہار کرتا تھا اسے یکایک یہ محسوس ہوتا تھا کہ اس نے خونخوار درندوں کے جنگل میں قدم رکھ دیا ہے جہاں ہر ایک اسے پھاڑ کھانے کو دوڑ رہا ہے، اور اس سے آگے بڑھ کر جس نے اسلام کی تبلیغ کے لئے زبان کھولی اس نے گویا درندوں کو پکار دیا کہ آؤ مجھے بھنبھوڑ ڈالو، جس سے تنگ آ کر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنا وطن چھوڑ کر نکل جانے پر مجبور ہو گئی تھی، پھر آپ کو تبلیغ سے روک دینے کے لئے یہ پروگرام بنایا گیا کہ اس کلام کو لوگوں تک پہنچنے ہی نہ دیا جائے، چنانچہ اس مقصد کے لیے ہلڑ مچانے والوں کا ایک گروہ ہر وقت آپ ﷺ کی تاک میں لگا رہتا تھا اور جب آپ دعوت حق کے لئے زبان کھولتے تو وہ اتنا شور برپا کرتے کہ کوئی آپ کی بات نہ سن سکتا تھا، یہ ایسے ہمت شکن حالات تھے جن میں بظاہر دعوت کے تمام راستے مسدود نظر آتے تھے، ان حالات میں اہل ایمان کو تسکین دینے اور ہمت بندھانے کے بعد فرمایا کہ کسی شخص کا اللہ کو اپنا رب مان کر سیدھی راہ اختیار کر لینا اور اس سے پیچھے نہ ہٹنا بلاشبہ اپنی جگہ بڑی اور بنیادی نیکی ہے لیکن کمال درجے کی نیکی یہ ہے کہ شدید مخالفت کے ماحول میں بھی جہاں اسلام کا اعلان و اظہار کرنا اپنے اوپر مصیبتوں کو دعوت دینا ہو آدمی ڈٹ کر اللہ وحدہ لاشریک

کی الوہیت وربوبیت کااعلان کردے اور نتائج سے بے پرواہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دے ایسے ہی لوگوں کااللہ کے ہاں بڑامرتبہ ہے، جیسے فرمایا

وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَٰفِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾ (۱)

ترجمہ: ہر شخص کادرجہ اس کے عمل کے لحاظ سے ہے اور تمہارارب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں۔

کیونکہ موذن لوگوں کوحی الصلاۃ پکار کرلوگوں کواللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلاتاہے، اس لیے ان کی فضیلت میں یہ روایت ہے،

مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

امیرمعاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن موذن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے(یعنی اپنے اس عمل کی وجہ سے دور سے پہچانے جائیں گے کہ یہ لوگوں کو اللہ کی بندگی کی پکار کرتے تھے)۔(۲)

اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی اللہ کے حکم کی اطاعت اور عمل صالحہ اختیار کرے تاکہ کسی کو دین اسلام اور اس کے علمبرداروں پر انگلی اٹھانے کا کوئی موقعہ نہ ملے، اور مخالفتوں کے توڑنے کا پہلا اخلاقی نسخہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ نیکی اور بدی یکساں نہیں بلکہ ان میں عظیم فرق ہے، تم برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالو یعنی قول وفعل سے برائی کا بدلہ احسان کے ساتھ، ظلم وزیادتی کا بدلہ عفو کے ساتھ، غصہ وغضب کا صبر کے ساتھ، بے ہودگیوں کا جواب چشم پوشی کے ساتھ، ناپسندیدہ باتوں کا جواب برداشت اور حلم کے ساتھ، قطع رحمی کا صلہ رحمی کے ساتھ اور جہالت پر بردباری کے ساتھ دیا جائے، جیسے فرمایا

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ... (۳)

ترجمہ: اے نبی برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو بہترین ہو۔

قَالَ عُمَرُ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] مَا عَاقَبْتَ مَنْ عَصَى اللَّهَ فِيكَ بِمِثْلِ أَنْ تُطِيعَ اللَّهَ فِيهِ

سیدناعمرفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایاجوتمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے توتم اسے اس سے بڑھ کراور کوئی سزانہیں دے سکتے کہ تم اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو۔(۴)

مگراس کے لئے بڑادل گردہ، بڑاعزم، بڑاحوصلہ، بڑی قوت برداشت، بڑاضبط وتحمل، بڑاصبراوراپنے نفس پر بہت بڑاقابودرکارہے، اور یہ اوصاف ان لوگوں کوحاصل ہوتے ہیں جن کے لیے جنت میں جانالکھ دیا گیاہو، جس کے ذریعے سے بندے کودنیاوآخرت میں رفعت عطاہوتی ہے اور یہ مکارم اخلاق میں سب سے بڑی خصلت ہے، اگرآپ نے اپنے نفس کوعقل وشعور کے تابع کرلیا توآپ کوعظیم فائدہ حاصل

---

(۱) الانعام ۱۳۲

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ، وَثَوَابِ الْمُؤَذِّنِينَ ۷۲۵،صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهِ ۸۵۲،مسنداحمد۱۳۷۸۹،المعجم الکبیرللطبرانی ۷۳۶،صحیح ابن حبان ۱۶۶۹،مسندابی یعلی ۷۳۸۴

(۳) المومنون ۹۶

(۴) الدر المنثور۲۲؍۷

ہو گا،اس طرح کے طریقہ کار سے تمہارے دشمن اپنی کمینہ چالوں، ذلیل ہتھکنڈوں اور رکیک حرکتوں سے باز آجائیں گے اور تمہارے قریبی اور انتہائی مشفق دوست بن جائیں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ:أَمر الله الْمُؤمِنِينَ بِالصبرِ عِنْد الْغَضَب والحلم عِنْد الْجَهْل وَالْعَفو عِنْد الإِساءة فَإِذا فعلوا ذَلِك عصمهم الله من الشَّيْطَان وخضع لَهُم عدوهم {كَأَنَّهُ ولي حميم}

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر سے کام لیں اور جہالت کے وقت حلم اور بردباری کا مظاہرہ کریں،اور برے سلوک کے جواب میں عفوو درگزر کا ثبوت دیں،اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان سے بچالے گا اور ان کا دشمن اس کے لیے اس طرح ہو جائے گا جیسے گرم جوش دوست ہو۔[1]

مگر دنیا میں قلیل التعداد ایسے خبیث شخص بھی ہیں جن کے ساتھ کچھ بھی احسان و بھلائی کریں اس کا زہریلا پن زرہ برابر بھی کم نہیں ہوتا،اور اپنی قوت فیصلہ و قوت ارادی کے زعم میں مبتلا نہ ہو جانا یہ شیطان کا دوسرا اور خطرناک وار ہے اس لئے جب کبھی شیطان کا اشتعال محسوس کرو تو اس کے شر سے بچنے کے لئے فوراً اللہ کی پناہ طلب کرو، جیسے فرمایا

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو،اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔

اسی مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ [3]

ترجمہ:اے نبی(صلی اللہ علیہ وسلم) ! برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو بہترین ہو جو کچھ باتیں وہ تم پر بناتے ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہیں،اور دعا کرو کہ پروردگار! میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بلکہ اے میرے رب! میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پڑھتے میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں جو سننے والا اور جاننے

[1] الدر المنثور۷؍۳۲۷،صحيح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورة حٰم السجدة قبل الحديث ۴۸۱۶، السنن الكبرى للبيهقی۱۳۲۹۹

[2] الاعراف ۱۹۹، ۲۰۰

[3] المومنون۹۶تا۹۸

والا ہے، مردود شیطان سے یعنی اس کے وسوسوں اس کے تکبر اور اس کے پیدا کردہ بے ہودہ خیالات سے۔ [۱]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ، فَآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ، فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ

اسی ضبط وتحمل اور نفس پر قابو کے بارے میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام بھی تھے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور انہیں اذیت دی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، اس نے پھر دوسری مرتبہ اذیت دی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، اس نے پھر تیسری مرتبہ اذیت دی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور انہوں نے بھی جواب میں اسے ایک سخت بات کہہ دی، جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے بدلہ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کے کہے پر جھٹلا رہا تھا جب تم نے اس سے بدلہ لیا تو فرشتے کی جگہ شیطان آ گیا میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ [۲] اور یقین رکھو کہ اللہ بے خبر نہیں ہے، وہ ہر بات کو سننے والا اور جاننے والا ہے اور وہی پناہ کے طلب گاروں کو پناہ دے سکتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا

اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ

لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ

اس اللہ کے لیے کرو جس نے سب کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے تو، پھر بھی اگر یہ کبر و غرور کریں تو وہ (فرشتے)

عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۝۳۸ (حم السجدۃ ۳۸،۳۷)

جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور (کسی وقت بھی) نہیں اکتاتے۔

مخلوق کو نہیں خالق کو سجدہ کرو:

عرب میں مظاہر پرست بھی تھے، جو سورج و چاند اور دوسرے سیاروں کی پرستش کرتے تھے، ان کو حقیقت سمجھانے کے لیے فرمایا لوگو! یہ

[۱] سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ بَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۷۷۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۲۴۲، مسنداحمد ۱۱۴۷۳

[۲] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الِانْتِصَارِ ۴۸۹۶

دن و رات، یہ چاند و سورج اللہ کے مظاہر نہیں ہیں کہ یہ سمجھنے لگو کہ اللہ ان کی شکل میں خود اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے بلکہ یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں جو اس کے کمال قدرت، نفوذ مشیت، لامحدود قوت اور بندوں پر بے پایاں رحمت پر دلالت کرتی ہیں، ان نشانیوں پر غور و تدبر کر کے تم کائنات اور اس کے نظام کو سمجھ سکتے ہو، اور یہ اچھی طرح جان سکتے ہو کہ انبیاء و مرسلین جو دعوت دے رہے ہیں وہ حق ہے، رات کو سورج کا چھپنا اور چاند کا نکل آنا تا کہ تم چاند کی ٹھنڈی میٹھی روشنی میں آرام حاصل کر سکو اور دن کو چاند کا چھپنا اور سورج کا نمودار ہو جانا تا کہ تمہیں کسب معاش میں پریشانی نہ ہو، پھر یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کا آنا جانا اور کبھی رات کا لمبا اور دن کا چھوٹا ہونا اور کبھی اس کے برعکس دن کا لمبا اور رات کا چھوٹا ہونا، اسی طرح سورج اور چاند کا اپنے اپنے وقت پر طلوع و غروب ہونا اور اپنے اپنے مدار پر اپنی منزلیں طے کرتے رہنا اور آپس میں باہمی تصادم سے محفوظ رہنا وغیرہ صاف طور پر دلالت کر رہا ہے کہ ان کا یقیناً کوئی خالق اور مالک ہے، نیز وہ ایک اور صرف ایک ہے اور کائنات میں صرف اسی کا تصرف اور حکم چلتا ہے، اگر اس کائنات میں تدبیر و حکم کا اختیار رکھنے والے ایک سے زیادہ ہوتے تو یہ نظام کائنات ایسے مستحکم طریقہ سے کبھی نہیں چل سکتا تھا، جیسے فرمایا

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ ان سے کہو! اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام کو پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ... ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین و آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔

سورج چاند وغیرہ بھی تمہاری طرح اللہ کی مجبور و لاچار مخلوق ہیں، اور انہیں کسی طرح کا کوئی قدرت یا اختیار حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے روز اول سے ان کے لیے جو ضابطہ مقرر فرما دیا ہے اسی کے مطابق وہ اپنے راستے پر گردش کرتے ہوئے اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں، کیونکہ سجدہ کرنے کے لائق خالق و رازق ہوتا ہے مخلوق نہیں اس لئے مظاہر قدرت کو اپنا معبود سمجھ کر ان کی رسوم عبادت بجالانے کے بجائے خالق عظیم کی بندگی کرو اور اسی کے لئے اپنے دین کا خالص کرو، لیکن اگر یہ لوگ غرور و تکبر میں مبتلا ہو کر اللہ کی بندگی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی آیات و براہین کے سامنے سرتسلیم خم نہیں کرتے تو یہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ جہانوں سے بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے ، اس کے مقرب فرشتے شب و روز اس کی تسبیح و تحمید بیان کرتے ہوئے اکتاتے نہیں ہیں، جیسے فرمایا

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ [3]

---

[1] بنی اسرائیل ۴۲

[2] الانبیاء ۲۲

[3] الانعام ۸۹

ترجمہ: اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پرواہ نہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے جو اس سے منکر نہیں ہیں۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ

اس اللہ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے، پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہی تر و تازہ ہو کر

اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ (حم السجدة ۳۹)

ابھرنے لگتی ہے، جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، بیشک وہ ہر (ہر) چیز پر قادر ہے۔

حیات بعد الموت پر ایک دلیل:

اور اللہ تعالیٰ کی بیشمار نشانیوں میں سے زمین بھی ہے، جو اس کے کمال قدرت، ملکیت و تدبیر کائنات اور وحدانیت میں منفرد ہونے پر دلالت کرتی ہیں فرمایا یہ تمہارے روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ زمین مردہ پڑی ہوئی ہے اور اس کے اندر کوئی نباتات پیدا نہیں ہو رہی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہاں بارش برسا دی، پانی کے چند چھینٹے پڑتے ہی اسی مردہ زمین میں زندگی کے چشمے ابلنے لگتے ہیں، اسی مردہ زمین کی تہوں میں دبی ہوئی بیشمار مردہ نباتات لہلہا اٹھتی ہیں، پھر یہی زمین انواع و اقسام کے خوش ذائقہ پھل اور دوسری نباتات پیدا کرتی ہے جس سے تمام بندوں اور زمین کی زندگی ہوتی ہے، بے شمار حشرات الارض جن کا نام و نشان تک گرمی کے زمانے میں باقی نہ رہا تھا یک پھر اسی شان سے نمودار ہو گئے جیسے پہلے دیکھے گئے تھے، یہ سب کچھ تم اپنی زندگی میں بار بار دیکھتے رہتے ہو اور پھر نبی ﷺ کی زبان سے یہ سنکر حیرت زدہ ہوتے ہو کہ اللہ تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا، حالانکہ جس طرح اللہ بارش کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ اور روئید گی کے قابل بنا دیتا ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے میں بھی بے بس و عاجز نہیں، اللہ تعالیٰ یقیناً جن و انس کے اعمال کی جزاء کے لئے انہیں زندہ کرے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ (کچھ) ہم سے مخفی نہیں، (بتلاؤ تو) جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا

يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ (حم السجدة ۴۰)

وہ جو امن و امان کے ساتھ قیامت کے دن آئے؟ تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ وہ تمہارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے۔

دعوت اسلام کو زک پہنچانے کے لئے کفار مکہ کی ایک چال یہ بھی تھی کہ وہ اللہ کا کلام سن کر جاتے پھر اپنے غلط عقائد و نظریات کے اثبات کے لئے کسی آیت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر، کسی آیت میں لفظی تحریف کر کے، کسی فقرے یا لفظ کو غلط معنی پہنا کر طرح طرح کے اعتراضات جڑتے اور لوگوں کو بہکاتے پھرتے، اللہ تعالیٰ نے انہیں وعید فرمائی کہ وہ لوگ جو اللہ کی قدرتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پوری ہٹ دھرمی کے ساتھ مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اللہ کے نازل کردہ پاکیزہ کلام میں ٹیڑھ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا} الْإِلْحَادُ:هُوَ أَنْ يُوضَعَ الْكَلَامُ عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ''بیشک جولوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ (کچھ) ہم سے مخفی نہیں۔'' کے بارے میں فرمایا الحاد یہ ہے کہ کلام کو اس کے اپنے مقام کے بجائے غیر مقام پر رکھا جائے۔ (۱)

جس سے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالتے ہیں اللہ ایسے ملحدین کے ظاہر و باطن سے خوب باخبر ہے، اور یہ اللہ کے درد ناک عذاب سے بچ نہیں سکیں گے، یہ اپنی چالوں، سازشوں، جھوٹے پروپیگنڈے اور اپنی مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیں مگر یہ اللہ کی مشیت کو روک دینے پر قادر نہیں ہیں، اب ان کی مرضی ہے جو راستہ چاہیں پسند کر لیں، اگر چاہیں تو ہدایت کا راستہ اختیار کر لیں جو اللہ کی رضا اور جنت کی منزل ہے اور چاہیں تو گمراہی کے راستے کو اختیار کر لیں جو اللہ کی ناراضی اور بدبختی کی منزل پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ بیشک جو اچھا یا برا عمل تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اور تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں اس کی جزا دے گا، جیسے فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ﴿۲۹﴾ (۲)

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے، ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ إِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَأْتِيْهِ

جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچ جانے کے باوجود اس سے کفر کیا (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں) یہ باوقعت کتاب ہے،

الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾

جس کے پاس باطل پھٹک نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ إِنَّ رَبَّكَ

والے (اللہ) کی طرف سے، آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے، یقیناً آپ کا رب

لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ أَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ (حم السجدۃ ۴۱تا۴۳)

معافی والا اور دردناک عذاب والا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے اللہ کا جلیل القدر کلام آیا جس میں انہیں دلائل

---

(۱) تفسیر طبری ۲۱/۴۷۸

(۲) الکہف ۲۹

وبراہین کے ساتھ دعوت توحید دی گئی، معبودان باطلہ کی بے بسی ولاچاری بیان کی گئی، دعوت حقہ کو نہ ماننے والی اقوام کے عبرت ناک واقعات بیان کیے گئے مگر انہوں نے اس سے کچھ سبق حاصل نہ کیا اور محض اپنے بغض وعناد میں اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے کئی جگہوں پر دعویٰ کیا کہ یہ ایسی عظیم الشان منزل کتاب ہے جس میں بیان کردہ حقائق اور واقعات کو غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا، شیاطین جن وانس میں سے کوئی اس میں چوری، دخل اندازی یا کمی بیشی کے ارادے سے قریب بھی نہیں آسکتے، یہ اپنی تنزل میں محفوظ اور اس کے الفاظ ومعانی ہر تحریف سے مامون ومحفوظ ہیں کیونکہ یہ اس ہستی کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو اپنے اقوال وافعال میں حکیم ومحمود ہے اور اسی نے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۞ ⁽¹⁾

ترجمہ: بے شک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور چودہ سو سال سے زائد کی مدت نے ثابت کر دیا کہ اللہ کا یہ دعویٰ سچا ہے، کفار ومشرکین کی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود یہ کتاب پوری آب وتاب کے ساتھ دنیا میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی، ان شاء اللہ، چنانچہ اے نبی ﷺ! جس طرح یہ مشرکین اللہ وحدہ لاشریک کی دعوت پر تعجب کرتے اور ہر ممکن طریقے سے اس دعوت کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے ہیں، تمہیں بشر رسول تسلیم نہیں کرتے، جیسے فرمایا

...قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا... ۞ ⁽²⁾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ دادا سے ہوتی چلی آرہی ہے۔

...الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۞ ⁽³⁾

ترجمہ: اور ظالم آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے پھر کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنس جاؤ گے؟۔

...مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۞ ⁽⁴⁾

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ یہ شخص اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک بشر اور انسان ہے تم ہی جیسا وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم لوگ پیتے ہو۔

---

(1) الحجر ۹

(2) ابراہیم ۱۰

(3) الانبیاء ۳

(4) المومنون ۳۳

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ [1]

ترجمہ: تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے؟ لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔

تم سے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں، اس کتاب کو تمہاری تصنیف کہتے ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں۔

تمہیں شاعر اور مجنون کے القابات سے نوازتے ہیں، جیسے فرمایا

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ... ﴿۵﴾ [3]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہے بلکہ یہ شخص شاعر ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ [4]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ [5]

ترجمہ: پھر بھی یہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور کہا کہ یہ تو سکھایا پڑھایا باولا ہے۔

تمہاری تعلیم کا مذاق اڑاتے ہیں، اسی طرح کی حجت بازیاں پہلی اقوام بھی اپنے رسولوں سے کر چکی ہیں، جیسے فرمایا

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ [6]

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے، ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔

کیونکہ کفر و شرک میں ان کے دل ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اس لیے ان کے اقوال بھی ایک دوسرے سے مشابہ ہیں،

عَنْ قَتَادَة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ: مَا يُقَالُ لَكَ مِنَ التَّكْذِيبِ إِلا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ، فَكَمَا كُذِّبْتَ فَقَدْ كُذِّبُوا وَكَمَا صَبَرُوا عَلَى أَذَى قَوْمِهِمْ لَهُمْ فَاصْبِرْ عَلَى أَذَى قَوْمِكَ إِلَيْكَ

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آپ کی تکذیب میں بھی وہی کچھ کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے پیغمبروں سے کہا گیا تھا، جیسے آپ کی تکذیب کی جارہی ہے ان کی بھی تکذیب کی گئی تھی، لہذا جس طرح انہوں نے اپنی قوم کی طرف سے ایذا پر صبر کیا تھا آپ بھی اپنی قوم کی تکلیفوں

---

[1] الشعراء ۱۵۴

[2] الفرقان ۵

[3] الانبیاء ۵

[4] الطور ۳۰

[5] الدخان ۱۴

[6] الذاریات ۵۲

پر صبر کریں۔ [1]

کفار کو توبہ اور اسباب مغفرت کی طرف آنے کی دعوت دی کہ جو اللہ کی طرف رجوع کر لے اور اعمال صالحہ اختیار کرے تو بیشک تمہارا رب لوگوں کی توبہ قبول کرتا اور ان کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو تکبر کرتے ہوئے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور دعوت ایمان قبول نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو بڑی دردناک سزا دینے والا بھی ہے، جیسے ارشاد فرمایا

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب

وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ

ان کے کانوں میں تو (بہرہ پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھاپن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے

بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ

پکارے جا رہے ہیں، یقیناً ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر (وہ) بات نہ ہوتی

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ

(جو) آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی مقرر ہو چکی ہے تو ان کے درمیان (کبھی) کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، یہ لوگ تو

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ

اسکے بارے میں سخت بے چین کرنے والے شک میں ہیں، جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام

فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ (حم السجدة ۴۴ تا ۴۶)

کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۷۳/۱۰

[2] الحجر ۴۹،۵۰

مشرکین مکہ کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ رسول اللہ جس کلام کو اللہ کا کلام کہتے ہیں وہ عربی زبان میں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی زبان عربی ہے اس لیے یہ کلام ان کا اپنا تصنیف کردہ ہے اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو عربی کے بجائے کسی اور عجمی زبان میں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ہم اس قرآن کو عربی زبان کے بجائے کسی اور زبان میں نازل کرتے تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ اسے ہماری زبان میں نازل ہونا چاہیے تھا تا کہ ہم اس کو سمجھ سکتے، عجمی زبان تو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، اور اس پر بھی اعتراض کرتے کہ رسول تو عربی زبان جاننے والا ہے مگر اس پر کلام عجمی زبان میں نازل ہوا ہے، جسے یہ خود نہیں جانتے، جیسے فرمایا۔

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ [۱]

ترجمہ: (لیکن ان کی ہٹ دھرمی کا حال تو یہ ہے کہ) اگر ہم اسے کسی عجمی پر بھی نازل کر دیتے اور یہ (فصیح عربی کلام) وہ ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی یہ مان کر نہ دیتے۔

مگر ہم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل کر کے ان کا کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا، اے نبی ﷺ! ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے تو سراسر ہدایت اور جسمانی و روحانی امراض کی شفا ہے، یہ انہیں رشد و ہدایت اور راہ رست کی طرف رہنمائی کرتا ہے مگر جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کو سننے سے محروم اور روگردانی کا شکار ہیں، اور یہ ان کے حق میں اندھا پن ہے جس کی وجہ سے انہیں رشد و ہدایت نظر آتی ہے نہ راہ راست ملتی ہے، جیسے فرمایا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ [۲]

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دور کا شخص دوری کی وجہ سے پکارنے والے کی آواز سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے اسی طرح یہ قرآن ان لوگوں کی عقل و فہم میں نہیں آتا،

قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: مَعْنَاهُ: كَأَنَّ مَنْ يُخَاطِبُهُمْ يُنَادِيهِمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ، لَا يَفْهَمُونَ مَا يَقُولُ

ابن جریر کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ گویا وہ شخص جو ان سے مخاطب ہے وہ انہیں کسی دور جگہ سے آواز دے رہا ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔[۳]

جیسے فرمایا

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ [۴]

---

[۱] الشعراء ۱۹۹،۱۹۸

[۲] بنی اسرائیل ۸۲

[۳] تفسیرابن کثیر ۱۸۴؍۷

[۴] البقرۃ ۱۷۱

ترجمہ:ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک کی پکار کی صدا کے کچھ نہیں سنتے ، یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں،اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

آپ پر کتاب نازل کرنے سے پہلے ہم نے موسی علیہ السلام پر تورات نازل کی تھی،ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا تھا جو یہ لوگ آپ کے ساتھ کر رہے ہیں، بنی اسرائیل میں کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس سے رہنمائی حاصل کی اور کچھ لوگوں نے جھٹلایا اور اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکے،اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سوچنے سمجھنے کے لیے ڈھیل دینے کی بات طے نہ کر دی ہوتی تو اختلاف کرنے والوں پر فوراً عذاب نازل کر دیتا اور ان کا نام ونشان تک مٹا دیتا، جیسے فرمایا:

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ (۱)

ترجمہ:اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدت مقرر نہ کی جا چکی ہوتی توضرور ان کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔

مگر وہ اپنی سنت کے مطابق بندوں کو سوچنے سمجھنے کے لیے مہلت عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا:

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ (۲)

ترجمہ: مگر وہ انہیں ایک مقررہ وقت تک کے لیے مہلت دے رہا ہے، پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اس کلام پر اس لیے ایمان نہیں لا رہے کہ انہوں نے اس پر کوئی غور و تدبر کیا ہے،اور اس میں کوئی کجی تلاش کر لی ہے بلکہ عقل وبصیرت کو بروئے کار لائے بغیر محض جاہلانہ تعصّبات،بغض وعناد اور ذاتی اغراض کی بنا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اس دعوت کی تکذیب کر رہے ہیں، جو کوئی اللہ وحدہ لاشریک،اس کے رسولوں، منزل کتابوں، حیات بعد الموت اور اعمال کی جزاوسزا پر کامل ایمان لائے گا اور سنت رسول میں اعمال صالحہ اختیار کرے گا تو وہ اللہ پر احسان نہیں کرے گا بلکہ اپنے ہی حق میں اچھا فیصلہ کرے گا،اور جو اللہ کی دعوت کی تکذیب کرے گا اور اعمال خبیثہ میں ملوث ہو گا تو وہی اس کے وبال میں گرفتار ہو گا، جیسے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ... ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ:جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے کرے گا،اور جو برائی کرے گا وہ آپ ہی اس کا خمیازہ بھگتے گا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ (۴)

ترجمہ:جس نے کفر کیا ہے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جن لوگوں نے نیک عمل کیا ہے وہ اپنے ہی لیے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں۔

روز محشر اللہ عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو بروئے کار لا کر فیصلہ فرمادے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دے گا،اللہ

(۱) طہ ۱۲۹

(۲) فاطر ۴۵

(۳) الجاثیة ۱۵

(۴) الروم ۴۴

تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے کہ وہ کسی کی نیکی کو ضائع کر دے اور بدکاروں کو ان کی برائیوں کی سزا نہ دے یا ان پر ان کی برائیوں سے بڑھ کر عذاب مسلط کر دے۔

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِہَا وَ مَا تَحۡمِلُ

قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور جو جو پھل اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حمل سے ہوتی ہے

مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ ؕ وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ

اور جو بچے وہ جنتی ہے سب کا علم اسے ہے، اور جس دن اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کو بلا کر دریافت فرمائے گا میرے شریک کہاں ہیں،

قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَہِیۡدٍ ﴿ۚ۴۷﴾ وَ ضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ

وہ جواب دیں گے کہ ہم نے تو تجھے کہہ سنایا کہ ہم میں سے تو کوئی اس کا گواہ نہیں، اور یہ جن (جن) کی پرستش اس سے پہلے کرتے

وَ ظَنُّوۡا مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾ (حم السجدۃ ۴۷،۴۸)

تھے وہ ان کی نگاہ سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب ان کے لیے کوئی بچاؤ نہیں۔

پہلی اقوام کی طرح کفار مکہ بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ سے بطور مذاق بار بار ایک سوال یہ بھی کرتے تھے کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی جس سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں؟ وہ گھڑی کب آئے گی جب برائی کرنے والے کو اس کی برائی کی سزا اور نیکو کاروں کو جزا دی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں ہے، قیامت کی گھڑی ہو یا امور غیب کا علم ہو ان کو اللہ کے سوا کوئی نبی، رسول یا فرشتہ یا بزرگ نہیں جانتا، سب اپنے عجز اور بے بسی کا اقرار کرتے ہیں، جیسے فرمایا

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰىہَا ﴿۴۲﴾ فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰىہَا ﴿۴۳﴾ اِلٰی رَبِّکَ مُنۡتَہٰىہَا ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آ کر ٹھہرے گی؟ تمہارا کیا کام کہ اس کا وقت بتاؤ اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰىہَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ ۚ لَا یُجَلِّیۡہَا لِوَقۡتِہَاۤ اِلَّا ہُوَ ... ﴿۱۸۷﴾ [2]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے وقت کے بارے میں معلوم کیا قیامت کب واقع ہو گی؟

---

[1] النازعات ۴۲تا۴۴

[2] الاعراف ۱۸۷

آپ ﷺ نے فرمایا جس سے پوچھا جاتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں۔ (۱)

اس لئے قیامت کی گھڑی معلوم کرنے کی فکر کرنے کے بجائے اس بات کی فکر کرو کہ جب وہ عظیم گھڑی واقع ہو گی تو تمہیں اپنی گمراہیوں اور گناہوں کا کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ المَسْجِدِ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟، فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ، وَلاَ صَلاَةٍ، وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ:أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

اسی کے بارے میں انس بن مالک سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے، اتنے ایک شخص ہم کو مسجد کے سائبان کے پاس ملا اور بولا اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب قائم ہو گی؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا (اے اللہ کے بندے! وہ تو بہر حال آنی ہی ہے) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کامل کا بیان فرمایا کہ صرف قیامت ہی نہیں بلکہ تمام امور غیب کا علم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے، اس کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے، وہی ان سارے درختوں کے پھلوں کو جانتا ہے جو اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں، اسی کو معلوم ہے کہ کونسی مادہ چاہے بنی آدم میں سے ہو یا تمام حیوانات میں سے حاملہ ہوئی ہے اور کس نے بچہ جنا ہے، اس کی علم کی وسعت تو یہ ہے

۔۔لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۳) ۝۳

ترجمہ: اس سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہوئی ہے نہ زمین میں، نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی، سب کچھ ایک نمایاں دفتر میں درج ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۹ (۴)

---

(۱) صحيح بخارى كتاب الايمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابٌ: الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ ۹۷، سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۶۹۵، مسند احمد ۱۸۴، صحيح ابن حبان ۱۵۹، السنن الكبرى للبيهقى ۲۰۸۷۱، مصنف ابن ابى شيبة ۳۷۵۵۸، شرح السنة للبغوى ۲

(۲) صحيح بخارى كتاب الادب بَابُ عَلاَمَةِ حُبِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لقوله تعالىٰ ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ۶۱۶۷، ۶۱۷۱، صحيح مسلم كتاب ابروالصلة بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ۶۷۱۰، مسند احمد ۱۲۷۶۲، مسندابى يعلى ۳۶۳۲

(۳) سبا ۳

(۴) الانعام ۵۹

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و ترسب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ [1]

ترجمہ: اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے، جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

لہٰذا جو رب اس عظیم الشان کائنات کی تمام چیزوں کا اتنا وسیع علم رکھتا ہے اس کی نظروں سے کسی شخص کے اعمال و افعال اوجھل نہیں ہیں اس لیے اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر دنیا کی رنگینیوں میں مست نہ ہو جاؤ بلکہ آخرت کی فکر کرو، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مشرکین کو ان کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے بار بار ہر ہر مرحلے میں باآواز بلند کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کی تم اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر رسوم عبادت بجالاتے تھے، جنہیں تم معبود حقیقی کو چھوڑ کر مشکلات و مصائب میں پکارتے تھے، مالک حقیقی کے بجائے جن سے آس وامید رکھتے تھے، جن کی محبت میں سرشار ہو کر رسولوں کی دعوت کا مذاق اڑاتے اور ان سے عداوت رکھتے تھے، اپنے دینوی مفادات کے لئے اللہ کے کلام میں تحریف کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ اسوہ میں نئی نئی باتیں داخل کرتے تھے، اس وقت یہ مجرمین ہر طرف نظر دوڑائیں گے کہ عمر بھر جن ہستیوں کی سیوا کرتے رہے، جن سے آس وامیدیں رکھتے تھے، جن کے درباروں پر نذرانے چڑھاتے رہے، جن کی قبروں کو عرق گلاب سے دھوتے رہے، جن کی قبروں پر قیمتی چادریں چڑھاتے رہے، جن کی درگاہوں، خانقاؤں پر لنگر تقسیم کرتے رہے، شاید ان میں سے کوئی مدد کو پہنچ جائے اور ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لے، یا کم از کم سزا میں کمی کرا دے مگر کسی طرف سے کوئی مددگار نظر نہیں آئے گا ان کا گمان جھوٹا ثابت ہو جائے گا تو مایوسی کے عالم میں جواب دیں گے اے ہمارے رب! اب ہم اچھی طرح جان گئے ہیں کہ دنیا میں ہمارا عقیدہ سراسر غلط تھا کہ اللہ کی قدرتوں اور اختیارات میں کوئی شریک ہے، اللہ کے سوا کوئی اور بھی مشکل کشا، حاجت روا، کرنی بھرنی اور ڈوبے بیڑے تیرانے والا بھی ہے، اپنے خود ساختہ معبودوں کی الوہیت اور ان کی شرکت کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے رب! اب ہم میں سے کوئی بھی ان معبودان باطلہ کی الوہیت اور شرکت گواہی دینے والا نہیں ہے، اس وقت وہ اچھی طرح جان لیں گے کہ اب انہیں جہنم میں جھونکا جانے والا ہے اور انہیں اللہ کے سوا کوئی اور پناہ دینے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا:

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ [2]

ترجمہ: اور گنہگار لوگ دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہ پائیں گے۔

یہ ہے اس شخص کا انجام جس نے اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنی آس وامیدوں کا مرکز قرار دیا۔

---

[1] الرعد ۸

[2] الکہف ۵۳

لَا یَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ

بھلائی کے مانگنے سے انسان تھکتا نہیں اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے، اور جو مصیبت اسے

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ

پہنچ چکی ہے اس کے بعد اگر ہم اسے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ اس کا تو میں حقدار ہی تھا اور میں تو خیال نہیں

السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰی رَبِّیْۤ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی ۚ

کرسکتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس واپس گیا تو بھی یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی بہتری ہے،

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۰﴾ وَ اِذَاۤ

یقیناً ہم ان کفار کو ان کے اعمال سے خبردار کریں گے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے، اور جب

اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اسے مصیبت پڑتی ہے ت

فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ﴿۵۱﴾ (حم السجدۃ ۴۹ تا ۵۱)

و بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔

انسان کی سرکشی کا حال:

دنیا میں ہر طرح کے انسان بستے ہیں، انبیاء اور صلحاء بھی انسان ہی ہوتے ہیں مگر یہ اللہ پر غیر متزلزل یقین و بھروسہ رکھتے ہیں، کچھ ایسے انسان ہوتے ہیں جو دنیا کے طالب نہیں ہوتے بلکہ ان کے سامنے ہر وقت آخرت کی فکر ہی ہوتی ہے، ایسے لوگوں کو کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ کی رحمت و فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ وہ آزمائشوں کو بھی گناہوں کا کفارہ اور رفع درجات کا باعث گردانتے ہیں اور آزمائشوں پر رب کی پناہ اور نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں اور کچھ غالب اکثریت کم ظرف اور چھچھورے انسان بھی ہوتے ہیں جن کا مطمع نظر صرف دنیا ہوتا ہے، جو اکثر و بیشتر دینوی نعمتوں یعنی فوز و فلاح، مال و اولاد اور دیگر دنیاوی مطالب و مقاصد کے لئے لمبی لمبی دعائیں کرتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے، اگر انہیں دنیا کی ہر چیز مل جائے تب بھی وہ مزید دنیا طلبی میں لگے رہتے ہیں مگر ان کے اعمال بد کے سبب ان پر جب کوئی مصیبت یعنی بیماری، فقر اور مختلف مصائب وارد ہو جاتی ہے تو فوراً ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں اور دل شکستہ و مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایات کرنے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مصیبت انہیں ہلاک کر ڈالے گی، پھر وہ ایسے اسباب اختیار کرنے کی فکر کرنے لگتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں و مصیبتوں، بیماریوں اور فقر کو ٹال دیتا ہے اور اپنے رحم و کرم سے انہیں دینوی نعمتیں عنایت کر دیتا ہے تو اللہ کے رحم و کرم اور فضل کا شکر کرنے کے بجائے بغاوت اور سرکشی کا رویہ اختیار کرتے

ہیں،اور اللہ کی اطاعت وبندگی سے منہ موڑتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں جھکنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں اور کفریہ کلمات کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمیں اپنی قابلیت واہلیت کی بدولت حاصل ہوا ہے، جیسے فرمایا:

...قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ... ﴿٧٨﴾ [1]

ترجمہ: اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ... ﴿٤٩﴾ [2]

ترجمہ: یہی انسان جب ذرا سی مصیبت اسے چھو جاتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر اپھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ علم کی بنا پر دیا گیا ہے! ۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ... ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے، مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

ایک مقام پر فرمایا

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ... ﴿٣٩﴾ [4]

ترجمہ: تو وہ اپنے بل بوتے پر اکڑ گیا۔

قال مُجاهِدٍ، لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي :أَيْ بِعَمَلِي، وَأَنَا مَحْقُوقٌ بِهٰذَا

امام مجاہد رحمہ اللہ نے ''اس کا تو میں حقدار ہی تھا۔'' کی تفسیر میں فرمایا یہ مال و دولت تو میری محنت و کاوش کا نتیجہ ہے اور میں اس کا حق دار بھی ہوں۔

[5] وقال ابن عباس :يريد من عندي

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ میری اپنی کاوش ہے۔

چنانچہ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد و اعمال سے خوش ہے اور ہم اللہ کے ہاں محبوب ہیں اس لئے وہ ہمیں اپنی ان گنت نعمتوں سے نواز رہا ہے، حالانکہ مال و اسباب کی کمی بیشی محبت یا ناراضگی کی علامت ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ صرف آزمائش کے لئے کسی

[1] القصص ۷۸
[2] الزمر ۴۹
[3] یونس ۱۲
[4] الزاریات ۳۹
[5] تفسیر طبری ۲۱/۴۹۱

کو زیادہ عنایت فرمادیتا ہے اور کسی کو کم دیتا ہے یا چھین لیتا ہے یا تکالیف میں مبتلا فرمادیتا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ اس کی بخشی ہوئی نعمتوں پر کون شکر گزار اور تکلیفوں میں کون صابر ہے؟ کیونکہ دنیادار بندے کی تمام تر کاوشیں دنیا حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہیں اور ان میں غرق ہو کر وہ آخرت کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا اس لئے اس کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ قیامت کبھی قائم نہیں ہوگی، اور لمبی امیدیں باندھ کر کہتا ہے اگر بالفرض محال قائم ہو بھی گئی تو جس طرح میں دنیا میں خیر وعافیت کے ساتھ رہ رہا ہوں اس طرح آخرت میں بھی مزے کروں گا، جیسے ایک مقام پر دنیادار شخص کا قول نقل فرمایا گیا ہے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ [1]

ترجمہ: پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔

ایک مقام پر فرمایا:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۭ﴿۸﴾ [2]

ترجمہ: ہرگز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے (حالانکہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔

یہ ان کی طرف سے بڑی جسارت اور انکار قیامت ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی نعمتوں اور رحمتوں کی ناسپاسی ہے، ایسے کٹے کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ

آپ کہہ دیجئے! کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہو پھر تم نے اسے نہ مانا بس اس سے بڑھ کر بہکا ہوا

مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ

کون ہوگا جو مخالفت میں (حق سے) دور چلا جائے، عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود

اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف وآگاہ ہونا کافی نہیں،

شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ

یقین جانو! کہ یہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے سے شک میں ہیں، یاد رکھو کہ

[1] الکھف ۳۶،۳۵

[2] العلق ۶ تا ۸

شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ﴿۵۴﴾ (حم السجدۃ ۵۲ تا ۵۴)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اے نبی ﷺ! قرآن کی تکذیب اور کفران نعمت میں جلدی کرنے والوں سے کہہ دیجئے، آج تم بغیر سوچ و بچار کے محض اپنے تعصابات، بغض وعناد اور اپنے وہم وگمان پر کلام الٰہی کا انکار کر رہے ہو، مگر کبھی یہ بھی سوچا کہ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے ہوا اور وہ سب کچھ پیش آ گیا جس کی یہ پیشگی خبر دے رہا ہے تو پھر سوچ لو کہ اس کا انکار اور اس کی مخالفت کر کے تم کس انجام سے دوچار ہو جاؤ گے، اس لئے تمہارے اپنے مفاد کا تقاضا ہے کہ خوامخواہ کی ضد وہٹ دھرمی چھوڑ کر سنجیدگی سے کلام اللہ پر غور وتدبر کرو، اس کے بعد بھی اگر تم ایمان نہیں لاتے تو یہ تمہاری اپنی مرضی ہے، مگر اس کی مخالفت میں اتنے آگے نہ بڑھ جاؤ کہ اس دعوت کو روکنے کے لئے جھوٹ وفریب، اور ظلم وستم کے ہتھیار استعمال کرنے لگو، اے نبی ﷺ! یہ لوگ اس دعوت کو روکنے کی جتنی چاہے کوشش کر لیں مگر یہ اللہ کی مشیت کو روک نہیں سکتے، عنقریب ان پر قرآن مجید کی صداقت، اس کا من جانب اللہ ہونا اور دین اسلام کی حقانیت خود بخود واضح ہو جائے گا، اس کلام کی دعوت تمام گرد وپیش کے علاقوں پر چھا کر رہے گی اور یہ خود بھی اس کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے، اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کلام کی دعوت سراسر حق تھی، کیا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی نہیں کہ قرآن حق ہے اور اس کو پیش کرنے والی ہستی سچی ہے؟ مگر یہ لوگ حیات بعد الموت اور قیامت کے بارے میں شک رکھتے ہیں، جیسے فرمایا:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ [1]

ترجمہ: (لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے نبی! جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور اس پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ کا گواہ ہونا بالکل کفایت کرتا ہے، جو لوگ اس کو ماننے سے خود انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں وہ یقیناً گمراہی میں حق سے بہت دور نکل گیا۔

آگاہ رہو بیشک اللہ نے اپنے علم وقدرت اور غلبے سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور یہ اس کی گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتے۔

کفار مکہ کی چند تجاویز:

جب کفار نے دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد سید الامم ﷺ کے ماننے والوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، تو ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، اسود بن المطلب اور دوسرے سرداران قریش جو یہ تسلیم کرنے کو تو بالکل تیار نہیں تھے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان پر کلام اللہ نازل ہو رہا ہے جو رشد وہدایت سے لبریز ہے، اس لئے محمد ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہیں اس کا مقصد یا تو مال ودولت ہے یا پھر حکومت واقتدار حاصل کرنا ہے، کیونکہ انسان طبعاً خاص کر جب کہ وہ فقیر ومحتاج ہو مال ودولت کا لالچ کرنے لگتا ہے اور حکومت کی عظمت وطمطراق اسے دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں، اس لئے ان دونوں سے تعلق خاطر رہتا ہے اور ان کے حصول

[1] النساء ۱۶۷،۱۶۶

کے لئے جو تدبیر بھی بن پڑے اس کی جد وجہد کرتا ہے، یا پھر پچھلی قوموں کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ معاذ اللہ آپ ﷺ کی عقل میں کچھ فتور پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں،

قَالَ يَوْمًا وَهُوَ جَالِسٌ فِي نَادِي قُرَيْشٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحْدَهُ : يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَلَا أَقُومُ إِلَى مُحَمَّدٍ فَأُكَلِّمَهُ وَأَعْرِضَ عَلَيْهِ أُمُورًا لَعَلَّهُ يَقْبَلُ بَعْضَهَا فَنُعْطِيهِ أَيَّهَا شَاءَ، وَيَكُفُّ عَنَّا؟فَقَالُوا: بَلَى يَا أَبَا الْوَلِيدِ، قُمْ إِلَيْهِ فَكَلِّمْهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ عُتْبَةُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يابن أَخِي، إِنَّكَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ علمتَ مِنْ السِّطَةِ فِي الْعَشِيرَةِ، وَالْمَكَانِ فِي النَّسَبِ، وَإِنَّكَ أَتَيْتَ قومَك بِأَمْرٍ عَظِيمٍ فرّقت بِهِ جَمَاعَتَهُمْ وسفهت بِهِ أحلامَهم وعِبتَ بِهِ آلِهَتَهُمْ وَدِينَهُمْ وكفَّرت بِهِ مَنْ مَضَى مِنْ آبَائِهِمْ، فَاسْمَعْ مِنِّي أعرضْ عَلَيْكَ أُمُورًا تَنْظُرُ فِيهَا لَعَلَّكَ تَقْبَلُ مِنْهَا بَعْضَهَا

ایک دن نبی ﷺ مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے، انہیں دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ نے جو سحر، کہانت اور شعر گوئی میں یکتا تھا کہا اے جماعت قریش! کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس جا کر ان سے کچھ گفتگو کروں اور انہیں چند تجاویز پیش کروں، ہوسکتا ہے کہ وہ میری تجاویز کو قبول کر لیں اور ہماری تکفیر اور اس نئے دین کی دعوت دینا بند کر دیں اور ہم اس مصیبت سے چھٹکارا پا جائیں؟ حاضرین نے کہا ضرور اے ابو ولید! تم جا کر ان سے گفتگو کرو اور اپنی تجاویز انہیں پیش کرو، ابو الولید کا گمان تھا کہ وہ مال وجاہ اور ملک نبی ﷺ کو پیش کرے گا تو وہ اسے قبول کر لیں گے، اور ان کے دین سے تعرض نہ کریں اور نہ ہی انہیں بتوں کی پرستش ترک کرنے کی دعوت دیں گے، چنانچہ عتبہ بن ربیعہ اپنے ساتھیوں کی مجلس سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے نزدیک بیٹھ کر کہنے لگا اے میرے بھتیجے! جیسا کہ تمہیں علم ہے تم ہم میں ایک معزز اور اعلیٰ کنبہ کے فرد اور نسبی شرافت میں ہم سے برتر ہو، تم اپنی قوم کے لئے ایک عظیم تحریک لیکر آئے جس کی وجہ سے تم نے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کر دی، اپنی قوم کے بڑے بوڑھے سرداروں کو نادان گردانا حالانکہ ان کی سرداری اور دانشمندی کو اہل عرب تسلیم کرتے ہیں، ان کے آباؤ اجداد سے پرستش کیے جانے والے معبودوں اور ان کے دین میں طرح طرح کے عیب نکالے، ان کے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کو گمراہ اور کافر بتایا، اب میں تمہارے سامنے چند تجاویز رکھتا ہوں، ان پر ٹھنڈے دل سے غور کرو شاید تم ان میں سے کوئی بات تسلیم کر لو اس طرح ہم میں جو تفرقہ برپا ہے ختم ہو جائے گا اور ہم امن وسکون سے رہنے لگیں گے،

قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ يَا أبا الوليد، أسمع ، قال: يابنَ أَخِي، إنْ كنتَ إِنَّمَا تُرِيدُ بِمَا جئتَ بِهِ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ مَالًا جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا حَتَّى تَكُونَ أَكْثَرَنَا مَالًا وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ شَرَفًا سَوَّدْنَاكَ عَلَيْنَا، حَتَّى لَا نَقْطَعَ أَمْرًا دُونَكَ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ مُلكًا مَلَّكْنَاكَ عَلَيْنَا وَإِنْ كَانَ هَذَا الَّذِي يَأْتِيكَ رَئِيًّا تَرَاهُ لَا تَسْتَطِيعُ رَدَّهُ عَنْ نفسِك، طَلَبْنَا لَكَ الطبَّ، وَبَذَلْنَا فِيهِ أَمْوَالَنَا حَتَّى نبرئَك مِنْهُ، فَإِنَّهُ رُبَّمَا غَلَبَ التابعُ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُدَاوَى مِنْهُ أَوْ كَمَا قَالَ لَهُ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ عُتْبَةُ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ مِنْهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ولید! آپ جو کہنا چاہتے ہیں شوق سے کہیں میں ہمہ تن گوش ہوں، عتبہ بن ربیعہ نے کہا اے بھتیجے جو تحریک

تم نے چلائی ہے اگر اس سے تمہارا مقصد مال و دولت حاصل کرنا ہے تو ہم تمہیں اتنا مال و دولت جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب سے زیادہ متمول بن جاؤ گے، اگر تمہیں عزت و جاہ کی خواہش ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں یہاں تک کہ کبھی تمہاری مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے، اور اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں، اور بقول تمہارے تم پر جو شخص آتا ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ کوئی جن ہے جسے تم خود اپنے آپ سے نہیں ہٹا سکتے تو ہم کسی طبیب کو بلا کر تمہارا اعلاج کرانے کو تیار ہیں، اس پر جو خرچ ہو گا وہ سب ہم برداشت کر لیں گے تاکہ تمہیں اس سے نجات دلا سکیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جن کسی انسان پر مسلط ہو جاتا ہے اور موثر تدبیر کے بغیر نہیں ٹلتا، اس طرح عتبہ بن ربیعہ نے پہلے آپ سے سودے بازی کی بات کی اور پھر دوسری بات کر کے آپ ﷺ کی توہین کرنے لگا، رسول اللہ ﷺ عتبہ بن ربیعہ کی ان بیہودہ تجاویز کو خاموشی سے سنتے رہے جب وہ اپنی تجاویز پیش کر چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: أَقَدْ فَرَغْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاسْمَعْ مِنِّي، قَالَ: أَفْعَلُ، فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ. حم. تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ. كِتابٌ فُصِّلَتْ آياتُهُ قُرْآناً عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. بَشِيراً وَنَذِيراً، فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ. وَقالُوا قُلُوبُنا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونا إِلَيْهِ 41: -0 5 ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا يَقْرَؤُهَا عَلَيْهِ. فَلَمَّا سَمِعَهَا مِنْهُ عُتْبَةُ، أَنْصَتَ لَهَا، وَأَلْقَى يَدَيْهِ خَلْفَ ظَهْرِهِ مُعْتَمِدًا عَلَيْهِمَا يَسْمَعُ مِنْهُ، ثُمَّ انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّجْدَةِ مِنْهَا،فَسَجَدَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ سَمِعْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ مَا سَمِعْتَ، فَأَنْتَ وَذَاكَ.

اے ابو ولید! کیا تم اپنی تجاویز پیش کر چکے؟ قَالَ: نَعَمْ اس نے کہا ہاں! قَالَ: فَاسْمَعْ مِنِّي آپ ﷺ نے فرمایا اب میری بات غور سے سنو، اس نے کہا فرمایئے اور پھر آپ ﷺ نے حم السجدہ کی آیت ۱ تا ۳۸ تلاوت فرمائیں، آپ ﷺ برابر تلاوت فرماتے رہے اور عتبہ بن ربیعہ اپنے ہاتھوں کو کمر کے پیچھے زمین پر ٹیک کر اس سورہ کو سنتا رہا حتی کہ آیت سجدہ پر پہنچے اور سجدہ فرمایا پھر عتبہ بن ربیعہ سے فرمایا اے ابو ولید! جو کچھ تم نے سننا تھا تم نے سن لیا یہی تمہاری تجاویز کا جواب ہے،

فَقَامَ عُتْبَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: نَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ أَبُو الْوَلِيدِ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ. فَلَمَّا جَلَسَ إِلَيْهِمْ قَالُوا: مَا وَرَاءَكَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ قَالَ:وَرَائِي أَنِّي قَدْ سَمِعْتُ قَوْلًا وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَاللَّهِ مَا هُوَ بِالشِّعْرِ، وَلَا بِالسِّحْرِ، وَلَا بِالْكِهَانَةِ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَطِيعُونِي وَاجْعَلُوهَا بِي، وَخَلُّوا بَيْنَ هَذَا الرَّجُلِ وَبَيْنَ مَا هُوَ فِيهِ فاعتزلوه، فو الله لَيَكُونَنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْهُ نَبَأٌ عَظِيمٌ، فَإِنْ تُصِبْهُ الْعَرَبُ فَقَدْ كُفِيتُمُوهُ بِغَيْرِكُمْ، وَإِنْ يَظْهَرْ عَلَى الْعَرَبِ فَمُلْكُهُ مُلْكُكُمْ، وَعِزُّهُ عِزُّكُمْ، وَكُنْتُمْ أَسْعَدَ النَّاسِ بِهِ، قَالُوا: سَحَرَكَ وَاللَّهِ يَا أَبَا الْوَلِيدِ بِلِسَانِهِ، قَالَ: هَذَا رَأْيِي فِيهِ، فَاصْنَعُوا مَا بَدَا لَكُمْ.

عتبہ بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف روانہ ہوا اس کے چہرے کی ہیئت دیکھتے ہی ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کر دیا ابو ولید تمہارے پاس سے جس طرح گئے تھے اس سے بدلے ہوئے واپس ہو رہے ہیں، جب یہ جا کر اپنی مجلس میں بیٹھا تو سب نے پوچھا اے ابو ولید! کہو کیا خبر لائے ہو؟ اس نے جواب دیا بخدا میں نے وہ کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا کلام نہ سنا تھا

،واللہ وہ نہ شعر ہے نہ جادو اور نہ ہی کہانت ہے اے جماعت قریش! میری بات مانو اور میری رائے سے اتفاق کرو تم اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دو، اللہ کی قسم! میں نے اس سے جو کلام سنا ہے وہ ایک عظیم مستقبل کا حامل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام کچھ رنگ لاکر رہے گا، پس اگر عرب نے ازخود اس کی تائید کر دی تو ان کا یہ طرز تمہیں ممکنہ تہمت سے باز رکھنے کا سبب بن جائے گا اور اگر یہ شخص عرب پر غالب آ گیا تو اس کا ملک تمہارا اپنا ہی ملک ہو گا اس کی عزت تمہاری اپنی عزت ہوگی اور تم اس کی وجہ سے اقوام عالم میں بہت سربلند، صاحب نصیب اور خوش بخت رہو گے، اس کی باتیں سنکر سب نے کہا واللہ اے ابو ولید! اس شخص نے اپنی لسانی سے تم پر جادو کر دیا ہے، ابو ولید نے کہا میری اس کے بارے میں یہی رائے ہے، اب تم جو چاہو سو کرو۔ (۱)

وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى قَوْلِهِ: {فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ} فَأَمْسَكْتُ بِفِيهِ، وَنَاشَدْتُهُ بِالرَّحِمِ أَنْ يَكُفَّ، وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ مُحَمَّدًا إِذَا قَالَ شَيْئًا لَمْ يَكْذِبْ، فَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ بِكُمُ الْعَذَابُ .

بعض روایات میں ہے کہ جب نبی ﷺ تلاوت فرماتے ہوئے آیت ''اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں عاد وثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔'' پر پہنچے تو عتبہ بن ربیعہ نے بے اختیار آپ ﷺ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا اللہ کے لئے اپنی قوم پر رحم کرو، بعد میں اس نے سرداران قریش کے سامنے اپنے اس فعل کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ جانتے ہیں محمد کی زبان سے جو بات نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ (۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا قبول اسلام

عام طور پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ستائیسواں سال تھا، رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن نفیل اولین سابقین میں شامل ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا جو سعید بن زید بن نفیل کی اہلیہ تھیں بھی اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لانے والوں میں شامل ہو گئیں، اسی خاندان کا ایک اور معزز شخص ابونعیم بن عبداللہ بھی اس دولت سے فیض یاب ہو چکا تھا لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابھی تک اسلام سے کوسوں دور تھے، ان کے کانوں میں جب توحید کی صدا پہنچی تو سخت غصہ ہوئے اور ان کے قبیلہ میں جو لوگ ایمان لا چکے تھے ان کی جان کے دشمن ہو گئے اور جس جس پر بس چلتا تھا اسے زدوکوب سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

وجارية بني المؤمل بن حبيب بن تميم بن عبد اللّٰه بن قرط بن رازح ابن عديّ، ويقال لها لبيبة، أسلمت قبل إسلام عمر بن الخطاب رضى اللّٰه تبارك وتعالى عنه كان عمر يعذبها حتى تفتر، فيدعها ثم يقول: أما أنى أعتذر إليك، ما أدعوك الا مسلمة ، فتقول: كذلك يعذبك اللّٰه إن لم تسلم

اور بنی المومل بن حبیب بن تمیم بن عبداللہ بن قرط بن رازح ابن عدی کی ایک کنیز جس کا نام لبیبہ تھا نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے قبل

(۱) ابن ہشام ۲۹۴، ۲۹۳/۱، الروض الانف ۶۰/۳، عیون الآثر ۱۲۴/۱

(۲) تفسیرابن كثير ۱۶۱/۷ ،البداية والنهاية ۸۰/۳، السيرة النبوية لابن كثير ۵۰۳/۱

اسلام قبول کرلیا تھا سیدنا عمر اس کو بے تحاشا مارتے یہاں تک کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو اسے کہتے کہ میں زرا دم لے لوں پھر تمہیں مارتا ہوں یہاں تک کہ تو میری بات کو تسلیم کر لے، وہ کہتی اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو بیشک اللہ تمہیں عذاب دے گا۔ [1]

هي زنيرة الروميّة، كانت من السابقات في الإسلام فعذبها المشركون على إسلامها فاحتملت عذابهم بصبر ورباطة جأش ولم تصبأ عن دينها ثم اشتراها أبو بكر الصديق فأعتقها

اور زنیرہ رومی تھیں جو اسلام قبول کرنے میں سبقت رکھتی تھیں، اسلام قبول کرنے کے جرم میں مشرکین ان پر ظلم وستم کرتے یہاں تک کہ ان کی بینائی کو نقصان پہنچا مگر انہوں نے دین کو نہیں چھوڑا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

[2] زنّيرة الرومية أمة عمر بن الخطاب، أسلمت قبله، فكان يضربها حتى يفتر ويشاركه في ضربها أبو جهل، فلا يزيدها ذلك إلا إصرارا على الإسلام، ولما أسلمت أصيب بصرها فقالت قريش: ما أذهب بصرها إلا اللات والعزّى، فقالت: كذبوا وبيت الله ما تضر اللات والعزى، وما تنفعان، ولكن هذا أمر من السماء، وربي قادر على أن يرد عليّ بصري، فرد الله بصرها فقالت قريش: هذا من سحر محمد

ایک روایت یوں بھی ہے یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی زنیرہ تھیں جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں، اسلام قبول کرنے کے جرم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں اس قدر مارتے کہ تھک جاتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ بنت ہشام قبیلہ مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں اس رشتہ سے ابوجہل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ماموں ہوتا تھا وہ بھی ان پر ظلم وستم ڈھاتا تھا مگر ان مظالم کے باوجود وہ اپنے اسلام پر قائم رہیں لیکن انہیں مظالم میں زنیرہ کی بینائی جاتی رہی، اس پر مشرکین کہنے لگے لات ومنات نے اسے اندھا کر دیا ہے، اس پر زنیرہ نے جواب دیا لات ومنات وعزیٰ کو جن کی تم پرستش کرتے ہو لکڑی پتھر کے چند بے جان ٹکڑے ہیں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان یہ تو محض اللہ کی طرف سے ہے اللہ اگر چاہے تو میری بینائی واپس لوٹا سکتا تھا، اللہ کی قدرت کہ اسی شب کی صبح جب وہ بیدار ہوئیں تو ان کی بینائی واپس آ چکی تھی، مشرکین مکہ نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر دیا ہے۔ [3]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ظالم ہرگز نہ تھے، وہ ایک بہادر انسان تھے اور کسی بہادر شخص سے اس طرح کی سنگ دلی منسوب کرنا محض حماقت ہی ہے، علاوہ ازیں ایمان لانے والوں کی فہرست دیکھ لیں بنوموئل بن حبیب کی لبیبہ نامی کوئی کنیز جو ایمان لائی ہو آپ کو نہیں ملے گی، اسی طرح زنیرہ بھی آپ کو کہیں نہیں ملے گی اور اگر وہ تھیں بھی تو آخر وہ کہاں گم ہو گئیں۔

ابوجہل اور دوسرے سرداران مکہ زنیرہ کے قدموں کو ڈگمگانے کے لئے کہا کرتے تھے کہ اگر اسلام میں کوئی بھلائی ہوتی تو زنیرہ یا دوسرے کم عقل لوگوں سے قبل ہم جیسے دانشمند لوگ اسلام قبول کر چکے ہوتے۔

فاشتراها أبو بكر فأعتقها

---

[1] امتاع الاسماع ۹/۱۱۲

[2] امتاع الاسماع ۹/۱۱۲

[3] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة ۱/۳۴۴

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ [1]

لیکن اسلام کا نشہ ایسا تھا کہ جس پر چڑھ جاتا تھا پھر لاکھ کوششوں سے بھی اترتا نہیں تھا اس لئے تمام تر سختیوں کے باوجود وہ کسی ایک شخص کو بھی اسلام سے بد دل نہ کر سکے

فخرج عُمَر بْن الْخَطَّابِ ذات يَوْم متوشحا بالسيف، يريد رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورهطا من أصحابه ذكروا لَهُ،فَلَقِيَهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا عُمَرُ؟ فَقَالَ: أُرِيدُ مُحَمَّدًا هَذَا الصَّابِئَ، الَّذِي فَرَّقَ أَمْرَ قُرَيْشٍ، وَسَفَّهُ أَحْلَامَهَا، وَعَابَ دِينَهَا، وَسَبَّ آلِهَتَهَا، وذم من مضى من آبائها،فَأَقْتُلَهُ فيرجع الأمر إِلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ، أيظن مُحَمَّد أن قريشا تنقاد لَهُ؟ كلا واللات والعزى، فَقَالَ لَهُ نُعَيْمٌ: وَاللَّهِ لَقَدْ غَرَّتْكَ نَفْسُكَ مِنْ نَفْسِكَ يَا عُمَرُ، أَتَرَى بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ تَارِكِيكَ تَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَقَدْ قَتَلْتَ مُحَمَّدًا!لا أعلم رجلا جاء قومه بمثل مَا جئت بِهِ

آخر مجبور ہو کر کمر سے تلوار لگا کر نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے ارادے سے رسول اللہ کی طرف نکلے،اتفاقاً راہ میں ان کے خاندان سے ایک معزز شخص نعیم رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ مل گئے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے تیور دیکھے تو ان سے پوچھا اے عمر رضی اللہ عنہ!خیر تو ہے کہاں کا ارادہ ہے؟سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں آج محمد ﷺ کا قصہ ہی تمام کرنے جا رہا ہوں جس نے قریشیوں کے مابین تفریق ڈالی،ان کے بزرگوں کو برا بھلا کہا،ان کے دین کی عیب جوئی،سب وشتم، آباء واجداد کے معبودوں کی مذمت کرتا ہے لات وعزی کی قسم آج قریش محمد ﷺ کو میرے ہاتھوں سے نہیں بچا سکتے،نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر !اللہ کی قسم!تیرے نفس نے تجھ کو فریب دیا ہے کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو قتل کر کے بنی عبد مناف تجھے زمین پر چلنے پھرنے دیں گے میں نہیں جانتا کہ محمد ﷺ جس طرح کی خیر وبرکت اپنی قوم کے پاس لائے ہیں کوئی اور شخص لایا ہو

فَقَالَ عمر: إن مَعَ عدي غيرها من قُرَيْش، وأراك تتكلم عَنْهُ وَمَا أظنك إلا قد تبعته، فسكت نعيم وَقَالَ ارجع إِلَى بَيْتِكَ فأقم أمره، فَقَالَ: وَأَيُّ أَهْلِ بَيْتِي اتبع محمدا؟ قَالَ: فاطمة أختك، وختنك سَعِيد بْن زَيْد قدوَاللَّهِ أَسْلَمَا فَقَالَ عمر: أراك وَاللَّه صادقاقَالَ: فدخل عمر عَلَى أخته وزوجها وعندهما خباب، ومعه صحيفة فِيهَا سورة طه وَهُوَ يقرئهما إياها ،فلما سمعوا حسه تغيب خباب فِي مخدع لهم فِي البيت، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: مَا هَذِهِ الْهَيْنَمَةُ الَّتِي سَمِعْتُ؟ قَالَا لَهُ: مَا سَمِعْتَ شَيْئًا، قَالَ: بَلَى وَاللَّهِ، لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكُمَا تَابَعْتُمَا مُحَمَّدًا عَلَى دِينِهِ، وَبَطَشَ بِخَتَنِهِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ أُخْتُهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ لِتَكُفَّهُ عَنْ زَوْجِهَا، فَضَرَبَهَا فَشَجَّهَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے قریش کی کچھ پرواہ نہیں بنی عدی میرے ساتھ ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ تو بھی اسلام قبول کر چکا ہے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر نعیم خاموش ہو گئے اور انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو اور کہا تمہارے تو اپنے گھر والے محمد ﷺ کی اطاعت قبول کر چکے ہیں،اللہ کی قسم! تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی سعید اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ ! میں

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱٫۵۰۲

اس خبر کی تصدیق کروں گا، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کے بجائے پلٹ کر اپنی بہن و بہنوئی کے ہاں جا پہنچے جہاں رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جو انہیں ایک ورق پر لکھی ہوئی سورۂ طہٰ پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو ایک کوٹھری میں چھپ گئے

وَأَخَذَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ الصَّحِيفَةَ فَجَعَلَتْهَا تَحْتَ فَخِذِهَا

اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے اس کاغذ کو اپنی ران کے نیچے چھپالیا،

لیکن قرآن پڑھنے کی آواز ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی اپنی بہن سے پوچھا یہ کیسی آواز تھی جو میں نے سنی ہے؟ بہن اور بہنوئی نے جواب دیا یہاں تو کچھ ذکر نہیں جس کی تم نے آواز سنی ہو گی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میں یہ سن چکا ہوں کہ تم دونوں ہمارے دین سے پھر چکے ہو اور محمد ﷺ کے دین کے پیروکار بن گئے ہو، یہ کہہ کر غصہ سے اپنے بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ بن زید سے دست و گریباں ہو گئے، ان کی بہن اپنے خاوند کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو ان کی بھی خوب خبر لی اور مار مار کر انہیں لہولہان کر دیا،

فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ قَالَتْ لَهُ أُخْتُهُ وَخَتَنُهُ: نَعَمْ قَدْ أَسْلَمْنَا وَآمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِأُخْتِهِ مِنْ الدَّمِ نَدِمَ عَلَى مَا صَنَعَ، فَارْعَوى ، وَقَالَ لِأُخْتِهِ: أَعْطِينِي هَذِهِ الصَّحِيفَةَ الَّتِي سَمِعْتُكُمْ تَقْرَءُونَ آنِفًا أَنْظُرْ مَا هَذَا الَّذِي جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ، وَكَانَ عُمَرُ كَاتِبًا فَقَالَتْ: لا أفعل حَتَّى تغتسل فإنه كتاب لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الطَّاهِرُ فَاغْتَسَلَ عُمَر، ثُمَّ فَأَعْطَتْهُ الصَّحِيفَةَ وَفِيهَا :طَه، فَلَمَّا قَرَاء صدرا مِنْهَا قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا الْكَلَامَ وَأَكْرَمَهُ!فلما سمع خباب قوله طمع فِيهِ فخرج وقرأ عَلَيْهِ السورة، وَقَالَ:وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ اللَّهُ قَدْ خَصَّكَ بِدَعْوَةِ نَبِيِّهُ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ أَمْسِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهمّ أَيِّدْ الْإِسْلَامَ بِأَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ، أَوْ بِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ فاللَّه اللَّهَ يَا عُمَرُ

لیکن اسلام کی محبت ان چند زخموں سے بالاتر تھی جب یہ سب ہو چکا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سے بولیں اے عمر! ہاں، اللہ کی قسم! ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں اب جو تم کر سکتے ہو کر گزرو لیکن اب ہم اسلام کو اپنے دلوں سے نکال نہیں سکتے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے سر میں سے خون بہتا ہوا دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے، درد بھرے دل سے نکلے ہوئے یہ الفاظ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بہت اثر انداز ہوئے، اپنی بہن کی طرف جن کے جسم سے خون جاری تھا محبت سے دیکھا اور رقت طاری ہوئی فرمایا لاؤ یہ کاغذ مجھ کو تو دو میں دیکھوں کہ محمد ﷺ پر کیا نازل ہوا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پڑھے لکھے تھے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم اسے چھو نہیں سکتے جب تک کہ غسل کر کے پاک نہ ہو جاؤ اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چھپائے ہوئے قرآن کے اجزا سامنے لا کر رکھ دیئے، اٹھا کر دیکھا تو سورۂ طہٰ کی آیات تھیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ سورۂ پڑھی تو اس کلام نے دل پر اثر کیا تو کہا یہ کلام کیسا اچھا اور کیسا بزرگ کلام ہے، جب خباب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سنا تو کوٹھری سے باہر نکل آئے اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! واللہ! میں امید کرتا ہوں کہ تمہیں اللہ نے اپنے رسول کی دعا کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیونکہ کل میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ! ابو حکم بن ہشام (فرعون امت ابو جہل) یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی تائید فرما پس اے

عمر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دعا کے ساتھ مخصوص کیا ہے،

قَالَ عمر: فدلني على محمد حتى آتيه فأسلم، فدله عَلَيْهِ، فخرج حَتَّى انتهى إِلَى دار الأرقم المخزومي فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ الْبَابَ، فلما سمعوا صوته قَالَ الأرقم :يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُتَوَشِّحًا السَّيْفَ، فَقَالَ حمزة بْن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إن كَانَ يُرِيدُ خَيْرًا بَذَلْنَاهُ لَهُ، وَإِنْ كَانَ يريد سوى ذَلِكَ قَتَلْنَاهُ بِسَيْفِهِ، فَأْذَنْ لَهُ، فدخل ونهض إِلَيْه رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَقِيَهُ فِي الْحُجْرَةِ فَأَخَذَ بحُجْزَتَهُ ، أَوْ بِمجْمَعِ رِدَائِهِ، ثُمَّ جبذَهُ (بِهِ) جَبْذَةً شَدِيدَة، وَقَالَ:وَاللَّه مَا أراكَ تَنْتَهِيَ أَوْيُنْزِلَ اللَّهُ بِكَ قَارِعَةً، فَقَالَ: جِئْتُكَ لأُومِنَ باللَّه وَبِرَسُولِهِ، وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، فقد سمعت قولا لم أسمع مثله قط، فكبر رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تكبيرة عرف أهل البيت بِهَا أنه قد أسلم

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتلاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہیں تا کہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلوں، وہ انہیں ساتھ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ صفا کی تلی میں دار ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچ گئے اور ایسی شمشیر بکف حالت میں وہاں پہنچ کر دروازے پر دستک دی، جب ارقم رضی اللہ عنہ نے دستک کی آواسنی توجھانک کر سید نا عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سید نا عمر رضی اللہ عنہ! شمشیر بکف دروازے پر کھڑے ہیں، حمزہ رضی اللہ عنہ جو تین دن قبل ایمان لا چکے تھے اس وقت وہاں موجود تھے انہوں نے کہا اسے اندر آنے دو مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ہے اور اگر کسی برے ارادے سے آئے ہیں تو ان کی تلوار سے ان کا سر قلم کر دوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا اندر آنے کی اجازت دو، چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور سید نا عمر رضی اللہ عنہ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کہا اے ابن خطاب! کس ارادہ سے آیا ہے؟ واللہ! تو باز نہ رہے گا جب تک کہ اللہ تیرے اوپر کوئی سخت آفت نہ نازل فرمائے، نبوت کی پر جلال آواز نے عمر رضی اللہ عنہ کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس پر جو نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آؤں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اس طرح کہ گھر کے تمام افراد نے سنی اور سمجھ گئے کہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

قَالَ: فَكَبَّرَ أَهْلُ الدَّارِ تَكْبِيرَةً سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ

ایک روایت میں ہے اور ساتھ ہی تمام صحابہ کرام نے بھی مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مسجد بیت الحرام تک آواز سنی گئی۔ [1]

فَتَفَرَّقَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذَلِكَ، وعزوا بإسلام حَمْزَةَ، وعُمَر،وعلمواأَنَّهُمَا سَيَمْنَعَانِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنْتَصِفُونَ لَهُ مِنْ عدوه

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جگہ جگہ پھیل گئے اور ان کو سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے بہت زیادہ تقویت حاصل ہوئی جیسی کہ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے حاصل ہوئی تھی اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ اب یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنوں سے حفاظت کریں

[1] دلائل النبوة لابی نعیم ۲۴۱/۱

گے۔[۱]

ایسی ہی ایک دوسری روایت ہے جس میں سورہ طٰہٰ کے بجائے سورۃ الحدید کی ابتدائی آیات کا ذکر ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حَتّٰى بَلَغَتْ: اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔۔[۲]

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں میں جتنی بھی اشیاء ہیں سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب وحکیم ہے۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔[۳]

مکہ مکرمہ میں لوگ لکھنا پڑھنا جانتے ہی نہ تھے تو پھر یہ لکھا ہوا قرآن ان کے پاس کہاں سے آ گیا اور کیا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ جو ام انمار کے غلام تھے پڑھنا جانتے تھے۔

عرب کے قبائلی معاشرے میں کسی انسان کو قتل کرنا معمولی کام نہیں تھا اور یہاں معاملہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا تھا، کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا قبیلہ اتنا طاقتور تھا کہ وہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے سامنے کھڑا ہو سکتا تھا حالانکہ جب قریش نے تیرہ بعثت نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دار الندوۃ میں بحث وتمحیص کے بعد قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس مقصد کے لیے تمام قبائل سے ایک ایک نوجوان کا انتخاب کیا گیا تا کہ وہ رات کی تاریکی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرسکیں تا کہ بنو ہاشم کسی سے انتقام نہ لے سکیں اور فدیہ پر معاملہ ٹل جائے۔

اس روایت کے ضعیف ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ چھ بعثت نبوی میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے جبکہ سورہ الحدید پندرہ سال بعد فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔

ان دونوں روایات کے مشترک راوی اسحاق بن یوسف، قاسم بن عثمان، اسحاق بن ابراہیم الحنینی اور اسامہ بن زید بن اسلم ہیں اور سب کے سب پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔

خَرجَ عُمَرُ مُتَقَلِّدًا السَّيفَ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تَعْمَدُ يَا عُمَرُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَنْ أَقْتُلَ مُحَمَّدًا، قَالَ: وَكَيْفَ تَأْمَنُ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي زُهْرَةَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا أَرَاكَ إِلا قَدْ صَبَوْتَ. فَقَالَ لَهُ: أَفَلا أَدُلُّكَ عَلَى أُخْتِكَ وَخَتَنِكَ فَقَدْ صَبأَ وَتَرَكَا دِينَكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، فَمَشَى عمر متذمرا حتى أتاهما وَعِنْدَهُمَا خَبَّابُ بْنُ الأَرَتِّ، فَلَمَّا سَمِعَ خَبَّابٌ حِسَّ عُمَرَ تَوَارَى فِي الْبَيْتِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر ننگی تلوار لے کر نکلے راستے میں بنی زہرہ کا ایک شخص آپ کو ملا اور کہا اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لیے جا رہا ہوں، اس شخص نے کہا اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا تو کیا بنو ہاشم اور بنو زہرہ تجھے زندہ چھوڑ دیں گے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے تم بھی صابی ہو گئے ہو، اس شخص نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی بھی صابی ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس دین ترک کر دیا ہے جس پر تم ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے اور اندر خباب رضی اللہ عنہ بن الارت بھی موجود تھے جب انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سنی

[۱] ابن ہشام ۱/۳۴۶، الروض الانف ۳/۱۶۳، انساب الاشراف للبلاذری ۱۰/۲۸۶

[۲] ۔الحدید ۱تا۷

[۳] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۲۱۶

تو گھر کے اندر چھپ گئے۔

فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْهَيْنَمَةُ الَّتِي سَمِعْتُهَا عِنْدَكُمْ؟ قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَأُونَ:طه، فَقَالا: حَدِيثٌ تَحَدَّثْنَاهُ بَيْنَنَا، فَقَالَ: لَعَلَّكُمَا قَدْ صَبَأْتُمَا؟فَقَالَ خَتَنُهُ:أَرَأَيْت يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ،قَالَ: فَوَثَبَ عَلَيْهِ عُمَرُ فَوَطِئَهُ وَطْئًا شَدِيدًا فَجَاءَتْ أُخْتُهُ فَدَفَعَتْهُ عَنْ زَوْجِهَا فَنَفَحَهَا نَفْحَةً بِيَدِهِ فَدَمَى وَجْهُهَا، فَقَالَتْ وَهِيَ غَضْبَى: يَا عُمَرُ إِنَّ الْحَقَّ لَفِي غَيْرِ دِينِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّه وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور بہن سے پوچھا تم کیا پڑھ رہے تھے جس کی آواز میں نے اندر سے سنی ہے،اور وہ سورۃ طہ پڑھ رہی تھیں، بہن نے جواب دیا ہم تو آپس میں باتیں کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟ان کے بہنوئی نے کہا اے عمر تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف تمہارا ہی دین برحق ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا اور انہیں خوب زدوکوب کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو چھڑانے کے لیے کھڑی ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے چہرے پر اس زور سے طمانچہ مارا بھی کہ ان کے چہرے سے خون بہنے لگا، بہن نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! تم چاہے کچھ کر لو مگر ہم اس دین حق کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار نہیں کریں گے،اور کلمہ شہادت اشھد ان لاالٰہ الااللہ وان محمد رسول اللہ پڑھا،

فَقَالَ: أَعْطُونِي هَذَا الْكِتَابَ الَّذِي عِنْدَكُمْ أَقْرَأْهُ، وَكَانَ عُمَرُ يَقْرَأُ الْكُتُبَ، فَقَالَتْ أُخْتُهُ: إِنَّكَ نَجِسٌ، وَإِنَّهُ (لا يمسه إلا المطهرون) فَقُمْ فَاغْتَسِلْ، أَوْ تَوَضَّأْ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَقَرَأَ:طه،حَتَّى انْتَهَى إِلَى قوله: إني أَنَا اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا أَنَا فَاعْبُدْنِي وأقم الصلاة لذكري، فَقَالَ: دُلُّونِي عَلَى مُحَمَّدٍ فَلَمَّا سَمِعَ خَبَّابٌ قَوْلَ عُمَرَ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ فَقَالَ: أَبْشِرْ يا عمر فَإِنِي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ دَعْوَةُ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ لَكَ، فَإِنَّهُ قَالَ:اللَّهُمَّ أَعِزَّ الدِّينَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کتاب کو تم پڑھ رہے تھے مجھے وہ دکھلاؤ،اور سیدنا عمر لکھنا پڑھنا جانتے تھے،ان کی بہن فاطمہ بولیں تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھو سکتا اس لئے اٹھو پہلے غسل کرو یا وضو کر کے پاک ہو جاؤ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کتاب لے کر سورۃ طہ پڑھی جب آیت إني أَنَا اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا أَنَا فَاعْبُدْنِي وأقم الصلاة لذكري پر پہنچے تو کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، جب خباب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو گھر کے اندر سے باہر نکلے اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! خوشخبری قبول کرو کیونکہ کل میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے اسلام کو طاقت وعزت عطا فرما،

قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّارِ الَّتِي فِي أَصْلِ الصَّفَا فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتَّى أَتَى الدَّارَ وَعَلَى بَابِهَا حَمْزَةُ، وَطَلْحَةُ وَنَاسٌ من أصحاب النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ وَجِلُوا مِنْهُ، فَقَالَ حَمْزَةُ: هَذَا عُمَرُ فَإِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُسْلِمُ، وَإِنْ يَكُنْ غَيْرُ ذَلِكَ يَكُنْ قَتْلُهُ عَلَيْنَا هَيِّنًا، قَالَ: وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ دَاخِلٌ يُوحَى

إِلَيْهِ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى عُمَرَ فَأَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهِ وَحَمَائِلِ سَيْفِهِ، وَقَالَ: مَا أَرَاكَ يَا عُمَرُ مُنْتَهِيًا حَتَّى يُنْزِلَ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ وَالنَّكَالِ كَمَا نَزَلَ بِالْوَلِيدِ اللَّهُمَّ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَعِزَّ بِهِ الدِّينَ، فَقَالَ عُمَرُ:أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. وَأَسْلَمَ،ثُمَّ قَالَ: أَخْرُجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی تلی میں ایک گھر میں تشریف رکھتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے اور اس گھر تک پہنچ گئے، اس گھر میں اس وقت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے بہت سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جب ان لوگوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر سیدنا عمر خیر کے ارادے سے آئے ہیں تو بہتر ہے اور اگر کسی ارادہ بد سے آئے ہیں تو اسی کی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا، اسی اثنا میں نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی قمیص کا دامن پکڑ کر فرمایا اے عمر! کس ارادے سے آئے ہو کیا اس وقت ایمان لاؤ گے جب اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو جائے جیسے ولید پر نازل ہوا ہے، پھر دعا فرمائی اے اللہ! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے دین کو طاقت اور عزت عطا فرما، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام قبول کر لیا پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! باہر نکلیں۔ (۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی ایک روایت اس طرح ہے

أَنَّ إِسْلَامَ عُمَرَ فِيمَا تَحَدَّثُوا بِهِ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:كُنْتُ لِلْإِسْلَامِ مُبَاعِدًا، وَكُنْتُ صَاحِبَ خَمْرٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أُحِبُّهَا وَأُسِرُّ بِهَا، وَكَانَ لَنَا مَجْلِسٌ يَجْتَمِعُ فِيهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِالْحَزْوَرَةِ ، عِنْدَ دُورِ آلِ عُمَرَابْنِ عَبْدِ بْنِ عِمْرَانَ الْمَخْزُومِيِّ،قَالَ: فَخَرَجْتُ لَيْلَةً أُرِيدُ جُلَسَائِي أُولَئِكَ فِي مَجْلِسِهِمْ ذَلِكَ، قَالَ: فَجِئْتُهمْ فَلَمْ أَجِدْ فِيهِ مِنْهُمْ أَحَدًا، قَالَ: فَقُلْتُ: لَوْ أَنِّي جِئْتُ فُلَانًا الْخَمَّارَ، وَكَانَ بِمَكَّةَ يَبِيعُ الْخَمْرَ، لَعَلِّي أَجِدُ عِنْدَهُ خَمْرًا فَأَشْرَبَ مِنْهَاقَالَ: فَخَرَجْتُ فَجِئْتُهُ فَلَمْ أَجِدْهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اسلام کا سخت دشمن تھا اور شراب کا شغل بھی کثرت کے ساتھ کرتا تھا اور ہم چند شرابیوں نے ایک مکان میں اپنی نشست مقرر کر رکھی تھی جس میں جمع ہو کر شراب کا شغل کیا کرتے تھے اور یہ مکان مقام حزورہ میں آل عمر بن عبد بن عمران مخزومی کے گھروں کے پاس تھا، ایک شب میں حسب دستور اس مکان میں گیا مگر وہاں ساتھیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا، میں نے خیال کیا کہ فلاں شراب فروش کے پاس چلنا چاہیے وہاں چل کر شراب نوشی کریں گے میں اس کی دوکان پر آیا تو اس کو بھی موجود نہ پایا

قَالَ: فَقُلْتُ: فَلَوْ أَنِّي جِئْتُ الْكَعْبَةَ فَطُفْتُ بِهَا سَبْعًا أَوْ سَبْعِينَ، قَالَ: فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي وَكَانَ إِذَا صَلَّى اسْتَقْبَلَ الشَّامَ، وَجَعَلَ الْكَعْبَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ، وَكَانَ مُصَلَّاهُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ، وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ.قَالَ: فَقُلْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ، وَاللَّهِ لَوْ أَنِّي اسْتَمَعْتُ لِمُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَسْمَعَ مَا يَقُولُ!

---

(۱) انساب الاشراف للبلاذری ۲۸۶٫۱۰

تب مجھے خیال آیا کہ جا کر کعبہ کے سات یا ستر طواف کروں، پس میں طواف کی غرض سے کعبہ آیا وہاں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ ﷺ شام کی طرف منہ کر کے رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کعبہ کو اپنے سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے، میں نے سوچا کہ آج سنوں کہ محمد! کیا پڑھ رہے ہیں؟

(قَالَ) فَقُلْتُ: لَئِنْ دَنَوْتُ مِنْهُ أَسْتَمِعُ مِنْهُ لَأُرَوِّعَنَّهُ، فَجِئْتُ مِنْ قِبَلِ الْحِجْرِ، فَدَخَلْتُ تَحْتَ ثِيَابِهَا، فَجَعَلْتُ أَمْشِي رُوَيْدًاوَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، حَتَّى قُمْتُ فِي قِبْلَتِهِ مُسْتَقْبِلَهُ، مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا ثِيَابُ الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ الْقُرْآنَ رَقَّ لَهُ قَلْبِي، فَبَكَيْتُ وَدَخَلَنِي الْإِسْلَامُ، فَلَمْ أَزَلْ قَائِمًا فِي مَكَانِي ذَلِكَ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ،

پھر سوچا کہ ان کے پاس جانا تو مناسب نہیں ہو گا اس لیے چھپ کر سنوں تو بہتر ہو گا چنانچہ میں کعبہ کے پردے کے اندر داخل ہو گیا اور تھوڑا تھوڑا کھسکتا ہوا آپ کے سامنے آ گیا یعنی میں آپ ﷺ کے اور کعبہ کے درمیان میں تھا رسول اللہ ﷺ نماز کی حالت میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان میں صرف غلاف کعبہ تھا، پھر میں نے خوب اچھی طرح قرآن سنا اور میرے دل میں اسلام اثر کر گیا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہو کر چلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا،

وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ خَرَجَ عَلَى دَارِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَكَانَتْ طَرِيقَهُ، ثُمَّ يَسْلُكُ بَيْنَ دَارِ عَبَّاسِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَبَيْنَ دَارِ ابْنِ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ، ثُمَّ عَلَى دَارِ الْأَخْنَسِ بْنِ شَرِيقٍ حَتَّى يَدْخُلَ بَيْتَهُ، وَكَانَ مَسْكَنُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّارِ الرَّقْطَاءِ ، الَّتِي كَانَتْ بِيَدَيْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ،قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَتَبِعْتُهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ بَيْنَ دَارِ عَبَّاسٍ، وَدَارِ ابْنِ أَزْهَرَ، أَدْرَكْتُهُ، فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِسِّي عَرَفَنِي، فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي إِنَّمَا تَبِعْتُهُ لِأُوذِيَهُ فَنَهَمَنِي ، ثُمَّ قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا بن الْخَطَّابِ هَذِهِ السَّاعَةَ؟

آپ ﷺ کا راستہ دار ابن ابی حسین کی طرف سے تھا پھر وہاں سے آپ عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے گھر کی طرف آئے پھر اخنس بن شریق کے گھر کے پاس سے نکل کر اپنے دولت خانہ میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ کا دولت خانہ دار الرقطاء کے محلہ میں معاویہ بن ابی سفیان کے پاس تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ عباس رضی اللہ عنہ اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان میں پہنچے تو میں آپ ﷺ کے قریب ہوا آپ نے میری آہٹ سن کر مجھے پہچانا اور خیال فرمایا کہ میں آپ کی ایذا رسانی کے خیال سے آیا ہوں چنانچہ مجھے آواز دے کر کہا اے ابن خطاب! اس وقت کیوں آئے ہو؟

قَالَ: قُلْتُ: (جِئْتُ) لِأُومِنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ،قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ:قَدْ هَدَاكَ اللَّهُ يَا عُمَرُ ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي، وَدَعَا لِي بِالثَّبَاتِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ

میں نے عرض کیا میں اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اللہ کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہے ایمان لانے

آیا ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور ثابت قدمی کی دعا فرمائی، پھر میں واپس چلا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدے میں داخل ہو گئے۔ [1]

اس روایت کے غلط ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شراب نہیں پیتے تھے اور اس سے شدید نفرت کرتے تھے اور انہی کی خواہش پر شراب کی مناہی نازل ہوئی تھی۔

عن عمر :أن أبا جهل جعل لمن يقتل محمدا مائة ناقة حمراء أو سوداء وألف أوقية من فضة،فقلت له: يا أبا الحكم! الضمان صحيح،قال :نعم، فخرجت متقلدا السيف متنكبا كنانتي أريد رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فمررت على عجل وهم يريدون ذبحه فقمت أنظر إليه، فإذا صائح يصيح من جوف العجل: يا آل ذريح، أمر نجيح رجل يصيح بلسان فصيح يدعو إلى شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، فقلت في نفسي: إن هذا الأمر ما يراد به إلا أنا ثم مررت بصنم، فإذا هاتف من جوفه

ایک روایت میں ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے گا میں اسے سو سرخ یا کالی اونٹنیاں اور ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام میں دوں گا میں نے اسے کہا اے ابوالحکم کیا یہ اعلان صحیح ہے اس نے کہا ہاں یہ صحیح ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بے نیام شمشیر لے کر نکلا تو میرا گزر ایک بچھڑے سے ہوا جسے ذبح کے لیے لایا گیا تھا میں ٹھہر کر دیکھتا رہا کہ ایک چیخنے والا بچھڑے کے پیٹ سے چیخ رہا ہے کہ اے آل ذریح! ایک راہ راست شخص فصیح و بلیغ زبان میں دعوت کا اقرار کر رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ معاملہ میرے ہی متعلق ہو سکتا ہے پھر میرا گزر ربت سے ہوا جس کے پیٹ سے پکارنے کی آواز آرہی تھی جو یہ کہہ رہا تھا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ذَوُو الْأَجْسَامِ — مَا أَنْتُمْ وَطَائِشُ الْأَحْلَامِ
وَمُسْنِدُ الحُكم إِلَى الْأَصْنَامِ — أصبحتهم كراتع الأنعام
أما ترون ما أرى أمامي — من ساطع يجلو دجى الظلام
قد لاح للناظر من تهام — وقد بدا للناظر الشآمي
محمد ذو البر والإكرام — أَكْرَمَهُ الرَّحْمَنُ مِنْ إِمَامِ
قد جاء بعد الشرك بالإسلام — يأمرُ بِالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ
وَالْبِرِّ وَالصِّلَاتِ لِلْأَرْحَامِ — ويزجرُ النَّاسَ عَنِ الْآثَامِ
فبادروا سبقا إلى الإسلام — بلا فتور وبلا إحجام

[1] ابن ہشام ۳۴۶/۱، الروض الانف ۱۶۷/۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۱/۲

قال عمر: فقلت: والله ما أراه إلا أرادني، ثم مررت بالضمائر فإذا هاتف من جوفه

سیدنا عمر فرماتے ہیں واللہ! میرے خیال میں مجھے ہی بلایا جا رہا ہے، پھر میرا گزر بتوں سے ہوا کہ جس کے پیٹ سے پکارنے کی آواز آ رہی تھی وہ یہ کہہ رہا تھا۔

أودي الضمار وكان يعبد مدة قبل الكتاب وقبل بعث محمد
إن الذي ورث النبوة والهدى بعد ابن مريم من قريش مهتدي
سيقول من عبد الضمار ومثله وليت الضمار ومثله لم يعبد
أبشر أبا حفص بدين صادق تهدي إليه وبالكتاب المرشد
واصبر أبا حفص فإنك آمر يأتيك عز غير عز بني عدي
لا تعجلن فأنت ناصر دينه حقا يقينا باللسان وباليد

قال عمر: فوالله لقد علمت أنه أرادني، فلقيني نعيم وكان يخفي إسلامه فرقا من قومه فقال: أين تذهب؟ قلت: أريد هذا الصابي الذي فرق أمر قريش فأقتله، فقال نعيم: يا عمر أترى بني عبد مناف تاركيك تمشي على وجه الأرض وبالغ في منعه، ثم قال: ألا ترجع إلى أهل بيتك فتقيم أمرهم، فذكر دخوله على أخته

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے جو میں نے دل میں ارادہ کیا، راستے میں مجھے نعیم ملا جس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اور قوم سے الگ ہو گیا تھا، اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے اسے کہا میں اس صابی کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس نے قریش میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے، نعیم نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا بنی عبد مناف تجھے زمین پر چلتا پھرتا چھوڑ دیں گے اور ایسی حرکت کرنے سے انہیں منع کیا پھر اس نے کہا پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو پھر وہی قصہ ہے کہ میں اپنی بہن کے گھر میں داخل ہوا[1]

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَرَجْتُ أَتَعَرَّضُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ أُسْلِمَ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْحَاقَّةِ فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مِنْ تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: هَذَا وَاللَّهِ شَاعِرٌ كَمَا قَالَتْ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَقَرَأَ {إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ} [الحاقة: 41] قَالَ: قُلْتُ: كَاهِنٌ، قَالَ: {وَلا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ} [الحاقة: 42] إِلَى [ص:263] آخِرِ السُّورَةِ، قَالَ: فَوَقَعَ الْإِسْلَامُ فِي قَلْبِي كُلَّ مَوْقِعٍ

ایک روایت میں ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے ایک مرتبہ میں قبول اسلام سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے ارادے سے نکلا لیکن پتہ چلا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی مسجد میں جا چکے ہیں، میں جا کر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت الحاقہ کی تلاوت شروع کر دی مجھے نظم قرآن اور اس کے اسلوب سے تعجب ہونے لگا، قرآن مجید کے نظم و اسلوب بیان کو دیکھ کر دل میں یہ خیال کیا کہ یہ کوئی شاعر ہے

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۰/۲

جیسا قریش کہتے ہیں ابھی دل میں یہ خیال گزرا ہی تھا کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں ہے، تم لوگ بہت کم ایمان لاتے ہو۔'' (یعنی وہ بات نہیں جو تم لوگوں نے سمجھ رکھی ہے)۔ میں نے دل میں کہا یہ تو کاہن ہے جو میرے دل کی بات جان گیا ہے، اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی، ''اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو، یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے، اور اگر اس نبی کریم ﷺ نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا، رسول اللہ ﷺ نے پوری سورت تلاوت فرمائی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر گیا اس طرح وہ اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔ [1]

قَالَ: عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ، فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ، لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ: يَا جَلِيحْ، أَمْرٌ نَجِيحْ، رَجُلٌ فَصِيحْ، يَقُولُ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَوَثَبَ القَوْمُ، قُلْتُ: لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا، ثُمَّ نَادَى: يَا جَلِيحْ، أَمْرٌ نَجِيحْ، رَجُلٌ فَصِيحْ، يَقُولُ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقُمْتُ، فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ: هَذَا نَبِيٌّ

ایک روایت میں ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز کفار کے بتوں کے درمیان لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اسے ذبح کر دیا اس بچھڑے کے ذبح ہوتے ہی ایک چیخنے والے کی زبردست چیخ سنائی دی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی جو کہہ رہا تھا کہ اے دشمن عمدہ کام ظہور پذیر ہوا ہے، ایک عقل مند انسان ہے جو کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتنی زبردست چیخ کو سن کر باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے مگر میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اصل حقیقت معلوم ہونے تک اس جگہ سے نہ ہٹوں گا، اس طرح دوبارہ وہی آواز سنائی دی کہ اے دشمن ایک عمدہ کام کا ظہور پذیر ہوا ہے ایک عقل مند انسان کہتا ہے لاالٰہ الااللہ، یہ سنکر میں وہاں سے چلا آیا اور چند دن ہی گزرے تھے کہ سننے میں آیا کہ فلاں شخص نبی ہے۔ [2]

یہ کہانیاں آپ نے پڑھیں اصل واقعات کچھ یوں تھے زید بن عمرو بن نفیل جو عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے چچازاد بھائی تھے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دور جہالت میں بت پرستی اور ان کے ناموں پر قربانی اور چڑھائے ہوئے کھانوں سے لوگوں کو روکا تھا جس کی پاداش میں انہیں تکالیف بھی پہنچائی گئیں مگر وہ اپنی بات پر قائم رہے، بنو تمیم میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا، شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ اور زید بن عمرو بن نفیل انہیں اس عمل سے روکتے اور ان لڑکیوں کو والدین سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے تاکہ ان کی جان ان کے شقی القلب والد سے بچ جائے، وہ ان لڑکیوں کے سنگدل باپوں سے گزارش کرتے ہوئے کہتے

وَكَانَ يُحْيِي المَوْءُودَةَ، يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ، لاَ تَقْتُلْهَا، أَنَا أَكْفِيكَهَا مَئُونَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيهَا: إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُونَتَهَا

اس لڑکی کی جان مت لو میں اس کے تمام اخراجات کا ذمہ لیتا ہوں چنانچہ وہ لڑکیوں کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیتے جب وہ جوان ہوتیں

[1] مسند احمد ۱۰۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۱/۲

[2] صحیح بخاری بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ إِسْلاَمِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸۶۶، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۰/۲

تو پھران لڑکیوں کے والدین کے پاس جاتے اور عرض کرتے کہ تمہاری بیٹی اب جوان ہو چکی ہے اگر تم پسند کرو تو اسے تمہارے حوالے کر دوں اور اگر پسند نہیں کرتے تو میں خود اس کی شادی کے تمام مصارف برداشت کر کے اس کو رخصت کر دیتا ہوں۔ (۱)

اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ایک سمجھدار نوجوان بن چکے تھے اور اپنے چچازاد بھائی کی باتوں اور رفلاحی کاموں کا ان کے اور خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذہن پر یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوئے ہوں گے اس لئے جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق دی تو ان کے خاندان سے کئی لوگوں نے لبیک کہا جن میں زید بن عمرو بن نفیل کے بیٹے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الخطاب (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن) اور عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب بھی ایمان لائے اور ان کے خاندان سے ایک معزز شخص نعیم رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بھی ایمان لا چکے تھے اس طرح زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی اور سعید رضی اللہ عنہ کی بہن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، یعنی سعید رضی اللہ عنہ بن زید اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپس میں سالے بہنوئی تھے، چھ ہجری تک دعوت اسلام خوب پھیل چکی تھی اور جو لوگ ایمان لا چکے تھے وہ سب اہل مکہ کی نظروں کے سامنے تھے اور جو لوگ دعوت قبول کرتے ان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی تھی کہ بیت اللہ میں جا کر جہاں قریش موجود ہوتے اپنے ایمان کا برملا اعلان کر دیں چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ایمان لانے کا علم تھا کیونکہ سعید رضی اللہ عنہ کا خود یہ بیان ہے جیسے قتیبہ بن سعید، سفیان ثوری، اسماعیل بن ابی خالد اور قیس بن ابی حازم نے روایت کیا ہے

وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي، وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الإِسْلاَمِ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ

اللہ کی قسم! میں نے خود کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اسلام لانے سے قبل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے باندھ کر ڈال دیا کرتے تھے تا کہ ان کا دوسرے لوگوں سے میل جول نہ ہو۔ (۲)

اس کے علاوہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اپنی ایک عزیزہ لیلیٰ بنت حثمہ اور ان کے خاوند عامر بن ربیعہ کو ہجرت حبشہ کی تیاری کرتے دیکھ کر دل پر چوٹ لگی اور انہوں نے بھی اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔

اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ

اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کے ساتھ جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اسلام کو قوت وطاقت دے۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً

جبکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں صرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا فرمائی تھی اے اللہ! عمر بن خطاب کے زریعہ اسلام کو قوت وطاقت دے (۴)

اس دعا کی خوشخبری کا ذکر عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے ہجرت حبشہ کے وقت کیا تھا کہ بہت جلد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ۳۸۲۸ ،ابن سعد ۳/۲۹۱،البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۹۹

(۲) بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ إِسْلاَمِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸۶۲

(۳) مستدرک حاکم ۶۱۲۹

(۴) سنن ابن ماجه كتاب السنة باب فضل عمر رضی اللہ عنہ :۱۰۵

گے،اس کے علاوہ خباب رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بارے میں بتایا تھا اور کہا تھا کہ عنقریب اللہ آپ سے اپنے دین کی نشرو اشاعت کا خوب کام لے گا، چنانچہ رب نے دعا کو قبولیت عطا فرمائی اور اس دعا کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

أنه لما أسلم، قال: يا رسول الله! لا ينبغي أن يكتم هذا الدين، أظهر دينك، فخرج ومعه المسلمون وعمر أمامهم معه سيف ينادي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حتى دخل المسجد فقالت قريش: لقد أتاكم عمر مسرورا، ما وراءك يا عمر؟قال: ورائي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فإن تحرك أحد منكم لأمكنن سيفي منه، ثم تقدم أمامه صلى الله عليه وسلم يطوف ويحميه حتى فرغ من طوافه

ایک روایت ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اپنے دین کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہم اپنے دین کو ظاہر کریں گے، چنانچہ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی ننگی تلوار اٹھائے کلمہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے ان کے آگے آگے تھے یہاں تک کہ مسجد الحرام میں داخل ہو گئے، قریش کے لوگ جو وہاں موجود تھے کہنے لگے عمر بڑے خوش خوش آرہے ہیں اے عمر اس کی کیا وجہ ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کلمہ اختیار کرلیا ہے اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی تو میری تلوار اس پر اٹھے گی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور سب مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا یہاں تک کہ طواف سے فارغ ہو گئے۔[1]

قَالَ عُمَرُ: لَمَّا أَسْلَمْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، تَذَكَّرْتُ أَيَّ أَهْلِ مَكَّةَ أَشَدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَاوَةً حَتَّى آتِيَهُ فَأُخْبِرَهُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، قَالَ:قُلْتُ: أَبُو جَهْلٍ وَكَانَ عُمَرُ لِحَنْتَمَةَ بِنْتِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ- قَالَ: فَأَقْبَلْتُ حِينَ أَصْبَحْتُ حَتَّى ضَرَبْتُ عَلَيْهِ بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيَّ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِ أُخْتِي، مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ : جِئْتُ لِأُخْبِرَكَ أَنِّي قَدْ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ مُحَمَّدٍ، وَصَدَّقْتُ بِمَا جَاءَ بِهِ، قَالَ: فَضَرَبَ الْبَابَ فِي وَجْهِي وَقَالَ: قَبَّحَكَ اللَّهُ، وَقَبَّحَ مَا جِئْتَ بِهِ

ایک روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے اسلام قبول کیا تو اسی رات کو میں نے خیال کیا کہ قریش میں سے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عداوت رکھتا ہو پہلے اس کے پاس جا کر اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر بیان کروں، پس میں نے دل میں کہا کہ ابوجہل سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن نہیں ہے چنانچہ صبح ہوتے ہی میں ابوجہل کے گھر گیا اور ابوجہل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سگا ماموں تھا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، ابوجہل نے آکر دروازہ کھولا اور مجھے دیکھ کر کہا آؤ میرے بھانجے آؤ خوب آئے کس طرح آنا ہوا؟ میں نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ تم کو اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر دے دوں، میں اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو ان پر نازل ہوا ہے اس کی تصدیق کی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے یہ کہتے ہی ابوجہل نے زور سے دروازہ

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۲/۲

بند کر دیا اور کہا اللہ تجھ کو خراب کرے اور اس کو بھی جو تو لایا ہے۔ (۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خِرَاشٍ الْحَوْشَبِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ،عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ، نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سیدنا عمر نے اسلام قبول کیا تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر فرشتوں نے مبارک باد دی۔ (۲)

حکم الألباني ضعيف جدا

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔ اس روایت کی سند میں راوی عبداللہ بن خراش ضعیف ہے۔

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کفر کے لئے یہ ایک بہت بڑا جھٹکا تھا

بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا، إِذْ جَاءَهُ العَاصِ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو، عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِنْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: لاَ سَبِيلَ إِلَيْكَ، بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ، فَخَرَجَ العَاصِ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الخَطَّابِ الَّذِي صَبَا قَالَ: لاَ سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ

ان کے اسلام قبول کرتے ہی ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے ان کے مکان کو گھیر لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خوفزدہ ہو کر گھر میں بیٹھے رہے، گھر کے باہر لوگ (غصہ) سے چلا رہے تھے کہ عمر بے دین ہو گیا کہ ان کے پاس عاص بن وائل سہمی ابو عمرو آیا جو ایک ریشمی حلہ اور ایک ریشمی گوٹ کا کرتہ پہنے ہوئے تھا، عاص قبیلہ بنو سہم کا تھا اور بنو سہم زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے تو عاص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری قوم کہتی ہے کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ مجھے قتل کر دے گی، عاص بن وائل نے کہا میرے امان دینے کے بعد وہ تم پر قابو نہیں پا سکتے، چنانچہ عاص بن وائل گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ وادی لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے، عاص بن وائل نے پوچھا کیا معاملہ ہے (یعنی تم یہاں کیوں جمع ہو) لوگوں نے کہا سیدنا عمر بے دین ہو گیا ہے، عاص بن وائل نے کہا میں نے اسے پناہ دی ہے اب تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، عاص بن وائل کی پناہ کا سنکر لوگ منتشر ہو گئے۔ (۳)

ایک حلیف کی حیثیت سے عاص بن وائل نے اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پناہ دے کر حمایت کی مگر کفر پر سختی سے جما رہا اور اسلام قبول نہیں کیا۔

اہل مکہ حیات بعد از موت، حشر نشر اور حساب و جزا کی تمام باتوں کو ڈھکوسلا، اور دیوانے کی ایک بڑ قرار دیتے تھے، اور اپنے آبائی مشرکانہ

---

(۱) ابن ہشام ۳۵۰/۱، الروض الانف ۱۷۳/۳

(۲) سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم باب فَضْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۰۳

(۳) صحیح بخاری كتاب مناقب الانصار بَابُ إِسْلاَمِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸۶۴

دین کو برحق سمجھتے تھے جبکہ حیات بعد از موت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو مشرکین کے لئے یہ ایک دوسرا بڑا دھچکا تھا، چنانچہ ابوسفیان اور حرب بن امیہ بن خلف نے ان سے مل کر ان کو ڈگمگانے کے لئے کہا زندگی بعد از موت کی یہ سب باتیں فضول اور لایعنی ہیں، مرنے کے بعد جب ہڈیاں بھی منتشر ہو جائیں گی تب کس نے زندہ ہونا ہے اور کس نے زندہ کرنا ہے، تم ہمارے کہنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین چھوڑ دو اور اپنے آبائی دین کی طرف پلٹ آؤ یا دین کے کچھ حصے کو ترک کر دو اگر بالفرض کوئی اور زندگی ہے بھی تو اور اس میں حساب کتاب بھی ہونا ہے تو ہم یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اللہ کے سامنے ہم سارا عذاب اپنی گردن پر لے لیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ [۱]

ترجمہ: یہ کافر لوگ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقے کی پیروی کرو اور تمہاری خطاؤں کو ہم اپنے اوپر لے لیں گے حالانکہ ان کی خطاؤں سے کچھ بھی وہ اپنے اوپر لینے والے نہیں ہیں، وہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی، اور قیامت کے روز ان سے ان افترا پردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔

یعنی ہر شخص اپنے کیے کا آپ ذمہ دار ہے، اللہ کے قانون میں ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی کسی کا گناہ اپنے ذمہ لے لے اور گناہ کرنے والا خود اپنے گناہ کی سزا سے بچ جائے، کسی نے دوسرے کے گناہ تو اپنے ذمہ کیا لینے ہیں، دہکتی اور غیض وغضب سے پھٹتی جہنم کو دیکھ اس روز تو نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا ماں، باپ اپنی اولاد کی طرف نہیں دیکھیں گے اور اولاد والدین کی طرف نہیں دیکھیں، کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آسکے گا بلکہ ہر شخص کی خواہش ہوگی کہ وہ اس جہنم میں جانے سے کسی طرح بچ جائے چاہئے ساری مخلوق جس میں اس کے والدین، بہن بھائی، عزیز واقارب، دوست احباب بھی ہوں گے آگ میں ڈال دی جائے، یہ لوگ جو ایسی باتیں کر رہے ہیں یہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جنہیں ان لوگوں نے گمراہ کیا ہوگا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دعوت دینے والے نے ہدایت کی طرف بلایا پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس کو پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور پیروی کرنے والے کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس دعوت دینے والے نے بھی گمراہی کی دعوت دی اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کو پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا پیروی کرنے والوں کے گناہ میں کمی کئے بغیر۔ [۲]

---

[۱] العنکبوت ۱۳،۱۲

[۲] صحیح مسلم کتاب الْعِلْمِ بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ ۶۸۰۰،سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ

مضامین سورۃ الشوریٰ:

اس سورۃ میں کفار کو مخاطب کر کے ان کو دعوت فکر دی گئی اور ان کی جانب سے پیدا کیے جانے والے اعتراضات واشکالات کو دور کیا گیا۔

○ اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کی بابت مختلف قسم کی باتیں کیا کرتے تھے، اس سلسلہ میں فرمایا کہ انسانیت کی تخلیق کی طرح ان کی ہدایت ورہنمائی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، محمد ﷺ سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء ورسل انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث فرمائے تھے، اسی لیے تمام انبیاء کی تعلیمات میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور یہی اس کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ انسانی دماغ وفکر کی کاوش کے نتیجہ میں جو چیز تیار ہوگی اس کی جہتیں مختلف اور متفرق ہوں گی، اس حقیقت کے واضح ہوجانے کے باوجود تمہاری ہٹ دھرمی، دین سے دوری اور شرک ایسے عظیم گناہ کے سبب تم پر آسمان پھٹ پڑیں تو کچھ بعید نہیں، تمہاری اس بے راہروی اور گمراہی پر تو فرشتے بھی حیران ہیں اور ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ نہ معلوم کب تم پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑے۔

○ اہل مکہ کا ایک اعتراض یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ جو دین پیش کر رہے ہیں اگر یہ دین برحق ہے تو اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو اس پر ہی کیوں نہیں جمع کر دیتا؟ اس سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جبری ہدایت مطلوب نہیں ہے، انسان کی عظمت وشرافت کی بنیاد ہی یہ ہے کہ اسے عقل وشعور اور حق وباطل کے امتیاز کی صلاحیت دے کر پیدا کیا گیا ہے، اس کو ایک حد تک ذی اختیار بنایا گیا ہے کہ سوچ وبچار کر کے چاہے تو ہدایت کو اختیار کرے اور اگر چاہے تو گمراہی کی راہ پر گامزن ہوجائے، اور آخرت کی زندگی اس لیے ہی بنائی گئی ہے کہ انسان کو اس کی سوچ وفکر اور اس کے اختیاری اعمال پر جزا وسزا کا مستحق ٹھہرایا جاسکے جبکہ دیگر مخلوقات کو یہ امتیاز حاصل نہیں، یہ عقل وشعور کا امتیاز ہی انسان کی ولایت وخلافت کی بنیاد بنایا گیا ہے، جو شخص اپنے اختیار سے حق ولایت ادا کرے گا وہی ولی وخلیفہ ہوگا اور انعامات کا حقدار بھی۔

○ منصب نبوت پر کوئی شخص اپنے کسب اور ریاضت سے فائز نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اللہ کا انعام ہے کہ جس کو چاہے اس منصب پر فائز فرما دے، اور نبی کی ذمہ داری یہ ہے کہ گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو غفلت سے بیدار کر کے راہ راست کی دعوت دے اور قبل از وقت اللہ کے منکروں کو آخرت کے محاسبہ اور جہنم کے دردناک عذاب کی خبر پہنچا دے تاکہ لوگ آخرت کے دردناک عذاب اور اللہ کے غضب سے بچنے کی راہ پر چل سکیں، اور یہ بھی نبی کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ لوگوں کو اس عظیم الشان کائنات کے خالق کا صحیح تعارف کرائے اور حق وباطل کے امتیاز کے لیے معیار اور کسوٹی دے، اسی لیے ہر نبی اللہ کی حاکمیت اور الوہیت کا ذکر کر کے انسانوں کو اپنے رب کے آگے جھکنے کا حکم دیتا ہے۔

○ دین داری اس کا نام نہیں ہے کہ انسان اس کی حقانیت کا اقرار کر کے بیٹھ رہے بلکہ اس کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھ کر اللہ کی زمین پر بسنے والے سارے انسانوں کو اس سے متعارف کرائے اور اس دین کو اللہ کی زمین پر نافذ اور رائج کرنے کی جدوجہد کرے تاکہ خودنمائی اور خودپسندی کی بدولت پیدا شدہ فرقوں اور مصنوعی مذہبوں کا خاتمہ ہوجائے اور یہ کہ اس زمین پر بسنے والے انسان اپنی بے راہروی

بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً ۲۰۶، سنن ابوداود كِتَاب السُّنَّةِ بَابُ لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۹، شرح السنة للبغوی ۱۰۹، صحیح ابن حبان ۱۱۲، مسند ابی یعلی ۶۴۸۹، مسند احمد ۹۱۶۰

اور گمراہی پر اڑے رہیں اور نبی کی پرزور مخالفت کرتے رہیں تو نبی کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچا سکیں گے البتہ بدترین جرم (شرک اور اللہ کے نبیوں کی مخالفت) کے باعث اللہ کے غضب کے مستحق ضرور ہو جائیں گے۔

○ نبی کریم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی بے داغ سیرت و کردار کا تذکرہ ہوا اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی محمد ﷺ چالیس برس تک تم میں رہے اور اس دوران کتاب کے تصور سے بالکل خالی الذہن اور ایمان کے مسائل و مباحث سے قطعی نا آشنا تھے اور اس بات کے تم خود بھی شاہد ہو اور یہ سب اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کی یہ نبوت کسبی نہیں اور نہ ہی آپ کی خواہش پر یہ آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کے ساتھ براہ راست کلام کرے۔

○ اس سورۃ میں تفرقہ سے بچنے، وحدت امت اور محبت و مروت کی ضرورت کے ساتھ ایمان، اعمال صالحہ، اقامت صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، عفو و درگزر اور اصلاح عامہ کی تلقین ہے، بے حیائی گناہ اور ہر قسم کی برائی سے بچنے کا حکم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳

حم، عسق، اللہ تعالیٰ جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے اسی طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا،

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۴ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

آسمانوں کی (تمام) چیزیں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، وہ برتر اور عظیم الشان ہے، قریب ہے آسمان اوپر سے

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ

پھٹ پڑیں اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لیے استغفار کر رہے

لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ (الشوریٰ ۱ تا ۵)

ہیں، خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا ہے۔

ح، م، ع، س، ق، اللہ رب العزت کی طرف سے نزول قرآن کا سلسلہ جاری تھا، واضح دلائل کے ساتھ اللہ کی توحید اور معبودان باطلہ کی بے بسی ولاچاری بیان ہو رہی تھی، لوگوں کو براہین کے ساتھ باطل معبودوں کی بندگی سے روک کر مالک حقیقی کی بندگی کی طرف راغب کیا جارہا تھا، اخلاقی تعلیم کے ساتھ نئے نئے مضامین پیش ہو رہے تھے، اہل مکہ کو ان کے ہر اعتراض کا جواب دے کر لاجواب کیا جارہا تھا جس کی وجہ سے اہل مکہ میں دعوت اسلام اور قرآن کریم کے بارے میں شدید اضطراب پایا جاتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! جس

طرح اللہ جو انتقام لینے میں غالب اور اپنے اقوال وافعال میں حکمت والا ہے نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تمہاری طرف قرآن کریم نازل کیا ہے اسی طرح گزشتہ زمانوں میں بھی انبیاء ومرسلین کی طرف بھی فرشتے کے ذریعے صحیفے اور کتابیں نازل کرتا رہا ہے، جیسے فرمایا

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾ [١]

ترجمہ: حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں کہی گئی تھی، ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

یعنی رسولوں اور کتابوں کا یہ سلسلہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے اور نہ ہی یہ دعوت نئی ہے اور نہ اس کلام میں کوئی نرالی دعوت دی گئی ہے اس لیے اہل مکہ کا قرآنی تعلیمات پر اعتراض اور دعوت پر اضطراب بے معنی ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب کا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہے، یہ تمام اشیاء اس کی عاجز ولاچار مخلوق اور اس کی ملکیت ہیں، اور کوئی بھی مخلوق چاہے وہ کتنی بڑی اور عظیم ہو خالق ومالک کے ساتھ ملک میں شریک نہیں ہوسکتی، وہ تو اپنی ذات، اپنی قدرت اور اپنے قہر وغلبہ کے ساتھ بلند اور عظمت والا ہے، جیسے فرمایا

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ [٢]

ترجمہ: وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا عالِم ہے، وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

۔۔۔وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ [٣]

ترجمہ: اور وہ بزرگ وبرتر ہے۔

کائنات کی کوئی مخلوق اس کی ہمسر نہیں ہوسکتی، اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں کوئی حصہ دار نہیں ہوسکتا، اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی مخلوق کا نسب ملا دینا، اس کے صالح بندوں کو اس کا بیٹا اور فرشتوں کو اس کی بیٹی قرار دے دینا، خود ساختہ معبودوں کو خدائی کے اختیارات سونپ دینا وغیرہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے جرم سے باوجود اپنی عظمت اور مضبوطی کے آسمان پھٹ پڑیں تو کچھ بعید نہیں ہے، جیسے فرمایا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ [٤]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین شق

---

[١] الاعلیٰ ۱۷تا۱۹

[٢] الرعد ۹

[٣] سبا ۲۳

[٤] مریم ۸۸تا۹۳

ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا، رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، زمین اور آسمان کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

جن مکرم فرشتوں کو یہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اس کی عظمت کے سامنے سرنگوں، اس کے غلبہ کے سامنے عاجز اور اس کی ربوبیت کے سامنے مطیع اور فروتن ہیں اور اپنے رب کی عظمت وجلالت سے کپکپاتے ہوئے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اہل زمین کی جسارتوں پر جو رب کی عظمت اور کبریائی کے لائق نہیں اللہ غفور رحیم کی بارگاہ میں درگزر کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ [1]

ترجمہ: عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچالے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے ،اے ہمارے رب! اور داخل کر ان کو ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (ان کو بھی وہاں ان کے ساتھ پہنچا دے) تو بلاشبہ قادر مطلق اور حکیم ہے، اور بچا دے ان کو برائیوں سے، جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچا دیا اس پر تو نے بڑا رحم کیا یہی بڑی کامیابی ہے۔

حقیقت میں اللہ غفور و رحیم ہے اس لیے فوراً عذاب نازل کر دینے کے بجائے کفر و شرک، دہریت، فسق و فجور اور ظلم وستم کی انتہا کر دینے والے لوگوں کو بھی سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لیے مہلت دیے چلا جا رہا ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر نگران ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں،

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ

اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے تا کہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبر دار

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ (الشوریٰ ۶،۷)

کر دیں اور جمع ہونے کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ڈرا دیں، ایک گروہ جنت میں ہو گا اور ایک گروہ جہنم میں ہو گا۔

[1] المومن ۷ تا ۹

آج یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مقرر کیے ہوئے طریقوں، رسموں اور قوانین وضوابط کی پیروی کر رہے ہیں، جن بزرگوں پر ان کو یقین ہے کہ وہ انہیں غلطیوں سے پاک صحیح راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں، اور انہیں یہ اعتماد و یقین بھی ہے کہ دنیا میں وہ ان کی پریشانیوں، مصیبتوں میں فوق الفطری طریقے سے مدد کرتے ہیں، روزگار دلواتے ہیں، اولاد عطا کرتے ہیں، مرادیں برلاتے ہیں، اور ہر طرح کی حاجات پوری کرتے ہیں، اور اسی طرح اگر آخرت ہے بھی تو جہاں جزا وسزا ملے گی تو یہ بزرگ جن کی خوشنودی کے لئے ہم ان کی درگاہوں پر رسوم عبادت بجالاتے ہیں انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے یا ہماری بدعملی اور بے عملی کے باوجود اللہ کے قریب کر دیں گے، فرمایا اے نبی ﷺ! اللہ لوگوں کے عقائد واعمال کا نامہ اعمال تیار کر رہا ہے اور وہ ان کو ان کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دے گا، آپ کا کام لوگوں کو پوری امانت و دیانت کے ساتھ اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے، کسی کو ہدایت سے سرفراز کرنا یا ہدایت نہ دینا اللہ کا کام ہے، اور اپنے احسان کا ذکر فرمایا کہ جس طرح ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان میں بھیجا اسی طرح اللہ نے اس قرآن کو تمہاری قوم کی زبان عربی میں نازل کیا گیا ہے، جو اپنے الفاظ و معانی میں واضح ہے اور جسے وہ براہ راست خود سمجھ سکتے ہیں، چنانچہ اے لوگو! اس میں بیان کیے گئے توحید، رسالت اور آخرت کے پر زور دلائل، اس کے مضامین کی وسعت و گہرائی، پہلی اقوام کے عبرت ناک واقعات پر غور و تدبر کرو اور سوچو کہ اللہ رب العالمین کے سوا کون ایسے جلیل القدر کلام کو کون نازل کر سکتا ہے؟ اللہ کے سوا کون ایسی رہنمائی کر سکتا ہے، اور اے نبی ﷺ! اس قرآن کی مدد سے، اہل مکہ مکرمہ، شرق وغرب کی دیگر بستیوں اور دنیا کے تمام لوگوں کو ہوشیار کر دو کہ اگر وہ عقائد واعمال کی گمراہیوں اور اخلاق و کردار کی خرابیوں سے باز نہ آئے، اگر وہ اللہ کی ذات، صفات، اختیارات، حقوق، سفارش کے باطل عقیدہ اور اللہ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے مخلوق میں سے اپنے لیے اولیاء اور کارساز بنانے سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بڑا خوفناک ہو گا، اور وہ حیات بعد الموت کا عقیدہ تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جب اللہ مالک یوم الدین تمام جن وانس، ظالم ومظلوم، مومن و کافر کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا اور ان سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا، اگر کوئی شخص اللہ کی مشیت سے دنیا میں اپنی گمراہی وبداعمالیوں کے برے نتائج سے بچ بھی گیا ہو مگر حساب کتاب کے دن اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہو گی، اس وقت پوری خلقت دو گروہوں میں بٹ جائے گی ایک گروہ ان خوش نصیب لوگوں کا ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوں گے، انبیاء ومرسلین کی تصدیق کی ہو گی، جو اللہ کے حکموں کو بجالائے ہوں گے اور اللہ کی مقررہ کردہ حدود کی پابندی کی ہو گی، جنہوں نے اللہ کے خوف ورجا کے ساتھ زندگی بسر کی ہو گی، اللہ اس گروہ کو اجر عظیم عطا فرما کر لازوال نعمتوں بھری جنت میں داخل فرمائے گا اور دوسرا گروہ ان بدقسمت لوگوں پر مشتمل ہو گا جو اللہ کے دین سے بغاوت، احکامات میں سرکشی، حدود سے تجاوز اور بداعمالیوں کے سبب عذاب الٰہی کے مستحق قرار پائیں گے، جیسے فرمایا:

...ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ [1]

ترجمہ: وہ ایک دن ہو گا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی اس روز ہو گا سب کی آنکھوں کے سامنے ہو گا، ہم اس کے لانے

[1] ہود ١٠٣ تا ١٠٥

میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے بس ایک گنی چنی مدت اس کے لیے مقرر ہے، جب وہ آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی الایہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے، پھر کچھ لوگ اس روز بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ:أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا، إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى :هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، بِأَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ، لَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي يَسَارِهِ:هَذَا كِتَابُ أَهْلِ النَّارِ، بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ، لَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِأَيِّ شَيْءٍ إِذَنْ نَعْمَلُ إِنْ كَانَ هَذَا أَمْرًا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت آپ کے مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں، ہاں اگر آپ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتادیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ والی کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اللہ رب العلمین کی کتاب ہے، جس میں اہل جنت ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبائل کے نام لکھے ہوئے ہیں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں آخری آدمی تک سب کے نام آگئے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا یہ اہل دوزخ کی کتاب ہے اس میں ان کے نام اور ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں، اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں آخری آدمی تک سب کے نام آگئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب اس کام سے فراغت ہو چکی تو پھر ہم عمل کس مقصد کے لئے کریں؟

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ لَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ: بِيَدِهِ فَقَبَضَهَا ثُمَّ قَالَ:فَرَغَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعِبَادِ ثُمَّ قَالَ بِالْيُمْنَى: فَنَبَذَ بِهَا، فَقَالَ:فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَنَبَذَ بِالْيُسْرَى، فَقَالَ:فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا درستگی پر رہو اور قریب ہو جاؤ کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں والے اعمال پر ہی ہوگا گو کہ وہ کوئی سے اعمال کرتا رہے، اور جہنمی کا خاتمہ جہنمیوں والے اعمال پر ہوگا گو کہ وہ کیسے ہی اعمال کرتا رہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس کی مٹھی بنائی اور فرمایا تمہارا رب بندوں کی تقدیر لکھ کر فارغ ہو چکا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے پھونک ماری اور فرمایا ایک فریق جنت میں ہوگا اس کے بعد بائیں ہاتھ پر پھونک کر فرمایا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔ [1]

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، دَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ يَعُودُونَهُ

[1] مسند احمد ٦٥٦٣، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْقَدَرِ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا لأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ٢١٤١، السنن الكبرى للنسائی ١١٤٠٩، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ٨٤٨

وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالُوا لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ أَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُذْ مِنْ شَارِبِكَ، ثُمَّ أَقِرَّهُ حَتَّى تَلْقَانِي؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ بِيَمِينِهِ قَبْضَةً، وَأُخْرَى بِالْيَدِ الْأُخْرَى، وَقَالَ: هَذِهِ لِهَذِهِ، وَهَذِهِ لِهَذِهِ، وَلَا أُبَالِي فَلَا أَدْرِي فِي أَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ أَنَا

ابو نضرہ سے مروی ہے صحابہ کرام میں سے ایک شخص کو ابو عبد اللہ کہا جاتا تھا ان کے رفقاء ان کی زیارت کے لیے ان کے پاس گئے، انہوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں رفقاء نے ان سے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے یہ نہیں فرمایا تھا اپنی مونچھیں کترا ؤ اور پھر اسی حالت پر انہیں رکھو حتی کہ مجھ سے ملاقات کرو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں یہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لیکن میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ میں ایک مٹھی پکڑی اور دوسری اپنے دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا کہ یہ مٹھی اس (جنت) کے لیے اور یہ مٹھی اس (دوزخ) کے لیے ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور مجھے نہیں معلوم کہ میں ان میں سے کس مٹھی میں ہوں۔[1]

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت کا بنا دیتا لیکن جسے چاہتا اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے

وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۞ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ

اور ظالموں کا حامی اور مددگار کوئی نہیں، کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ (الشوریٰ ۸،۹)

(حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز کا قادر ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو سب انسانوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا جو راہ ہدایت پر چلتا لیکن اس میں انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی نہ ہوتی ،جبکہ اللہ نے انسانوں کو دونوں راستوں سے خوب آگاہ فرما کر ارادہ واختیار کی آزادی بخشی ہے تاکہ وہ اپنا راستہ خود متعین کرے اور اسی کے مطابق جزا یا سزا پائے، چنانچہ جس کے دل میں وہ خیر کی روشنی پاتا ہے اسے راہ راست کی توفیق بخش دیتا ہے اور کفار ومشرکین کا نہ کوئی ولی ہے جو ان کی مدد کر سکے اور نہ کوئی مددگار جو ان سے کسی تکلیف کو دور کر سکے، مشرکین کی جہالت بیان فرمائی کہ انہوں نے اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر بے شمار معبودوں کو اپنا سرپرست بنا رکھا ہے، حالانکہ انسان کا حقیقی سرپرست وہی ہو سکتا ہے جو زندگی وموت اور نفوذ مشیت وقدرت میں تصرف کرتا ہو، جو حق ولایت ادا کرنے کی قدرت اور اختیارات بھی رکھتا ہو، جو اپنے مومن بندوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہو، جیسے فرمایا:

---

[1] مسند احمد ۱۷۵۹۳

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۲۵۷﴾ (۱)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

...وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۹﴾ (۳)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تا کہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

جو اپنے لطف و کرم سے ان کی تربیت کرتا اور تمام امور میں ان پر اپنی اعانت کا فیضان کرتا ہو، اگر اللہ کے سوا کسی اور کے پاس ایسی قدرت اور اختیارات ہوں تو انہیں اپنا ولی بناؤ اور اگر اللہ کے سوا کسی کے پاس ایسی کوئی قدرت و اختیارات نہیں تو پھر اس کے سوا کسی اور کو اپنا ولی بنالینا جہالت، حماقت اور خودکشی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ

اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، یہی اللہ میرا رب ہے جس پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے

وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اور جس کی طرف میں جھکتا ہوں، وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیئے

وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ

ہیں، اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور

الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ

دیکھنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ہیں، جس کی چاہے روزی کشادہ کر دے اور تنگ کر دے،

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الشوریٰ ۱۰ تا ۱۲)

یقیناً وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یہود و نصاریٰ، مجوسیوں اور اسلام میں اختلافات ہیں، اور ہر مذہب کا پیروکار یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور باقی تمام گروہ گمراہ ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنی آخری کتاب نازل فرما دی ہے، اس کو حکم مان کر با آسانی

(۱) البقرۃ ۲۵۷

(۲) المائدۃ ۱۶

(۳) الحدید ۹

ہر معاملے کا چاہے وہ یہود و نصاریٰ اور اسلام کے درمیان ہو یا مسلمانوں کے گروہوں کے درمیان ہو فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور تمام اختلافات ختم کیے جا سکتے ہیں مگر لوگ اپنے تعصب اور بغض و عناد میں قرآن مجید کو ثالث ماننے کو تیار نہیں ہوتے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اس اصول کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ [2]

ترجمہ: کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ سزاوار نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار رہے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ [3]

ترجمہ: لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسانی گروہوں میں جن معاملات میں بھی اختلافات اور تنازعات ہیں اس کا فیصلہ اللہ احکم الحاکمین کر دے گا، وہی اللہ جو اختلافات اور تنازعات کا فیصلہ کرنے والا اصل حاکم ہے میرا رب ہے، میں اسی کی مدد، رہنمائی، حمایت و حفاظت اور فیصلوں پر اعتماد کرتا ہوں اور اپنے دل و جان سے اس کی طرف اور اس کی عبادت و اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے انہی دو اصولوں کو کثرت سے بیان کیا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ [4]

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں۔

---

[1] النساء۵۹

[2] الاحزاب ۳۶

[3] الاعراف۳

[4] الفاتحۃ۴

...فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ...﴿۱۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: پس اے نبی! تو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔

اللہ خالق کائنات نے اپنی قدرت، مشیت اور حکمت سے ساتوں آسمانوں اور زمین کو سات دنوں میں تخلیق کیا اور یہ اس کا احسان ہے کہ جس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہاری نسل بڑھ سکے اور چوپایوں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے تا کہ ان کی نسل باقی رہ کر بڑھتی رہے اور تمہاری بہت سی ضروریات پوری ہوں، اس طرح وہ مذکر اور مونث کے ملاپ سے تمہاری اور چوپایوں کی نسلیں کثرت سے پھیلاتا ہے، وہ اپنی ذات، صفات، اسماء اور افعال میں بے نظیر ہے، وہ اپنے کمال میں واحد اور منفرد ہے، اور وہ کائنات کو تخلیق کر کے غافل نہیں ہو گیا بلکہ وہ اپنے بندوں کی مختلف زبانوں اور متنوع دعاؤں کے باوجود سب کی آوزیں سنتا اور ان کے کھلے اور چھپے تمام اعمال دیکھتا ہے، سارے عالم کا متصرف مالک اور حاکم وہی یکتا لاشریک ہے، اور اسی کے ہاتھ میں رحمت ورزق اور ظاہری وباطنی نعمتوں کی کنجیاں ہیں، اور وہ مشیت وحکمت سے جس کو چاہتا ہے کھلا رزق عطا فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ حال کر دیتا ہے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں، وہ زبردست اور حکیم ہے۔

اس کا وسیع علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی وہ اپنے بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ عطا کرتا ہے جو اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے اور جو اس کی حکمت کے لائق ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى

(بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر

---

(۱) ہود ۱۲۳

(۲) فاطر ۲

مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَ يَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ﴿۱۳﴾

گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح راہنمائی کرتا ہے،

وَ مَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ؕ وَ لَوۡ لَا كَلِمَةٌ

ان لوگوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا (اور وہ بھی) باہمی ضد بحث سے، اور اگر آپ کے رب کی بات

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ

ایک وقت تک کے لیے پہلے ہی سے قرار پا گئی ہوئی ہوتی، تو یقیناً ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جن لوگوں کو

اُوۡرِثُوا الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۱۴﴾ (الشوریٰ ۱۴،۱۳)

ان کے بعد کتاب دی گئی وہ بھی اس کی طرف سے الجھن والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

تمام انبیاء کا ایک ہی دین اسلام تھا:

اے لوگو! محمد رسول اللہ ﷺ کسی نئے دین کی بنیاد نہیں رکھ رہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس کوئی نیا دین بھیجا ہے بلکہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک ہی دین، دین اسلام رہا ہے جو تمام ادیان میں سب سے افضل اور سب سے پاک دین ہے، دین اسلام جو تمام انبیاء ومرسلین کا دین تھا اور جس کی دعوت تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کو پیش کرتے چلے آرہے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری بندگی کرو۔

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح اور درست دین ہے۔

چنانچہ اصولی طور پر تمام انبیاء ومرسلین کا دین ایک ہی رہا ہے، البتہ حالات کے لحاظ سے احکام شرح میں جزوی فرق تھا، جیسے فرمایا

...لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا ...﴿۴۸﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔

---

[1] الانبیاء ۲۵

[2] البینة ۵

[3] المائدة ۴۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابن مریم کے دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء کی جماعت علاتی بھائیوں (کی طرح) ہیں، ان کے مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہی ہے۔[1]

اور اب اسی قدیم دین کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ خود اسے اپنی ذات پر نافذ کریں اور دوسروں پر نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کریں، اور اے لوگو! اب صحیح وسچا دین آ گیا ہے تو اس کے اصول وفروع پر متفق رہو، سب لوگ مل کر اللہ کے دین کو قائم کرنے میں لگ جاؤ اور پہلے انبیاء کی امتوں کی طرح تفرقہ برپا مت کرو یعنی اس کی عبادت واطاعت سے گریز نہ کرو، اللہ کی ذات وصفات، اسماء اور افعال میں دوسروں کو شریک کر کے افتراق وانتشار انگیزی نہ کرو، اللہ کے دین میں اپنی طرف سے نئی نئی باتیں شامل نہ کرو، دین کے نصوص میں تاویلات کر کے نرالے عقائد اور انوکھے اعمال ایجاد نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو تم گروہ در گروہ تقسیم ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، جیسے فرمایا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ... ﴿۱۰۳﴾ [2]

ترجمہ: سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ [3]

ترجمہ: (قائم ہو جاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور نماز قائم کرو اور نہ ہو جاؤ ان مشرکین میں سے جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنا دیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ ان لوگوں کو اللہ کے لیے اخلاص کی دعوت دیتے ہیں تو مشرکین کو اللہ رب العالمین کی توحید اور اللہ ورسول کی اطاعت کی صدائیں ناگوار گزرتی ہیں، شعیب علیہ السلام کی قوم کو بھی دعوت حق ناگوار گزرتی تھی۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ [4] ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے شعیب علیہ السلام کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو؟ بس تو ہی تو ایک عالی

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا۳۴۴۳،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۰،مسنداحمد۱۰۲۵۸

[2] آل عمران۱۰۳

[3] الروم۳۲،۳۱

[4] ھود۸۷

ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے۔

وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ [1]

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ [2]

ترجمہ: منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو ایک عجیب بات ہے۔

اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ بنالیتا ہے، اور اس کو راستہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے، جیسے فرمایا:

...قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ [3]

ترجمہ: ہمارا رسول تمہارے پاس آ گیا ہے جو کتاب الٰہی کی بہت سی ان کتابوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے جن پر تم پردہ ڈالا کرتے تھے، اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے، اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

مگر لوگوں نے انبیاء کے مبعوث ہونے اور ان پر کتابیں نازل ہو جانے کے بعد جب حجت ان پر قائم ہوگئی محض بغض وعناد، ہٹ دھرمی اور حسد کی وجہ سے اختلاف اور تفریق کا راستہ اختیار کیا اور ان کے اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ وہ شریعت کے خلاف نئے عقائد، نئی عبادات، مراسم اور نئے نظام حیات ایجاد کر کے ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنا چاہتے تھے، اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فیصلہ کر چکا ہوتا کہ قیامت کے دن تک فیصلہ کن عذاب کو ملتوی رکھا جائے گا تو دنیا میں ہی ان کا قضیہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا، اور حقیقت یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ جو اگلوں کے بعد تورات وانجیل کے وارث بنائے گئے انہوں نے ان کتابوں کو یقین واعتماد کے ساتھ نہیں لیا بلکہ وہ اس کی طرف سے شکوک وشبہات اور ذہنی الجھنوں میں مبتلا ہو گئے۔

---

[1] الزمر ۴۵

[2] ص ۵،۴

[3] المائدہ ۱۶،۱۵

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ

پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں

وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ

اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں،

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ ؕ

ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں ہم تم میں کوئی کٹ حجتی نہیں،

اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ (الشوریٰ ۱۵)

اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اے محمد ﷺ! اب آپ اسی دین اور صراط مستقیم کی طرف اپنی امت کو دعوت دیں، اور اس کے پھیلانے کی کوشش کرتے رہیں جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث کئے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں اور جو اس کو قبول نہیں کرتے ان لوگوں سے جہاد کریں، اللہ کی الوہیت، وحدانیت وربوبیت اور عبادت پر آپ خود اور اہل ایمان استقامت رکھیں، اور کفار ومشرکین کو راضی کرنے کے لئے اس دین کے اندر کوئی ردوبدل اور کمی بیشی نہ کریں، جس شخص کو ایمان لانا ہے وہ اس خالص دین پر ایمان لے آئے اور پورا کا پورا اس میں داخل ہو جائے اور جو اپنے تعصّبات بغض وعناد میں اس پر ایمان نہیں لاتا اور اندھا بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ جلد اپنا انجام خود دیکھ لے گا، اگر آپ نے علم کے آجانے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا، اگر اہل کتاب بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لا کر اور دیگر کا انکار کر کے مناظرہ کریں تو ان سے احسن طریقے پر بحث ومباحثہ کرو، جیسے فرمایا:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ... ﴿۴۶﴾ [1]

ترجمہ: اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقے سے۔

اور صاف کہہ دو کہ مجھ سے پہلے اللہ نے جو آسمانی کتاب نازل فرمائیں ہیں میرا ان سب پر پختہ ایمان ہے، میں ان تفرقہ پرداز لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو اللہ کی نازل کردہ بعض کتابوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے درمیان قاضی مقرر کیا ہے تا کہ میں لوگوں کے درمیان انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، یعنی وہ سب کا رب ہے تم ہم سے زیادہ اس کے مستحق نہیں ہو، ہم میں ہر ایک اپنے اپنے عمل کا خود ذمہ دار و جوابدہ ہے، اگر تم نیکی کرو گے تو اس کا پھل ہمیں نہیں پہنچ جائے گا بلکہ تم ہی اس سے متمتع ہوگے، اور اگر ہم برائی کریں گے تو اس کی پاداش میں تم نہیں پکڑے جاؤ گے بلکہ ہمیں خود ہی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، جیسے فرمایا

[1] العنکبوت ۴۶

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱ ①

ترجمہ: اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝۱۳۹ ②

ترجمہ: اے نبی ان سے کہو! کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ وہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں تمہارے اعمال تمہارے لیے اور ہم اللہ ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝۳۵ ③

ترجمہ: اے نبی! کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ سب کچھ خود گھڑ لیا ہے؟ ان سے کہو اگر میں نے یہ خود گھڑا ہے تو مجھ پر اپنے جرم کی ذمہ داری ہے اور جو جرم تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

ہم نے معقول دلائل سے یہ بات سمجھانے کا حق ادا کر دیا ہے، حق ظاہر اور واضح ہو چکا ہے اب حجت بازی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، روز قیامت اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع کرے گا اس وقت تم پر واضح ہو جائے گا کہ سچا کون تھا اور جھوٹا کون؟ جیسے فرمایا

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۶ ④

ترجمہ: کہو ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا، وہ ایسا زبردست حاکم ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

وَ الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جھگڑا ڈالتے ہیں اس کے بعد کہ (مخلوق) اسے مان چکی، ان کی کٹ حجتی

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۱۶ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اللہ کے نزدیک باطل ہے اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب نازل

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِيْزَانَ ۭ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝۱۷

فرمائی ہے اور ترازو بھی (اتاری ہے)، اور آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو، اس کی جلدی انہیں پڑی ہے

---

① یونس ۴۱

② البقرة ۱۳۹

③ ھود ۳۵

④ سبا ۲۶

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ

جو اسے نہیں مانتے اور جو اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈر رہے ہیں انہیں اس کے

وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ

حق ہونے کا پورا علم ہے، یاد رکھو جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں وہ دور کی

لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ (الشوریٰ ۱۶تا۱۸)

گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

مشرکین ان اہل ایمان سے جو دین اسلام پر قطعی دلائل اور روشن براہین کو دیکھ کر ایمان لائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں ان سے اللہ کے دین کے معاملہ میں مجادلہ، جھگڑا کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں راہ راست سے بھٹکا دیں،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُجَاهِدٌ: جَادَلُوا الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ مَا اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، لِيَصُدُّوهُمْ عَنِ الْهُدَى، وَطَمِعُوا أَنْ تَعُودَ الْجَاهِلِيَّةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد نے کہا کہ مومنوں نے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو مان لیا تو انہوں نے مومنوں سے جھگڑا کیا تا کہ وہ انہیں ہدایت سے روک دیں اور یہ لوگ خواہش رکھتے تھے کہ اے کاش! مومن پھر جاہلیت کی طرف لوٹ آئیں۔ [۱]

وَقَالَ قَتَادَةُ: هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، قَالُوا لَهُمْ: دِينُنَا خَيْرٌ مِنْ دِينِكُمْ، وَنَبِيُّنَا قَبْلَ نَبِيِّكُمْ، وَنَحْنُ خَيْرٌ مِنْكُمْ، وَأَوْلَى بِاللَّهِ مِنْكُمْ وَقَدْ كَذَبُوا فِي ذَلِكَ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے مومنوں سے کہا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی سے بہتر ہے، اور ہم تم سے بہتر اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں حالانکہ وہ ان سب باتوں میں جھوٹے تھے۔ [۲]

ان کی اس طرح کی حجت بازیاں اللہ کے نزدیک باطل اور ناقابل قبول ہیں، اللہ کے رسول کو جھٹلانے، اللہ تعالیٰ کے دلائل و براہین سے روگردانی کے جرم عظیم کے سبب ان پر اللہ کا غیض و غضب ہے جس کے نتیجے میں آخرت میں ان کے لئے جہنم کا سخت عذاب ہے، وہ اللہ ہی ہے جس نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے پہلے رسولوں پر کتابیں اور تم پر یہ کتاب قرآن عظیم اور شریعت نازل کی ہے جو حق اور سچ ہے، جیسے فرمایا

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ... ﴿۲۵﴾ [۳]

ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف

---

[۱] تفسیرابن کثیر ۱۹۶/۷

[۲] تفسیرابن کثیر ۱۹۶/۷

[۳] الحدید ۲۵

پر قائم ہوں۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ [۱]

ترجمہ: آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی، اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو، انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔

اور تم لوگوں کو کیا خبر شاید کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہی آ لگی ہو اس لیے بلاخیر ایمان لے آؤ ورنہ پچھتاتے اور حسرت ہی کرتے رہ جاؤ گے،، جو لوگ قیامت کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو بطور استہزا اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں مگر جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے اور خوف محسوس کرتے ہیں کہ کہیں وہ مواخذہ الٰہی کی زد میں نہ آ جائیں، جیسے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ [۲]

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

اہل ایمان کو کامل یقین ہے کہ یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت آنے والی ہے، اس لیے وہ خوف و رجاع کے ساتھ عمل صالحہ کرتے ہیں تا کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کر کے لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل ہو سکیں، خوب سن لو جو لوگ اس گھڑی کے آنے کے دلائل پر غور و تدبر نہیں کرتے بلکہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں سے شک و شبہ میں ڈالنے والی بحثیں کرتے ہیں وہ راہ راست سے بھٹک کر گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے، جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور وہ بڑی طاقت بڑے غلبے والا ہے،

الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں

مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (الشوریٰ ۱۹،۲۰)

سے ہی کچھ دے دیں گے، ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

غفور ورحیم اللہ:

اللہ احکم الحاکمین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام بندوں کافر ومومن، نیک و بد پر بڑی شفقت وعنایت اور ان کی دقیق ترین ضروریات پر بھی نگاہ رکھتا ہے، اگرچہ وہ اپنے خزانوں سے سب ہی کو عنایت کر رہا ہے، جیسے فرمایا

---

[۱] الرحمٰن ۷تا۹

[۲] المومنون ۶۰

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ... ۝ ﴿۱﴾

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

مگر اس لطف عام کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ وہ سب بندوں کو یکساں ہی عطاو بخشش اور رزق عطا فرمائے بلکہ وہ اپنی مشیت و حکمت سے جس کو چاہتا ہے کشادہ رزق عنایت فرماتا ہے اور جسے چاہتا ناپا تلا رزق دیتا ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ... ۝ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے؟۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ... ۝ ﴿۳﴾

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ! ان سے کہو میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ... ۝ ﴿۴﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کا چاہتا ہے)۔

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ... ۝ ﴿۵﴾

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

اس کی بخشش و عطا کا یہ نظام اس کے اپنے زور پر قائم ہے، کسی مخلوق میں اتنی طاقت اور اختیار نہیں کہ اللہ جسے دینا چاہے کوئی اسے روک سکے اور جسے نہ دینا چاہے اسے زبردستی دلا سکے، یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے اس لیے اللہ کسی بندے کو بھی کسی عمل پر زبردستی مجبور نہیں کرتا بلکہ ہر شخص کو نیکی اور برائی کا برابر موقع دیتا ہے، اگر کوئی بندہ اللہ، اس کے رسول، نازل کردہ کتابوں اور آخرت پر ایمان لاتا ہے، اور پھر دنیا میں آخرت کے اجر و ثواب کے لئے ممکن حد تک سعی و عمل کرتا ہے تو اللہ اس کی کوشش کی قدردانی کرتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ ﴿۶﴾

ترجمہ: اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے اور ہو وہ مومن تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو گی۔

اور دنیا میں اس کے لیے بھلائی کے اسباب مہیا کر کے اسے بھلائی کی راہ دکھلاتا اور اسے اور زیادہ نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے، اور نیکیوں کی

﴿۱﴾ هود ٦

﴿۲﴾ الزمر ٥٢

﴿۳﴾ سبا ٣٩

﴿۴﴾ الروم ٣٧

﴿۵﴾ العنکبوت ٦٢

﴿۶﴾ بنی اسرائیل ١٩

کوششوں کے باوجود جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں ان سے چشم پوشی کرتا ہے، اللہ کے مکرم فرشتے اس مومن بندے کو بھلائی کی ترغیب دیتے ہیں اور مشکلات و پریشانیوں میں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ آخرت میں بھی اس کا حصہ ہو گا، اس دنیا میں اس کی ایک ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا سے لیکر سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک بھی بڑھا کر عطا فرمائے گا، اور جس شخص کی مطلوب و مقصود دنیا ہی ہو، اسے آخرت کے ثواب کی امید ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر تو اللہ کی مشیت و تقدیر کے مطابق جو اس کا رزق مقرر ہے وہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اور آخرت کی بھلائیوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو گا، جنت اس پر حرام کر دی گئی اور وہ راندۂ درگاہ ہو کر جہنم کے عذاب میں دھکیل دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ [۱]

ترجمہ: جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو اسے ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ [۲]

ترجمہ: جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں اس کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے، (وہاں معلوم ہو جائے گا) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالرِّفْعَةِ، وَالدِّينِ، وَالنَّصْرِ، وَالتَّمْكِينِ فِي الْأَرْضِ ، وَهُوَ يَشُكُّ فِي السَّادِسَةِ، قَالَ: فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس امت کو عظمت، رفعت، مذہب (اسلام) نصرت اور زمین میں غلبے کی بشارت سنا دو، پس ان میں سے جو شخص آخرت کا عمل دنیا کے لیے کرے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا۔ [۳]

اب انسان کو خود فیصلہ کر لینا چاہیے کہ اس کا بہترین فائدہ طالب دنیا بننے میں ہے یا طالب آخرت بننے میں ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ

کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے جو

---

[۱] بنی اسرائیل ۱۸

[۲] ہود۱۶،۱۵

[۳] مسند احمد ۲۱۲۲۰

بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں، اگر فیصلے کا دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا، یقیناً (ان) ظالموں کے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ (الشوریٰ ۲۱)

لیے دردناک عذاب ہے۔

یہ کفار و مشرکین اللہ رب العالمین کے پاکیزہ دین کے تو پیروکار نہیں ہیں جس میں ان کی دنیاوی و اخروی فلاح پنہاں ہے مگر انہوں نے اپنی خواہشات نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے شیاطین صفت انسانوں کو اللہ کے ساتھ شریک فی الحکم ٹھہرالیا ہے، جو ان کے باطل عقائد و نظریات کا پرچار کرتے ہیں، اپنے من پسند اخلاقی اصولوں کو فروغ دیتے ہیں، خلاف فطرت قوانین، ضابطے اور حدود مقرر کرتے ہیں، جو اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور اس کی محرمات کو حلال ٹھہراتے ہیں حالانکہ دین وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ دین قرار دے تاکہ لوگ اسے دین بنائیں اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں، یہ ایسا ظلم عظیم ہے کہ اگر فیصلہ قیامت پر نہ اٹھا رکھا گیا ہوتا کہ میں گنہگاروں کو قیامت کے آنے تک ڈھیل دوں گا تو دنیا ہی میں ہر اس شخص پر عذاب نازل کر دیا جاتا جس نے اللہ کا بندہ ہوتے ہوئے اللہ کی زمین پر خود اپنا دین جاری کیا اور وہ سب لوگ بھی تباہ کر دیے جاتے جنہوں نے اللہ کے دین کو چھوڑ کر دوسروں کے بنائے ہوئے دین کو قبول کیا، مگر آخرت میں ایسے ظالموں کے لئے جہنم کا دردناک عذاب تیار ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے جن کے وبال ان پر واقع ہونے والے ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے وہ جو خواہش کریں اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہی ہے بڑا فضل، یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے ،

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ

اور (سنت کے مطابق) نیک عمل کئے تو کہہ دیجئے! کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی، جو شخص

يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ (الشوریٰ ۲۲،۲۳)

جو کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھادیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے۔

اے نبی ﷺ! قیامت کے دن، میدان محشر میں تم ان ظالموں کو دیکھو گے کہ یہ اپنے کرتوتوں کے انجام سے لرزاں و ترساں ہوں گے

مگر اس وقت ان کا اپنے کرتوتوں پر حسرت و افسوس اور ان کے نتائج سے ڈرنا بے فائدہ ہو گا کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب، دین حق کے مقابلے میں سرکشی و بغاوت، اور باطل عقائد و نظریات اور اعمال کی سزا تو انہیں بہر حال بھگتنی ہی ہو گی، بخلاف اس کے جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے آخری رسول، اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل کتابوں، قیامت، حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے رسول ﷺ کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کیے ہیں، اس روز وہ ہر طرح کے غم و فکر سے آزاد انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت کے حسین گلستانوں میں ہوں گے، جس میں طرح طرح کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جیسے فرمایا:

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ [1]

ترجمہ: اے میرے بندو! آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہو گا اس روز ان لوگوں سے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے اور مطیع فرمان بن کر رہے تھے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔

جنتی جنت کا حریری لباس پہن کر اپنے بالاخانوں میں جنت کی حوروں کے ساتھ طرح طرح کی راحتوں اور لذتوں میں ہوں گے،

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ:فِيمَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اور وہ ایسی نعمتیں ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل میں ان کا تصور تک نہیں آیا۔ [2]

وہاں وہ جس چیز کی بھی تمنا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی ہر خواہش کو فوراً پورا کر دے گا، جیسے فرمایا:

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾ [3]

ترجمہ: وہاں ان کے لیے وہ سب کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے زیادہ بھی بہت کچھ ان کے لیے ہے۔

...وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾ [4]

ترجمہ: وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی۔

اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول میں کامیابی اور جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے سے بڑھ کر بھی کوئی فضل ہو سکتا ہے، یہ ہے وہ انمول نعمت ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جنہوں نے اللہ کی دعوت کو مان لیا، اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اور اللہ نے جو شریعت نازل کی ہے اس پر کاربند رہے، اے نبی! ان منکرین حق سے کہہ دو کہ میں اس وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ کا تم سے کسی بھی طرح کے اجر کا طالب

[1] الزخرف ۶۸تا۷۰

[2] مسند احمد ۸۱۴۳

[3] ق ۳۵

[4] حم السجدۃ ۳۱

نہیں ہوں البتہ ایک چیز کا سوال ضرور کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان قرابت داری کا جو رشتہ ہے اس کی وجہ سے صلہ رحمی کرو،

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ، إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ القَرَابَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں موجود ہے۔[1]

تم لوگ اللہ کی دعوت پر ایمان نہیں لاتے اور طاغوت کی بندگی کر ناپسند کرتے ہو تو یہ تمہاری اپنی منتخب راہ ہے لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو کیونکہ صلہ رحمی اور قرابت کا پاس شرفاء کی پہچان ہے، جو کوئی بھلائی کمائے گا ہم اس کو مزید توفیق بخش دیں گے اور اس کے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ کر دیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾[2]

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

بے شک اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پردہ پوشی فرماتا اور معاف کر دینا پسند کرتا ہے اور ان کے تھوڑے سے عمل پر بھی زیادہ اجر عطا فرما کر اس عمل کی قدر کرتا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَ يَمْحُ اللّٰهُ

کیا یہ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے اور اللہ تعالیٰ اپنی

الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ (الشوریٰ ۲۴)

باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا ہے اور سچ کو ثابت رکھتا ہے، وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جاہل کفار آپ پر بدترین اور قبیح ترین بہتان لگاتے ہیں کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کر کے اور اس قرآن کو خود تصنیف کر کے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے، کیا ان لوگوں کو آپ جیسے بہترین اخلاق و کردار کے حامل شخص پر جس کے اخلاق و کردار کو دیکھ کر خود صادق وامین کا خطاب دے چکے ہیں مگر اللہ پر جھوٹ جیسے گھناونے فعل کا الزام رکھتے ہوئے ذرا ندامت نہیں ہوتی، اگر اس الزام میں ذرہ برابر بھی صداقت ہوتی تو ہم آپ کے دل پر مہر لگا دیتے، جس سے قرآن ہی آپ کے دل سے محو ہو جاتا اور آپ کے دل میں کوئی بھلائی داخل

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الشوری بَابُ قَوْلِهِ إِلَّا المَوَدَّةَ فِي القُرْبَى ۴۸۱۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ حم عسق ۳۲۵۱، مسند احمد ۲۵۹۹

[2] النساء۴۰

نہ ہوتی، ایک مقام پر اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٣ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝٤٤ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝٤٦ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝٤٧ [1]

ترجمہ: یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔

اے نبی ﷺ! یہ اللہ کی سنت جاریہ ہے کہ وہ باطل کو کبھی بھی سر بلندی نہیں بخشتا بلکہ باطل کو نیست و نابود اور حق کو اپنے سچے وعدے اور احکام تکوینی کے ذریعے سر بلند کر کے دکھا دیتا ہے، اس لئے یہ قرآن بھی مکذبین کے دعویٰ کے مطابق اگر باطل ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی عادت کے مطابق اس کو بھی مٹا دیتا، جن اغراض و مقاصد کے لیے یہ اس دعوت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اللہ کو ان کی حقیقت خوب معلوم ہے، اس لئے اے نبی ﷺ! آپ ان کے شور و غل کی کچھ بھی پرواہ نہ کریں اور ان کی شرارتوں سے بے فکر ہو کر اپنا فرض منصبی ادا کرتے رکھیں، جزا و سزا کا مقررہ وقت قریب آلگا ہے، جیسے فرمایا:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ ... ۝١ [2]

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت۔

اس دن ان کے جھوٹ اور ان کے مکر و فریب کا پول کھل جائے گا اور دین اسلام کی حقانیت ثابت ہو جائے گی، جیسے فرمایا

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٧٥ [3]

ترجمہ: اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لائیں گے پھر کہیں گے کہ لاؤ اب اپنی دلیل، اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ کی طرف ہے اور گم ہو جائیں گے ان کے وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢٥

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے،

وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

ایمان والوں اور نیکوکار لوگوں کی سنتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور بڑھا کر دیتا ہے اور کفار کے لیے

[1] الحاقة ۴۳تا ۴۷

[2] الانبیاء۱

[3] القصص۷۵

عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ (الشوریٰ۲۶؍۲۵)

سخت عذاب ہے۔

خالص توبہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ:

لوگو!تم نے اس دعوت حق اور رسول کی تکذیب اور اس کے راستے میں روڑے اٹکا کر جو جرم عظیم کیا ہے ان سب پر اپنے رب سے معافی مانگ لو، وہ تمہارا غفور ورحیم رب ہی تو ہے جو اپنے بندوں کی گناہوں پر ندامت کا اظہار اور مستقبل میں نہ کرنے کے عزم پر ان کی توبہ قبول فرماتا اور ان کی برائیوں سے درگزر کرتا اور ان کے برے اثرات اور عقوبات کو بھی ختم فرمادیتا ہے حالانکہ وہ تمہارے کھلے یا چھپے، چھوٹے یا بڑے تمام اقوال وافعال کا علم رکھتا ہے جیسے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ [١]

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور ان کی خواہشیں اور تمنائیں پوری کرتا ہے اور اپنے فضل وکرم سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ عَمُّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب وہ توبہ کرتا ہے، اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک صاف بے آب ودانہ جنگل میں اپنے اونٹ پر سوار ہو اور وہ اونٹ مع کھانے پینے کے سامان کے صحرا، بیابان میں گم ہو جائے، اور وہ ناامید ہو کر کسی درخت کے سایہ کے نیچے آ کر لیٹ جائے اور وہ اونٹ سے بالکل ناامید ہو گیا ہو وہ اسی حال میں ہو کہ اچانک اونٹ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی نکیل تھام لے، اور فرط مسرت میں غلطی سے یہ کلمہ اس کے منہ سے نکل جائے اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ [٢]

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، حَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ: إِنَّ المُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الفَاجِرَ يَرَى

---

[١] النساء۱۱۰

[٢] صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا۲۷۴۷، شرح السنة للبغوی ۱۳۰۳

ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ،فَقَالَ بِهِ هَكَذَا، قَالَ أَبُو شِهَابٍ: بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ،ثُمَّ قَالَ: لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ، حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الحَرُّ وَالعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي، فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ

اعمش، عمارہ بن عمیر حارث بن سوید سے روایت کرتی ہیں ہم سے عبد اللہ نے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اور دوسرے خود سے نقل کرتے ہیں بیان کیا کہ مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈر رہا ہے کہ کہیں گر نہ جائے اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کے برابر سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر سے گزرتی ہے، اور وہ ایسے اڑا دیتا ہے، پھر ابو شہاب نے ناک پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا، پھر کہا کہ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایسی جگہ میں اترے کہ جان کا خوف ہو اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کا کھانا اور پانی ہو، وہ سر رکھ کر سو گیا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری غائب تھی یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت ہوئی تو اس کہا کہ میں اپنی جگہ واپس جاتا ہوں، وہاں جا کر وہ تھوڑی دیر سو گیا پھر اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ اس کی سواری اس کے پاس تھی۔ [1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَخَافُ أَنْ يَقْتُلَهُ مِنَ الْعَطَشِ

ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ سواری کو اس جگہ پا لے جہاں اسے یہ خدشہ ہو کہ پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا۔ [2]

وَقَالَ هَمَّامُ بْنُ الْحَارِثِ: سُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنْ الرَّجُلِ يَفْجُرُ بِالْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ،وَقَرَأَ:وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

ہمام بن حارث سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی عورت کے ساتھ بدکاری کرتا اور پھر اس سے شادی کر لیتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں پھر انہوں نے یہی آیت کریمہ پڑھی " وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔" [3]

رہے اس دعوت کی تکذیب کرنے والے تو ان کے لئے ہم نے جہنم کا سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری كتاب الدعوات بَابُ التَّوْبَةِ ۶۳۰۸، صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا۶۹۵۵

[2] تفسیرعبدالرزاق۱۶۱/۳،السنن الكبرى للنسائی۱۱۴۱۱

[3] تفسیرابن کثیر۲۰۵/۷

وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ

اگر اللہ تعالیٰ اپنے (سب) بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ

مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ (الشوریٰ ۲۷)

جو کچھ چاہتا نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

مکہ مکرمہ کے سرداروں کی حیثیت ایک پس ماندہ قوم کے ایک تجارت پیشہ قبیلے سے زیادہ حیثیت نہ تھی، اللہ نے ان کو بیت اللہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے دوسرے عربوں کی نسبت زیادہ خوشحالی، بڑائی اور امن نصیب کیا ہوا تھا، زمین کے اس مختصر سے ٹکڑے پر اقتدار، بڑائی، خود مختاری اور مال و اسباب نے ان کو اتنا مغرور و متکبر بنا دیا تھا کہ قریش کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا ھادی و پیشوا ماننے، ان کی اطاعت قبول کرنے اور مفلس مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے کو اپنی کسر شان سمجھتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان لوگوں کے ظرف کو خوب جانتا ہے اگر اللہ ان لوگوں پر واقعی ہی رزق کے دروازے کھول دیتا اور ہر شخص کو حاجت و ضرورت سے زیادہ یکساں طور پر وسائل رزق عطا فرما دیتا تو سرکشی، تکبر اور بے پرواہی حد سے بڑھ جاتی ہر شخص خرمستی میں مبتلا ہو کر شر و فساد میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتا جس سے اللہ کی زمین فتنہ و فساد سے بھر جاتی، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم اور حکمت سے ہر شخص کو اس کے ظرف اور صلاحیت کے مطابق ناپ تول کر اتنا ہی عنایت کر رہا ہے جو ان کو آپے سے باہر نہ ہونے دے، یقیناً وہ اپنے بندوں کے ظرف اور صلاحیتوں سے باخبر ہے اور ان کے اعمال پر نگاہ رکھتا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾

اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے، وہی ہے کارساز اور قابل حمد و ثنا،

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ

اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور ان میں جانداروں کا پھیلانا، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے

عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

انہیں جمع کر دے، تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے

وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ﴿۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚۖ

کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے، اور تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو،

وَ مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ (الشوریٰ ۲۸ تا ۳۱)

تمہارے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز نہ مددگار۔

یہ اللہ رب العالمین ہی کی قدرت ہے کہ جب لوگ باران رحمت کاانتظار کرتے کرتے ناامید ہوجاتے ہیں اور قحط سالی کا خطرہ پڑجاتاہے تو اس سخت حاجت اور مصیبت کے وقت آسمان سے بارش برساتا ہے جس سے ان کی خشک سالی ختم ہوجاتی ہے، جیسے فرمایا

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ﴿٤٩﴾ (۱)

ترجمہ: حالانکہ اس کے نزول سے پہلے وہ مایوس ہو رہے تھے۔

اور اس بارش کے نتیجے میں اللہ انسانوں، چوپایوں اور ہر طرح کی جاندار مخلوق کی خوراک کا سامان پیدا کر دیتا ہے، اور وہی کارساز ہے جو مختلف تدابیر کے ساتھ اپنی مخلوقات کی سرپرستی اور ان کے دینی و دنیاوی مصالح کا انتظام فرماتا ہے، اس کا ہر کام قابل ستائش وتعریف ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، الوہیت، رزاقیت اور قدرت کاملہ کی کھلی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے اپنی حکمت ومشیت سے اس وسیع وعریض اور ہموار زمین اور بغیر ستونوں کے بلند وبالا ساتوں آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کی تخلیق کی ہے، جیسے فرمایا:

...اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ﴿٢﴾ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... ﴿١٠﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

اور ہر طرح کی جاندار مخلوقات، فرشتے، جن وانس اور مختلف قسم کے حیوانات، پرندے وغیرہ جن کی شکلیں، رنگتیں، زبانیں اور طبائع مختلف ہیں کو آسمانوں، زمین اور کائنات کے کونے کونے میں پھیلا رکھا ہے، جس طرح اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوقات کو کائنات میں پھیلا رکھا ہے اسی طرح اور وہ جب چاہے اعمال کی جوابدہی کے لیے انہیں میدان محشر میں اکٹھا بھی کرسکتا ہے، اس کی قدرت ومشیت ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور یقیناً ایک وقت مقررہ پر وہ تمام اولین وآخرین جن وانس کو میدان محشر میں جمع بھی کرے گا، لوگو! تم لوگوں پر جو بھی بیماریاں، مصائب، بلائیں اور آفتیں آتی ہیں وہ تمہارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، اللہ تو ظالم نہیں ہے کہ خوامخواہ تم پر کوئی مصیبت ڈال دے، اس لیے ہوش کے ناخن لو اور غور وفکر کرو کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر اپنا کارساز اور مشکل کشا سمجھتے ہو وہ تو اتنی بے بس ولاچار ہیں کہ تمہارے علاقہ سے یہ قحط سالی دور نہیں کرسکتیں کیا وہ قیامت کے روز تمہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گی؟ اللہ کی شان رحیمی تو یہ ہے کہ تمہارے بہت سی عام لغزشوں اور حکم عدولیوں سے ویسے ہی چشم پوشی فرماتا اور انہیں معاف کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ... ﴿٤٥﴾ (۴)

---

(۱) الروم ۴۹

(۲) الرعد ۲

(۳) لقمان ۱۰

(۴) فاطر ۴۵

ترجمہ: اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا يُصِيبُ المُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حُزْنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ

ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم وحزن میں مبتلا ہوتا ہے حتی کہ اس کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ [1]

عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ فِي جَسَدِهِ يُؤْذِيهِ، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ

معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کو اس کے جسم میں ایذا دینے والی جو چیز بھی پہنچے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ، ابْتَلَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور اس کے پاس ان کا کفارہ بننے والی کوئی چیز نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے غم وحزن میں مبتلا فرما دیتا ہے تا کہ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ [3]

اگر اللہ تعالیٰ تم پر کوئی مصیبت یا عذاب نازل کرنا چاہے تو تم اللہ کی گرفت سے بچ کر کہیں بھاگ یا چھپ نہیں سکتے، جیسے فرمایا

...وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝۴۴ [4]

ترجمہ: اللہ کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ [5]

ترجمہ: اور یہ کہ ہم سمجھتے تھے کہ نہ زمین میں ہم اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ ۵۶۴۲، صحیح مسلم کتاب البروصلة بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۶۵۵۹،مسند احمد ۸۰۲۷،شعب الایمان ۹۳۷۱، صحیح ابن ابی شیبة۱۰۸۰۶،مسندابی یعلی۶۲۳۷،شرح السنة للبغوی۱۴۲۱

[2] مسند احمد۱۶۸۹۹

[3] مسند احمد۲۵۲۳۶

[4] فاطر ۴۴

[5] الجن ۱۲

اور اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی کارساز اور مددگار نہیں ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ

اور دریا میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے اور یہ کشتیاں

رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا

سمندروں پر رکی رہ جائیں، یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں، یا انہیں ان کے کرتوتوں کے باعث

وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ

تباہ کر دے، وہ تو بہت سی خطاؤں سے درگزر فرمایا کرتا ہے اور تا کہ جو لوگ ہماری نشانیوں میں جھگڑتے ہیں

مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۵﴾ (الشوریٰ ۳۲ تا ۳۵)

وہ معلوم کر لیں کہ ان کے لیے کوئی چھٹکارہ نہیں۔

سمندروں کی تسخیر قدرت الٰہی کی نشانی:

یہ بھی اللہ کی قدرت تامہ کی دلیل ہے کہ اس نے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے، جس میں پہاڑوں کی طرح اونچے بادبانی جہاز جو سمندر میں ہوا کے دوش پر وزنی سامان لے کر دور دراز ملکوں میں جانے کے لیے رواں دواں ہوتے ہیں، اللہ جب چاہے اپنی مخلوق ہوا کو ساکن ہونے کا حکم فرما دے تو ان جہازوں کے بادبان جہاز کو دھکیل ہی نہ سکیں اور یہ جہاز سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، اس میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو ہر حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو اور جو خوشحالی و بدحالی دونوں حالتوں میں اپنے رب کا شکر گزار ہو، یا وہ ہواؤں کو ناموافق کر دے اور یہ بڑے بڑے جہاز متلاطم موجوں پر تنکوں کی طرح ادھر ادھر ڈولنے لگیں اور پھر سب سمندروں میں غرق ہو جائیں اس وقت، منکرین حق کو پتہ چل جائے کہ وہ اللہ کے عذاب سے بھاگ کر کہیں چھپ سکتے ہیں اور نہ اس سے چھٹکارا ہی حاصل کر سکتے ہیں مگر یہ اس کا حلم اور اس کی بے پایاں رحمت ہی ہے کہ وہ بندوں کے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ان جہازوں کو رواں دواں رکھنے کے لیے موافق ہوائیں چلاتا ہے۔

فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی

تو تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ زندگانی دنیا کا کچھ یونہی سا اسباب ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بدرجہ بہتر اور پائیدار ہے،

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ

وہ ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے

وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝۳۷ وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

ہیں اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر دیتے ہیں اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں،

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۸

اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہمارے نام پر) دیتے

وَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹ (الشوریٰ ۳۶ تا ۳۹)

ہیں اور جب ان پر ظلم (و زیادتی) ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

اے لوگو! اللہ نے تمہیں اقتدار، ریاست، سرداری، اولاد، مال و دولت اور صحت و عافیت عطا فرمائی ہے، یہ بہت معمولی و حقیر اور عارضی و فانی نعمتیں ہیں، اس لیے ان کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا جبکہ اللہ کے ہاں نیکیوں کا جو بے پایاں ثواب، جلیل القدر اور دائمی نعمتوں ملیں گی وہ لذات دنیا سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہیں، اخروی نعمتوں اور دنیاوی لذتوں کے مابین کوئی نسبت ہی نہیں، اس لیے دنیا کے عارضی فائدوں کو آخرت کی دائمی نعمتوں پر ترجیح نہ دو، اور یہ پائیدار نعمتیں ان لوگوں کے لئے لکھ دی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان اور اس کی رہنمائی پر کامل اعتماد رکھتے ہیں، جو لوگ حقوق اللہ، حقوق والدین، حقوق العباد وغیرہ کو ادا کر کے کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں، وہ لوگ جب انہیں کسی کے قول یا فعل پر غصہ آ جائے تو غیض و غضب میں بھی اللہ کے بندوں سے درگزر، چشم پوشی اور حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہیں، جیسے فرمایا

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۵ [1]

ترجمہ: تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے، یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے ہیں۔

چنانچہ سید الامم ﷺ کی زندگی عفو و درگزر کی ایک مکمل تصویر تھی، آپ ﷺ نے غورث بن حارث کو معاف فرما دیا جس نے آپ ﷺ کے سوتے وقت آپ کی تلوار پر قبضہ کر لیا تھا اور

حَتّٰى قَامَ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّيْفِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ، فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ، فَأَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

برہنہ تلوار رسول اللہ ﷺ کے سر پر لہرا کر کہا تھا اب آپ کو کون میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ مجھے تیرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے تو خوف سے اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار اٹھالی اور اس سے پوچھا اب تمہیں کون میرے ہاتھ

[1] حم السجدہ ۳۵،۳۴

سے بچائے گا؟ وہ سر جھکا کر کھڑا ہو گیا، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کوئی بدلہ نہیں لیا اور اسے جانے دیا۔ (۱)

اور جب مرحب یہودی کی بہن زینب نے آپ ﷺ کو غزوہ خیبر کے موقعہ پر بکرے کی دستی پر زہر لگا کر دیا تھا مگر آپ نے اس سے بدلہ لینے کی قدرت ہونے کے باوجود اسے معاف فرما دیا تھا، حدیبیہ میں آپ ﷺ نے ان ۸۰ آدمیوں کو بدلہ لینے کی قدرت ہونے کے باوجود معاف فرما دیا جنہوں نے آپ کے خلاف سازش تیار کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے لبید بن اعصم یہودی جس نے آپ ﷺ پر جادو کیا تھا سے بدلہ لینے کی قدرت ہونے کے باوجود کوئی بدلہ نہیں لیا، اور فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے خون کے پیاسوں کو بدلہ لینے کی قدرت ہونے کے باوجود عام معافی دے دی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ:مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلَّهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیزوں کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے تھے اور سید الامم ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا سوائے اس کے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کو توڑتا تو رسول اللہ ﷺ ان سے تو محض اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا، وَلاَ فَحَّاشًا، وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ المَعْتِبَةِ:مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نہ گالی دیتے، نہ بدگو تھے اور نہ بدخو تھے اور نہ لعنت ملامت کرتے تھے، اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی پر خاک لگے۔ (۳)

وہ لوگ جو اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے اور اطاعت کرتے ہیں، جو لوگ رب کی یاد کے لئے اپنے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز قائم

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۱۳۵، مسند احمد ۱۴۹۲۹،مستدرک حاکم ۴۳۲۲،صحیح ابن حبان ۲۸۸۳،مسندابی یعلی ۱۷۷۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا ۶۱۲۶ ، کتاب المناقب بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۵۶۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مُبَاعَدَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْآثَامِ وَاخْتِيَارِهِ مِنَ الْمُبَاحِ، أَسْهَلَهُ وَانْتِقَامِهِ لِلَّهِ عِنْدَ انْتِهَاكِ حُرُمَاتِهِ ۶۰۴۵،سنن ابوداودکتاب الادببَابٌ فِي التَّجَاوُزِ فِي الْأَمْرِ۴۷۸۵، مسند احمد ۲۴۸۳۰،شعب الایمان ۱۱۷۷،السنن الکبری للبیہقی ۱۳۲۸۳،شرح السنة للبغوی ۳۷۰۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا۶۰۳۱،وبَابُ مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ۶۰۴۶،مسنداحمد۱۲۴۶۳،شرح السنة للبغوی ۳۶۶۹

کرتے ہیں، جولوگ خود کو عقل کل اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھنے اور اسے مسلط کرنے کے بجائے اپنے دینی اور دنیاوی معاملات اہل رائے کے ساتھ اپنے بہترین علم اور ایمان وضمیر کے مطابق طے کرتے ہیں، ایک مقام پر فرمایا

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴿۱۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو۔

چنانچہ جیسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جہاد وغیرہ کے موقع پر اہل رائے سے (جو معاملے کی نزاکتوں اور ضرورتوں کو سمجھتے تھے) مشاورت فرماتے تھے، اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بستر مرگ پر جانشین بنانے کے لئے چھ جلیل القدر صحابہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو مشورے کے لئے نامزد فرمایا چنانچہ مشاورت کے بعد اس کمیٹی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا، جولوگ اللہ کا عطا فرمایا ہوا پاکیزہ رزق سینت سینت کر رکھنے، یا صرف اپنی ذات پر ہی خرچ نہیں بلکہ اس کے بجائے فی سبیل اللہ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، محتاجوں وغیرہ پر بھی خرچ کرتے ہیں، اور اگر کوئی اپنی طاقت کے زعم میں، ان کی نرم مزاجی، درگزر و چشم پوشی کو ان کی کمزوری سمجھ کر ان پر دست درازی کرے تو یہ ایسے ذلیل، پست اور بے زور نہیں ہوتے کہ ظالم کے ظلم کی کوئی روک تھام نہ کر سکیں بلکہ ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ظالموں کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، (فی الواقع)

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ

اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا، اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام)

مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

کا کوئی راستہ نہیں، یہ راستہ صرف ان لوگوں پر ہے جو خود دوسروں پر ظلم کریں اور زمین میں ناحق فساد کرتے پھریں یہی لوگ

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ

ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے، اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کر دے یقیناً

لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ (الشوریٰ ۴۰ تا ۴۳)

یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے۔

اصولی طور پر جیسی برائی کسی کے ساتھ کی گئی ہو اس کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، اس سے زیادہ کا وہ حقدار نہیں، جیسے فرمایا

(۱) آل عمران ۱۵۹

...فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ... ﴿۱۹۴﴾ [۱]

ترجمہ: لہٰذا جو کوئی تم پر دست درازی کرے تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ... ﴿۱۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو۔

بیشک زیادتی کرنے والے سے بدلہ لینا جائز ہے مگر پھر جو کوئی کڑوا گھونٹ پی کر معاف کر دے اور صلح وصفائی کر لے تو یہ بہتر ہے اور اس کا اجر عظیم اور ثواب جزیل اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا:

...فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ... ﴿۴۵﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جو قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے۔

اور اللہ اس کی عزت اور بڑھا دیتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے سے کوئی مال گھٹتا نہیں، اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ [۴]

دوسروں پر زیادتی کرنے میں ابتدا کرنے والے اور اس کے جرم سے بڑھ کر بدلہ لینے والے ظالموں کو اللہ پسند نہیں کرتا، اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جاسکتی، ملامت کے مستحق تو وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو گالیاں دینے والے جو کہیں اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے بشرطیکہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔ [۵] ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے، البتہ جو شخص کسی کے ایذا پر صبر سے کام لے اور معاف کر دے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

[۱] البقرۃ ۱۹۴

[۲] النحل ۱۲۶

[۳] المائدۃ ۴۵

[۴] صحیح مسلم کتاب البروصلة بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ ۶۵۹۲،جامع ترمذی ابواب البروالصلةبَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُعِ ۲۰۲۹،مسنداحمد۹۰۰۸،صحیح ابن خزیمة۲۴۳۸،صحیح ابن حبان ۳۲۴۸،شعب الایمان۳۱۳۸،سنن الدارمی ۱۷۱۸،السنن الکبری للبیھقی ۷۸۱۷، مسندابی یعلی ۶۴۵۸،شرح السنة للبغوی ۱۶۳۳

[۵] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ النَّهْيِ عَنِ السِّبَابِ۶۵۹۱،مسنداحمد۷۲۰۵

وَ مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِيٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَ تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ

''اور جسے اللہ تعالیٰ بہکا دے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں، اور تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر

يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ ۚ﴿۴۴﴾ وَ تَرٰىهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا

کہہ رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے، اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے

خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ يَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ طَرۡفٍ خَفِيٍّ ؕ وَ قَالَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ

مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہوں گے اور کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہونگے، ایمان دار صاف کہیں گے کہ

الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡ عَذَابٍ

حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا،

مُّقِيۡمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كَانَ لَهُمۡ مِّنۡ اَوۡلِيَآءَ يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ

یاد رکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں، ان کے کوئی مددگار نہیں جو اللہ سے الگ ان کی امداد کر سکیں، اور جسے

يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ سَبِيۡلٍ ؕ﴿۴۶﴾ (الشوریٰ ۴۴ تا ۴۶)

اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے کوئی راستہ ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھنے والا نہیں:

جب اللہ ہی کسی کو اس کے ظلم کے سبب سے اپنے دروازے سے دھتکار دے تو اللہ کے سوا اسے راہ راست پر لانے کا کون ذمہ لے سکتا ہے، جیسے فرمایا

...مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

اس دنیا میں یہ ظالم محض تعصّبات، بغض وعناد، فخر وغرور اور معمولی سے مفادات کے پیش نظر دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے، لیکن میدان محشر میں جہاں ایک طرف جہنم غیض وغضب سے پھٹی جا رہی ہو گی اور اس میں سے خوفناک آوازیں نکل رہی ہوں گی، جیسے فرمایا

اِذَاۤ اُلۡقُوۡا فِيۡهَا سَمِعُوۡا لَهَا شَهِيۡقًا وَّهِىَ تَفُوۡرُ ۙ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ﴿۸﴾ [2]

ترجمہ: جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدت غضب سے پھٹی

---

[1] الکہف ۱۷

[2] الملک ۸

جاتی ہو گی۔

اور دوسری طرف جنت پوری دل فریبیوں، رعنائیوں کے ساتھ نظر آ رہی ہو گی، جیسے فرمایا

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ (١)

ترجمہ: اور جب جنت قریب لائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے تمام جن و انس کے اعمال و مقدمات کے فیصلے فرما دے گا، اس وقت ساری خلقت کے سامنے مجرموں کے چہروں پر ذلت برس رہی ہو گی، ذلت و ندامت کے مارے وہ جھکے جا رہے ہوں گے، جیسے فرمایا:

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ... ﴿٤٤﴾ (٢)

ترجمہ: ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ... ﴿٤٣﴾ (٣)

ترجمہ: ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔

اپنے کرتوتوں پر حسرت و افسوس کا اظہار کر رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ (٤)

ترجمہ: وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا!۔

خوف زدہ اور حواس باختہ ہو کر جہنم کے ہولناک اور قبیح منظر کو گوشہ چشم سے دیکھیں گے تو لرز جائیں گے، جہنم کی ہیبت اور خوف کی شدت سے ان کی آنکھیں نیلی پڑ جائیں گی، جیسے فرمایا:

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ (٥)

ترجمہ: پھر جب دیدے پتھرا جائیں گے۔

اور ان کے دل ان کے حلق میں پھنس رہے ہوں گے کہ اب ہم اس میں داخل ہونے والے ہیں، جیسے فرمایا:

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ... ﴿١٨﴾ (٦)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ڈرا دو ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آ لگا ہے جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے

(١) التکویر ۱۳

(٢) المعارج ۴۴

(٣) القلم ۴۳

(٤) الفجر ۲۴

(٥) القیامۃ ۷

(٦) المومن ۱۸

گھونٹ پیے کھڑے ہونگے۔

...یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ [1]

ترجمہ: وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔

اللہ کے حکم سے مجرموں کو گلے میں طوق ڈال کر اور ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم کے قریب لایا جائے گا، جیسے فرمایا

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْهُ ﴿۳۲﴾ [2]

ترجمہ: (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو پھر اسے جہنم میں جھونک دو پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ [3]

ترجمہ: جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

اس وقت یہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ انہیں دنیا میں عمل صالح اختیار کرنے کے لئے واپس بھیج دیا جائے، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ [4]

ترجمہ: کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

کیونکہ دنیا میں دوبارہ واپسی ممکن نہیں ہوگی اس لئے ان کی یہ گزارش رد کر دی جائے گی، اس وقت اہل ایمان مجرمین کو دیکھ کر کہیں گے دنیا میں ہم دنیاوی کام بھی کرتے تھے مگر ہم اس میں الجھ کر نہیں رہ گئے تھے بلکہ ہماری زیادہ تر تگ ودو صرف آخرت کی کامیابی وکامرانی کے لئے تھی اس لئے ہم دنیا کے معمولی خسارے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے، اس وقت تم لوگ ہمیں بیوقوف اور دنیوی خسارے کا حامل سمجھتے تھے اور ہم پر آوازے کستے تھے، مگر آج دیکھ لو حقیقی خسارے سے کون دوچار ہے، کیا وہ جنہوں نے دنیا کے عارضی خسارے کو نظر انداز کیے رکھا اور آج وہ جنت میں لازوال انواع واقسام کی نعمتوں کے مزے لوٹ رہے ہیں؟ یا وہ جنہوں نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا تھا اور دنیا کی رنگینیوں میں غرق ہو گئے تھے اور آج ایسے جہنم کے دردناک عذاب میں گرفتار ہیں جس سے اب چھٹکارا ممکن ہی نہیں؟ لوگو! خبردار ہو جاؤ، وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول نہیں کرتے، جو اللہ کی اس جلیل القدر کتاب قرآن کریم سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کے بجائے اپنے من مانے اصول وقوانین بناتے ہیں وہ دائمی، ابدی اور سرمدی عذاب کے لئے جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے، جہاں اللہ کے مقابلے میں ان

[1] النور ۳۷

[2] الحاقة ۳۲

[3] المومن ۷۲،۷۱

[4] الانعام ۲۷

کا کوئی حامی یا مدد گار نہ ہو گا، جسے اللہ گمراہی میں پھینک دے پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ

اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آجائے جس کا ہٹ جانا ناممکن ہے ، تمہیں

يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝۴۷ (الشوریٰ ۴۷)

اس روز نہ تو کوئی پناہ کی جگہ ملے گی نہ چھپ کر انجان بن جانے کی۔

اے لوگو! اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے یا قیامت ہی ٹوٹ پڑے، مہلت کی ان گھڑیاں کو غنیمت جانو اور اس سے فائدہ اٹھالو اور کچھ تاخیر کیے بغیر کفروشرک سے تائب ہو کر اپنی دنیاوی واخروی زندگی کی کامیابی وسربلندی کے لئے دعوت حق کو قبول کرلو، اور اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین کے تابع کرلو، وہ علام الغیوب ہے اس لیے تمہارے فائدوں اور نقصانات کو تم سے زیادہ جانتا ہے اس لیے وہ جس بات کا حکم دے چاہے تمہیں اس کی غرض وغایت سمجھ آئے یا نہ آئے اس کی بخوشی تعمیل کرو اور جس چیز سے روک دے بغیر چوں وچراں کیے اس سے فوراً اجتناب کرو، اللہ کے حکم سے یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو گی پھر نہ خود اللہ اسے موخر کرے گا اور نہ کسی مخلوق میں یہ طاقت وقدرت ہے کہ اسے رد یا ٹال سکے، وہ ایسا سخت دن ہو گا جس میں تمہیں کہیں کوئی جائے پناہ یا کوئی راہ فرار نہ مل سکے گی اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ملے گی جہاں جاکر اللہ کی نظر سے چھپ سکو، جیسے فرمایا:

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِۨ الْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ [1]

ترجمہ: اس وقت یہی انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں، وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی اس روز تیرے رب ہی کے سامنے جاکر ٹھہرنا ہو گا۔

فرشتے تمام خلائق کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہوں گے اور انہیں پکار کر کہا جائے گا۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ [2]

ترجمہ: اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو، نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اعمال کی جزاوسزا کے لئے تمہیں تمہاری قبروں سے اسی جسم وجان کے ساتھ دوبارہ زندہ فرمائے گا اور میدان محشر میں جمع کرے گا، کرامین کاتبین کے تیار کردہ تمہارے اعمال نامے تمہارے ہاتھ میں پکڑا دیے جائیں گے، اس روز تم اپنے نامہ اعمال میں لکھے

[1] القیامة ۱۰تا۱۲

[2] الرحمٰن ۳۳

ہوئے جرائم کا اعتراف کرو گے، اور اگر اس اعمال نامہ کی صحت سے انکار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ پر مہر لگا دے گا اور تمہارے اعضا اور تمہاری کھالوں کو زبان عطا فرما دے گا اور وہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے، اس لیے اعتراف گناہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہو گا، جیسے فرمایا

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ [۱]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ گناہوں کی پاداش میں تمہیں جہنم کے دردناک عذاب میں ڈال دے گا اور اس عذاب سے تمہیں نجات دلانے والا کوئی مشفق دوست نہ ہو گا۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا

اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے، ہم جب کبھی

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے، اور اگر انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے

فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ (الشوریٰ ۴۸)

تو بیشک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آسانی میں شکر، تنگی میں صبر مومنوں کی صفت ہے:

اب اگر یہ لوگ واضح دلائل و براہین کے باوجود دعوت حق کو قبول نہیں کرتے تو اے نبی! ہم نے تم کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا ہے، تم پر تو صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، اس دعوت پر ایمان لائیں یا روگردانی کریں اس کا حساب ہم خود کریں گے، اللہ نے ان کے صغیرہ و کبیرہ، ظاہری اور باطنی اعمال کو محفوظ کر رکھا ہے، آپ سے اس کے بارے میں کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی جیسے فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ... ﴿۲۷۲﴾ [۲]

ترجمہ: اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

فَذَكِّرْ ۫ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۙ﴿۲۲﴾ [۳]

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی ﷺ!) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

[۱] حم السجدة ۲۰

[۲] البقرة ۲۷۲

[۳] الغاشية ۲۱، ۲۲

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

انسانوں کی غالب اکثریت میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ جب ہم اپنی رحمت سے اسے رزق کی فراوانی، صحت و عافیت، اولاد کی کثرت اور جاہ و منصب عنایت کرتے ہیں تو اس پر اللہ کا شکر گزار ہونے کے بجائے غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اس کے گناہوں کے نتیجے میں اس پر مال کی کمی، بیماری، اولاد سے محرومی وغیرہ کی صورت میں کوئی مصیبت الٹ پڑتی ہے تو اس پر صبر کرنے کے بجائے اگلی نعمتوں کا بھی منکر بن جاتا ہے، مگر اہل ایمان کا یہ شیوہ نہیں ہے وہ ہر حال میں اپنے رب کا شکر بجالاتے ہیں، عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجب حال ہے اس کا ثواب کہیں نہیں گیا، یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو وہ شکر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔ [۲]

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ

آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جسے

يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ

چاہے بیٹے دیتا ہے یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ (الشوریٰ ۴۹،۵۰)

قدرت والا ہے۔

اولاد کا اختیار اللہ کے پاس ہے:

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی زمین اور آسمانوں کا خالق، بادشاہی کا مالک ہے اور متصرف ہے، اس کی سلطنت میں اسی کی ہی مشیت اور تدبیر کام کرتی ہے، کوئی دوسرا اس کی قدرت و اختیار میں دخل اندازی کی طاقت نہیں رکھتا، کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہی اور اس میں تصرف کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ وہ مخلوق میں کسی کو صرف بیٹیاں دیتا ہے،

يَعْنِي لُوطًا لَمْ يُولَدْ لَهُ ذَكَرٌ إِنَّمَا وُلِدَ لَهُ ابْنَتَانِ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایسے لوگوں میں لوط علیہ السلام بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف بیٹیوں ہی سے نوازا تھا۔ [۳]

[۱] الرعد ۴۰

[۲] صحیح مسلم کتاب الزھد بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ۷۵۰۰، مسند احمد ۲۳۹۲۴، صحیح ابن حبان ۲۸۹۶، شعب الایمان ۴۱۶۹

[۳] تفسیر البغوی ۱۵۲/۴

کسی کو صرف لڑکے عطا فرماتا ہے،

يَعْنِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُولَدْ له أنثى

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بیٹوں ہی سے نوازا۔ (۱)

کسی کو بیٹیاں اور بیٹے دونوں عطا کر دیتا ہے،

يَعْنِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لَهُ بَنُونَ وَبَنَاتٌ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے بھی عطا فرمائے اور بیٹیاں بھی۔ (۲)

اور کسی کو بانجھ رکھتا ہے،

يَحْيَى وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمْ يُولَدْ لَهُمَا

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسے یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام جن کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (۳)

وہ علیم ہے اور ہر مستحق کو جانتا اور کامل قدرت والا ہے

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ

اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر حکمت والا ہے، اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ

روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا اس کے ذریعے

مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ

سے اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، بیشک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں، اس اللہ کی راہ جس

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ (الشوریٰ ۵۱ تا ۵۳)

کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز ہے، آگاہ رہو سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر البغوی ۱۵۲/۴

(۲) تفسیر البغوی ۱۵۳/۴

(۳) تفسیر البغوی ۱۵۳/۴

قرآن حکم شفا ہے:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرنے والے اپنے تکبر و سرکشی میں کہتے تھے کہ اللہ خود ہم سے روبرو گفتگو کرے پھر ہم ایمان لائیں گے، جیسے فرمایا:

...لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ... ﴿۱۱۸﴾ [۱]

ترجمہ: نادان کہتے ہیں کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مطالبے کو رد کر دیا اور فرمایا کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے یا تو وہ کسی پیغام کو اپنے رسول کے دل میں القا کر دیتا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَإِنَّ الرُّوحَ الأَمِينَ نَفَثَ فِي رُوعِي، أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَافَاتَّقُوا اللَّهَ، وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی ہے کہ کوئی نفس اس وقت ترک ہر گز فوت نہیں ہو گا جب تک وہ اپنے رزق اور عمر کو پورا نہیں کر لیتا خبردار! پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق تلاش کرو۔ [۲]

یا وہ پس پردہ بالمشافہ کلام کرتا ہے، جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے پس پردہ گفتگو فرمائی، اور معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پس پردہ بالمشافہ گفتگو فرمائی، جب عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

قَالَ: مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ (وَأَنَّهُ) وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے پس پردہ کلام فرمایا مگر تمہارے والد سے آمنے سامنے کلام فرمایا۔ [۳]

قوسین والا لفظ مستدرک حاکم میں ہے۔

یا پھر وہ وحی کو لانے پر مامور جبریل امین یا کسی اور فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے، جو اپنے رب کے حکم سے وحی القا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بہت برتر اور بالا ہے کہ کسی بشر سے روبرو گفتگو کرے اور وہ تمام مخلوقات اور شرائع میں سے ہر چیز کو اس کے لائق مقام پر رکھنے میں حکمت والا ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح پہلے انبیاء و مرسلین پر ہم وحی کرتے رہے ہیں اسی طرح ہم نے بندوں پر احسان فرماتے ہوئے اس قرآن کریم کو تینوں طریقوں سے آپ کی طرف اتارا ہے، منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل آپ کے تصور میں بھی نہ تھا کہ آپ کو کتاب ملنے والی ہے بلکہ آپ کو سرے سے سابقہ آسمانی کتب کا علم تھا اور نہ شرائع الٰہیہ پر ایمان و عمل کا علم تھا لیکن ہم نے اس قرآن کو نور اور ہدایت

[۱] البقرۃ ۱۱۸

[۲] شرح السنة للبغوى ۴۱۱۳

[۳] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۱۰، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۹۰، جامع الأصول في أحاديث الرسول ۶۶۳۰، مستدرک حاکم ۴۹۱۴

بنادیا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم اپنے ایمان دار بندوں کو راہ راست دکھلائیں مگر جو لوگ خود ہی اپنی عقل وفہم کو بروے کار نہ لائیں انہیں اس سے کوئی ہدایت نہیں مل سکتی، جیسے فرمایا

...قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى... ﴿٤٤﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے۔

آپ ان کے سامنے انتہائی خلوص کے ساتھ دین اسلام کی تعلیمات کو واضح کرتے ہیں اور یہ وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ... ﴿١٩﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨٥﴾ (۳)

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام ونامراد رہے گا۔

...الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا... ﴿٣﴾ (۴)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔

اور یہ وہ سیدھا راستہ ہے جو اللہ کی رضاو خوشنودی کا باعث ہے اور اس کے عزت وتکریم کے گھر تک پہنچاتا ہے، روز قیامت تمام اچھے اور برے معاملات کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزدے گا اگر عمل اچھا ہوگا تو اس کی جزا بھی اچھی ہی ملے گی اور اگر برا عمل ہوگا تو بری جزا ہوگی۔

مضامین سورۃ المومنون:

اس سورۃ کا مرکزی مضمون اتباع رسول کی دعوت ہے، سورہ کے شروع میں ترغیب دینے کے لئے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران لوگوں کے اخلاق واوصاف بیان کئے گئے کہ وہ اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، کامل طریقے سے زکوٰۃ ادا کرتے

(۱) حم السجدہ ۴۴

(۲) آل عمران ۱۹

(۳) آل عمران ۸۵

(۴) المائدۃ ۳

ہیں، زنا اور فحش کاموں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتے ہیں، امانتیں کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، عقیدہ توحید و آخرت کو ثابت کرنے کے لئے آسمان، زمین، اور اس میں سے پیدا ہونی والی نبات و جمادات، حیوانات اور انسان کی تخلیق کو بیان کیا گیا، اہل مکہ نبوت و رسالت کے قائل ہی نہ تھے، بتایا گیا کہ محمد ﷺ کی دعوت پر جو شبہات اور اعتراضات وارد کر رہے ہو وہ کچھ نئے نہیں بلکہ تم سے پہلے جتنی امتیں آئیں انہوں نے بھی یہی اعتراضات کیے تھے، دین اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوا کرتا ہے، انسانوں کے بنائے ہوئے رسم و رواج دین نہیں ہوا کرتے اور رسول اللہ ﷺ جو عقائد و نظریات پیش کر رہے ہیں یہ کوئی نئے نہیں بلکہ پہلے انبیاء بھی یہی پیش کرتے رہے ہیں، جس کی انکار کی پاداش میں ان پر قہر الٰہی نازل ہوا اور وہ عبرت کا نشان بن گئے، اس کے علاوہ اپنی یہ غلط فہمی بھی دور کر دو کہ اگر ہم نے تمہیں مال و دولت، طاقت اور افرادی قوت دی ہوئی ہے تو ہم تم سے خوش ہیں اور تم ہمارے محبوب ہو اور جن کو ہم نے اپنی نعمتوں سے نہیں نوازا تو ہم ان سے ناراض ہیں، ایسا ہر گز نہیں بلکہ ہمارے پسندیدہ اور محبوب بندے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور ہر معاملے میں ہمارے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اس کے علاوہ یہ ہماری سنت ہے کہ ہم اصل عذاب آنے سے بیشتر آخری بار سمجھانے کے لئے چھوٹے چھوٹے عذاب نازل کرتا ہے تا کہ لوگ سمجھ جائیں، موجودہ قحط سالی بھی تمہیں تمہاری بداعمالیوں پر تنبہ کرنے کے لئے ہمارا ہلکا سا عذاب ہے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ سمجھ جاؤ اور اپنا بغض و عناد اور غرور و تکبر کو چھوڑ کر دعوت اسلام قبول کر لو ورنہ جب ہمارا عذاب نازل ہو گا تو پھر تم بلبلا اٹھو گے، اور اگر تم نے اہل ایمان کے ساتھ اپنے ظلم و ستم کو بند نہ کیا تو روز آخرت تمہیں اس کا سخت حساب دینا ہو گا، رسول اللہ ﷺ کو عفو و درگزر کی تلقین کی گئی اور فرمایا گیا کہ ان ناسمجھ لوگوں کی برائی کا بدلہ اچھائی کی شکل میں دو، ظالم، متکبر، ہٹ دھرم، اور نقصان اٹھانے والے لوگوں کے حالات اور ان کا انجام بد بیان کیا گیا اور آخر میں ایک بہترین دعا ہے،

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿٢﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ

یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں، جو لغویات سے منہ

مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿٤﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾ اِلَّا

موڑ لیتے ہیں، جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی

عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾

بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ

جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے

رٰعُوْنَ ۝۸ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰

ہیں، جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی وارث ہیں

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ (المومنون ۱تا۱۱)

جو فردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مومنین کو نوید سنائی گئی کہ دنیادار، صاحب ثروت اور صاحب مرتبہ لوگوں نے نہیں بلکہ دعوت حقہ پر ایمان لانے والوں نے دنیاو آخرت میں فلاح وسعادت پائی ہے، جو ان اوصاف سے متصف ہوں گی کہ وہ اپنی نمازوں میں عجزو انکساری اور خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں،

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْخُشُوعُ فِي الْقَلْبِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے روایت ہے خشوع دل کے عجزو انکسار کا نام ہے۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا: النِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا کی سب چیزوں میں عورتیں اور خوشبو زیادہ پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (۲)

وہ شرک، صغیرہ وکبیرہ گناہوں اور بے فائدہ قول وعمل سے بچتے ہیں، جیسے فرمایا:

...وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (۳)

ترجمہ: اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو مہذب، پر وقار طریقے سے گزر جاتے ہیں۔

جو اپنے نفس کا تزکیہ کرتے اور دوسروں کو بھی پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵ (۴)

ترجمہ: فلاح پائی اس شخص نے جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کر کے نماز پڑھی۔

---

(۱) ۔تفسیر طبری ۹/۱۹

(۲) سنن نسائی كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ بَابُ حُبِّ النِّسَاءِ ۳۹۳۹، مسند احمد ۱۲۲۹۴، السنن الكبرى للنسائی ۸۸۳۶، مسند ابی یعلی ۳۴۸۲

(۳) الفرقان ۷۲

(۴) الاعلی ۱۵،۱۴

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠ [١]

ترجمہ: بامراد ہوا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ، قَالَ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ البَيْتَ,

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا کہ ایک صبح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا ہم سب چل رہے تھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل اور جہنم سے دور کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھ سے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے البتہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان فرما دے اس کے لیے آسان ہے، اور وہ یہ کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو،

ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلاَةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ: ثُمَّ تَلاَ {تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ}، حَتَّى بَلَغَ {يَعْمَلُونَ} ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلاَمُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاَةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ,

پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کا دروازہ نہ بتاؤں، روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور آدھی رات کو نماز پڑھنا (یعنی یہ بھی اور خیر ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔" یہ آیت پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمام امور کی جڑ اس کی بالائی چوٹی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی نہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں! فرمایا اس کی جڑ اسلام، اس کی بالائی چوٹی نماز اور اس کی ریڑھ کی ہڈی جہاد ہے،

ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِمَلاَكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلاَّ حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ.

کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں آگاہ نہ کروں جس پر ان سب چیزوں کا دارومدار ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے زبان پکڑی اور فرمایا اس کو اپنے قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر پکڑے جائیں گے؟ فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر روئے! لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں اور کیا چیز گراتی ہے سوائے اپنی باتوں ہی کی وجہ سے۔ [٢]

[١] الشمس ۱۰،۹

[٢] جامع ترمذی کتاب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلاَةِ۲۶۱۶،سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ۳۹۷۳، مسنداحمد۲۲۰۱۶،السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۳۰،شرح السنۃ للبغوی ۱۱

جو عریانی سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنا ستر دوسروں کے آگے نہیں کھولتے سوائے اپنی منکوحہ بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں، یعنی جنسی تسکین کے صرف دو ذریعہ مقرر فرمائے منکوحہ بیوی اور مملوکہ لونڈی اس کے علاوہ جنسی تسکین کا کوئی دوسرا جائز طریقہ نہیں، مثلاً عمل قوم لوط، مشت زنی اور متعہ کرنا تو اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے، کیونکہ لواطت کی وجہ سے قوم لوط کو عذاب نازل کر کے نشان عبرت بنا دیا گیا، جیسے فرمایا

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۳۴ [۱]

ترجمہ: ہم اس بستی کے لوگوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس فسق کی بدولت جو یہ کرتے رہے ہیں۔

مشت زنی کرنے والا شخص بھی حد سے گزرنے والا ہے، اور متعہ والی عورت نہ تو منکوحہ بیوی کے زمرے میں آتی ہے نہ ہی ملک یمین کے ، جو اپنی امانتوں کی چاہے وہ راز درانہ باتیں ہوں یا مالی امانتیں ہوں حفاظت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ... ۝۵۸ [۲]

ترجمہ: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔

اور اپنے رب، بندوں اور قوموں سے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا جو امانت کی صفت نہیں رکھتا وہ ایمان نہیں رکھتا اور جو عہد کا پاس نہیں رکھتا وہ دین نہیں رکھتا۔ [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ [۴]

---

[۱] العنکبوت ۳۴

[۲] النساء ۵۸

[۳] مسنداحمد۱۲۳۸۳، مسندالبزار۷۱۹۶، صحیح ابن حبان ۱۹۴،شعب الایمان۴۰۴۵،السنن الکبری للبیہقی ۱۲۶۹۰،مصنف ابن ابی شیبۃ۳۰۴۰۱،مسندابی یعلی ۲۸۶۳، شرح السنۃ للبغوی ۳۸

[۴] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ۳۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۱،جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۲۶۳۱، مسنداحمد۸۶۸۵،مسندالبزار۸۳۱۵،شعب الایمان ۴۴۶۵،السنن الکبری

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں کہ جس میں وہ چاروں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں کوئی ایک پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو توڑ دے اور جب کسی سے جھگڑے تو (اخلاق و دیانت کی) ساری حدیں پھلاند جائے۔ [1]

نماز کی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ فرمایا کہ جو اوقات نماز، آداب نماز، ارکان و اجزائے نماز الغرض نماز سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی نگہداشت کرتے ہیں،

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ:الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کونسا ہے؟ فرمایا نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ [2]

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَقِيمُوا، وَلَنْ تُحْصُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةَ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے سیدھے رہو اور تم ہرگز احاطہ نہ کرسکو گے جان لو کہ تمہارے تمام اعمال میں بہترین عمل نماز ہے، دیکھو وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے۔ [3]

ان اوصاف کے علاوہ بھی مومنین کی خصوصیات بیان فرمائیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ

للبیہقی ۱۲۶۸۹،شرح السنة للبغوی ۳۵

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ ۳۴ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۰،صحیح ابن حبان ۲۵۴،شعب الایمان ۴۰۴۳،السنن الکبری للبیہقی ۱۸۸۴۵،شرح السنة للبغوی ۳۷

[2] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ لِوَقْتِهَا ۵۲۷،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ ۲۵۲،مسنداحمد ۳۸۹۰،شعب الایمان ۲۵۴۴،السنن الکبری للبیہقی ۳۱۶۵

[3] سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْوُضُوءِ ۲۷۷، مسنداحمد ۲۲۴۳۶، مسندالبزار ۲۳۶۷، مستدرک حاکم ۴۴۹،صحیح ابن حبان ۱۰۳۷،شعب الایمان ۲۵۴۵،شرح السنة للبغوی ۱۵۵

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي
الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (۱)

ترجمہ: نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں، یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے، اس کی بندگی بجالانے والے، اس کی تعریف کے گن گانے والے، اس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے، اس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے بدی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (اس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن جو اللہ سے بیع کا یہ معاملہ کرتے ہیں) اور اے نبی! ان مومنوں کو خوشخبری دے دیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ
لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ڰ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا
سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ﴿۶۸﴾ (۳)

ترجمہ: رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام، جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں، جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب سے ہم کو بچالے اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے، جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے، جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

---

(۱) البقرۃ ۱۷۷

(۲) التوبۃ ۱۱۲

(۳) الفرقان ۶۳ تا ۶۸

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ... ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں، تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے، سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ [2]

ترجمہ: جو نماز پڑھنے والے ہیں، جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے، جو روز جزا کو برحق مانتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں کیونکہ ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں یا اپنی مملوکہ عورتوں کے جن سے محفوظ نہ رکھنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، جو اپنی امانتوں کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں، جو اپنی گواہیوں میں راست بازی پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں، یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔

فرمایا یہی لوگ فلاح یاب ہوں گے اور میراث میں (جنت کا بلند ترین، بہتر اور افضل طبقہ) جنت فردوس پائیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ [3]

ترجمہ: البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کی میزبانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَإِذَا مَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ} [4]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے لیے دو مقام ہیں ایک مقام جنت میں اور دوسرا مقام جہنم میں، اگر وہ مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہو گا تو اس کے جنت والے مقام کے اہل جنت وارث ہوں گے یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے،

[1] الفتح ۲۹

[2] المعارج ۲۳ تا ۳۵

[3] الکہف ۱۰۷

[4] [المؤمنون: ۱۰]

یہی لوگ وارث ہوں گے۔ (۱)

اور جنتی اس کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے ہمیشہ فیض یاب ہوں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ - أُرَاهُ - فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ جنت میں داخل کرے گا خواہ اللہ کے راستے میں وہ جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے جہاں پیدا ہوا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین میں ہے اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو جنت الفردوس مانگو وہ سب سے اعلیٰ اور اوسط جنت ہے، اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (۲)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر نطفہ کو ہم

فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں،

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ

پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر دوسری بناوٹ میں اسے پیدا کر دیا،

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾

برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے، اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو،

(۱) سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۳۴۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُقَالُ هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰، مسند احمد ۸۴۱۹، صحیح ابن حبان ۴۶۱۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۸۴۹۴، شرح السنة للبغوی ۲۶۱۰

ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۶﴾ (المومنون ۱۲تا۱۶)

پھر قیامت کے دن بلا شبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے۔

انسان کی پیدائش مرحلہ وار:

انسان کی تخلیق میں تدبر کی دعوت دی کہ ہم نے انسان کے جد امجد آدم علیہ السلام کو تمام زمین سے حاصل کردہ مٹی کے ست سے بنایا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ‌ ﴿۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ تَنۡتَشِرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ [۳]

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم بشر ہو کہ (زمین میں) پھیلتے چلے جا رہے ہو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وحَدَّثَنَاهُ هَوْذَةُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ قَسَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ. جَاءَ مِنْهُمْ: الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَالْأَسْوَدَ وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالسَّهْلَ وَالْحَزْنَ وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالْخَبِيثَ وَالطَّيِّبَ وَبَيْنَ ذَلِكَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (مٹی کی) ایک مٹھی سے پیدا فرمایا جسے اس نے ساری زمین سے اکٹھا کیا تھا تو اسی زمین کے مطابق بنو آدم پیدا ہوئے ان میں سے کچھ کا رنگ سرخ ہے کچھ کا سفید اور کچھ کا بین بین، ان میں سے کچھ برے کچھ اچھے، کچھ نرم اور کچھ سخت جبکہ کچھ درمیانے ہیں۔ [۴]

پھر نسل انسانی کے فروغ کے لئے اسے رحم مادر میں ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، جیسے فرمایا

---

[۱] الصافات ۱۱

[۲] الحجر ۲۶

[۳] الروم ۲۰

[۴] مسند احمد ۱۹۶۴۲، سنن ابوداود کتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۶۹۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ۲۹۵۵

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ (۱)

ترجمہ: اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی، پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۲۰ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۲۱ (۲)

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا اور ایک مقرر مدت تک اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا؟۔

جو مرد کی پشت اور عورت کے سینے کی ہڈیوں سے نکلتا ہے، جیسے فرمایا:

يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ (۳)

ترجمہ: جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

پھر اس حقیر بدبودار پانی کی اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم سے صادق المصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے، اتنے ہی دنوں تک پھر ایک بستہ خون کی صورت میں اختیار کئے رہتا ہے، اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ گوشت رہتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک، لکھ لے، اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے (یاد رکھ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے، اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) کام کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔ (۴)

---

(۱) السجدة ۸،۷

(۲) المرسلات ۲۱،۲۰

(۳) الطارق ۷

(۴) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۸ ،کتاب احادیث الانبیاء بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۲، کتاب القدر بَابٌ فِي القَدَرِ ۶۵۹۴، کتاب توحید الجھمیة بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا المُرْسَلِينَ ۷۴۵۴، صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۳، جامع

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ،يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَيَقُولُ:يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ؟فَيُكْتَبَانِ،فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى؟فَيُكْتَبَانِ ،وَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَثَرُهُ وَأَجَلُهُ وَرِزْقُهُ،ثُمَّ تُطْوَى الصُّحُفُ فَلَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ

حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس یا پینتالیس دن کے بعد جب وہ بچہ دانی میں جم جاتا ہے تو فرشتہ نطفے کے پاس جاتا ہے،اور وہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتا ہے اے رب!اس کو بدبخت لکھوں یا نیک بخت؟ پھر جو پروردگار کہتا ہے ویسا ہی لکھتا ہے، پھر کہتا ہے مرد لکھوں یا عورت؟ پھر جو پروردگار فرماتا ہے ویسا لکھ لیتا ہے،اور اس کا عمل اور عمر اور روزی لکھتا ہے، پھر کتاب لپیٹ دی جاتی ہے نہ اس سے کوئی چیز بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ [۱]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ اللَّهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ، يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ، يَا رَبِّ أُنْثَى، يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ، فَمَا الأَجَلُ، فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے ،اے رب، یہ نطفہ ہے،اے رب! یہ مضغہ (لوتھڑا) ہے،اے رب!علقہ (گوشت کا ٹکڑا) ہے، پھر جب باری تعالیٰ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے اے رب!یہ مرد ہے یا اے رب!یہ عورت ہے،اے رب!یہ شقی ہے یا سعید؟اس کی روزی کیا ہے؟اور مدت زندگی کتنی ہے؟ چنانچہ اسی کے مطابق ماں کے پیٹ ہی میں سب کچھ فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ [۲]

پھر لوتھڑے کو چالیس دن بعد سرخ رنگ کی بوٹی میں بدل دیا جس کی کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی، پھر اس کو نک سک سے درست کیا، پھر ہڈیوں پر ایک خاص تناسب اور مقدار سے گوشت کا لباس چڑھایا، پھر اسے متوازن جسامت، خوبصورت شکل وصورت، دیکھنے، سننے اور ادراک کی قوتیں اور کئی طرح کی صلاحیتیں عطا کر کے نو ماہ بعد ماں کے پیٹ سے باہر نکال لائے، یعنی نطفے کو ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں تبدیل کرنے کے بعد ایک جیتا جاگتا بچہ بنا دیتے ہیں،اتنی کامل قدرتوں کو بیان فرما کر فرمایا جو اللہ اس بوند کو مختلف مراحل سے

ترمذی ابواب القدر بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَعْمَالَ بِالخَوَاتِيمِ ۲۱۳۷،سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۷۶،سنن ابوداود كتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۷۰۸

[۱] صحيح مسلم كتاب القدربَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۵ ، مسنداحمد ۱۶۱۴۲

[۲] صحيح بخاری كتاب احاديث الانبياء بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۳،صحيح مسلم كتاب القدربَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۳۰،مسنداحمد ۱۲۴۹۹،السنن الكبرى للبيهقى ۱۵۴۲۲،شرح السنة للبغوى ۷۰

گزار کر پورا انسان بنا دیتا ہے وہ اس سے بدر جہا زیادہ منزہ ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو اور اس سے بدرجہ مقدس ہے کہ اسی انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہ ہو، اور اللہ تمام تخلیق کاروں سے بڑا اور سب سے اچھا تخلیق کار ہے، تخلیق کے ان مراحل کے بعد ایک مرحلہ پر تم موت سے ہم کنار ہو گے، پھر قیامت کے روز اعمال کی جزا کے لئے یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ؕ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۙ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ؕ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ۧ﴿۴۰﴾ (۱)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضاد رست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے۔

...ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ... ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اللہ بار دیگر بھی زندگی بخشے گا۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الإِنْسَانِ، إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الخَلْقُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا تمام جسم گل جائے گا سوائے ریڑھ کی ہڈی کے، اور اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔ (۳)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖۗ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے ہیں اور ہم مخلوقات میں غافل نہیں ہیں، ہم ایک صحیح انداز سے آسمان سے

مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖۗ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ

پانی برساتے ہیں پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیتے ہیں اور ہم اس کے لے جانے پر یقیناً قادر ہیں، اسی پانی کے ذریعے سے

جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا

ہم تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کر دیتے ہیں کہ تمہارے لیے ان میں بہت سے میوے ہوتے ہیں انہی میں

تَاْكُلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾

---

(۱) القیامۃ ۳۶ تا ۴۰

(۲) العنکبوت ۲۰

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الزمر بَابُ قَوْلِهِ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ، إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۴۸۱۴ ، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ ۷۴۱۴

سے تم کھاتے بھی ہو، اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے، اور کھانے والے کے لیے سالن ہے،

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ

تمہارے لیے چوپایوں میں بھی بڑی بھاری عبرت ہے ان کے پیٹوں میں سے ہم تمہیں دودھ پلاتے ہیں اور بھی بہت سے نفع

وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۟ۙ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۟ (المومنون ۲۱تا۲۲)

تمہارے لیے ان میں ہیں ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو، اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کرائے جاتے ہو۔

دلائل النفس کے بعد دلائل آفاق کا ذکر فرمایا کہ ہم نے تمہارے اوپر دو دنوں میں طبق بر طبق سات آسمان بنائے، جیسے فرمایا

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ... ۝۳ [1]

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ [2]

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ... ۝۴۴ [3]

ترجمہ: اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ... ۝۱۲ [4]

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند۔

گوسائنس کا یہ دعویٰ ہے کہ آسمانوں کا کوئی وجود نہیں بس ایک منتہائے نظر ہے جو رنگوں کی رنگینی ہے، اس کو ہم لفظ آسمان کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور بس۔

اور اس سارے نظام کو ہم نے ایک سوچے سمجھے منصوبے پر پورے علم کے ساتھ بنایا گیا ہے، اہم قوانین اس میں کارفرما ہیں، اور سارے نظام کائنات میں ایک مکمل ہم آہنگی پائی جاتی اور مقصدیت نظر آتی ہے،

وَقَالَ أَكْثَرُ الْمُفَسِّرِينَ: الْمُرَادُ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ بِغَافِلِينَ، بَلْ حَفِظْنَا

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم مخلوق کے مصالح اور ان کی ضروریات زندگی سے غافل نہیں ہو گئے بلکہ ہم اس کا انتظام کرتے

---

[1] الملک ۳

[2] نوح ۱۵

[3] بنی اسرائیل ۴۴

[4] الطلاق ۱۲

ہیں۔ [۱]

جیسے فرمایا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ... ۶ [۲]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۱۴ [۳]

ترجمہ: کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالاں کہ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

...بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۸۱ [۴]

ترجمہ: کیوں نہیں جب کہ وہ ماہر خلاق ہے۔

أي: ويعلم مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يعرُج فِيهَا، وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

بعض یوں کہتے ہیں زمین سے جو کچھ نکلتا ہے یا داخل ہوتا اسی طرح آسمان سے جو اترتا اور چڑھتا ہے سب اس کے علم میں ہے اور ہر چیز پر وہ نظر رکھتا ہے اور ہر جگہ وہ اپنے علم کے لحاظ سے تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ [۵]

اور ہم سمندروں سے پانی کشید کرتے ہیں اور پھر بادلوں کے ذریعے زمین کے کسی حصے پر ایک خاص مقدار میں میٹھا اور خوش ذائقہ پانی برساتے ہیں، نہ اتنا زیادہ کہ جس سے تباہی پھیل جائے اور نہ اتنا کم کہ پیداوار اور دیگر ضروریات کے لئے کافی نہ ہو، اور اس کے ساتھ یہ انتظام بھی کر دیا کہ پانی برس کر فوراً بہہ نہ جائے بلکہ ہم نے زمین میں جذب کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کر دی تا کہ پانی جذب ہو کر چشموں، نہروں، دریاؤں اور تالابوں اور کنوؤں کی شکل میں محفوظ ہو جائے، اور اسی میں کچھ حصہ برف کی شکل میں پہاڑوں پر گر کر سینکڑوں فٹ برف کی شکل میں جمع ہو گیا اور گرمیوں میں وہ برف پگھلنا شروع ہوئی اور تھوڑا تھوڑا پانی دریاؤں میں آنے لگا تا کہ بعد میں ان دونوں ذرائع سے حسب ضرورت استعمال میں لایا جا سکے، جس طرح ہم نے اپنے فضل و کرم سے پانی کا ایسا وسیع انتظام کیا ہے، وہیں اس بات پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ ہم آسمان سے پانی نہ برسائیں یا کڑوا کر دیں، جیسے فرمایا

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۶۸ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۶۹ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا

---

[۱] فتح القدیر ۳/۵۶۵

[۲] ہود ۶

[۳] الملک ۱۴

[۴] یٰسین ۸۱

[۵] تفسیر ابن کثیر ۳/۵۵۰

فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝۷۰ [1]

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

یا پانی کی سطح اتنی نیچی کر دیں کہ تمہارے لئے پانی کا حصول ناممکن ہو جائے، جیسے فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰ [2]

ترجمہ: کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لا دے گا؟۔

پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجور، انگور، انار، سیب اور طرح طرح کے پھلوں کے باغ پیدا کر دیے، جیسے فرمایا

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ... ۝۱۱ [3]

ترجمہ: وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝۳۳ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝۳۴ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵ [4]

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں، یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟۔

ان باغوں میں تمہارے لئے انواع و اقسام کے لذیذ پھل ہیں جن کو تم کھاتے اور ان سے اپنی معاش پیدا کرتے ہو، اور ہم نے زیتون بھی پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے، جس کا روغن تیل کے طور پر اور اس کا پھل سالن کے طور پر استعمال ہوتا ہے،

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ، وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روغن زیتون سے روٹی کھاؤ اور اس کو سر اور بدن میں لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ [5]

---

[1] الواقعة۶۸تا۷۰

[2] الملک۳۰

[3] النحل۱۱

[4] یٰسین ۳۳تا۳۵

[5] جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الزَّيْتِ۱۸۵۱،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ بَابُ الزَّيْتِ۳۳۱۹، مسند

اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق ہے، ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے (یعنی خون اور گوبر) اسی میں سے خوش ذائقہ اور صحت بخش دودھ نکال کر ہم تمہیں پلاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ [1]

ترجمہ: اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے، ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔

اور ان میں بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں، ان کو تم کھاتے ہو، صحرا کی وسعتوں میں اونٹوں کی سواری اور بار برداری کے کام کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۔۔ ﴿٧﴾ [2]

ترجمہ: وہ تمہارے لیے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔

ان کے بالوں اور اون سے لباس تیار کرتے ہو، ان کے چمڑے سے خیمے وغیرہ تیار کرتے ہو، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اور اب یہ ان کے مالک ہیں، ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں، کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں اور ان کے اندر ان کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں پھر کیا یہ شکر گذار نہیں ہوتے؟۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ [4]

ترجمہ: اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی جانور بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت سے منافع ہیں، وہ اس کام بھی آتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم ان پر پہنچ سکو ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو۔

اور پانی میں تیرتی کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو، جیسے فرمایا

البزار المنشور باسم البحر الزخار ۲۷۵، شرح مشکل الآثار ۴۴۴۸، مستدرک حاکم ۱۴۲/۷

[1] النحل ۶۶

[2] النحل ۷

[3] یٰسین ۷۳

[4] المومن ۷۹،۸۰

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو اللہ یہ سب کچھ اور آسمان جس کی بناوٹ انسانی بناوٹ سے بہت بڑی، بہت بھاری اور بہت بڑی صنعت والی ہے تخلیق کر سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ... ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے۔

اس لئے جس رب کی ان نعمتوں سے تم فیض یاب ہوتے ہو، کیا وہ اس لائق نہیں کہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو اور صرف اسی کی عبادت واطاعت کرو اور روز آخرت پر ایمان لاؤ۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم (اس سے) نہیں ڈرتے، اس کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ

دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اگر اللہ ہی کو منظور ہوتا تو کسی فرشتے کو اتارتا،

مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ

ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنا ہی نہیں، یقیناً اس شخص کو جنون ہے پس تم اسے ایک وقت

حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ (المومنون ۲۳ تا ۲۵)

مقرر تک ڈھیل دو۔

رسالت اور بشریت:

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی مشرک قوم کی طرف بشیر ونذیر بنا کر مبعوث کیا، اس نے اپنی قوم کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا اے میری قوم کے لوگو! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم اپنے خالق

---

(۱) یٰسین ۴۱،۴۲

(۲) المومن ۵۷

و مالک اور رازق رب کو چھوڑ کر غیر اللہ کی بندگی و اطاعت کرتے ہوئے ڈرتے نہیں ہو؟ جیسے فرمایا

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ [۱]

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا (اس نے کہا) میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا۔

جو روز آخرت تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا، پھر نیکوکاروں کو لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں اور حق کی تکذیب کرنے والوں اور بدکاروں کو جہنم کے دردناک عذاب میں داخل کرے گا، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا، اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ... ﴿۹﴾ [۴]

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے۔

مشرک قوموں کو بڑی اور اصلی ٹھوکر قبول رسالت کی راہ میں انبیاء کی بشریت ہی لگی ہے، وہ یہ بات کسی طور پر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے کہ کوئی بشر بھی رسول ہو سکتا ہے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا:

اس کی قوم کے جن متکبر وڈیروں نے اس پاکیزہ دعوت کو ماننے سے انکار کیا وہ اپنی قوم سے کہنے لگے کہ یہ شخص تم جیسے ایک بشر کے سوا کچھ نہیں ہے جو تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے، جس کے بیوی بچے ہیں اور جو عام انسانوں کی طرح معاش کے لئے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

---

[۱] الاعراف ۵۹

[۲] ہود ۲۶،۲۵

[۳] القارعۃ ۶ تا ۹

[۴] الاعراف ۹،۸

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا... ﴿۲۷﴾ ①

ترجمہ:اس کی قوم کے سردار جنہوں نے بات ماننے سے انکار کیا تھا بولے ہماری نظر میں توتم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہم جیسے۔

...قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا... ﴿۱۰﴾ ②

ترجمہ:انہوں نے جواب دیا تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں،تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ دادا سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا... ﴿۱۵﴾ ③

ترجمہ:بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان۔

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ ④

ترجمہ:تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے؟لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾ ⑤

ترجمہ:اور تو کچھ نہیں ہے مگر ایک انسان ہم ہی جیسا اور ہم تو تجھے بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

...الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ... ﴿۳﴾ ⑥

ترجمہ: اور ظالم آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ⑦

ترجمہ:لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اسی قول نے کہ کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا؟۔

اس کا نبوت و رسالت کا دعویٰ محض جھوٹ ہے،اور اس کا پیغمبری کا دعویٰ کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرے ،یعنی یہ مال و دولت اور اقتدار کا بھوکا ہے،نوح علیہ السلام کی قوم اللہ کی منکر نہ تھی،وہ فرشتوں کو بھی اللہ کا تابع فرمان سمجھتے تھے مگر وہ اللہ کی صفات

① ھود ۲۷

② ابراہیم ۱۰

③ یٰسین ۱۵

④ الشعراء ۱۵۴

⑤ الشعراء ۱۸۶

⑥ الانبیاء ۳

⑦ بنی اسرائیل ۹۴

واختیارات اور حقوق میں غیر اللہ کو شامل کرتے تھے، اس لئے کہنے لگے اگر اللہ کو ہماری ہدایت ورہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجنا ہوتا تو کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا، یہ بات کہ کوئی ہم جیسا بشر رسول بن کر آئے ہم نے کبھی اپنے باپ دادا کے وقتوں میں سنی ہی نہیں، یعنی بشر رسول نہیں ہوسکتا، اصل بات یہ ہے کہ نوح علیہ السلام جو ہمیں ایک انوکھی دعوت دے رہا ہے، جو ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے، انہیں بے بس اور لاچار کہتا ہے اور جو ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ سمجھتا اور کہتا ہے اس کو بس ذرا جنون لاحق ہوگیا ہے اسے کچھ مدت تک ڈھیل دے دو اس کی موت کے ساتھ اس دعوت بھی دم توڑ دے گی۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

نوح (علیہ السلام) نے دعا کی اے میرے رب! ان کو جھٹلانے پر تو میری مدد کر، تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو

بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا، جب ہمارا حکم آجائے اور تنور ابل پڑے تو تو ہر قسم کا ایک ایک جوڑا

اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ

اس میں رکھ لے اور اپنے اہل کو بھی، مگر ان میں سے جن کی بابت ہماری بات پہلے گزر چکی ہے، خبردار جن لوگوں نے ظلم کیا

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ

ان کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کرنا وہ تو سب ڈبوئے جائیں گے، جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر باطمینان بیٹھ جاؤ

فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَ قُلْ رَّبِّ

تو کہنا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہی ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی، اور کہنا کہ اے میرے رب!

اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا

مجھے بابرکت اتارنا اتار اور تو ہی بہتر ہے اتارنے والوں میں، یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور ہم بیشک

لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾ (المومنون۲۶تا۳۰)

آزمائش کرنے والے ہیں۔

جب نوح علیہ السلام کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے نوسو پچاس برس بیت گئے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ... ۱۴ [1]

ترجمہ: ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا۔

اور قوم کے چند مفلس مگر سلیم الفطرت لوگوں کے سوا کوئی اسلام کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوا تو انہوں نے دعا کی اے پروردگار! ان لوگوں نے جو میری تکذیب کی ہے اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما، جیسے فرمایا:

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰ [2]

ترجمہ: پس نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ میں دبالیا گیا ہوں اب تو ان سے بدلہ لے۔

وہ اپنی قوم سے اس قدر مایوس ہو گئے کہ ایک جگہ ان کی دعا یوں مذکور ہے۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۲۶ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۲۷ [3]

ترجمہ: اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار! اس زمین پر کافروں میں سے ایک بسنے والا بھی نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسل سے بدکار منکرین حق ہی پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۷۵ [4]

ترجمہ: ہم کو (اس سے پہلے) نوح علیہ السلام نے پکارا تھا تو دیکھو کہ ہم کیسے اچھے جواب دینے والے تھے۔

اور ان پر وحی کی کہ ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق ایک بڑی کشتی تیار کر، پھر جب ہمارا عذاب نازل ہونے کا وقت آجائے اور اس مخصوص تنور سے پانی پھوٹ پڑے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا لے کر اس میں سوار ہو جا اور اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے سوائے ان کے جن کے خلاف پہلے فیصلہ ہو چکا ہے، اور اب ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی درخواست نہ کرنا، اب یہ سب اجتماعی طور پر پانی میں غرق ہونے والے ہیں، پھر جب تو اپنے ساتھیوں سمیت سرکش موجوں پر تیرتی کشتی پر سوار ہو جائے تو اپنی نجات وسلامتی اور قوم کی تباہی پر اللہ کا شکر کرتے ہوئے کہو شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی اور کشتی کے خیر وعافیت کے ساتھ کنارے پر لگنے کی یہ دعا بھی کرنا، اے پروردگار! اب ہم تیرے مہمان ہیں اور تو ہمارا میزبان ہے مجھے اور اہل ایمان کو برکت والی جگہ اتار اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے، چنانچہ جب کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ یا کسی اونچی جگہ پر جا کر رکی تو فرمایا

[1] العنکبوت ۱۴

[2] القمر ۱۰

[3] نوح ۲۶،۲۷

[4] الصافات ۷۵

قِيلَ يَٰنُوحُ ٱهۡبِطۡ بِسَلَٰمٖ مِّنَّا وَبَرَكَٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلَىٰٓ أُمَمٖ مِّمَّن مَّعَكَ... ﴿٤٨﴾ [1]

ترجمہ: حکم ہوا اے نوح اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔

اس عبرت آموز واقعہ میں بڑی نشانیاں ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے، اس کی ذات، صفات، اور اختیارات میں کوئی شریک نہیں اور انبیاء دعوت حق ہی پیش کرتے رہے ہیں، اس لئے اللہ کی نصرت بھی ان کے شامل حال رہی اور بالآخر فیصلہ ان کے حق میں ہوا اور کفر و شرک پر اصرار کرنے والے باطل پر تھے، اس لئے نشان عبرت بنا دیے گئے، جیسے فرمایا

وَلَقَد تَّرَكۡنَٰهَآ ءَايَةٗ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٖ ﴿١٥﴾ [2]

ترجمہ: اس کشتی کو ہم نے ایک نشان بنا کر چھوڑا پھر کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا؟۔

اور فرمایا کہ ہمارا قانون ہے کہ کسی قوم کو مال و دولت، طاقت و اقتدار عطا کر کے آزاد نہیں چھوڑ دیتے بلکہ انبیاء و رسل کے ذریعے ہم ان کی آزمائش کر کے ہی رہتے ہیں، اور اہل مکہ سنبھل جاؤ اب تمہاری آزمائش کی جا رہی ہے۔

ثُمَّ أَنشَأۡنَا مِنۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا ءَاخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرۡسَلۡنَا فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ أَنِ ٱعۡبُدُواْ

ان کے بعد ہم نے ایک اور امت پیدا کی پھر ان میں خود ان میں سے (ہی) رسول بھی بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو

ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ ٱلۡمَلَأُ مِن قَوۡمِهِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم کیوں نہیں ڈرتے؟ اور سردار قوم نے جواب دیا جو کفر کرتے تھے

وَكَذَّبُواْ بِلِقَآءِ ٱلۡأٓخِرَةِ وَأَتۡرَفۡنَٰهُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ

اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انھیں دنیاوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے،

يَأۡكُلُ مِمَّا تَأۡكُلُونَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنۡ أَطَعۡتُم بَشَرٗا مِّثۡلَكُمۡ إِنَّكُمۡ

تمہاری ہی خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمہارے پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے، اگر تم نے اپنے جیسے ہی انسان کی تابعداری کر لی

إِذٗا لَّخَٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ (المومنون ۳۱ تا ۳۴)

تو بیشک تم سخت خسارے والے ہو۔

قوم نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے ایک دوسرے دور کی مشرک قوم عاد اٹھائی، جیسے فرمایا:

...وَٱذۡكُرُوٓاْ إِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوحٖ... ﴿٦٩﴾ [3]

[1] ھود ۴۸

[2] القمر ۱۵

[3] الاعراف ۶۹

ترجمہ: بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا۔

بعض کے مطابق قوم ثمود کا ذکر ہے، بہر حال پھر ہم نے ان میں خود انہی کی قوم کا ایک رسول مبعوث کیا جس کے حسب ونسب، کردار اور معاملات کو وہ اچھی طرح جانتے تھے، اس نے بھی اپنے پیش رو کی طرح انہیں دعوت توحید پیش کی کہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے خود ساختہ معبودوں کی بندگی اور اطاعت سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، خالق کائنات کے سوا کوئی بندگی واطاعت کا مستحق نہیں ہے، کیا تم اپنے خالق ومالک اور رازق رب کو چھوڑ کر غیر اللہ کی بندگی واطاعت کرتے ہوئے ڈرتے نہیں ہو؟ جو روز آخرت تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا، پھر نیکوکاروں کو لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں اور حق کی تکذیب کرنے والوں اور بدکاروں کو جہنم کے دردناک عذاب میں داخل کرے گا، قوم نوح علیہ السلام کے سرداروں کی طرح اس کی قوم کے سرداروں نے بھی اس پاکیزہ دعوت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اور حیات بعد الموت، روز آخرت اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں پیشی اور جنت ودوزخ کو جھٹلایا، جن رؤسا کو ہم نے دنیاوی آسائشوں کی فراوانی عطا کر رکھی تھی، دنیاوی زندگی کی خوشحالی اور آسودگی نے انہیں سرکش بنا دیا تھا جب انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ عوام پیغمبر کی پاکیزہ شخصیت اور دعوت حقہ سے متاثر ہو جائیں گے تو عوام الناس کو بہکانے کے لئے کہنے لگے یہ شخص جو مدعی نبوت ورسالت ہے تم جیسا گوشت پوست کے ایک انسان کے سوا کچھ نہیں ہے، یعنی اس کا دعویٰ نبوت ورسالت جھوٹ پر مبنی ہے، جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے، یعنی نبوت ورسالت کے لئے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے تھا جو نہ کھاتا نہ پیتا، اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک انسان کی فضیلت وبرتری تسلیم کر لی تو تم اپنے اس فعل پر ندامت اٹھاؤ گے، جیسے فرمایا

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: اور کہنے لگے! ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا ہم اس کے پیچھے چلیں؟ اس کا اتباع ہم قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے اور ہماری عقل ماری گئی ہے، کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا؟ نہیں، بلکہ یہ پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے۔

یعنی قوم نوح علیہ السلام کی طرح ان کے انکار کی وجہ بھی یہی تھی کہ کوئی بشر رسول نہیں ہو سکتا نبوت ورسالت کے لئے فرشتہ ہونا چاہیے۔

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

کیا یہ تمہیں اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر صرف خاک اور ہڈی رہ جاؤ گے تو تم پھر زندہ کیے جاؤ گے، نہیں نہیں

لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ

دور اور بہت دور ہے وہ جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو، (زندگی) تو صرف دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے جیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں کہ

[1] القمر ۲۴، ۲۵

بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ۝۳۷ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۳۸

ہم اٹھائے جائیں گے، یہ تو بس ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ (بہتان) باندھ لیا ہے، ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں،

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيۡلٍ لَّيُصۡبِحُنَّ نٰدِمِيۡنَ ۝۴۰

نبی نے دعا کی کہ پروردگار! ان کے جھٹلانے پر میری مدد کر، جواب ملا کہ یہ تو بہت ہی جلد اپنے کیے پر پچھتانے لگیں گے،

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَـقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً‌ ۚ فَبُعۡدًا لِّـلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۴۱ (المومنون ۳۵تا۴۱)

بالآخر عدل کے تقاضے کے مطابق چیخ نے پکڑ لیا اور ہم نے انھیں کوڑا کرکٹ کر ڈالا پس ظالموں کے لیے دوری ہو۔

یہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے اس وقت تمہیں قبروں سے زندہ کر کے نکالا جائے گا؟ جیسے فرمایا

ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ۝۱۶ (۱)

ترجمہ: بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟۔

وَكَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ۝۴۷ (۲)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟۔

وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝۵ (۳)

ترجمہ: اب اگر تمہیں تعجّب کرنا ہے تو تعجّب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟۔

لوگو! جو وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ ناممکن ہے، بالکل دور از قیاس ہے، جیسے فرمایا:

فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا‌ ۚ ذٰلِكَ رَجۡعٌۢ بَعِيۡدٌ ۝۳ (۴)

ترجمہ: پھر منکرین کہنے لگے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک ہو جائیں گے (تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے)؟ یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی خام خیالی پر فرمایا

---

(۱) الصافات ۱۶

(۲) الواقعۃ ۴۷

(۳) الرعد ۵

(۴) ق ۲، ۳

قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِيۡظٌ ۝۴ [۱]

ترجمہ:(حالاں کہ) زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

مشرکین حیات بعد الموت کے منکر تھے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے، جیسے فرمایا:

وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ ۝۲۴ [۲]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

یہ شخص خود جھوٹ گھڑ کر اللہ کے نام سے منسوب کر رہا ہے اور ہم کبھی اس کی لایعنی باتوں پر ایمان نہیں لائیں گے، یعنی یہ قوم بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کی منکر نہ تھی بلکہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی بندگی و اطاعت بھی کرتی تھی، جیسے فرمایا

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا... ۝۷۰ [۳]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ قَالُوۡا يٰهُوۡدُ مَا جِئۡتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحۡنُ بِتَارِكِىۡۤ اٰلِهَتِنَا عَنۡ قَوۡلِكَ وَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۵۳ [۴]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَاۡفِكَنَا عَنۡ اٰلِهَتِنَا... ۝۲۲ [۵]

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں بہکا کر ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دے؟۔

جب مکذبین کا کفر و عناد بہت بڑھ گیا اور انذار نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا تو نوح علیہ السلام کی طرح اس پیغمبر نے بھی دست دعا دراز کیا کہ اے پروردگار! ان لوگوں نے جو میری تکذیب کی ہے اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما اور انہیں دنیا و آخرت میں رسوا کر دے، اللہ تعالیٰ نے ان

---

[۱] ق ۴

[۲] الجاثیة ۲۴

[۳] الاعراف ۷۰

[۴] ھود ۵۳

[۵] الاحقاف ۲۲

کی دعا کو بھی شرف قبولیت بخشا اور جواب دیا بہت جلد یہ حق کی تکذیب اور اپنے عقائد و اعمال پر پچھتائیں گے مگر اس وقت کا پچھتانا ان کے کچھ کام نہ آئے گا، آخر کار ایک وقت مقررہ پر عدل و انصاف کے مطابق تند و تیز ہوا کے ساتھ ایک زبردست چیخ اور بے پناہ چنگھاڑ نے ان کو آلیا اور ہم نے ان مکذبین اور متکبرین کو کوڑا کرکٹ بنا کر پھینک دیا، جیسے فرمایا

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے ان پر بس ایک ہی دھما کا چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔

...فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَـٰكِنُهُمْ... ﴿٢٥﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔

پھر ان کی حالت پر کوئی چشم نم نہ ہوئی،

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ﴿٢٩﴾ (۳)

ترجمہ: پھر نہ آسمان ان پر رویا نہ زمین اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔

دور ہو ظالم قوم۔

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنۢ بَعْدِهِمْ قُرُونًا ءَاخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا

ان کے بعد ہم نے اور بھی بہت سی امتیں پیدا کیں نہ تو کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھی اور نہ

يَسْتَـْٔخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّ مَا جَآءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا

پیچھے رہی، پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے، جب جب جس امت کے پاس اس کا رسول آیا اس نے جھٹلایا پس ہم نے

بَعْضَهُم بَعْضًا وَجَعَلْنَـٰهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ (المومنون ۴۲ تا ۴۴)

ایک کو دوسرے کے پیچھے لگا دیا اور انھیں افسانہ بنا دیا، ان لوگوں کو دوری ہے جو ایمان قبول نہیں کرتے۔

اکثریت ہمیشہ بدکاروں کی رہی:

پھر ان کے بعد ہم نے قوم صالح علیہ السلام، قوم لوط علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام اٹھائیں مگر یہ قومیں بھی نبیوں کی منکر رہیں، جیسے فرمایا

يَـٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ (۴)

(۱) القمر ۳۱

(۲) الاحقاف ۲۵

(۳) الدخان ۲۹

(۴) یٰسین ۳۰

ترجمہ: افسوس بندوں کے حال پر، جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

چنانچہ یہ سب امتیں بھی دعوت حق اور رسالت کی تکذیب کی وجہ سے جب ان کی ہلاکت کا وقت موعود آ گیا تو ایک لمحہ آگے پیچھے نہ ہوئیں اور تباہ و برباد ہو گئیں، جیسے فرمایا

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿١٧﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ:: دیکھ لو کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوح علیہ السلام کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں، تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

پھر ہم نے ہر بستی میں پیغام حق پہنچانے کے لئے واضح نشانیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے اپنے رسول بھیجے شاید کہ وہ ایمان لے آئیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں مگر کفر اور تکذیب کافر اور باغی قوموں کا وطیرہ بنا رہا، چنانچہ جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے ان کی رسالت کو جھٹلایا اور ہم تکذیب کے جرم میں ایک کے بعد ایک قوم کو صفحہ ہستی سے مٹاتے چلے گئے حتی کہ ان کو بس قصے کہانیاں ہی بنا کر رکھ دیا، جیسے فرمایا

... فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ... ﴿١٩﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: آخر کار ہم نے انہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انھیں بالکل تتر بتر کر ڈالا۔

جو لوگ دعوت حق اور رسالت پر ایمان نہیں لاتے وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٤٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اور اس کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو اپنی آیتوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا فرعون

وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ

اور اس کے لشکروں کی طرف، پس انہوں نے تکبر کیا اور تھے ہی وہ سرکش لوگ، کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں

مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا

پر ایمان لائیں؟ حالانکہ خود ان کی قوم (بھی) ہمارے ماتحت ہے، پس انہوں نے دونوں کو جھٹلایا آخر وہ بھی

مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ (المومنون ۴۵ تا ۴۹)

ہلاک شدہ لوگوں میں مل گئے، ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (بھی) دی کہ لوگ راہ راست پر آ جائیں۔

پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نو معجزات اور کھلی دلیلوں کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کو دعوت حق پہنچانے کے لئے بھیجا مگر وہ بھی گزشتہ قوموں کی طرح بڑے گھمنڈی، ظالم اور دراز دست تھے، انہوں نے بھی سابقہ امتوں کی طرح دعوت

⁽¹⁾ بنی اسرائیل ۱۷

⁽²⁾ سبا ۱۹

حق، رسالت اور عقیدہ آخرت سے انکار کیا اور تکبر و غرور سے ضعیف العقل لوگوں سے فریب کاری کرتے ہوئے کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم ان آدمیوں پر ایمان لے آئیں جن کی قوم بنی اسرائیل ہماری غلام ہے، یعنی ان کا بھی یہی خیال تھا کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا، رسالت کے لئے کوئی فرشتہ ہی ہونا چاہیے، پس انہوں نے دونوں کو جھٹلایا اور پچھلی تباہ شدہ قوموں کے ساتھ جا ملے، یعنی جتنی بھی قومیں آئیں انہوں نے پیغمبروں کو بشر تسلیم کرنے سے انکار کیا اس طرح ان لوگوں کی ذہنیتیں ایک جیسی ہی تھیں، جیسے فرمایا:

... كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ... ﴿١١٨﴾ [1]

ترجمہ: ایسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے ان سب (اگلے پچھلے گمراہوں) کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں۔

فرعون اور اس کی قوم کو بنی اسرائیل کے سامنے غرق کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو طور پر ہم نے تورات عطا فرمائی، تا کہ لوگ اس سے ہدایت و رہنمائی حاصل کریں، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَاۗىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ [2]

ترجمہ: پچھلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی، لوگوں کے لئے بصیرتوں کا سامان بنا کر، ہدایت اور رحمت بنا کر تا کہ شاید لوگ سبق حاصل کریں۔

وبعد أن أَنْزَلَ اللَّهُ التَّوْرَاةَ لَمْ يُهْلِكْ أُمَّةً بِعَامَّةٍ، بَلْ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِقِتَالِ الْكَافِرِينَ

چنانچہ نزول تورات کے بعد اللہ نے کسی قوم کو عذاب عام سے ہلاک نہیں کیا بلکہ مومنوں کو یہ حکم دیا جاتا رہا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ [3]

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾

ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو بلند صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگہ میں پناہ دی،

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ

اے پیغمبر! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں، یقیناً تمہارا یہ

اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ

دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو، پھر انہوں نے خود (ہی) اپنے امر (دین)

---

[1] البقرۃ ۱۱۸

[2] القصص ۴۳

[3] تفسیر ابن کثیر ۴۷۶/۵

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ

کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس پر اترا رہا ہے، پس آپ (بھی) انھیں ان کی

فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ (المومنون ۵۰ تا ۵۴)

غفلت میں ہی کچھ مدت پڑا رہنے دیں۔

کسب حلال کی فضیلت:

اور ابن مریم اور اس کی ماں کو ہم نے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنایا یعنی مریم علیہا السلام کا کسی مرد کی صحبت کے بغیر حاملہ ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دینا ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے، مریم علیہا السلام عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کی حفاظت کے لئے دومرتبہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں، چنانچہ فرمایا کہ اس غریب الوطنی میں ہم نے ان کو ایک بلند ہموار زمین پر ٹھکانہ دیا جس میں چشمے جاری تھے، اور ضرورت کی سب چیزیں پائی جاتی تھیں، اور ہر قوم میں مبعوث ہونے والے انبیاء کو یہی ہدایت کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ پاکیزہ اور لذت بخش چیزوں کو جو حلال طریقے سے حاصل کی گئی ہوں کھاؤ اور عمل صالحہ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ، تم جو عمل بھی کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں، یعنی لقمہ حلال عمل صالحہ کا مددگار ہے، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

چنانچہ تمام پیغمبر محنت کر کے حلال کی روزی کمانے اور کھانے کا اہتمام کرتے رہے،

عَنِ المِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ

مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے، اللہ کے نبی داود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، اس پر آپ کے صحابہ

---

[1] البقرة ۱۷۲

[2] صحيح بخاری البیوع بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ ۲۰۷۲، شعب الایمان ۱۱۷۰، شرح السنة للبغوی ۲۰۲۶

کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا ہاں! کبھی میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قراریط کے عوض چرایا کرتا تھا۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} [۲] وَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ} [۳] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! اللہ خود پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص وزوال سے) اس لئے پاک ہی چیز کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا ”اے پیغمبرو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح، تم جو کچھ بھی کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں۔“ اور ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ۔“ پھر ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گردو غبار آلودہ میں بھرا ہے اور پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے، یارب! یارب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے، اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔ [۴]

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي أَفْضَلِ الْمَكَاسِبِ،قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ أُصُولُ الْمَكَاسِبِ الزِّرَاعَةُ وَالتِّجَارَةُ وَالصَّنْعَةُ،وَالْأَشْبَهُ بِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَنَّ أَطْيَبَهَا التِّجَارَةُ ،قَالَ وَالْأَرْجَحُ عِنْدِي أَنَّ أَطْيَبَهَا الزِّرَاعَةُ لِأَنَّهَا أَقْرَبُ إِلَى التَّوَكُّلِ، وَتَعَقَّبَهُ النَّوَوِيُّ بِحَدِيثِ الْمِقْدَامِ الَّذِي فِي هَذَا الْبَابِ وَأَنَّ الصَّوَابَ أَنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ مَا كَانَ بِعَمَلِ الْيَدِ قَالَ فَإِنْ كَانَ زِرَاعًا فَهُوَ أَطْيَبُ الْمَكَاسِبِ لِمَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنْ كَوْنِهِ عَمَلَ الْيَدِ وَلِمَا فِيهِ مِنَ التَّوَكُّلِ وَلِمَا فِيهِ مِنَ النَّفْعِ الْعَامِّ لِلْآدَمِيِّ وَلِلدَّوَابِّ، وَلِأَنَّهُ لَا بُدَّ فِيهِ فِي الْعَادَةِ أَنْ يُوكَلَ مِنْهُ بِغَيْرِ عِوَضٍ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ افضل کسب کونسا ہے، ماوردی نے کہا کہ کسب کے تین اصولی طریقے ہیں زراعت، تجارت اور صنعت وحرفت اور امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں افضل تجارت ہے، مگر ماوردی کہتے ہیں کہ میں زراعت کو ترجیح دیتا ہوں کہ یہ توکل سے قریب ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر تعاقب کیا ہے اور کہا درست بات یہ ہے کہ بہترین پاکیزہ کسب وہ ہے جس میں اپنے ہاتھ کو دخل زیادہ ہو، اگر زراعت کو افضل کسب مانا جائے تو بجا ہے کیونکہ اس میں انسان زیادہ تر اپنے ہاتھ سے محنت کرتا ہے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الاجارة بَابُ رَعْيِ الغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ ۲۲۶۲،شرح السنة للبغوی ۲۱۸۵

[۲] [المؤمنون : ۵۱

[۳] [البقرة : ۱۷۲

[۴] صحیح مسلم کتاب الزکوٰة بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا ۲۳۴۶، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۸۹، مسنداحمد۸۳۴۸،شعب الایمان ۵۳۵۳،مصنف عبدالرزاق ۸۸۳۹

اس میں توکل بھی ہے اور انسانوں اور حیوانوں کے لئے عام نفع بھی ہے، اس میں بغیر کسی معاوضہ کے حاصل ہوئے غلہ سے کھایا جاتا ہے اس لئے زراعت بہترین کسب ہے بشرطیکہ کامیاب زراعت ہو ورنہ عام طور پر زراعت پیشہ لوگ مقروض، تنگ دست اور پریشان حال ملتے ہیں اس لئے کہ نہ تو ان کے پاس زراعت کے قابل کافی زمین ہوتی ہے نہ دیگر وسائل بفراغی مہیا ہوتے ہیں نتیجہ یہ کہ ان کا افلاس دن بدن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، ایسی حالت میں زراعت کو بہترین کسب نہیں کہا جاسکتا ان حالات میں مزدوری بھی بہتر ہے۔ (۱)

انبیاء چونکہ اختلاف زمانہ ومقام کے باوجود ایک عقیدے، ایک دین اور ایک دعوت پر جمع تھے اس لئے فرمایا کہ سب انبیاء کی دعوت یہی تھی کہ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت واطاعت کرو اسی میں تمہاری دنیاوی اور اخروی کامیابی کی ضمانت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے تم ڈرو، مگر بعد میں لوگ دین حق چھوڑ کر الگ الگ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے اور ہر گروہ اپنے عقیدہ وعمل پر خوش ہے چاہے وہ حق سے کتنا ہی دور ہو، اور بطور ڈانٹ کے فرمایا اچھا اگر یہ حق قبول نہیں کرتے تو انہیں گمراہی کی تاریکیوں میں چھوڑ دو، جیسے فرمایا

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: پس چھوڑ دو اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: چھوڑ و انہیں، کھائیں پئیں مزے کریں اور بھلاوے میں ڈالے رکھے ان کو جھوٹی امید، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

مگر یہ مقصد نہیں کہ انہیں وعظ ونصیحت ترک کر دو، ایک وقت مقررہ پر جب ان پر عذاب نازل ہو گا تو یہ اپنی غفلت سے چونک پڑیں گے اور انہیں حقیقت حال کا علم ہو جائے گا۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ

”کیا یہ (یوں) سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم جو بھی ان کے مال واولاد بڑھا رہے ہیں وہ ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کر رہے

فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ

ہیں، (نہیں نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں، یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو اپنے

هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ

رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں

(۱) فتح الباری ۴/۳۰۴
(۲) الطارق ۱۷
(۳) الحجر ۳

مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ

اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے

وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ (المومنون ۵۵ تا ۶۱)

ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔

مومن کی تعریف:

کیا یہ مادہ پرستانہ نقطہ نظر رکھنے والے مکذبین ومتکبرین یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال واولاد دے رہے ہیں وہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ بھلائی اور سعادت سے بہرہ مند ہیں اور دنیا اور آخرت کی بھلائی انہی کے لئے ہے؟ یہ ان کا زعم باطل ہے، حالانکہ معاملہ ایسے نہیں ہے بلکہ وہ سمجھتے نہیں ہیں کہ ہم ان کو ڈھیل اور مہلت دیئے جا رہے ہیں اور ان کو نعمتوں سے نواز رہے ہیں، وہ اس لئے کہ تا کہ وہ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کر لیں، اور آخرت میں اپنے عذاب کو بڑھا لیں، اور دنیا میں ان کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں انہی سے مزے لیتے رہیں، جیسے فرمایا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (۱)

ترجمہ: یہ ڈھیل جو ہم انھیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انھیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بار گناہ سمیٹ لیں پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکار حق ہی کی حالت میں دیں۔

... حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً ... ۝ (۳)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ ہر خیر سے مایوس تھے۔

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ

(۱) آل عمران ۱۷۸

(۲) التوبة ۵۵

(۳) الانعام ۴۴

اَنۡ اَزِیۡدَ ﴿۱۵﴾ کَلَّا ؕ اِنَّہٗ کَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیۡدًا ﴿۱۶﴾ؕ سَاُرۡہِقُہٗ صَعُوۡدًا ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا بہت سامال اس کو دیا اس کے ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیے اور اس کے لئے ریاست کی راہ ہموار کی، پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں، ہر گز نہیں وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے، میں تو اسے عنقریب ایک کٹھن چڑھائی چڑھواؤں گا۔

وَمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ بِالَّتِیۡ تُقَرِّبُکُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰۤی اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَہُمۡ فِی الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ [2]

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے عمل کی دہری جزا ہے، اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

حقیقت میں تو جو لوگ اپنے رب کی بارگاہ میں جوابدہی کے خوف سے ڈرنے والے ہوتے ہیں جو اپنے نفس اور ہر طرف آفاق میں پھیلی ہوئی آیات پر ایمان لاتے ہیں، جو اپنے رب کی ذات وصفات اور افعال میں کسی کو شریک نہیں کرتے اور جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری میں جو کچھ بھی نیکیاں کرتے ہیں، جو بھی قربانیاں کرتے ہیں ان پر پھول نہیں جاتے، غرور تقویٰ اور پندار خدا رسیدگی میں مبتلا نہیں ہوتے، بلکہ مقدور بھر اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ کسی کوتاہی کی وجہ سے ہمارا عمل یا صدقہ نامقبول قرار نہ پائے، بالآخر ہمیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے رب کی طرف پلٹنا ہے،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ} [3] أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ الَّذِي يَسْرِقُ وَيَزْنِي وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَهُوَ يَخَافُ اللَّهَ؟ قَالَ: لَا يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ، وَلَكِنَّهُ الَّذِي يُصَلِّي وَيَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَهُوَ يَخَافُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ’’اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔‘‘ سے کیا مراد ہے۔ جو چوری کرتا، زنا کرتا، شراب پیتا اور عزوجل سے ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اے بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما! اے بنت صدیق رضی اللہ عنہا! بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا، روزے رکھتا، صدقہ کرتا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ [4]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

---

[1] المدثر ۱۱تا ۱۷

[2] سبا ۳۷

[3] [المؤمنون : ۶۰

[4] مسند احمد ۲۵۲۶۳

قَالَ: لاَ يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ، وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ، وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لاَ تُقْبَلَ مِنْهُمْ،أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ

نہیں،اے بنت صدیق رضی اللہ عنہا! بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے،صدقہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعمال قبول ہی نہ ہوں، یہی لوگ ہیں کہ جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ ان کے لیے سبقت کرنے والے ہیں۔[1]

ایسے عقائد واعمال کرنے والے لوگ ہی بھلائیوں کی طرف دوڑنے اور سبقت کر کے انہیں پا لینے والے ہیں۔

وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ

هم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے،اور ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے ان کے

وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ

اوپر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا،بلکہ ان کے دل اس طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے لیے اس کے سوا بھی بہت سے اعمال ہیں

مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

جنہیں وہ کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو

اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ

بلبلانے لگے، آج مت بلبلاؤ یقیناً تم ہمارے مقابلہ پر مدد نہ کئے جاؤ گے ، میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ

جاتی تھیں پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے، اکڑتے، اینٹھتے ،

بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ (المومنون ۶۲ تا ۶۷)

افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے تھے۔

مومنوں کا یہ کردار واخلاق کوئی فوق البشری چیز نہیں ہے جس پر تم چل نہ سکو، ہم انسان پر اتنی ہی ذمہ داری ڈالتے ہیں جو اس کے بس میں ہوتی ہے، جیسے فرمایا

---

[1] سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ التَّوَقِّي عَلَى الْعَمَلِ ۴۱۹۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ ۳۱۷۵

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا لَہَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ ۔۔۔ ﴿۲۸۶﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا، ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لئے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔

اور ہمارے پاس ہر متنفس کا نامہ اعمال ہے جس میں اس کے ارادوں، خیالات، چھوٹے یا بڑے، اچھے یا برے اعمال کے بارے میں ٹھیک ٹھیک لکھا ہے، جیسے فرمایا:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ [2]

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا پھر تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اس کے مندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی یا بڑی حرکت ایسی نہیں رہ گئی جو اس میں درج نہ ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اور اعمال کی جزا دیتے ہوئے ہم کسی پر کسی طرح کا ظلم نہیں کریں گے کہ کسی کی نیکیوں میں کمی اور کسی کے گناہوں میں اضافہ کر دیں، مگر یہ لوگ اس معاملے سے بے خبر ہیں کہ ان کا اعمال نامہ مرتب ہو رہا ہے، اور ان وڈیروں کے اعمال بھی مومنوں کے اعمال کے برعکس ہیں، وہ حق کی تکذیب، حق کو دبانے کی کوششیں اور دوسرے اعمال بد کیے چلے جائیں گے، ان کی جہالت اور غفلت انہیں قرآن تک نہیں پہنچنے دیتی، جیسے فرمایا

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۔۔۔ ﴿۴۶﴾ [3]

ترجمہ: جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں، اور ان کے دلوں پر ایسا غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب ہم ان کی عیش کوشی کو دنیاوی عذاب میں پکڑ لیں گے تو پھر وہ عذاب کی تکلیف سے بلبلانے لگیں گے، جیسے فرمایا

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ [4]

ترجمہ: ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں (اور جب ان کی شامت آتی ہے) تو وہ چیخ اٹھتے ہیں مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

[1] البقرہ ۲۸۶

[2] الکہف ۴۹

[3] بنی اسرائیل ۴۵،۴۶

[4] ص ۳

اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو، ہمارے پاس (ان کے لئے) بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔

اللہ تحقیر اور طنز کے انداز میں فرمائے گا اب بند کرو اپنی فریاد و فغاں! اب تمہاری یہ جزع و فزع تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتی، اور تم اس لئے مبتلائے عذاب ہوئے کہ جب ہمارے پیغمبر تمہیں ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید کی آیات یا احکام الٰہی سناتے تھے تو تم کبر و نخوت میں مبتلا ہو جاتے تھے، حق اور اہل حق کو حقیر سمجھتے تھے اور ان کی بات سننا تک گوارا نہیں کرتے تھے، اپنے غرور و تکبر میں اس کو خاطر ہی میں نہ لاتے تھے، جیسے فرمایا

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: (جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے۔

اور راتوں کو تم اپنی چوپالوں میں قرآن کے بارے میں قبیح گفتگو کرتے تھے، جیسے فرمایا

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ... ۚ ﴿۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے؟۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ (۴)

ترجمہ: یہ منکرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اسی طرح تم غالب آ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ (۵)

ترجمہ: اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور گا بجا کر انہیں ٹالتے ہو؟۔

اور اپنی گپ شپ میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کو شاعر، کاہن، مجنون وغیرہ کے القابات سے نوازتے تھے۔

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

کیا انہوں نے اس بات میں غور و فکر ہی نہیں کیا؟ بلکہ ان کے پاس وہ آیا جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آیا تھا؟

(۱) المزمل ۱۱ تا ۱۳

(۲) المومن ۱۲

(۳) الطور ۳۳

(۴) حم السجدہ ۲۶

(۵) النجم ۵۹ تا ۶۱

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ

یا انہوں نے اپنے پیغمبر کو پہچانا نہیں کہ اس کے منکر ہو رہے ہیں؟ یا یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ بلکہ وہ تو ان کے پاس

بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ

حق لایا ہے، ہاں ان میں اکثر حق سے چڑنے والے ہیں اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہوجائے تو

السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ

زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہوجائے، حق تو یہ ہے کہ ہم نے انھیں ان کی نصیحت پہنچا دی ہے

عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ (المومنون ۶۸ تا ۷۱)

لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔

مشرکین اور مکذبین کو جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام سن کر اعراض کرتے تھے انہیں متوجہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے چند سوال پیش کیے کہ کیا تم لوگوں نے کبھی اس پاکیزہ کلام کے مضامین، موضوع اور ان کی وسعت و گہرائی پر غور و فکر اور تدبر نہیں کیا؟ یہ بات نہیں ہے ،یہ کلام خود تمہاری اپنی زبان فصیح عربی میں نازل کیا گیا ہے اور یہ اتنا عام فہم ہے کہ ہر شخص اس کو با آسانی سمجھ سکتا ہے،اور یہ وہ دعوت دے رہا ہے جو تمہاری فطرت میں موجود ہے اور اس عہد کی یاد دہانی کرا رہا ہے جو تم نے اپنے رب سے کیا تھا جب اس نے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اور تم لوگوں نے جواب دیا تھا ہاں تو ہمارا رب ہے،اور ان قوموں کے عبرتناک واقعات پیش کر رہا ہے جنہوں نے فخر و غرور میں دعوت حقہ اور رسول کی تکذیب کی اور طاغوت کی پرستش پر قائم رہے پھر بالآخر دردناک عذاب سے دوچار ہوئے،

وَقَالَ قَتَادَةُ: أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ، إِذًا وَاللَّهِ يَجِدُونَ فِي الْقُرْآنِ زَاجِرًا عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ لَوْ تَدَبَّرَهُ الْقَوْمُ وَعَقَلُوهُ، وَلَكِنَّهُمْ أَخَذُوا بِمَا تَشَابَهَ فَهلكوا عند ذلك

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ لوگ قرآن میں غور کرتے تو اللہ کی قسم! اس میں ایسی چیزیں پاتے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکتیں، لیکن یہ تو متشابہات کے پیچھے لگ گئے جس کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔[1]

یا اس رسول کا دعوت توحید دینا، آخرت کی باز پرس سے ڈرانا اور اخلاق کی معروف بھلائیاں پیش کرنا کوئی نرالی تعلیم ہے جو کبھی ان کے آباؤاجداد کو نہیں دی گئی تھی؟ یہ بات نہیں ہے کیونکہ یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام ان کی سرزمین پر دعوت حق پہنچانے کے لئے آئے تھے اور اس لئے یہ خود کو دین ابراہیمی کا پیروکار سمجھتے ہیں، یا یہ اپنے رسول کی نسبی شرافت، اس کی صداقت و امانت ،راست بازی، عفت و پاکدامنی اور قول و فعل کی بلندی کے شاہد نہ تھے کہ اب انجانا آدمی سمجھ کر اس سے بدکتے ہیں؟ یہ بات بھی نہیں ہے کیونکہ

[1] تفسیر ابن کثیر ۵/۴۸۳، الدر المنثور ۶/۱۱۰

یہ تمام حقائق کا اعتراف کرتے اور اخلاق جمیلہ کے حامل ہونے کی وجہ سے برملا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو صادق وامین کہتے تھے،

قَالَ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لِلنَّجَاشِيِّ مَلِكِ الْحَبَشَةِ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولًا نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے شاہ حبشہ نجاشی سے کہا تھا اے بادشاہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمایا ہے جن کے نسب اور جن کی صداقت وامانت کو ہم خوب جانتے ہیں۔ [۱]

اسی طرح ابوسفیان صخر بن حرب نے بھی جب وہ ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے شاہ روم ہرقل سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صداقت وامانت کا اعتراف کیا تھا۔ [۲]

حق وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

یا یہ بھی پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو (نعوذ باللہ) مخبوط الحواس آدمی سمجھتے ہیں؟ یہ بات بھی نہیں کیونکہ اس پیغمبر نے ایسا قرآن پیش کیا ہے جس کی مثل اور نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے، اسی طرح اس کی تعلیمات نوع انسانی کے لئے رحمت اور امن وسکون کا باعث ہیں، کیا ایسا قرآن اور ایسی تعلیمات کوئی ایسا شخص بھی پیش کرسکتا ہے جو مخبوط الحواس ہو؟ نہیں، بلکہ وہ بھی گزشتہ انبیاء کی طرح دعوت حق لایا ہے کہ طاغوت کی بندگی سے تائب ہوکر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی اور اطاعت کرو، پھر نتیجہ بیان فرمایا کہ مکذبین کے پاس اس دعوت کی تکذیب کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، ان کے اعراض کی اصل وجہ حق سے ان کی کراہت ہے، اور اگر دین وشریعت کہیں ان کے خیالات وخواہشات کے مطابق اترے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا نظام درہم برہم ہوجاتا، حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے پاس وہ چیز لائے ہیں جو ان کے اپنے ہی بھلے کے لئے ہے، اگر یہ اسے قبول کرلیں تو انہی کو دنیا وآخرت میں عزت اور سرفرازی نصیب ہوگی، اور اس سے روگردانی کسی اور چیز سے نہیں اپنی ہی ترقی اور اپنے ہی اٹھان کے ایک زریں موقع سے روگردانی ہے، چنانچہ اپنی بدبختی کے سبب اللہ نے انہیں فراموش کردیا جیسے فرمایا

...نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ... [۳]

ترجمہ: یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلادیا۔

...نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ... ﴿۱۹﴾ [۴]

ترجمہ: جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اپنا نفس بھلادیا۔

---

[۱] مسنداحمد ۱۷۴۰، صحیح ابن خزیمہ ۲۲۶۰، ابن ہشام ۳۳۶/۱

[۲] صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الوَحْيِ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۷ الحق ماشھدت به الاعدائ

[۳] التوبۃ ۶۷

[۴] الحشر ۱۹

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ ‌ۖ وَّ هُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۷۲﴾

کیا آپ ان سے کوئی اجرت چاہتے ہیں؟ یاد رکھیے کہ آپ کے رب کی اجرت بہت ہی بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی رساں ہے،

وَ اِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۳﴾ وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ

یقیناً آپ انھیں راہ راست کی طرف بلا رہے ہیں، بیشک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ

عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَ لَوۡ رَحِمۡنٰهُمۡ وَ كَشَفۡنَا مَا بِهِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ لَّلَجُّوۡا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ

سیدھے راستے سے مڑ جانے والے ہیں، اور اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور ان کی تکلیفیں دور کر دیں تو یہ تو اپنی اپنی سرکشی میں

يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ لَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَ مَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۷۶﴾

جم کر اور بہکنے لگیں، اور ہم نے انھیں عذاب میں پکڑا تاہم یہ لوگ نہ تو اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ ہی عاجزی اختیار کی،

حَتّٰۤى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيۡدٍ اِذَا هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾ (المومنون ۷۲ تا ۷۷)

یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو اسی وقت فوراً مایوس ہو گئے۔

اور اے نبی ﷺ! یہ مشرکین دعوت حق سن کر انحراف کرتے ہیں کیا آپ اس وعظ و نصیحت کے لئے تو ان سے مال و دولت یا حیثیت و مرتبہ طلب کر رہے ہیں؟ یہ بات بھی نہیں ہے، کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اس خیرخواہی کے لئے کبھی کچھ بھی طلب نہیں کیا بلکہ وہ تو بانگ دھل یہ کہتے تھے کہ ہم تم سے کوئی اجر کے طالب نہیں ہیں ہمارا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے، جس نے ہماری یہ ڈیوٹی لگائی ہے،

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا

وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾ [1]

ترجمہ: میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

ہودؑ نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا

وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾ [2]

ترجمہ: میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

يٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا‌ ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ ... ﴿۵۱﴾ [3]

ترجمہ: اے برادران قوم! اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو اس کے ذمّہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

[1] الشعراء ۱۰۹

[2] الشعراء ۱۲۷

[3] ہود ۵۱

صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی کہا تھا

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ (۱)

ترجمہ: یاد کرو جبکہ ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں، لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

لوط علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی کہا تھا

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ (۲)

ترجمہ: لوطؑ کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جبکہ ان کے بھائی لوطؑ نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں، لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تبلیغ حق کے اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمے ہے۔

ایک مقام پر ایک مومن کی نصیحت یوں بیان فرمائی۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٢١﴾ (۳)

ترجمہ: اتنے میں شہر کے دور دراز گوشے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی اختیار کرلو، پیروی کرو ان لوگوں کی جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتے اور ٹھیک راستے پر ہیں۔

اور سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کچھ کہا ہے، جیسے فرمایا

...قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ (۴)

ترجمہ: اور کہہ دو کہ میں (اس تبلیغ وہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں یہ تو ایک عام نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لئے۔

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ (۵)

ترجمہ: تم نے میری نصیحت سے منہ موڑا (تو میرا کیا نقصان کیا) میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہ تھا میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے، اور مجھے حکم

---

(۱) الشعراء ۱۴۲ تا ۱۴۵

(۲) الشعراء ۱۶۰ تا ۱۶۴

(۳) یسین ۲۰ ، ۲۱

(۴) الانعام ۹۰

(۵) یونس ۷۲

دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے یا نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ (۱)

ترجمہ: حالاں کہ تم اس خدمت پر ان سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے ہو یہ تو ایک نصیحت ہے جو دنیا والوں کے لئے عام ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ (۲)

ترجمہ: ان سے کہو اگر میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تم ہی کو مبارک رہے میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! ان سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔

...قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى... ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں البتہ قرابت کی محبت ضرور چاہتا ہوں۔
اور رزق دینے والا تو رب العالمین ہے جو بحر و بر میں اپنی انگنت مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے، آپ تو ان لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس میں ان کی دنیاوی و اخروی سعادت و فلاح ہے، مگر جو لوگ حیات بعد الموت، روز آخرت، حشر نشر اور اعمال کی جزا پر ایمان نہیں رکھتے وہ راہ راست سے ہٹ کر جانوروں کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ مَلَكَانِ، فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ: اضْرِبْ مَثَلَ هَذَا، وَمَثَلَ أُمَّتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ مَثَلَهُ وَمَثَلَ أُمَّتِهِ كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ، انْتَهَوْا إِلَى رَأْسِ مَفَازَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ مِنَ الزَّادِ مَا يَقْطَعُونَ بِهِ الْمَفَازَةَ، وَلا مَا يَرْجِعُونَ بِهِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ أَتَاهُمْ رَجُلٌ فِي حُلَّةٍ حِبَرَةٍ، فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً، وَحِيَاضًا رُوَاءً، أَتَتَّبِعُونِي؟ فَقَالُوا: نَعَمْ،

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خواب میں دو فرشتے آئے ان میں سے ایک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا سر کی طرف، جو فرشتہ پاؤں کی طرف بیٹھا تھا اس نے سر کی طرف بیٹھے ہوئے فرشتے سے کہا کہ ان کی اور ان کی امت کی مثال بیان کرو، اس نے کہا کہ ان کی اور ان کی امت کی مثال اس مسافر قوم کی طرح ہے جو ایک جنگل کے کنارے پہنچی ہوئی ہے، ان کے پاس اتنا زادسفر نہ ہو کہ وہ اس جنگل کو طے کر سکیں یا واپس جا سکیں، ابھی یہ لوگ اسی حال میں ہوں کہ ان کے پاس یمنی حلے میں ایک آدمی آئے اور

(۱) یوسف ۱۰۴

(۲) سبا ۴۷

(۳) ص ۸۶

(۴) الشوری ۲۳

ان سے کہے دیکھو! اگر میں ایک سرسبز وشاداب باغ اور جاری حوض پر لے کر جاؤں تو کیا تم میری پیروی کرو گے؟ وہ جواب دیں کہ ہاں!

قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمْ، فَأَوْرَدَهُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً، وَحِيَاضًا رُوَاءً، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا وَسَمِنُوا، فَقَالَ لَهُمْ: أَلَمْ أَلْقَكُمْ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَجَعَلْتُمْ لِي إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً، وَحِيَاضًا رُوَاءً، أَنْ تَتَّبِعُونِي؟ فَقَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ رِيَاضًا أَعْشَبَ مِنْ هَذِهِ، وَحِيَاضًا هِيَ أَرْوَى مِنْ هَذِهِ، فَاتَّبِعُونِي، قَالَ: فَقَالَتْ طَائِفَةٌ: صَدَقَ وَاللَّهِ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: قَدْ رَضِينَا بِهَذَا نُقِيمُ عَلَيْهِ

چنانچہ وہ شخص انہیں لے کر سرسبز وشاداب باغات اور سیراب کرنے والے جاری حوضوں پر پہنچ جائے اور یہ لوگ کھا پی کر خوب صحت مند ہو جائیں، پھر وہ آدمی ایک دن ان سے کہے کیا تم سے میری ملاقات اس حالت میں نہیں ہوئی تھی کہ تم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر میں تمہیں سرسبز وشاداب باغات اور سیراب کرنے والے جاری حوضو پر لے کر پہنچ جاؤں تو تم میری پیروی کرو گے؟ وہ جواب دیں کیوں نہیں! وہ آدمی کہیں کہ پھر تمہارے آگے اس سے بھی زیادہ سرسبز وشاداب باغات ہیں اور اس سے زیادہ سیراب کرنے والے حوض ہیں اس لئے اب میری پیروی کرو، اس پر ایک گروہ ان کی تصدیق کرے اور کہے کہ ان شاء اللہ ہم ان کی پیروی کریں گے اور دوسرا گروہ کہے ہم یہیں رہنے میں خوش ہیں۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں دعوت اسلام دیتے ہوئے تقریباً پانچ سال بیت چکے تھے مگر قوم مسلسل تکذیب ہی کرتی چلی آ رہی تھی اور دن بدن ان کی مزاحمت بڑھتی ہی چلی جاتی تھیں، چنانچہ قوم کی شرارتوں سے تنگ آ کر آپ ﷺ نے ان پر بددعا فرمائی تھی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا قَدِ اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، قَالَ: فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ، حَتَّى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْعِظَامَ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ، وَالْمَيْتَةَ، وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الرَّجُلِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيْ مُحَمَّدُ، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَادْعُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ، قَالَ: فَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ يَعُودُوا فَعُدْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب قریش رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی میں حد سے آگے بڑھ گئے تو نبی کریم ﷺ نے بددعاء فرمائی اے اللہ! جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال قحط رہا، اسی طرح قحط سالی میں انہیں مبتلا کر کے ان کے مقابلے میں میری مدد فرما، چنانچہ قریش کو قحط سالی اور مشکلات نے آ گھیرا یہاں تک کہ وہ کھالیں اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے اور یہ کیفیت ہو گئی کہ جب کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کی وجہ سے اسے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں دکھائی دیتا، چنانچہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد (ﷺ)! آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ یہ قحط ان سے ٹل جائے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان پر سے قحط دور فرما دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشا اور سخت قحط دور فرما دیا۔ [2]

---

[1] مسند احمد ۲۴۰۲

[2] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ ۶۳۹۲، وکتاب التفسیرسورة الروم باب الم غلبت الروم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ أَبُو سُفْيَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنْشُدُكَ اللَّهَ وَالرَّحِمَ، فَقَدْ أَكَلْنَا الْعِلْهِزَ يَعْنِي الْوَبَرَ وَالدَّمَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ} (۱)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد (ﷺ)! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور قرابت داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اب تو ہم نے اون اور خون کھالیا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ان کا حال تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا پھر بھی یہ اپنے رب کے آگے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ (۲)

فرمایا کہ اگر ہم ان پر رحم کریں اور قحط سالی دور کر دیں تو یہ اپنی سرکشی میں بالکل ہی بہک جائیں گے، ان کا حال تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں قحط سالی میں مبتلا کیا تا کہ یہ اپنے رب کی بارگاہ میں جھک جائیں اور عاجزی اختیار کریں مگر پھر بھی یہ اپنے رب کے آگے جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی بلکہ کفر وضلالت پر اڑے رہے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰٓ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَٰهُم بِٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ إِذْ جَآءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۟ وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ (۳)

ترجمہ: تم سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے اور ان قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جھک جائیں، پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا فِى قَرْيَةٍ مِّن نَّبِىٍّ إِلَّآ أَخَذْنَآ أَهْلَهَا بِٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ (۴)

ترجمہ: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا ہو اور اس بستی کے لوگوں کو پہلے تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو اس خیال سے کہ شاید وہ عاجزی پر اتر آئیں۔

البتہ جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ہم ان پر اچانک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں تو تم دیکھو گے کہ ان کی تمام امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور خوف و دہشت کے مارے دم بخود ہو جائیں گے۔

۴۷۷۴، وكِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۴۶۹۳، وكتاب الِاسْتِسْقَاءِبَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۱۰۰۷، صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ۱۵۴۰، وكتاب صفات المنافقين بَابُ الدُّخَانِ۷۰۶۶، جامع ترمذى ابواب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الدُّخَانِ ۳۲۵۴، مسنداحمد۴۱۰۴، ۴۲۰۶

(۱) [المؤمنون: ۷۶

(۲) تفسير طبرى ۶۰/۱۹، السنن الكبرى للنسائى۱۱۲۸۹

(۳) الانعام۴۳، ۴۲

(۴) الاعراف ۹۴

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ

وہ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے مگر تم بہت (ہی) کم شکر کرتے ہو، اور وہی ہے جس نے

ذَرَاَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ وَ لَهُ اخۡتِلَافُ الَّیۡلِ

تمہیں پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا اور اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے، اور وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور رات

وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوۡۤا ءَ اِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا

دن کے ردوبدل کا مختار بھی وہی ہے، کیا تم کو سمجھ بوجھ نہیں؟ بلکہ ان لوگوں نے بھی ویسی ہی بات کہی جو اگلے کہتے چلے آئے کہ

تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا پھر بھی ہم ضرور اٹھائے جائیں گے؟ ہم سے ہمارے باپ دادوں سے پہلے

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۸۳﴾ (المومنون ۷۸ تا ۸۳)

ہی سے یہ وعدہ ہوتا چلا آیا ہے کچھ نہیں یہ صرف اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرمایا کہ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں عقل وفہم اور سننے کی یہ صلاحیتیں عطا کیں تا کہ ان کے ذریعے سے تم حق کو پہچانو اور اللہ کی وحدانیت کو اختیار کرو مگر اللہ کی پے در پے نعمتوں کے باوجود تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ مَکَّنّٰکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَکُمۡ فِیۡهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لیے یہاں سامان زیست فراہم کیا مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹﴾ [2]

ترجمہ: پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے، پھر اسے نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

اَفَرَءَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ [3]

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا، یہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادل برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے

---

[1] الاعراف ۱۰

[2] السجدۃ ۸،۹

[3] الواقعۃ ۶۸ تا ۷۰

سخت کھاری بنا کر رکھ دیں، پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

اور یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے تمہیں پیدا کر کے زمین کے اطراف میں میں پھیلا دیا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

پھر ایک وقت مقررہ پر وہ تم سب کی بوسیدہ اور کھوکھلی ہڈیوں کو قبروں سے زندہ کر کے اعمال کی جوابدہی کے لئے اپنی بارگاہ میں جمع فرمائے گا، جیسے فرمایا:

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا کیوں نہیں، یہ تو ایک وعدہ ہے جسے پورا کرنا اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اور اللہ ہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دینے پر قادر ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ا۟لَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ... ﴿۱۵۸﴾ (۳)

ترجمہ: اے محمد کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ... ﴿۱۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: اور یہ بھی واقعہ ہے کہ اللہ ہی کے قبضے میں آسمان وزمین کی سلطنت ہے، اسی کے اختیار میں زندگی وموت ہے۔

هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ (۵)

ترجمہ: وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہو گا۔

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ... ۚ ﴿۶۸﴾ (۶)

---

(۱) الملک ۲۴

(۲) النحل ۳۸

(۳) الاعراف ۱۵۸

(۴) التوبة ۱۱۶

(۵) یونس ۵۶

(۶) المومن ۶۸

ترجمہ: وہی ہے زندگی دینے والا اور وہی ہے موت دینے والا ہے۔

رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کا آنا اور رات و دن کا چھوٹا بڑا ہونے کا نظام بھی اسی نے بنایا ہے، جیسے فرمایا

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۝۴۰ (۱)

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لیجا سکتی ہے۔

اگر اللہ چاہے تو تم پر ہمیشہ کے لئے دن طاری کر دے یا ہمیشہ کے لئے رات طاری کرے تو اللہ کے سوا تمہارا کون سا معبود ہے جو ان میں تبدیلی کر سکے جب تم اللہ کی ان نشانیوں کو کھلی آنکھوں دیکھتے ہو، جیسے فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۷۲ (۲)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ان سے پوچھو کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں؟۔

اور تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت و اختیار میں ہے تو تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کائنات کا یہ عظیم الشان نظام بہت سے معبودوں کی مدد سے نہیں بلکہ ایک اللہ وحدہ لاشریک کے اشارے پر چل رہا ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور ہر مخلوق اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے؟ مگر یہ لوگ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کی پیش رو قومیں اللہ کی قدرت و حکمت کا انکار کرتے ہوئے کہہ چکی ہیں کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم اور ہمارے آباو اجداد بھی زندہ کیے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ڏ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۴۷ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۴۸ (۳)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝۶۷ (۴)

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟۔

---

(۱) یٰسین ۴۰

(۲) القصص ۷۲،۷۱

(۳) الواقعة ۴۸،۴۷

(۴) النمل ۶۷

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباو اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟۔

ایسی لایعنی باتیں سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں، ان میں حقیقت کچھ بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ (۲)

ترجمہ: اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ (۳)

ترجمہ: اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

پوچھئے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر جانتے ہو؟ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجئے کہ پھر

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾

تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے، دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟

وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى

جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ؟ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے،

تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ (المومنون ۸۴ تا ۹۰)

کہہ دیجئے پھر تم کدھر جادو کر دیئے جاتے ہو؟ حق یہ ہے کہ ہم نے انھیں حق پہنچا دیا ہے اور یہ بیشک جھوٹے ہیں۔''

---

(۱) الصافات ۱۶،۱۷

(۲) یٰسین ۷۸

(۳) یٰسین ۷۹

اہل مکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، خالقیت، ملکیت تصرف اور رزاقیت کے منکر نہیں تھے بلکہ یہ سب باتیں تسلیم کرتے تھے، انہیں انکار تھا تو صرف توحید الوہیت سے، وہ اس مغالطے میں تھے کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے، ان کو بھی اللہ نے کچھ اختیارات دے رکھے ہیں اور ہم ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور آج بھی یہی مغالطہ ہے، مردہ پرست فوت شدگان کو جو قیامت تک ان کی فریادوں کو سن نہیں سکتے مدد کے لئے پکارتے ہیں، جیسے فرمایا:

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾ [1]

ترجمہ: اسی کو پکارنا برحق ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں، انہیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں، بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بے ہدف!۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ [2]

ترجمہ: جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں، حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔

ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے اور ان کو اللہ کی عبادت میں شریک گردانتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اور اس کے کسی پیغمبر نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے کسی فوت شدہ بزرگ، ولی یا نبی کو کچھ اختیارات تفویض کر رکھے ہیں اس لئے تم ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرو یا انہیں مشکلات و پریشانیوں میں مدد کے لئے پکارو یا ان کے نام کی نذر و نیاز دو، چنانچہ ان کو متوجہ کرنے کے لئے کہ معبود برحق صرف وہی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو بتاؤ کہ زمین اور زمین کی تمام مخلوقات، حیوانات، نباتات، جمادات، سمندروں، دریاؤں اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ان کا مالک کون ہے اور کون ان کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ صاف لفظوں میں دوٹوک جواب دیں گے کہ صرف اللہ، تو ان سے کہو پھر تم یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں اور اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل نہیں ہے؟ دوسری دلیل بیان فرمائی کہ اے نبی ﷺ! ان سے پوچھو ساتوں بلند و بالا اور وسعتوں والے آسمانوں، ان کے اندر ستاروں، سیاروں، کواکب اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے یہ دوٹوک جواب دیں گے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہر چیز کا مالک اور متصرف ہے، تو ان سے کہو پھر تم اللہ سے بغاوت و سرکشی کیوں کرتے ہو، عاجز اور بے بس مخلوق کی عبادت سے تائب ہو کر اور اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کر کے اس کے عذاب سے بچنے کا اہتمام کیوں نہیں

[1] الرعد ۱۴

[2] بنی اسرائیل ۵۷

کرتے؟ عرب میں دستور تھا کہ سردار قبیلہ اگر کسی کو پناہ دے دے تو سارا قبیلہ اس کا پابند تھا لیکن قبیلے میں سے کوئی کسی کو اپنی پناہ میں لے لے تو سردار پر اس کی پابندی نہیں تھی، چنانچہ اللہ نے اپنی بادشاہی، اپنے اقتدار اور تصرف کا ذکر فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ کائنات کی ہر چیز پر کامل اقتدار اور مالکانہ اختیارات کس کو حاصل ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جس کو وہ نقصان پہنچانا چاہے، کیا کائنات میں اللہ کے سوا کوئی ایسی ہستی ہے کہ وہ اسے نقصان سے بچا لے اور اپنی پناہ میں لے لے، یہ ضرور کہیں گے کہ کائنات کی ہر چیز پر اقتدار و تصرف رب العالمین ہی کا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، تو اے نبی ﷺ! تو ان سے کہو پھر تمہاری آنکھوں پر کس نے پٹی باندھ دی ہے کہ اس اعتراف اور علم کے باوجود تم غیر اللہ کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہو؟

مشرکین تو یہ تسلیم کرتے تھے کہ ہر چیز کی طاقت، اختیار و تصرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، مگر آج مسلمانوں کی راہبری کے دعویداروں کے نظریات کیا ہیں۔

جو پکڑے خدا تو چھڑائے محمد جو پکڑے محمد چھڑا کوئی نہیں سکتا

اور

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

اے نبی ﷺ! ہم نے ان کے سامنے توحید ربوبیت کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت کو واضح کر دیا ہے، اور اتنی ساری تسلیم شدہ صداقتوں یعنی زمین میں جو کچھ ہے اس کا مالک اور خالق اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی خالق اور مالک نہیں ہے، سات آسمانوں اور عرش عظیم کا رب صرف اللہ ہے اور ہر چیز کا اختیار و تصرف صرف اللہ کو حاصل ہے، اصل پناہ دینے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا، وہ جب کسی کو گرفت میں لے لے تو پھر کوئی چھڑانے والا نہیں ہے، پھر کوئی پناہ نہیں دے سکتا، پھر بھی غیر اللہ کو سجدے کرتے ہو، ان سے مرادیں مانگتے ہو، ان کی اطاعت کرتے ہو، مانتے ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے اور جھکتے ہو غیروں کے آگے، اس سے یہ بات کھل کر واضح ہو گئی ہے کہ ان لوگوں نے اپنے معبودوں کے بارے میں جھوٹے عقائد گھڑ رکھے ہیں، اللہ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں کسی کا کوئی نہیں حصہ ہے، اللہ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا

نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا،

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے، وہ غائب حاضر کا جاننے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾

والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے، آپ دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے وہ دکھائے جس کا

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ

وعدہ انھیں دیا جا رہا ہے تو اے رب! تو مجھے ان ظالموں کے گروہ میں نہ کرنا، ہم جو کچھ وعدے انھیں دے رہے ہیں

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ (المومنون۹۱تا۹۵)

سب آپ کو دکھا دینے پر یقیناً قادر ہیں۔

اللہ وحدہ لاشریک ہے، اس نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے، وہ بیوی اور اولاد کی حاجت سے پاک ہے، جیسے فرمایا

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ [1]

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا [2]

ترجمہ: اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت اعلی وارفع ہے اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔

اور اس عظیم الشان کائنات کا نظام چلانے کے لئے اس کے ساتھ کوئی کوئی دوسرا الہ نہیں ہے، اگر تخلیق کائنات میں اللہ کے ساتھ دوسرے الہ بھی ہوتے تو ان میں مکمل تعاون برقرار نہ رہتا اور ہر الہ جب چاہتا اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، اور اس کھینچا تانی میں کائنات کا یہ عظیم الشان نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا، جیسے فرمایا

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ... ﴿۲۲﴾ [3]

ترجمہ: اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے الہ بھی ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ [4]

ترجمہ: اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو ضرور وہ مالک عرش کے مقام پر پہنچنے کی کوشش کرتے۔

نظام کی یہ باقاعدگی اور اجزائے نظام کی ہم آہنگی، اقتدار کی مرکزیت و وحدت خود دلالت کر رہی ہے کہ کائنات کا خالق و مالک اور متصرف اللہ

---

[1] الانعام ۱۰۱

[2] الجن ۳

[3] الانبیاء ۲۲

[4] بنی اسرائیل ۴۲

وحدہ لاشریک ہی ہے،اس لئے وہی بندگی کے لائق ہے،اور ہر طرح کی حمد و ثنا اور ستائش اسی کے لئے ہے،جبکہ مشرک جو فرشتوں اور اپنی دیویوں کو،یہودی عزیرؑ کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی اولاد ٹھہراتے اور اس کا شریک گردانتے ہیں اللہ ان نقائص سے بلند و بالا،برتر و منزہ ہے،وہ ہر طرح کے شرک سے بالاتر ہے جو یہ لوگ تجویز کرتے ہیں،جیسے فرمایا:

...سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ [۱]

ترجمہ:اللہ پاک ہے اور بہت بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ [۲]

ترجمہ:پاک ہے تیرا رب،عزت کا مالک ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ [۳]

ترجمہ:پاک ہے آسمانوں اور زمین کا فرماں روا عرش کا مالک،ان ساری باتوں سے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾ [۴]

ترجمہ:کیا اللہ کے سوا یہ کوئی اور معبود رکھتے ہیں؟اللہ پاک ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

وہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے،اس کے سوا کسی کو کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا،جیسے فرمایا:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ... ﴿٥٩﴾ [۵] x

ترجمہ:اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا کہ مصیبت کے وقت یہ دعا کریں اے پروردگار!جس عذاب کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے وہ اگر میری موجودگی میں تو لائے تو اے میرے رب!مجھے ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا،یعنی اے میرے رب،مجھ پر رحم فرما مجھے ان گناہوں سے بچالے جو تیری ناراضگی کے موجب ہیں اور جن کے ذریعے سے تو نے ان کفار کو آزمائش میں مبتلا کیا ہے،اے میرے رب!مجھے اس عذاب سے بھی بچالے جو ان پر نازل ہو گا کیونکہ عذاب عام جب نازل ہوتا ہے تو نیک و بدسب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے،اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی عذاب نازل کر دینے کی پوری قدرت رکھتے ہیں جس کی دھمکی ہم انہیں دے رہے ہیں۔

---

[۱] القصص ۶۸

[۲] الصافات ۱۸۰

[۳] الزخرف ۸۲

[۴] الطور ۴۳

[۵] الانعام ۵۹

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ قُلۡ

برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو، جو کچھ بیان کرتے ہیں ہم بخوبی واقف ہیں، اور دعا کریں کہ

رَّبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿ۙ۹۷﴾ وَ اَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ

اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں

اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَہُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ

کہ وہ میرے پاس آجائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے

رَبِّ ارۡجِعُوۡنِ ﴿ۙ۹۹﴾ لَعَلِّیۡۤ اَعۡمَلُ صَالِحًا فِیۡمَا تَرَکۡتُ کَلَّا ؕ اِنَّہَا کَلِمَۃٌ

اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرلوں، ہرگز ایسا نہیں ہو گا یہ تو

ہُوَ قَآئِلُہَا ؕ وَ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ (المومنون ۹۶ تا ۱۰۰)

صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے، ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔

برائی کے بدلے اچھائی:

اور ایک مبلغ کی حیثیت سے آپ کو حکمت بتائی کہ اے نبی ﷺ! برائی کو برائی کے ساتھ نہیں بلکہ بھلائی کے ساتھ دفع کرو، جیسے فرمایا

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور اے نبی! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

اور جو بدلہ لینے کے بجائے معاف کر دیتا ہے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، جیسے فرمایا:

...فَمَنۡ عَفَا وَ اَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ... ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

اور جو برے القابات وہ تمہیں دیتے ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہیں، اور جب ان مصائب میں ابلیسی افکار آپ کا پیچھا کرنے لگیں تو اس دعا کے ذریعے سے ان سے چھٹکارا حاصل کریں، اے میرے پروردگار! میں شیاطین کی اکساہٹوں، وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ

(۱) حم السجدة ۳۴

(۲) الشوریٰ ۴۰

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوتے تو شیطان سے اس طرح استعاذہ کرتے، اور میں پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان میرے کسی کام میں حائل ہو اور وہ میرے پاس پہنچ جائے اور اے میرے رب! میں تو اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (۱)

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ ہر اہم کام کی ابتدا بسم اللہ پڑھ کر کرو کیوں کہ اللہ کی یاد شیطان کو دور کرنے والی چیز ہے،

عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو :اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا

اس لئے ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی مانگتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی مکان یا دیوار مجھ پر آ گرے اور پناہ مانگتا ہوں میں اس بات سے کہ کسی بلند مقام (فضا سے یا پہاڑ سے یا مکان کی چھت وغیرہ سے کہ بچنے کا امکان نہ ہو) سے گر پڑوں، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں غرق ہونے سے اور آگ میں جلنے سے اور از حد بوڑھا ہونے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے موت کے وقت کے بدحواس کر دے (یعنی گمراہ کر دے یا توبہ وکلمہ کی طرف توجہ نہ کرنے دے یا اللہ تعالیٰ سے بدگمان کر دے وغیرہ) اور پناہ چاہتا ہوں میں تیری راہ میں (جہاد سے) منہ موڑ کر بھاگنے سے یا اس کیفیت سے کہ زہریلے جانور کے کاٹے سے مجھے موت آئے۔ (۲)

ان میں سے اکثر حادثاتی موتیں ہیں جن میں انسان اچانک مر جاتا ہے، کلمہ اور توبہ کا موقع نہیں ملتا لہذا یہ موتیں اچھی نہیں، ویسے بھی ان سے انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے جو ظاہر ہے اچھی بات نہیں، اس لیے ان سے پناہ مانگنا حق ہے، میدان جنگ سے بھاگنا جرم عظیم ہے اس حالت میں موت گناہ والی موت ہے، قرآن مجید میں اس کی مذمت کی گئی ہے جیسے فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا لَقِيتُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ زَحۡفٗا فَلَا تُوَلُّوهُمُ ٱلۡأَدۡبَارَ ۝١٥ وَمَن يُوَلِّهِمۡ يَوۡمَئِذٖ دُبُرَهُۥٓ إِلَّا مُتَحَرِّفٗا لِّقِتَالٍ أَوۡ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٖ فَقَدۡ بَآءَ بِغَضَبٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَمَأۡوَىٰهُ جَهَنَّمُۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ ۝١٦ (۳)

ترجمہ: اے ایمان والو، جب تم ایک لشکر کی صورت میں کفار سے دوچار ہو تو ان کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیرو جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیرے الا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لیے تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا، اس کا ٹھکانا جہنّم ہو گا اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔

(۱) سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۷۷۵ ، جامع ترمذی بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۲۴۲، مسند احمد ۱۱۴۷۳، صحیح ابن خزیمۃ ۴۶۷، سنن الدارقطنی ۱۱۴۲

(۲) سنن ابوداود کتاب الوتربَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ ۱۵۵۲، سنن نسائی کتاب الاستعاذہ الِاسْتِعَاذَةُ مِنَ التَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ ۵۵۳۳، مسند احمد ۱۵۵۲۳

(۳) الانفال ۱۶،۱۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ:أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ڈر یا گھبراہٹ کے موقع پر انہیں یہ دعا سکھلایا کرتے تھے میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کی شرارتوں سے اور شیطان کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (۱)

یہ لوگ مرتے دم تک اپنی سازشوں سے باز نہ آئیں گے اور جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے گی تو وہ جان کنی کے عالم میں کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجئے جسے میں چھوڑ آیا ہوں، امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا، جیسے فرمایا

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ (۲)

ترجمہ: جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے گا کہ اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

اور میدان محشر میں حسرت وافسوس کے ساتھ یہ آرزو کریں گے۔

...قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ... ۝۵۳ (۳)

ترجمہ: کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب! رسول حق لے کر آئے تھے، پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں۔

رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر آرزو کریں گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ (۴)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الطب بَابُ كَيْفَ الرُّقَى۳۸۹۳،جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ۳۵۲۸، مسند احمد۶۶۹۶، مستدرک حاکم ۲۰۱۰،مصنف ابن ابی شیبة ۲۳۵۴۷

(۲) المنافقون۱۰

(۳) الاعراف ۵۳

(۴) السجدة۱۲

ایک مقام پر مجرمین کی حسرت کو یوں بیان فرمایا

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ [1]

ترجمہ: اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی جگری دوست، کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوں۔

اور مجرمین دوزخ کے کنارے پر کھڑے ہو کر آرزو کریں گے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ [2]

ترجمہ: کاش تم اس وقت ان کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

مجرمین جہنم میں بھی یہ آرزو کریں گے۔

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ﴿٤٤﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! اس دن سے تم انہیں ڈراؤ جبکہ عذاب انہیں آلے گا اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دیدے، ہم تیری دعوت پر لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔

أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ [4]

ترجمہ: یا کہے کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا یا عذاب دیکھ کر کہے کاش! کاش! مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

...وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾ [5]

ترجمہ: تم دیکھو گے کہ یہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے اب پلٹنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟۔

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ [6]

ترجمہ: کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں

[1] الشعراء ۱۰۰تا۱۰۲

[2] الانعام ۲۷

[3] ابراہیم ۴۴

[4] الزمر ۵۷،۵۸

[5] الشوری ۴۴

[6] المومن ۱۱

کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ... ﴿٣٧﴾ (۱)

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تو وہی عمل کریں گے جو کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا:

... وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾ (۲)

ترجمہ: اگر انہیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔

اب ان سب مرنے والوں کے پیچھے دوبارہ زندہ ہونے تک ایک حجاب حائل ہے جس میں وہ مبتلائے عذاب ہوں گے جو قیامت تک جاری رہے گا، جیسے فرمایا

مِن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ... ﴿١٠﴾ (۳)

ترجمہ: ان کے آگے جہنم ہے۔

... وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ (۴)

ترجمہ: اور آگے ایک سخت عذاب اس کی جان کو لاگو رہے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ، أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لأَحَدِهِما: الْمُنْكَرُ، وَلِلآخَرِ: النَّكِيرُ، فَيَقُولاَنِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: مَا كَانَ يَقُولُ: هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولاَنِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ، نَمْ، فَيَقُولُ: أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ، فَيَقُولاَنِ: نَمْ كَنَوْمَةِ العَرُوسِ الَّذِي لاَ يُوقِظُهُ إِلاَّ أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لاَ أَدْرِي، فَيَقُولاَنِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ، فَيُقَالُ لِلأَرْضِ: التَئِمِي عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلاَعُهُ، فَلاَ يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی میت یا فرمایا تم میں سے کسی ایک کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس

(۱) فاطر ۳۷

(۲) الانعام ۲۸

(۳) الجاثیۃ ۱۰

(۴) ابراہیم ۱۷

سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے وہ دونوں اس میت سے پوچھتے ہیں تو اس شخص (یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بارے میں کیا کہتا ہے، وہ شخص وہی جواب دیتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پھر وہ فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے تھے تو یہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے اور پھر اسے منور کر دیا جاتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے کہ سو جا، وہ کہتا ہے میں اپنے گھر والوں کے پاس جا کر ان کو بتا دوں (کہ قبر میں منکر نکیر کے سوالات حق ہیں اور یہ کہ میں امتحان میں پاس ہو گیا ہوں) وہ کہتے ہیں دلہن کی طرح سو جا جسے اس کے محبوب ترین شخص کے علاوہ کوئی نہیں جگاتا حتی کہ اللہ اسے قیامت کے دن اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا، اور اگر وہ منافق ہو تو یہ جواب دے گا میں لوگوں سے کچھ سنا کرتا تھا اور اسی طرح کہا کرتا تھا مجھے نہیں معلوم، فرشتے کہیں گے ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اس کو دبوچ لے چنانچہ وہ اس کو دبوچ لیتی ہے جس سے اس کی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہیں اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہتا ہے جب تک اللہ اس کو اس پڑے رہنے کی جگہ سے اٹھائے۔[1]

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ

پس جب صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ، جن کی ترازو

مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ

کا پلہ بھاری ہو گیا وہ تو نجات والے ہو گئے، اور جن کے ترازو کا پلہ ہلکا ہو گیا یہ ہیں

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ

وہ جنہوں نے اپنا نقصان آپ کر لیا، جو ہمیشہ جہنم واصل ہوئے، ان کے چہروں کو آگ جھلستی رہے گی

وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (المومنون ۱۰۱ تا ۱۰۴)

اور وہ وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے۔

پھر جب ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم پر اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام صور میں پھونک دیں گے تو کائنات کا تمام نظام تہہ و بالا ہو جائے گا، اور پھر انسانوں کے درمیان بھی کوئی رشتہ نہ رہے گا، محشر کی ہولناکیوں اور دل دہلا دینے والے مناظر کی وجہ سے کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا نہ تو باپ کو اولاد پر شفقت ہو گی نہ اولاد باپ کا غم کھائے گی، جیسے فرمایا:

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾[2]

[1] جامع ترمذی کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۰۷۱، مسند البزار ۸۴۶۲، صحیح ابن حبان ۳۱۱۷

[2] عبس ۳۴ تا ۳۷

ترجمہ: وہ دن کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی اور اولاد سے بھاگے گا اس روز ہر شخص اپنے حال میں ایسا مبتلا ہو گا کہ اسے کسی کا ہوش نہ رہے گا۔

اور نہ ہی کوئی دوست اپنے جگری دوست کو پوچھے گا، جیسے فرمایا:

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ [1]

ترجمہ: کوئی جگری دوست اپنے دوست کو نہ پوچھے گا۔

ایک نفسا نفسی کا عالم ہو گا اور ہر شخص کو صرف اپنی نجات کی فکر ہو گی، جیسے فرمایا:

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ﴿١٤﴾ [2]

ترجمہ: اس روز مجرم کا جی چاہے گا کہ اپنی اولاد اور بیوی اور بھائی اور اپنی حمایت کرنے والے قریب ترین کنبے اور دنیا بھر کے سب لوگوں کو فدیے میں دے دے اور اپنے آپ کو عذاب سے بچالے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ ثُمَّ نَادَى مُنَادٍ أَلَا مَنْ كَانَ يَطْلُبُ مظلمة فليجئ إِلَى حَقِّهِ فَلْيَأْخُذْهُ، فَيَفْرَحُ الْمَرْءُ أَنْ يَكُونُ لَهُ الْحَقُّ عَلَى وَالِدِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ زَوْجَتِهِ أَوْ أَخِيهِ، فَيَأْخُذُ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ صَغِيرًا، وَمِصْدَاقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى: فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ [3]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور پھر ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرے گا لوگو! جس پر ظلم ہوا ہو وہ آئے اور اپنا حق وصول کر لے تو اس وقت ہر شخص خوش ہو گا کہ اس کے والد یا بیٹے یا بیوی پر حق ہے خواہ وہ حق کتنا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اس طرح ہوتی ہے " پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔" [4]

میدان محشر میں ترازو عدل نصب کر دیا جائے گا جس میں لوگوں کے اچھے برے اعمال تولے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ [5]

[1] المعارج ۱۰

[2] المعارج ۱۱ تا ۱۴

[3] [المؤمنون: ۱۰۱

[4] تفسير البغوی ۶۲۴/۱، تفسير طبری ۸/۳۶۳

[5] الانبیاء ۴۷

ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو میں قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی کا عمل ہو گا تو اس کو بھی ہم لا موجود کریں گے اور ہم حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اس وقت جن خوش نصیبوں کا نیکیوں کا پلڑا برائیوں کے پلڑے سے بھاری ہو گا وہی جہنم سے نجات اور لازوال نعمتوں سے بھر پور جنتوں میں داخل ہونے کی سعادت پائیں گے اور جن کا برائیوں کا پلڑا نیکیوں کے پلڑے سے بھاری ہو گا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا جس کی تلافی ممکن ہی نہیں ایسے لوگ عذاب جہنم میں مبتلا رہیں گے، جیسے فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ [1]

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ [2]

ترجمہ: اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک بڑی ہی ہولناک دہکتی (بھڑکتی) آگ ہو گی۔

آگ ان کے جسموں کی کھالوں سمیت ان کے چہروں (جو انسان کا اہم اور اشرف حصہ ہے) کی کھال چاٹ جائے گی، جیسے فرمایا:

...وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ [3]

ترجمہ: اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ... ﴿٣٩﴾ [4]

ترجمہ: کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جب کہ یہ نہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں۔

اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے اور وہ ایک ڈراؤنی شکل و صورت والے انسان بن کر رہ جائیں گے۔

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا

کیا میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت نہیں کی جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انھیں جھٹلاتے تھے، کہیں گے کہ اے پروردگار

[1] الاعراف ۸،۹

[2] القارعۃ ۸ تا ۱۱

[3] ابراہیم ۵۰

[4] الانبیاء ۳۹

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی (واقعی) ہم تھے ہی گمراہ، اے پروردگار! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ

ہم ایسا ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو میرے

فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا

بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لا چکے ہیں تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما

وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ

تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے، (لیکن) تم انھیں مذاق ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس مشغلے نے) تم کو

ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا

میری یاد (بھی) بھلادی اور تم ان سے مذاق کرتے رہے، میں نے آج انھیں ان کے اس صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (المومنون ۱۰۵تا۱۱۱)

وہ خاطر خواہ اپنی مراد کو پہنچ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجرمین سے فرمائے گا میں نے اتمام حجت کے لئے تمہاری طرف رسول بھیجے تھے، جنہوں نے وعظ و نصیحت کا حق ادا کر دیا تھا، تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل کی تھیں، تمہیں سوچنے سمجھنے کے لئے وقت دیا تھا مگر تم اپنی گمراہی میں اس قدر غرق تھے کہ جب میری آیات تمہیں سنائی جاتی تھیں تو ان پر غور و فکر اور تدبر کرنے کے بجائے ظلم و عناد کی وجہ سے انہیں جھٹلاتے تھے؟ مجرمین اپنے جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے رب! دنیاوی لذات اور شہوات ہم پر غالب آ گئی، ہم واقعی گمراہ لوگ تھے، پروردگار! اب ہمیں عذاب جہنم سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، جیسے فرمایا:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے واقعی دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ (جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے۔

[1] المومن ۱۲،۱۱

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾ (1)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا میری رحمت سے دور ہو کر اسی طرح ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں پڑے رہو اور اپنی رہائی کے لئے معذرتیں پیش مت کرو، تم وہی غرور وتکبر کے مارے ہوئے لوگ تو ہو کہ جب میرے کچھ بندے ہماری بارگاہ میں رحمت ومغفرت کی التجا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ پر، تیرے تمام رسولوں پر، تیری تمام نازل کردہ کتابوں پر، ان گنت فرشتوں پر، اچھی بری تقدیر پر، حیات بعد الموت پر اور جنت وجہنم پر ایمان لائے پس ہمارے گناہوں اور تقصیروں کو معاف کر دے، وغفور رحیم ہے، ہم پر رحم فرما تو سب سے بہتر رحیم کرنے والا ہے تو تم انہیں استہزاو ملامت کا نشانہ بنا لیتے تھے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ ءَامَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوٓا إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّونَ ﴿٣٢﴾ (2)

ترجمہ: مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے، جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے، اپنے گھر والوں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں۔

یہاں تک کہ ان کی ضد وبغض نے تمہیں میری یاد ہی بھلادی اور تم ان سے مذاق کرتے رہے، آج ان کے حق کی خاطر اذیتوں پر صبر، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اعمال صالحہ کا میں نے یہ پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں اور جنت کی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور تمہاری حالت زار پر ہنس رہے ہیں، جیسے فرمایا:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ (3)

ترجمہ: آج ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہیں۔

قَٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ زمین میں باعتبار برسوں کی گنتی کے کس قدر رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم،

فَسْـَٔلِ الْعَآدِّينَ ﴿١١٣﴾ قَٰلَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

گنتی گننے والوں سے بھی پوچھ لیجئے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی الواقع تم وہاں بہت ہی کم رہے ہو اے کاش! تم اسے پہلے ہی

(1) الملک ۱۰

(2) المطففین ۲۹تا۳۲

(3) المطففین ۳۴

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا

جان لیتے ؟ کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف

لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (المومنون ۱۱۲تا۱۱۵)

لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔

مختصر زندگی طویل گناہ:

پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال زندہ رہے اور ہماری ان گنت نعمتوں سے فیض یاب ہوتے رہے؟ قیامت کی ہولناکیاں ان کے ذہنوں سے دنیا کی عیش وعشرت کو محو کر چکے ہوں گے اور دنیا کی زندگی انہیں ایسے لگے گی جیسے دن یا آدھا دن، اس لئے جواب دیں گے ہم تو ایک دن یا اس سے بھی کم وقت دنیا میں رہے ہیں بیشک آپ حساب جاننے والوں سے پوچھ لیں، باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلے میں یقیناً دنیا کی زندگی بہت ہی قلیل ہے لیکن اس نکتے کو دنیا میں تم نے نہیں جانا، تم حیات بعد الموت کو محض من گھڑت افسانہ سمجھتے رہے، تم سمجھتے تھے کہ بس اسی دنیا میں جینا ہے اور اسی میں مرنا ہے کوئی قیامت نہیں کوئی جزا و سزا نہیں، کاش! تم دنیا میں اس حقیقت سے دنیا کی بے ثباتی سے آگاہ ہو جاتے تو آج تم بھی اہل ایمان کی طرح کامیاب و کامران ہوتے،

ثنا صَفْوَانُ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَمَّا أَدْخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ، وَقَالَ:يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ؟، {قَالُوا:لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْبَعْضَ يَوْمٍ} [1]، قَالَ:لَنِعْمَ مَا اتَّجَرْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضِ يَوْمٍ، رَحْمَتِي وَرِضْوَانِي وَجَنَّتِي، امْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ ، ثُمَّ يَقُولُ:يَا أَهْلَ النَّارِ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ؟ قَالُوا: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، فَيَقُولُ:بِئْسَ مَا اتَّجَرْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضِ يَوْمٍ، نَارِي وَسُخْطِي، امْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ مُخَلَّدِينَ

صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو وہ فرمائے گا اے اہل جنت! تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ جواب دیں گے ہم وہاں ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ بہت اچھی تجارت ہے جو تم نے ایک روز یا ایک روز سے بھی کم عرصے میں کی تھی اور اس طرح تم نے میری رحمت، میری خوشنودی اور میری جنت کو حاصل کر لیا لہذا اب تم ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے دوزخیو! تم زمین میں کتنے برس رہے تھے؟'' وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم عرصے رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ بہت بری تجارت ہے جو تم نے ایک روز یا ایک روز سے بھی کم مدت میں کی تھی اور اس طرح تم نے میری دوزخ اور میری ناراضی کو حاصل کر لیا لہذا اب تم

[1] [الکہف : ۱۹

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ ہی میں رہو گے۔[1]

خط کشیدہ الفاظ اسد الغابہ میں ہیں۔

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں یونہی بطور تفریح بنا کر دنیا میں پھیلا دیا تھا کہ تم جانوروں کی طرح کھاؤ پیو اور آنکھیں بند کر کے سو جاؤ، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔

اللہ کی زمین میں اکڑ کر چلو، دنیا کی لذتوں سے متمتع ہوتے رہو، تمہاری تخلیق کی کوئی غرض و غایت نہیں ہے اور تمہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے ہماری بارگاہ میں حاضر نہیں ہونا، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ [3]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ

اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے وہ بڑی بلندی والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بزرگ عرش کا مالک ہے، جو شخص

يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ ا

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر

ِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ

ہی ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں، اور کہو کہ اے میرے رب! تو بخش اور رحم کر اور تو

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ (المومنون۱۱۶تا۱۱۸)

سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس فعل عبث سے بہت بالاوبرتر ہے کہ وہ انسان جیسی باشعور مخلوق کو بغیر کسی مقصد کے یوں ہی ایک کھیل کے طور پر بے کار پیدا کر دے اور وہ جو چاہے کرتا پھرے اور اس کی کوئی باز پرس ہی نہ ہو، اللہ بالاوبرتر ہے اس سے کہ اس کی مخلوق اس کی خدائی میں

[1] تفسیرابن ابی حاتم۲۵۱۱/۸، أسد الغابة۱۸۷/۱

[2] الانبیاء۱۶

[3] القیامة۳۶

اس کے ساتھ شریک ہو، وہ عرش عظیم کا مالک ہے جہاں سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور خودساختہ معبود کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس اپنے اس فعل کے حق میں کوئی دلیل نہیں، وہ اللہ کے محاسبے اور بازپرس سے بچ نہیں سکے گا، حق کی تکذیب اور دنیاوی مال واسباب کی کثرت پر تکبر اور دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوجانے والے کافر نجات جہنم سے محروم رہیں گے، پہلے اہل ایمان کی یہ دعا گزر چکی ہے اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کردے، ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے، جن کا کفار مذاق اڑاتے تھے اور بالآخر داخل جہنم ہوئے، اب وہی دعا پھر فرمائی کہ اے نبی! دین کو اپنے رب کے لئے خالص کرکے رحمت ومغفرت کی دعا کرو کہ میرے رب درگزر فرما اور رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے، اگر یہ لوگ بھی تمہارا مذاق اڑاتے ہیں تو ان کا انجام بھی ان لوگوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

مضامین سورۃ الفرقان:

اہل مکہ کبھی قرآن مجید کو گزشتہ اقوام کے قصے اور کہانیاں قرار دیتے تھے، کبھی اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا افتراء اور ایسی تخلیق کہتے تھے جس میں اہل کتاب نے آپ کے ساتھ تعاون کیا تھا اور کبھی اسے واضح جادو قرار دیتے تھے، چنانچہ سورہ کے آغاز میں قرآن مجید اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیمات پر جو مختلف اعتراضات کیے جاتے تھے ان میں سے ایک ایک کا جچا تلا جواب دیا گیا ہے، اور ساتھ ہی اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ سابقہ قوم عاد، ثمود، اصحاب الرس، قوم موسیٰ، قوم نوح اور بنی اسرائیل کے واقعات سے عبرت حاصل کریں کہ دعوت حقہ کی تکذیب کی پاداش میں ان پر کیسا دردناک عذاب نازل ہوا، حشر کی منظر کشی کی گئی کہ مشرکین کے معبودوں کو گھیر کر لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟ ان کے معبود انہیں جھٹلا دیں گے، اس وقت یہ مکذبین حسرت وافسوس کے ساتھ اپنے ہاتھ چبائیں گے اور کہیں گے کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا، اور جب وہ دست وپابستہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو المناک عذاب سے گھبرا کر اپنی موت کو پکارنے لگیں گے مگر موت نہیں آئے گی اور ان سے کہا جائے گا آج ایک موت نہیں بہت سی موتوں کو پکارو، کامل مومن کے تیرہ اوصاف واخلاق بیان کیے گئے، اور ایمان، اعمال صالح، رب کے حضور توبہ، نیکی وبھلائی، آداب تلاوت قرآن اور اللہ کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور اس کے مقابلے میں ظلم، کفروشرک اور جہالت سے گریز کی تلقین فرمائی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ۝۱

بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تا کہ وہ تمام لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے،

ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ

اس اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی، اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی ساتھی ہے، اور ہر چیز کو

خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝۲ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ

اس نے پیدا کر کے ایک مناسب انداز ٹھہرایا ہے، ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنہیں اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز

یُخْلَقُوْنَ وَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا

کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان کے نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے، اور نہ موت و حیات

وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۝۳ (الفرقان ا تا ۳)

کے، اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔"

مقصد قرآن:

اللہ تعالیٰ نے رسالت اور نبوت کا ذکر فرمایا نہایت بزرگ و باعظمت، مقدس و منزہ، کمال قدرت کے لحاظ سے بلند و برتر ہے اللہ جس نے یہ حق و باطل، ہدایت و گمراہی، توحید و شرک اور عدل و ظلم کے درمیان فرق کرنے والا اپنا آخری کلام قرآن مجید اپنے مخلص بندے محمد مصطفی ﷺ پر تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا، جیسے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ [1]

ترجمہ: تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی، ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کر دے، اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے۔

جس کی صفت یہ ہے کہ اس میں جھوٹ کہیں سے بھی داخل نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا:

لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝۴۲ [2]

ترجمہ: باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

تاکہ سارے جہان والے انسانوں اور جنوں کے لئے غفلت اور گمراہی کے برے نتائج سے ڈرانے والا ہو، جیسے فرمایا

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا... ۝۱۵۸ [3]

[1] الکہف ۲

[2] حم السجدۃ ۴۲

[3] الاعراف ۱۵۸

ترجمہ: اے محمد کہو! اے انسانوں میں تم سب کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔

...وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ... ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: میری طرف یہ قرآن بھیجا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو خبر دار کروں اور جس جس کو بھی یہ پہنچے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا... ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے تم کو سارے ہی انسانوں کے لئے بشارت دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے تم کو تمام دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئی تھیں میری ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی، اور زمین میرے لیے مسجد اور پاک بنادی گئی لہذا میری امت میں جس شخص پر نماز کا وقت (جہاں) آجائے اسے چاہئے کہ (وہیں زمین پر) نماز پڑھ لے، اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے، حالانکہ مجھ سے پہلے کسی (نبی) کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی، اور پہلے نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد پر انبیاء ختم کر دیے گئے۔ (۵)

اللہ کی وحدانیت پر آفاق کو بطور دلیل پیش کیا گیا اللہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک اور متصرف ہے، یہود عزیر کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے، جیسے فرمایا

---

(۱) الانعام۱۹

(۲) سبا۲۸

(۳) الانبیاء۱۰۷

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ باب ۱ح۳۳۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ ۱۱۶۳، مسند احمد ۱۴۲۶۴، صحیح ابن حبان ۶۳۹۸، السنن الکبری للبیہقی ۱۰۱۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۱۶۴۲، شرح السنة للبغوی ۳۶۱۶

(۵) صحیح مسلم کتاب المساجد باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ ۱۱۶۷

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... ﴿۳۰﴾ [1]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اور مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ [2]

ترجمہ: مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ [3]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں رحمن اولاد رکھتا ہے، سبحان اللہ! وہ (یعنی فرشتے) تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔

اس کی تردید میں فرمایا وہ ہر طرح کے نقائص سے پاک اور بالا و برتر ہے کہ کوئی اس کی بیوی یا بیٹا یا بیٹی ہو، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ [4]

ترجمہ: کہو وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

صنم پرست اور مشرکین بہت سے دیوی دیوتاؤں کے جبکہ مجوسی دو خداؤں خیر و شر، ظلمت و نور کے قائل تھے، ان قائلین کے رد میں فرمایا کہ کائنات میں بادشاہی صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہے، وہ ہی ساری کائنات کا مختار مطلق ہے، کائنات کی تخلیق، اس میں فرمانروائی و تصرف کے اختیارات میں، اس کائنات کا عظیم الشان نظام چلانے اور رزق پہنچانے میں کوئی اس کا ذرہ برابر سا جے دار اور مدد کرنے والا نہیں ہے، اللہ وحدہ لاشریک نے اس عظیم الشان کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو تخلیق کیا پھر اپنی حکمت و مشیت کے تحت اس کی صورت، جسامت، قوت و استعداد، اوصاف و خصائص، کام اور کام کا طریق، بقاء کی مدت، عروج و ارتقاء کی حد اور دوسری وہ تمام تفصیلات مقرر فرمائیں جو اس چیز کی ذات سے متعلق ہیں، اور پھر اسی نے عالم وجود میں وہ اسباب و وسائل اور مواقع پیدا کیے ہیں جن کی بدولت ہر چیز یہاں اپنے اپنے دائرے میں اپنے حصے کا کام کر رہی ہے، جیسے فرمایا:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ [5]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

---

[1] التوبة ۳۰

[2] النجم ۲۷

[3] الانبیاء ۲۶

[4] اخلاص ا تا ۴

[5] الاعلیٰ ا تا ۳

...رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰ (۱)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔

مشرکین کے من گھڑت معبودوں کے عجز اور بے چارگی کا ذکر فرمایا لیکن ظالموں نے ایسے ہمہ صفات رب کو چھوڑ کر فرشتوں، جنوں، انبیاء، اولیا، سورج چاند، ستاروں، سیاروں، درختوں، جانوروں اور اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے لکڑی، پتھر اور سونے چاندی کے بتوں کو اپنا معبود بنالیا، جو ایک مچھر کا پر یا کھجور کی گھٹلی کے اوپر کا چھلکا تک بنا سکنے کی قدرت نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

...وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳ (۲)

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

بلکہ اگر کوئی مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے واپس لینے سے بھی عاجز ہیں، بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں یعنی خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں، اور مخلوق کو کوئی قدرت واختیار حاصل نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْــــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ (۳)

ترجمہ: جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے، مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

وہ معبود ایسے ہیں جو خود اپنے لئے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، چہ جائیکہ وہ کسی اور کے لئے کچھ کر سکنے کے اختیارات سے بہرہ ور ہوں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۷ (۴)

ترجمہ: بخلاف اس کے تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد ہی کرنے کے قابل ہیں۔

وہ معبود ایسے ہیں جو اپنی موت وزیست کا اور دوبارہ جی اٹھنے کا بھی اختیار نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝۲۱ (۵)

ترجمہ: مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

پھر وہ اپنی عبادت کرنے والوں کی موت وحیات کے مالک کیسے ہو جائیں گے، ان تمام کاموں پر تو اللہ وحدہ لاشریک کو قدرت و

---

(۱) طٰہٰ ۵۰

(۲) فاطر ۱۳

(۳) الحج ۷۳

(۴) الاعراف ۱۹۷

(۵) النحل ۲۱

اختیار ہے، اور وہی جب چاہے گا اپنی تمام مخلوق کو زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کر لے گا، اور وہ معبود ایسے ہیں کہ مرے ہوئے کو پھر دوبارہ زندہ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ࣙافْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛۚ فَقَدْ

اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے، جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے، دراصل یہ کافر

جَآءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۚ۝۴ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ

بڑے ہی ظلم اور سر تا سر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں، اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھار کھے ہیں،

بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اسے تو اس اللہ نے اتارا ہے جو آسمان وزمین کی تمام پوشیدہ

اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ (الفرقان ۴ تا ۶)

باتوں کو جانتا ہے، بیشک وہ بڑا ہی بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

جن لوگوں نے دعوت حق کو ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ پیغمبر پر بہتان تراشتے ہیں کہ یہ قرآن جو سراسر رحمت وہدایت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ محمد ﷺ نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے، کفار حق سے فرار کے لئے ہمیشہ اسی طرح کی باتیں کرتے آئے ہیں، جیسے فرمایا:

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ [1]

ترجمہ: وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

اور کہتے ہیں یہود نے یا ان کے بعض موالی مثلاً ابو فکیہ، حویطب بن عبد العزیٰ کا آزاد کردہ غلام عدس، علاء بن الحضرمی کا آزاد کردہ غلام یسار اور عامر بن ربیعہ کا آزاد کردہ غلام جبر وغیرہ نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے، بڑی بے انصافی اور سخت جھوٹ ہے جس پر یہ لوگ نازاں ہیں، کبھی یہ یوں کہتے ہیں کہ یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جو اسے راتوں کو چپکے چپکے ترجمہ اور نقل کرائے جاتے ہیں اور یہ ان کے اقتباسات نکلوا نکلوا کر یاد کرتا ہے اور دن کو ہمیں سناتا ہے مگر حق سے فرار کے لئے یہ صرف الزامات ہی تھے، رسول اللہ ﷺ کا گھر اپنے چچا ابو لہب کا ہم دیوار ہی تھا اگر وہ اپنے الزامات میں سچے ہوتے تو رات کو کسی وقت چھاپہ مار کر حقیقت حال لوگوں کے سامنے لے آتے، یا دن دھاڑے مکان میں گھس کر پرانی کتابیں نکال لاتے، پھر جن لوگوں کے بارے میں سکھانے پڑھانے کا دعویٰ کرتے تھے وہ محض عجمی غلام تھے اور ان کی ذہنی اڑان، تعلیم اور تجربے کو بھی اہل مکہ خوب جانتے تھے، اور ان لوگوں نے بھی یہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ہم ایسا ایسا کام کرتے

[1] الملک ۹

رہے ہیں، اس لئے تفصیلات میں جانے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے ان شبہات کو حقارت سے رد کر دیا اور ان کی کم عقلی پر فرمایا

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ (۱)

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص کو ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے حالانکہ ان کا اشارہ جس آدمی کی طرف ہے اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اس پاکیزہ کلام کو اس نے نازل کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ بات تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ (۲)

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق کو) متنبہ کرنے والے ہیں، صاف عربی زبان میں۔

اس لئے وہ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے، ورنہ رسول پر قرآن مجید کو خود تصنیف کر لینے کا الزام اتنا شدید ہے کہ جس پر وہ فوری طور پر عذاب الٰہی کی گرفت میں آسکتے ہیں، اس لئے ظالمو ابھی وقت ہے اپنے تعصّبات اور بغض و عناد سے باز آجاؤ اور دعوت حق پر ایمان لے آؤ، دین اسلام قبول کرتے ہی اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ

اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں

مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

بھیجا جاتا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو کر ڈرانے والا بن جاتا، یا اس کے پاس کوئی خزانہ ہی ڈال دیا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا

يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

جس میں سے یہ کھاتا، اور ان ظالموں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہو لیے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے، خیال تو کیجئے کہ

ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾

یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں، پس جس سے خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آسکتے،

(۱) النحل ۱۰۳

(۲) الشعراء ۱۹۲ تا ۱۹۵

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ تعالیٰ تو ایسا بابرکت ہے کہ اگر چاہے تو آپ کو بہت سے ایسے باغات عنایت فرمادے جو ان کے کہے ہوئے باغ سے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ (الفرقان ۷ تا ۱۰)

بہت ہی بہتر ہوں جس کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہوں، اور آپ کو بہت سے (پختہ) محل بھی دے دے۔

مشرکین کی حماقتیں:

مشرکین بشر رسول پر طعن کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو منصب رسالت کا دعویٰ کرتا ہے مگر عام انسانوں کی طرح کھانا کھاتا ہے اور معاشی ضروریات کے لئے بازاروں میں جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے؟ اگر یہ رسول ہی ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھیجا جاتا جو اس کا معاون بنتا اور تکذیب کرنے والوں کو ڈراتا دھمکاتا؟ یا اگر یہ بھی نہیں تو اس کے لئے کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا تاکہ یہ طلب رزق سے بے نیاز ہو جاتا، فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہی کہا تھا

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاۗءَ مَعَهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝۵۳ [۱]

ترجمہ: کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا؟۔

یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ اطمینان کی روزی حاصل کرتا اور اس کی حیثیت ہم سے ممتاز ہو جاتی، اور یہ ظالم اہل ایمان کا مذاق اور استہزا کرتے ہوئے کہتے ہیں تم لوگ کسی رسول کے نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے اطاعت گزار ہو گئے ہو جس کی عقل وفہم سحرزدہ اور مختل ہے، جیسے فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝۳۶ [۲]

ترجمہ: اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝۱۴ [۳]

ترجمہ: پھر بھی انہوں نے منہ پھیرا اور کہہ دیا کہ سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے۔

الغرض پچھلی تباہ شدہ اقوام کا بھی اپنے بغض وعناد میں یہی وطیرہ تھا کہ رسولوں کو ساحر اور مجنون کہتے تھے۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ [۴]

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے، ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔

---

[۱] الزخرف ۵۳

[۲] الصافات ۳۶

[۳] الدخان ۱۴

[۴] الذاریات ۵۲

اے نبی ﷺ! دیکھو تو سہی یہ کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں حالانکہ جن میں کچھ بھی عقل وفہم ہے وہ انکا جھوٹا ہونا اچھی طرح جانتے ہیں، پس یہ گمراہ ہو گئے اور انہیں راہ راست نصیب نہیں ہو سکتی، اللہ بڑا ہی بابرکت ہے، اگر اس کی حکمت ومشیت ہو تو ان کی تجویز کردہ چیزوں سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تم کو عطا کر دینے پر قادر ہے، تمہارے رزق اور تمہاری حیثیت ممتاز کرنے کے لئے دنیا میں ایک دو نہیں بہت سے باغ عطا فرما سکتا ہے، جن کے نیچے میٹھے پانی کی نہریں بہتی ہوں اور بڑے بڑے آراستہ محل بھی عطا کر سکتا ہے، جس سے ان کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں مگر ان کے مطالبے تو محض تکذیب وبغض وعناد کے طور پر ہیں نہ کہ طلب ہدایت اور تلاش نجات کے لئے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۠ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝١١

بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں، اور قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے،

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ۝١٢ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا

جب وہ انھیں دور سے دیکھے گی تو یہ غصے سے بپھرنا اور دھاڑنا سنیں گے، اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝١٣ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا

پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لیے موت ہی موت پکاریں گے، (ان سے کہا جائے گا) آج ایک ہی موت کو نہ پکارو

وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝١٤ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

بلکہ بہت سی اموات کو پکارو، آپ کہہ دیجئے کہ یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی والی جنت جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے،

كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ۝١٥ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى

جو ان کا بدلہ ہے اور ان کے لوٹنے کی اصلی جگہ ہے، وہ جو چاہیں گے ان کے لیے وہاں موجود ہوگا، ہمیشہ رہنے والے، یہ تو

رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝١٦ (الفرقان ۱۱ تا ۱۶)

آپ کے رب کے ذمے وعدہ ہے جو قابل طلب ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ روز آخرت کو جھٹلا چکے ہیں اس لئے عقیدہ واعمال کی جزا وسزا، جنت وجہنم کے بارے میں وہ سرے سے کسی غور وفکر اور تحقیق وجستجو کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، اور جو کوئی عقیدہ واعمال کی جوابدہی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کو جھٹلائے اس کے لئے ہم نے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، وہ جب ان کافروں کو دور سے دیکھے گی تو غصے سے کھول اٹھے گی اور یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے، جیسے فرمایا

اِذَاۤ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۝٨ [1]

[1] الملک ۸،۷

ترجمہ جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا} إِنَّ جَهَنَّمَ تَزْفِرُ زَفْرَةً لَا يَبْقَى مَلَكٌ، وَلَا نَبِيٌّ إِلَّا خَرَّ تَرْعَدُ فَرَائِصُهُ، حَتَّى إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَيَجْثُو عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ الْيَوْمَ إِلَّا نَفْسِي

عبید بن عمیر لیثی آیت کریمہ ”تو یہ غصے سے بھپرنا اور دھاڑنا سنیں گے۔“ کے بارے میں فرمایا ہے دوزخ جوش غضب سے اس قدر شدت کے ساتھ چیخے چلائے گی جس سے ہر ملک مقرب اور نبی مرسل چہرے کے بل گر جائے گا اور اس کا جسم کانپ رہا ہو گا حتی کہ ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر بھی گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کریں گے اے اللہ! آج میں صرف اپنے بارے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ [1]

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، أَوِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ وَالِدَيْهِ، أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَلْيَتَبَوَّأْ [مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ لَهَا مِنْ عَيْنَيْنِ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتُمُ اللَّهَ يَقُولُ: إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام لے کر میرے ذمے وہ بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو، اور جو شخص اپنے ماں باپ کے سوا دوسروں کو اپنا ماں باپ کہے، اور جو غلام اپنے آقا کے سوا اور کی طرف اپنی غلامی نسب کرے، وہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے درمیان اپنا ٹھکانہ بنالے، لوگوں نے کہا اے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جہنم کی بھی آنکھیں ہیں؟ کیا تم نے اللہ کے کلام کی یہ آیت ”وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے۔“ نہیں سنی۔ [2]

اور جب یہ ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں باندھ کر اور گلے میں طوق ڈال کر جہنم کی ایک تنگ جگہ میں ٹھونسے جائیں گے تو شدت عذاب سے تنگ آ کر موت کی آرزو کریں گے، اس وقت فرشتے ان سے کہیں گے اب تمہاری قسمت میں ہمیشہ کے لئے انواع واقسام کے عذاب ہیں، تم کہاں تک موت کا مطالبہ کرو گے، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے پوچھو کفر وشرک کے بدلہ میں یہ انجام بد اچھا ہے یا لازوال نعمتوں سے بھری دائمی جنت، جس کا وعدہ اللہ نے متقین سے ان کے تقویٰ واطاعت الٰہی کی بنا پر کر رکھا ہے جو ان کے اعمال صالحہ کی جزا اور ان کے لوٹنے کی اصلی جگہ ہے، جس میں ان کے لئے من مانی نعمتیں، ابدی لذتیں اور دائمی مسرتیں ہوں گی اور جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جیسے فرمایا

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ [3]

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟۔

جس کا عطا کرنا تمہارے رب کے ذمے ایک واجب الادا وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔

---

[1] تفسیر عبد الرزاق ۲،۴۵۲

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۸،۲۶۶۷

[3] الصافات ۶۲

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں

هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝١٧ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

وتم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے، وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا

کا وروں کو اپنا کارساز بناتے، بات یہ ہے کہ تو نے انھیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ

الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝١٨ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ

نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے، تو انہوں نے تمہیں تمہاری تمام باتوں میں جھٹلایا،

فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝١٩

اب نہ تو تم عذابوں کے پھیرنے کی طاقت ہے، نہ مدد کرنے کی، تم میں سے جس نے ظلم کیا ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے،

وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے،

فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ

اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنادیا کیا تم صبر کرو گے ؟

وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝٢٠ (الفرقان ۱۷تا۲۰)

تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔'

میدان حشر میں ایک مکالمہ:

جس دن تمہارا رب میدان محشر میں کفار و مشرکین کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے معبودوں مثلاً عزیرؑ، عیسیٰ علیہ السلام، فرشتوں، جنات اور دیگر بہت سے نیک بندوں کو بھی بلالے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا یا یہ خود ہی تمہاری عبادت کر کے راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تیری ذات ہر طرح کے شرک سے پاک و منزہ ہے، ہم نے انہیں ایسا کرنے کو کبھی کچھ نہیں کہا تھا ہم تو خود تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں سمجھتے تھے تو پھر ہم اپنی بابت کس طرح لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اللہ کے بجائے ہمیں اپنا ولی، کارساز اور حاجت روا سمجھو، ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ نے

ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو خوب سامان زندگی عطا کیا حتیٰ کہ دنیا کے مال و اسباب کی فراوانی نے انہیں تیری یاد سے غافل کر دیا اور ہلاکت و تباہی ان کا مقدر بن گئی۔فرشتے عرض کریں گے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ [1]

ترجمہ: جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی بندگی کر رہے تھے؟ وہ کہیں گے پاک ہے آپ کی ذات! ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان سے، یہ لوگ تو جنوں یعنی شیاطین کی بندگی کر رہے تھے ان میں سے اکثر انہی کے مومن تھے۔

اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال فرمائے گا

وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ﴿١١٧﴾ [2]

ترجمہ: اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں، میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن کو تم اپنا معبود گمان کرتے ہو، جن کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہو، جن کے بارے میں تمہیں بھروسہ ہے کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے، روز محشر وہ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری عبادت سے منکر اور تمہارے دشمن ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَٰفِلُونَ ﴿٥﴾ [3]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

اب نہ تو تم جہنم کے عذابوں کو پھیرنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ کہیں سے مدد پا سکو گے، تم میں جو بھی حق کی تکذیب کرے گا اور کفر و شرک

---

[1] سبا ۴۱،۴۰

[2] المائدۃ ۱۱۷،۱۱۶

[3] الاحقاف ۵

کامرتکب ہوگا ہم اسے ہم سخت عذاب کامزا چکھائیں گے،اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی ہم نے نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور بہت سے رسول مبعوث کیے ہیں جن سے یہ لوگ واقف ہیں اور ان کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں وہ بھی تو انسان ہی تھے اور غذا کے محتاج تھے اور رزق حلال کی فراہمی کے لئے بازاروں میں چلتے پھرتے تھے پھر آپ کے بارے میں یہ نرالا اعتراض کیوں اٹھارہے ہیں؟ جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى... ﴿١٠٩﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: اور اے نبی! تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے، تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔

یعنی یہ بات شان نبوت کے خلاف نہیں کہ نبی یا رسول بشر ہو، اس کے بشری تقاضے ہوں اور ان کو پورا کرنے کے لئے اسے عام انسانوں کی طرح بازاروں میں چلت پھرت کرنی پڑے، بشریت نبوت کے منافی نہیں بلکہ نبوت کا تقاضا ہے کیونکہ زمین میں انسان بستے ہیں اس لیے تمام رسول بشر ہی تھے، اور اگر زمین میں فرشتے بستے ہوتے تو یقیناً ان کی طرف فرشتے ہی رسول بن کر مبعوث ہوتے، جیسے فرمایا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ [3]

ترجمہ: ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

ہاں رسالت اپنی جگہ عظیم ترین منصب ہے، اس طرح ہم نے ان انبیاء کی اور ان کے ذریعے سے ان پر ایمان لانے والوں کی بھی آزمائش کی تاکہ کھرے کھوٹے کی تمیز ہو جائے، جن لوگوں نے آزمائش میں صبر کا دامن تھامے رکھا وہ کامیاب و کامران ٹھہرے اور دوسرے ناکام و نامراد ہوئے، اب اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد کیا تم صبر کرتے ہو؟ جس خلوص اور راست بازی کے ساتھ تم دعوت حق کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہو وہ اور اس کا مقابلہ جن سازشوں اور ہتھکنڈوں سے کیا جا رہا ہے وہ بھی اس سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى

اور جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے جاتے؟ یا ہم اپنی آنکھوں سے

---

[1] یوسف ۱۰۹

[2] الانبیاء ۸،۷

[3] بنی اسرائیل ۹۵

رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسۡتَكۡبَرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ وَ عَتَوۡ عُتُوًّا كَبِیۡرًا ﴿۲۱﴾ یَوۡمَ یَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِكَةَ

اپنے رب کو دیکھ لیتے، ان لوگوں نے اپنے آپ کو ہی بہت بڑا سمجھ رکھا ہے اور سخت سرکشی کر لی ہے، جس دن یہ فرشتوں کو

لَا بُشۡرٰی یَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ وَ یَقُوۡلُوۡنَ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۲۲﴾ وَ قَدِمۡنَاۤ اِلٰی

دیکھ لیں گے اس دن ان گناہ گاروں کو کوئی خوشی نہ ہو گی اور کہیں گے یہ محروم ہی محروم کیے گئے، اور انہوں نے جو جو

مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ یَوۡمَئِذٍ

اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انھیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا، البتہ اس دن جنتیوں کا ٹھکانا بہتر ہو گا

خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾ (الفرقان ۲۱ تا ۲۴)

اور خواب گاہ بھی عمدہ ہو گی۔

تصدیق نبوت کے لئے احمقانہ شرط:

جو لوگ روز محشر اور ہماری بارگاہ میں پیش ہونے کی تکذیب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر واقعی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ ہم تک اپنا پیغام پہنچائے تو ایک نبی کو واسطہ بنا کر صرف اس کے پاس فرشتہ بھیج دینا کافی نہیں ہے، ہر شخص کے پاس ایک فرشتہ آنا چاہیے جو اسے بتائے کہ تیرا رب تجھے یہ ہدایت دیتا ہے، یا فرشتوں کا ایک وفد مجمع عام میں ہم سب کے سامنے آجائے اور اللہ کا پیغام پہنچا دے، یا پھر رب آ کر ہمیں کہتا کہ محمد ﷺ میرا رسول ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسے فرمایا

...اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰهِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ قَبِیۡلًا ﴿۹۲﴾ (۱)

ترجمہ: یا اللہ اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے۔

یہ اپنے نفس میں بڑا گھمنڈ لے بیٹھے اور یہ اپنی سرکشی میں حد سے گزر گئے، ان لوگوں نے اپنی دانست میں خود کو بڑی چیز سمجھ لیا ہے، ابھی تو یہ فرشتوں کو دیکھنے کی آرزو کر رہے ہیں مگر سکرات موت کے وقت جب یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لئے کسی بشارت کا دن نہ ہو گا ، جیسے فرمایا:

وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ لَا یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۸﴾ (۲)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ اس نبی پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ اگر کہیں ہم نے فرشتہ اتار دیا ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔

لَوۡ مَا تَاۡتِیۡنَا بِالۡمَلٰٓئِكَةِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَمَا كَانُوۡۤا اِذًا مُّنۡظَرِیۡنَ ﴿۸﴾ (۳)

(۱) بنی اسرائیل ۹۲

(۲) الانعام ۸

(۳) الحجر ۷، ۸

ترجمہ: اگر تو سچا ہے تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لے کیوں نہیں آتا؟ ہم فرشتوں کو یوں ہی نہیں اتار دیا کرتے، وہ جب اترتے ہیں تو حق کے ساتھ اترتے ہیں اور پھر لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

موت کی سختیوں پر وہ چیخ اٹھیں گے اور فرشتے انہیں کہیں گے تم ان چیزوں سے محروم ہو جن کی خوش خبری متقین کو دی جاتی ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۵۰ (۱)

ترجمہ: کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لو اب جلنے کی سزا بھگتو۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۹۳ (۲)

ترجمہ: کاش! تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔

دوسرا موقع وہ ہے جب قبر میں ان کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور ان سے ان کے رب، ان کے نبی ﷺ اور ان کے دین کے بارے میں دریافت کریں گے اور وہ کوئی جواب نہ دے سکیں گے جو ان کو عذاب قبر سے نجات دلا سکے، تیسرا موقع وہ ہے جب قیامت کے روز فرشتے انہیں جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیں گے اور پھر انہیں داروغہ جہنم کے حوالے کر دیں گے جو ان کو سزا اور عذاب دینے پر مقرر ہوں گے، اور ان کے اعمال جن کے بارے میں انہیں امید ہے کہ وہ نیکی کے کام ہیں اور ان کے لئے انہوں نے محنت مشقت کی ہے، کیونکہ وہ ایمان واخلاص سے خالی اور شریعت کے مطابق بھی نہیں ہوں گے اس لئے ہم انہیں غبار کی طرح اڑا دیں گے یعنی انہیں کوئی اہمیت دیں گے اور نہ وزن، جیسے فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۲۶۴ (۳)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر، اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی

---

(۱) الانفال ۵۰

(۲) الانعام ۹۳

(۳) البقرة ۲۶۴

تھی اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی، ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﹰاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۱۸ ⁽¹⁾

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو، وہ اپنے کیے کا کچھ بھی پھل نہ پاسکیں گے یہی پرلے درجے کی گم گشتگی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا ... ۳۹ ⁽²⁾

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔

بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے، یعنی اہل ایمان کے لئے قیامت کا یہ ہولناک دن اتنا مختصر اور ان کا حساب اتنا آسان ہوگا کہ قیلولے کے وقت تک یہ فارغ ہو جائیں گے اور جنت میں یہ اپنے اہل خاندان اور حور عین کے ساتھ دوپہر کو استراحت فرما رہے ہوں گے،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ:{أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا}قَالَ: يَفْرُغُ اللَّهُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ نِصْفَ النَّهَارِ فَيَقِيلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ فَيَقُولُ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا

سعید بن جبیر آیت کریمہ ''البتہ اس دن جنتیوں کا ٹھکانا بہتر ہوگا اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگی۔'' کے بارے میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ حساب سے نصف النہار کے وقت فارغ ہو جائے گا اور اس وقت اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیے جائیں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔'' ⁽³⁾

قَالَ عِكْرِمَةُ: إِنِّي لَأَعْرِفُ السَّاعَةَ الَّتِي يَدْخُلُ فِيهَا أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ السَّاعَةُ الَّتِي تَكُونُ فِي الدُّنْيَا ارْتِفَاعَ الضُّحَى الْأَكْبَرِ إِذَا انْقَلَبَ النَّاسُ إِلَى أَهْلِيهِمْ لِلْقَيْلُولَةِ، فَيَنْصَرِفُ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ وَأَمَّا أَهْلُ الْجَنَّةِ، فَيُنْطَلَقُ بِهِمْ إِلَى الْجَنَّةِ، فَكَانَتْ قَيْلُولَتُهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَأُطْعِمُوا كَبِدَ حُوتٍ فَأَشْبَعَهُمْ، ذَلِكَ كُلُّهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا

⁽¹⁾ ابراہیم ۱۸

⁽²⁾ النور ۳۹

⁽³⁾ تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۶۸۱

عکرمہ کہتے ہیں مجھے اس گھڑی کا علم ہے جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہوں گے، یہ وہ گھڑی ہوگی جس کے حساب سے دنیا میں دوپہر کے وقت سورج خوب بلند ہو جاتا ہے اور لوگ قیلولہ کرنے کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس آجاتے ہیں، اس وقت اہل دوزخ دوزخ میں ہوں گے اور اہل جنت کو جنت میں پہنچا دیا جائے گا جہاں وہ محو استراحت ہوں گے اور انہیں مچھلی کے کباب کھلائے جائیں گے جس سے سب سیر ہو جائیں گے یہی معنی ہے اس آیت کریمہ کا ''بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔'' [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوۡمًا كَانَ مِقۡدَارُهُۥ خَمۡسِينَ أَلۡفَ سَنَةٍ، مَا أَطْوَلَ هَذَا الْيَوْمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ، حَتَّى يَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ يُصَلِّيهَا فِي الدُّنْيَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایک ایسے دن میں ''جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔'' یہ تو بہت لمبا دن ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت کا عظیم الشان اور خوفناک دن ایک مومن کے لئے ہلکا کر دیا جائے گا، حتی کہ اتنا ہلکا جتنا دنیا میں ایک فرض نماز ادا کر لینے کا ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...آللّٰهُ خَيۡرٌ أَمَّا يُشۡرِكُونَ ۝٥٩ [3]

ترجمہ: (ان سے پوچھو) اللہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں؟۔

وَ يَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِكَةُ تَنۡزِيۡلًا ۝٢٥ اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ

اور جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے، اور اس دن صحیح طور پر ملک صرف

لِلرَّحۡمٰنِ ؕ وَ كَانَ يَوۡمًا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ عَسِيۡرًا ۝٢٦ وَ يَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ

رحمٰن کا ہی ہوگا، اور یہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا، اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے

يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ۝٢٧ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ۝٢٨

کاش! کہ میں نے رسول اللہ کی راہ اختیار کی ہوتی، ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا،

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۸،۲۶۸۱

[2] مسند احمد ۱۱۷۱۷، صحیح ابن حبان ۷۳۳۴، شعب الایمان ۳۵۵، مسند ابی یعلی ۱۳۹۰، شرح السنة للبغوی ۴۳۱۸

[3] النمل ۵۹

لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ؕ وَ كَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾

اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی، اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے،

وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ

اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا، اور اسی طرح ہم نے ہر نبی

عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیۡرًا ﴿۳۱﴾ (الفرقان ۲۵ تا ۳۱)

کے دشمن گناہ گاروں کو بنا دیا ہے اور تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا کافی ہے۔

فیصلوں کا دن:

روز قیامت آسمان پھٹ جائے گا، جیسے فرمایا:

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ [۱]

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ۙ﴿۱﴾ [۲]

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ﴿۱۹﴾ [۳]

ترجمہ: اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔

وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۙ﴿۹﴾ [۴]

ترجمہ: اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔

اور بادل سایہ فگن ہو جائیں گے، اس وقت اللہ عزوجل کا عرش آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہو گا، اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے جلو میں میدان محشر میں جہاں ساری مخلوق جمع ہو گی اعمال کے حساب کتاب کے لئے جلوہ فرما ہو گا، جیسے فرمایا

وَّ الۡمَلَكُ عَلٰۤی اَرۡجَآئِهَا ؕ وَ یَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ یَوۡمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ ﴿۱۷﴾ [۵]

ترجمہ: فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

---

[۱] الانشقاق ۱

[۲] الانفطار ۱

[۳] النبا ۱۹

[۴] المرسلات ۹

[۵] الحاقة ۱۷

فرشتے میدان محشر میں صف در صف کھڑے ہو کر اللہ کی تسبیح وتہلیل وتقدس بیان کریں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَٰئِكَةُ صَفًّا ... ﴿٣٨﴾ [۱]

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ [۲]

ترجمہ: اور تمہارا رب جلوہ فرما ہو گا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَٰئِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ﴿٢١٠﴾ [۳]

ترجمہ: کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے پرے ساتھ لئے خود سامنے آموجود ہو اور فیصلہ کر ڈالا جائے۔

قیامت کے ساتھ ہی دنیاوی بادشاہیاں، ریاستیں اور اختیارات جو انسانوں کو دھوکے میں رکھتی ہیں ختم ہو جائیں گی، حالانکہ کائنات کا مالک حقیقی اللہ ہی ہے، چنانچہ اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہو گی، جیسے فرمایا

...وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ... ﴿٧٣﴾ [۴]

ترجمہ: اور جس روز صور پھونکا جائیگا اس روز بادشاہی اسی کی ہو گی۔

...لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ [۵]

ترجمہ: (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْوِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں غرور کرنے والے؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا (جو داہنے کے مثل ہے اور اسی واسطے دوسری حدیث میں ہے کہ پروردگار کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں) پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟۔ [۶]

---

[۱] النبا۳۸

[۲] الفجر۲۲

[۳] البقرة۲۱۰

[۴] الانعام۷۳

[۵] المومن۱۶

[۶] سنن ابوداودکتاب السنةبَابٌ فِي الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ۴۷۳۲،صحیح بخاری کتاب التوحیدالجهمیةبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {لِمَا

وہ دن منکرین حق کے لئے بڑا سخت ہوگا، جیسے فرمایا:

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰ ①

ترجمہ: وہ دن بڑا ہی سخت دن ہوگا کافروں کے لیے ہلکا نہ ہوگا۔

وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝۸۶ ②

ترجمہ: اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیں گے۔

اور اس کے برعکس مومن کا معاملہ آسان اور اس کا بوجھ بہت ہلکا ہوگا، جیسے فرمایا

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۱۰۳ ③

ترجمہ: وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝۸۵ ④

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم مہمانوں کی طرح رحمان کے حضور پیش کریں گے۔

اس وقت ظالم انسان اپنے شرک، کفر اور انبیاء و رسل کی تکذیب کی بنا پر تاسف و حسرت سے اپنے ہاتھ چبائے گا اور حزن و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہے گا کاش! میں نے حق کی تکذیب کرنے والوں کا ساتھ دینے کے بجائے رسول اور اس کی تعلیمات پر ایمان لاتا، ان کی اطاعت کرتا اور ان کے طریقہ کے مطابق نیک اعمال انجام دیتا، ہائے میری بدنصیبی کاش! میں نے فلاں شخص کو اپنا جگری دوست اور مخلص ساتھی نہ بنایا ہوتا جس نے مکر و فریب سے گمراہی کو مزین کیا جس سے متاثر ہو کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، اکثر لوگوں کی گمراہی کا سبب راہ راست سے بھٹکے ہوئے دوستوں کا انتخاب اور صحبت بد کا اختیار کرنا ہی ہے جیسے فرمایا

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝۶۶ ⑤

ترجمہ: جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

اور شیطان تو انسان کے سامنے باطل کو آراستہ کرتا ہے اور حق کو بری صورت میں پیش کرتا ہے، اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال بیان فرمائی،

خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۲۱۴۷،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ۷۰۵۱، مسندابی یعلی۵۵۵۸

① المدثر۹،۱۰

② مریم۸۶

③ الانبیاء۱۰۳

④ مریم۸۵

⑤ الاحزاب ۶۶

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ المِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک مصاحب اور بد مصاحب کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی،(جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو)وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے، یا(کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محفوظ ہو ہی سکو گے، اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلادے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبو دار دھواں پہنچے گا۔[1]

اور رسول قرآن سے ان کی روگردانی کا شکوہ کرتے اور ان کے رویے پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں استغاثہ دائر کرے گا کہ اے میرے رب! میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن عظیم کو نشانہ تضحیک بنالیا تھا، جب قرآن پڑھاجاتا تھا تو یہ اس وقت شوروغل مچاتے تھے تاکہ دعوت حق کسی کے کان تک نہ پہنچے، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝۲۶ [2]

ترجمہ: یہ منکرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اسی طرح تم غالب آ جاؤ۔

یہ لوگ اس پر کامل ایمان لائے اور نہ ہی اس کی تعلیمات پر کوئی غوروفکر اور تدبر کیا اور نہ ہی اس کے امر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تیری قوم میں سے جو لوگ تیرے دشمن ہیں، جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اسی طرح گزشتہ امتوں میں بھی تھا یعنی ہر نبی کے دشمن وہ لوگ ہوتے تھے جو گنہگار تھے اور لوگوں کو گمراہی کی دعوت دیتے تھے، جیسے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۝۱۱۲ [3]

ترجمہ: اور ہم نے تو اسی طرح ہمیشہ شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں۔

یہ کفار ومشرکین لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، لیکن تیرا رب اپنی رحمت وحکمت سے جس کو ہدایت دے اس کو ہدایت سے کون روک سکتا ہے؟ جیسے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید بَابُ المِسْكِ ۵۵۳۴، صحیح مسلم کتاب البر و الصلة بَابُ اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِينَ، وَمُجَانَبَةِ قُرَنَاءِ السُّوءِ ۶۶۹۲،السنن الکبری للبیهقی ۱۱۱۲۶،شرح السنة للبغوی ۳۴۸۳ ، صحیح ابن حبان ۵۶۱

[2] حم السجدة ۲۶

[3] الانعام ۱۱۲

مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِىۡ‌ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۷۸﴾ (۱)

ترجمہ: جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہ راست پاتا ہے اور جس کو اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کر دے وہی ناکام و نامراد ہو کر رہتا ہے۔

وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ... ﴿۹۷﴾ (۲)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے، اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی و ناصر نہیں پا سکتا۔

مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾ (۳)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

اصل ہادی اور مددگار تو تیرا رب ہی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ لَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً‌ ۛۚ كَذٰلِكَ‌ ۛۚ

اور کافروں نے کہا اس پر قرآن سارا کا سارا ایک ساتھ ہی کیوں نہ اتارا گیا، اسی طرح ہم نے (تھوڑا تھوڑا)

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلۡنٰهُ تَرۡتِيۡلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا يَاۡتُوۡنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئۡنٰكَ بِالۡحَقِّ

کر کے اتارا تا کہ اس سے ہم آپ کا دل قوی رکھیں، ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے، یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال

وَ اَحۡسَنَ تَفۡسِيۡرًا ؕ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيۡنَ يُحۡشَرُوۡنَ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ

لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ دلیل آپ کو بتا دیں گے، جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے،

اُولٰٓـئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۳۴﴾ (الفرقان ۳۲ تا ۳۴)

وہی بدتر مکان والے اور گمراہ تر راستے والے ہیں۔

قرآن حکیم مختلف اوقات میں کیوں نازل ہوا:

منکرین حق کا ایک دل پسند اعتراض بیان فرمایا جسے وہ بار بار دہراتے تھے کہ تورات، انجیل اور زبور کی طرح اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) پر سارا قرآن بیک وقت کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟ یعنی اللہ کا طریقہ تو یہ تھا کہ جو بھی کتاب نازل فرمائی بیک وقت ہی نازل فرما دی گئی، یہ جو تھوڑا تھوڑا کر کے ہمیں سنایا جاتا ہے وہ دراصل محمد ﷺ خود ہی تصنیف کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر اللہ کی مشیت و حکمت ہوتی تو ایسا بھی ممکن ہو سکتا تھا مگر ۲۳ سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا گیا تا کہ وہ لفظ بلفظ حافظہ میں محفوظ ہو سکے،

(۱) الاعراف ۱۷۸

(۲) بنی اسرائیل ۹۷

(۳) الکہف ۱۷

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْزِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي عِشْرِينَ سَنَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سارا قرآن ایک دفعہ لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر نازل کر دیا گیا تھا پھر اس کے بعد بیس سالوں میں اس کا نزول مکمل ہوا۔ (۱)

اس کی تعلیمات اچھی طرح ذہن نشین ہو سکیں، اس کے بتائے ہوئے طریق زندگی پر دل جمتا جائے، اور تحریک اسلامی کے دوران جبکہ حق و باطل کی مسلسل کشمکش میں پیغمبر اور اہل ایمان کی ہمت بندھائی جاتی رہے، جیسے فرمایا

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴ (۲)

ترجمہ: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

یعنی قرآن مجید کو اس طرح ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے کہ حروف نہ کٹنے پائیں، ہر ہر حرف الگ الگ اور واضح پڑھا جائے، ایک مقام پر اس کی حکمت و علت یوں بیان فرمائی

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝۱۰۶ (۳)

ترجمہ: اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کو سناؤ اور اسے ہم نے (موقع موقع سے) بتدریج اتارا ہے۔

اور اسی غرض کے لئے ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے اور اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات یا عجیب سوال لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی اس طرح انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کا موقع نہیں ملا، روز قیامت تکذیب حق کرنے اور اللہ کی حکمت پر اعتراضات کرنے والے یہ لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جانے والے ہیں، جیسے فرمایا

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝۹۷ (۴)

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے، اندھے، گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

ان کا عقیدہ بہت ہی برا اور ان کا عمل حد درجہ غلط ہے،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ؟قَالَ:

(۱) السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۰۸

(۲) المزمل ۴

(۳) بنی اسرائیل ۱۰۶

(۴) بنی اسرائیل ۹۷

أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس نے اسے اس دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرہ کے بل چلا دے۔ (۱)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا، اور کہہ دیا کہ تم دونوں ان

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا

لوگوں کی طرف جاؤ جو ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں، پھر ہم نے انھیں بالکل ہی پامال کر دیا، اور قوم نوح نے بھی جب

كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

رسولوں کو جھوٹا کہا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لیے انھیں نشان عبرت بنا دیا، اور ہم نے ظالموں کے لیے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ

دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے، اور عادیوں اور ثمودیوں اور کنوئیں والوں کو اور ان کے درمیان کی بہت سی امتوں کو

كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا

(ہلاک کر دیا)، اور ہم نے ان کے سامنے مثالیں بیان کیں، پھر ہر ایک کو بالکل ہی تباہ و برباد کر دیا، یہ لوگ

عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

اس بستی کے پاس سے بھی آتے جاتے ہیں جن پر بری طرح بارش برسائی گئی، کیا یہ پھر بھی اسے دیکھتے نہیں؟

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ (الفرقان ۳۵ تا ۴۰)

حقیقت یہ ہے کہ انھیں مر کر جی اٹھنے کی امید ہی نہیں۔

انبیاء کو جھٹلانے کا خمیازہ:

منصب رسالت پر فائز ہونے کے وقت ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایات عطا فرمائیں اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون علیہ السلام

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ فرقان بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۴۷۶۰، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقين بَابُ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ ۷۰۸۷، مسند ابی یعلی ۳۰۴۶، شرح السنة للبغوی ۴۳۱۵، مسند احمد ۱۳۳۹۲

کو مددگار کے طور پر لگایا اور ان دونوں سے کہا کہ فرعون اور قوم فرعون کو دعوت اسلام پیش کریں، اس نے اپنی سرکشی اور غرور و تکبر میں یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے ذریعے پہنچی ہوئی ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے، جب ہر طرح کی دلیل اور براہین کے باوجود وہ دعوت اسلام پر ایمان نہ لائے تو آخر کار ان ظالم لوگوں کو ہم نے سمندر میں غرق کر دیا، جیسے فرمایا

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ [1]

ترجمہ: موسی علیہ السلام اور ان سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے ہم نے بچالیا اور دوسروں کو غرق کر دیا۔

یہی حال قوم نوح علیہ السلام کا ہوا انہوں نے بشر رسول کی تکذیب کی، ہماری آیات کا مذاق اڑایا اور طاغوت کی پرستش میں لگے رہے، آخر کار ایک لمبی مہلت کے بعد ہم نے انہیں پانی میں غرق کر کے دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں بچالیا اور اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ [3]

ترجمہ: سلام ہے نوح علیہ السلام پر تمام دنیا والوں میں، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں، درحقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا پھر دوسرے گروہ کو ہم نے غرق کر دیا۔

اور ان ظالموں کے لئے ہم نے آخرت کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، اسی طرح قوم عاد، قوم ثمود، اصحاب الرس اور بیچ کی صدیوں کی بہت سی قومیں طاغوت کی بندگی، دعوت حق قبول نہ کرنے اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑانے کے جرم میں تباہ کیے گئے، ان میں سے ہر قوم کو دعوت اسلام پیش کی گئی، گزشتہ تباہ شدہ قوموں کی مثالیں دے دے کر سمجھایا گیا مگر وہ باطل معبودوں پر تکیہ کرتے ہوئے حق کا مذاق ہی اڑاتے رہے، آخر کار اتمام حجت کے بعد ہر قوم کو ہم نے نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ... ﴿۱۷﴾ [4]

ترجمہ: دیکھ لو، کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوح علیہ السلام کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں۔

اور شام و فلسطین کے راستے پر قوم لوط کی بستیاں سدوم اور عمورہ وغیرہ پر تو دن رات ان کا گزر ہوتا رہتا ہے جو خلاف فطرت فعل انجام دیتے تھے، جیسے فرمایا

[1] الشعراء ۶۶،۶۵

[2] الشعراء ۱۲۰،۱۱۹

[3] الصافات ۷۹تا۸۲

[4] بنی اسرائیل ۱۷

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾ (١)

ترجمہ: تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ (٢)

ترجمہ: کیا تمہارا ایسی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو۔

جب انہوں نے کسی طرح حق و سچ کو قبول نہ کیا اور اپنی روش کو نہ بدلا تو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بدترین بارش برسائی گئی تھی، جیسے فرمایا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ (٣)

ترجمہ: اور ان پر برسائی ایک برسات، بڑی ہی بری بارش تھی جو ان ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ (٤)

ترجمہ: اور برسائی ان لوگوں پر ایک برسات، بہت ہی بری برسات تھی وہ ان لوگوں کے حق میں جو متنبہ کیے جا چکے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا کے منکر ہیں، اس لئے ان تباہ شدہ بستیوں اور ان کے کھنڈرات دیکھنے کے باوجود عبرت حاصل نہیں کرتے اور آیات الٰہی اور اللہ کے رسول کی تکذیب سے باز نہیں آتے۔

وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾

اور تمہیں جب کبھی دیکھتے ہیں تو تم سے مسخر پن کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے،

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ

(وہ تو کہئے) کہ ہم اس پر جمے رہے ورنہ انہوں نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی،

الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ اَرَءَيْتَ

اور یہ جب عذابوں کو دیکھیں گے تو انھیں صاف معلوم ہو جائے گا کہ پوری طرح راہ سے بھٹکا ہوا کون تھا؟ کیا آپ نے اسے

(١) الاعراف ٨١

(٢) النمل ٥٥

(٣) الشعراء ١٧٣

(٤) النمل ٥٨

مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝۴۳ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ

بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے، کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ کیا آپ اسی خیال میں

اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۴ (الفرقان ۴۱ تا ۴۴)

ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں، وہ تو نرے چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔

یہ مکذبین جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنا لیتے ہیں، جیسے فرمایا:

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۝۳۶ (۱)

ترجمہ: یہ منکرین حق جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنا لیتے ہیں کہتے ہیں کیا یہ ہے وہ شخص جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے۔

یعنی ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ تمہاری حالت زار کو دیکھ نہیں سکتے، چاہے قیامت تک پکارتے رہو تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ (۲)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں۔

تمہیں کچھ ہدایت دینے کے لئے بول نہیں سکتے اور انہیں کسی قسم کی قدرت واختیار حاصل نہیں ہے، اور طنز واستہزا اور حقارت آمیز لہجے میں کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ یعنی یہ تو اس منصب کے لائق ہی نہیں ہے، جیسے ان لوگوں کا خیال تھا

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝۳۱ (۳)

ترجمہ: کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں (مکہ اور طائف) کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔

اگر ہم اپنے آباؤاجداد کی تقلید میں اپنے معبودوں کی پرستش پر جم نہ گئے ہوتے تو اس نے ہمیں گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، جیسے فرمایا:

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶ (۴)

ترجمہ: اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔

اچھا وہ وقت دور نہیں ہے جب انہیں کفر وشرک کے سبب عذاب جہنم سے دوچار ہونا پڑے گا تو انہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اللہ وحدہ

(۱) الانبیاء ۳۶

(۲) الاحقاف ۵

(۳) الزخرف ۳۱

(۴) ص ۶

لاشریک کی عبادت واطاعت کرنے والے حق پر تھے یا در در پر اپنی پیشانیاں ٹیکانے والے کون گمراہی میں دور نکل گیا تھا، کیونکہ اللہ کے احکام اور اس کی ہدایت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکام اور رہنمائی کا اتباع دراصل اس کو خدائی میں اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے، خواہ آدمی اس دوسرے کو زبان سے اللہ کا شریک قرار دیتا ہو یا نہ قرار دیتا ہو، بلکہ اگر آدمی دوسری ہستیوں پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی امر الٰہی کے مقابلے میں ان کے اوامر کا اتباع کر رہا ہو تب بھی وہ شرک کا مجرم ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے گمراہی کا سب سے بڑا سبب بیان فرمایا اے نبی ﷺ! تم نے کبھی اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا ہو؟ جیسے فرمایا

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ... ﴿٢٣﴾ [1]

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا۔

... وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ... ﴿٥٠﴾ [2]

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر بس اپنی خواہشات کی پیروی کرے؟۔

ان کا نفس اور شیطان جس چیز کو مزین کر کے انہیں دکھاتا ہے اسے اچھا سمجھنے لگتے ہیں، جیسے فرمایا

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ... ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: (بھلا کچھ ٹھکانا ہے اس شخص کی گمراہی کا) جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھ رہا ہو؟۔

کیا تم ایسے نفس کے بندے اور خواہشات کے غلام کو جو ایک شتر بے مہار کی طرح ہے راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ مِنْ إِلَهٍ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ عِنْدِ اللهِ مِنْ هَوًى مُتَّبَعٍ

ابوامامہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالقَطِيفَةِ، وَالخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشرفی کا بندہ، دینار کا بندہ، چادر کا بندہ، کمبل کا بندہ ہلاک ہوا، اگر اسے کچھ دے دیا جائے تب تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ [5]

---

[1] الجاثیة ۲۳

[2] القصص ۵۰

[3] فاطر ۸

[4] المعجم الکبیر للطبرانی ۷۵۰۲

[5] صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۲۸۸۶ ،وکتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ ۶۴۳۵، السنن الکبری للبیهقی ۲۱۱۴۸، شرح السنة للبغوی ۴۰۵۹

یعنی جس چیز کو ہم اتنی اہمیت دے دیں کہ وہ ہم سے دین و مذہب ہی چھڑا دے، وہی ہمارا معبود باطل ہے، یہ لوگ اپنے شیطان نفس اور اپنے گمراہ کن لیڈروں کے اشاروں پر آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں، یہ تو چوپاؤں جیسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور سے نہیں نوازا ہے مگر مویشیوں کو جب ان کا چرواہا راہ دکھاتا ہے تو وہ اس راہ پر چل پڑتے ہیں، مگر حیف ہے انسانوں پر جب انہیں صراط مستقیم کی طرف بلایا جاتا ہے تو کفر کرتے ہیں تو پھر ان سے زیادہ بدتر اور گمراہ کون ہیں، جیسے فرمایا

... لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ [1]

ترجمہ: ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے سائے کو کس طرح پھیلا دیا ہے؟ اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا ہوا ہی کر دیتا، پھر ہم

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

نے آفتاب کو اس پر دلیل بنایا، پھر ہم نے اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا، اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے

لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا

پردہ بنایا، اور نیند کو راحت بنائی، اور دن کو کھڑے ہونے کا وقت، اور وہی ہے جو باران رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا

ہواؤں کو بھیجتا ہے، اور ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں، اور اسے

وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

ہم اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو پلاتے ہیں، اور بیشک ہم نے اسے ان کے درمیان

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ (الفرقان ۴۵ تا ۵۰)

طرح طرح سے بیان کیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے ناشکری کے مانا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود اور قدرت پر دلائل بیان فرمائے کہ مختلف اور متضاد چیزوں کو وہی پیدا کر رہا ہے، تم روزانہ دیکھتے ہو کہ اللہ رب العالمین

---

[1] الاعراف ۱۷۹

صبح صادق کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟اور پھر دھوپ کے ساتھ سمٹنا اور سکڑنا شروع ہو جاتا ہے، اگر اللہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا اور سورج کی دھوپ سائے کو ختم ہی نہ کرتی، جیسے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ... ﴿۷۱﴾ [۱]

ترجمہ:اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں روشنی لادے؟۔

ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا، یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ نہ پہچانا جاتا کیوں کہ تمام اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، پھر جیسے جیسے سورج بلند ہوتا ہے ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ ختم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ رات کا گمبھیر اندھیرا چھا جاتا ہے،

عَنِ السُّدِّيِّ: قَوْلُهُ:ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا، يَقُولُ: قَبْضًا خَفِيًّا حَتَّى لَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ ظِلٌّ إِلَّا تَحْتَ سَقْفٍ أَوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ، وَقَدْ أَظَلَّتْ مَا فَوْقَهُ

سدی آیت ’’پھر ہم نے اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں آہستہ آہستہ اس کا سمیٹ لیتے ہیں حتی کہ زمین میں سایہ باقی نہیں رہتا اور وہ صرف چھت یا درخت کے نیچے ہوتا ہے حالانکہ اوپر سورج موجود ہوتا ہے۔ [۲]

اور یہ اللہ تعالیٰ کی تم پر بے پایاں رحمت اور اس کا لطف و کرم ہے کہ اس نے رات کو تمہارے لئے بمنزلہ لباس بنایا جو تمہارے وجود کو ڈھانپ لیتی ہے، جیسے فرمایا

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ [۳]

ترجمہ:قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔

اور اسی نے نیند کو راحت و سکون کا سبب بنایا اور دن کو جی اٹھنے اور کاروبار و تجارت کا وقت بنایا، جیسے فرمایا

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ... ﴿۷۳﴾ [۴]

ترجمہ:یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن کو) اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۠﴿۱۱﴾ [۵]

[۱] القصص ۷۱

[۲] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۷۰۳،۸

[۳] الیل ۱

[۴] القصص ۷۳

[۵] النبا ۱۱،۱۰

ترجمہ:اور رات کو پردہ پوش اور دن کو معاش کا وقت بنایا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ:بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ:الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر جاتے، توفرماتے تیرے ہی نام پر سوتا اور جاگتا ہوں،اور جب صبح بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف دوبارہ جانا ہے۔(۱)

اور یہ بھی اللہ کی قدرت اور اس کا لطف وکرم ہے کہ بارش سے پہلے خنک اور بھیگی ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ۔۔۔ ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ:اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ۔۔۔ ﴿۶۳﴾ (۳)

ترجمہ:اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری لے کر بھیجتا ہے؟۔

پھر آسمان سے ہر طرح کے زہریلے جراثیم سے پاک پانی نازل کرتا ہے تاکہ ایک مردہ زمین کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب اور رزق مہیا کرے، جیسے فرمایا

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ (۴)

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے،پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا تو یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔

کیا ایسی بابرکت ذات جس نے تمہارے آرام وسکون کے لئے رات،معاشی ضروریات کے لئے دن اور تمہارے رزق کے لئے بارش کا انتظام فرمایا اس بات کی مستحق نہیں کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کی ذات وصفات اور افعال میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ:فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

(۱) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ ۶۳۱۲،سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ النَّوْمِ ۵۰۴۹،جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ ۳۴۱۷، مسنداحمد۲۳۲۷۱، مسندالبزار۲۸۲۵،صحیح ابن حبان ۵۵۳۲،شعب الایمان ۴۰۷۵،السنن الکبری للنسائی ۱۰۶۲۶،سنن الدارمی ۲۷۲۸، مصنف ابن ابی شیبۃ۲۶۵۲۱،شرح السنۃ للبغوی ۱۳۱۱

(۲) الاعراف۵۷

(۳) النمل۶۳

(۴) الحج۵

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ [1]
ہاں اگر اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے تو ایسا پانی ناپاک ہے، اللہ اپنی حکمت ومشیت کے تحت بارش کے ساتھ مردہ زمین کو زندہ کر دینے کے کرشمے کو نت نئے انداز سے پے در پے ان کی نگاہوں کے سامنے لاتے ہیں تا کہ یہ ظالم کچھ نصیحت حاصل کریں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ بارش سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور اس میں سے طرح طرح کی نباتات وحشرات پیدا ہونے لگتے ہیں اسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی زندہ کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

...حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا سُقۡنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى... ۝۵۷ [2]

ترجمہ: پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاهَا لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى... ۝۳۹ [3]

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا، یکایک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے یقیناً جو اللہ اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۝۹ [4]

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہو گا۔

وَالَّذِىۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ۝۱۱ [5]

ترجمہ: جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو جلا اٹھایا اسی طرح ایک روز تم زمین سے برآمد کیے جاؤ گے۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ ٦٧، جامع ترمذى ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ لاَ يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ ٦٦ ، سنن نسائى كِتَابُ الْمِيَاهِ بَابُ ذِكْرِ بِئْرِ بُضَاعَةَ ٣٢٧ ،سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا بَابُ الْحِيَاضِ ۵۱۹

[2] الاعراف ۵۷

[3] حم السجدة ۳۹

[4] فاطر ۹

[5] الزخرف ۱۱

وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الۡحَصِيۡدِۙ ۞ وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِيۡدٌۙ ۞ رِّزۡقًا
لِّلۡعِبَادِۙ وَاَحۡيَيۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا ؕ كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ ۞ [1]

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بر تہ لگتے ہیں، یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا، اس پانی سے ہم ایک مردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے) نکلنا بھی اسی طرح ہوگا۔

مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے برستی ہے فرمایا کہ اکثر لوگ بارش کو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم سمجھ کر شکر گزار ہونے کے بجائے کفر اور ناشکری کرتے ہیں،

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الصُّبْحِ بِالحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالكَوْكَبِ

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جب کہ رات کو بارش ہو چکی تھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جاننے والا ہے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بہت سے میرے ساتھ مومن ہو گئے اور بہت سے کافر ہو گئے، جنہوں نے کہا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ بارش ہم پر برس رہی ہے وہ تو میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں سے کفر کرنے والے ہوئے، اور جنہوں نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے اثر سے پانی برسایا گیا انہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لائے۔

وَ لَوۡ شِئۡنَا لَبَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ قَرۡیَۃٍ نَّذِیۡرًا ۞ فَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَ جَاہِدۡہُمۡ

”اگر ہم چاہتے تو ہر ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے، پس آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں اور قرآن کے ذریعے ان سے

بِہٖ جِہَادًا کَبِیۡرًا ۞ وَ ہُوَ الَّذِیۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ ہٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّ ہٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ۚ

پوری طاقت سے بڑا جہاد کریں، اور وہی ہے جس نے سمندر آپس میں ملا رکھے ہیں، یہ ہے میٹھا اور مزیدار اور یہ ہے کھاری کڑوا،

وَ جَعَلَ بَیۡنَہُمَا بَرۡزَخًا وَّ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ۞ وَ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ

ان دونوں کے درمیان ایک حجاب اور مضبوط اوٹ کر دی، وہ جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اسے

[1] ق ۹ تا ۱۱

نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝۵۴ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کر دیا، بلاشبہ آپ کا پروردگار (ہر چیز پر) قادر ہے، یہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں

مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝۵۵

جو نہ تو انھیں کوئی نفع دے سکیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکیں، اور کافر تو ہے ہی اپنے رب کے خلاف (شیطان کی) مدد کرنے والا،

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۵۶ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

ہم نے تو آپ کو خوشخبری اور ڈر سنانے والا (نبی) بنا کر بھیجا ہے، کہہ دیجئے کہ میں قرآن کے پہنچانے پر تم سے ک

اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۵۷ (الفرقان ۵۱ تا ۵۷)

وئی بدلہ نہیں چاہتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راہ پکڑنا چاہے۔

ہماری مشیت اس سے قاصر نہ تھی ہم ہر بستی میں ایک متنبہ کرنے والا مبعوث فرما دیتے مگر ہم نے اپنی مشیت و حکمت سے ایسا نہیں کیا بلکہ آپ کو ہی تمام انسانوں کے لئے نذیر و بشیر بنا کر بھیجا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... ۝۱۵۸ [1]

ترجمہ: اے محمد (ﷺ)! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي، وَلا أَقُولُهُنَّ فَخْرًا: بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِي، فَهِيَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطاء فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور میں یہ بات فخر کے طور پر بیان نہیں کر رہا، مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور ایک ماہ کی مسافت پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا ہے جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا اور میرے لئے روئے زمین کو سجدہ گاہ اور باعث طہارت بنا دیا گیا ہے اور مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے جسے میں نے اپنی امت کے لئے قیامت کے دن تک موخر کر دیا ہے اور یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو بطور خاص انہی کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا جبکہ مجھے تمام

[1] الاعراف ۱۵۸

لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (۱)

پس اے نبی ﷺ! کفار کی ہدایت سے مایوس ہو کر اور ان کی خواہشات کی خاطر وعظ و نصیحت کو ترک نہ کرو بلکہ اس قرآن کے ساتھ اوامر و نواہی کھول کھول کر بیان کرو اور اہل کفر کے لئے جو زجر و توبیخ اور وعیدیں ہیں واضح کرو، جیسے فرمایا

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ... ﴿٧٣﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی! کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ... ﴿٦٧﴾ (۳)

ترجمہ: اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔

اور یہ بھی اللہ ہی کی قدرت ہے جس نے دو سمندروں کو برابر برابر جاری کر رکھا ہے، جن میں ایک کا پانی تمہارے پینے، گھریلو ضروریات اور آب پاشی کے لئے لذیذ و شیریں ہے جبکہ دوسرا پانی جو محفوظ ذخیرہ ہے سخت کھاری اور کڑوا ہے اور دونوں کے درمیان ایک حجاب حائل ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے، جیسے فرمایا:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ (۴)

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

...وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ... ﴿٦١﴾ (۵)

ترجمہ: اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے۔

اور یہ بھی اللہ وحدہ لاشریک کی قدرت کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے جس نے پانی کے ایک حقیر بدبودار قطرے سے متناسب جسم و جاں، خوبصورت شکل و صورت اور بہترین صلاحیتوں والا ایک جیتا جاگتا انسان پیدا کر دیا، جن میں مرد اور عورتیں ہوتی ہیں، جو انسانیت میں یکساں مگر جسمانی و نفسانی خصوصیات میں نہایت مختلف ہیں، پھر ان سے بے شمار اولاد پھیلائی اور نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے، بیشک اللہ رب العالمین بڑا ہی قدرتوں والا ہے اور ہر طرح کے شریک سے بالا و برتر ہے جو یہ مشرکین کرتے ہیں، ایسی قدرتوں والے الٰہ کو چھوڑ کر لوگ آباو اجداد کی تقلید اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ان معبودوں کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کسی قسم کا نقصان، جیسے فرمایا

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ باب احدیث ۳۳۵، صحیح مسلم كِتَابُ و باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ ۱۱۶۳، مسند احمد ۱۴۲۶۴

(۲) التوبة ۷۳

(۳) المائدة ۶۷

(۴) الرحمٰن ۱۹،۲۰

(۵) النمل ۶۱

قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ... ﴿٧٦﴾ [1]

ترجمہ:اِن سے کہو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟۔

اور اس پر مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ،اس کے رسول اور اس کی نازل کردہ کتاب سے کفر کرنے والا ہر سرکش و باغی کا مددگار بنا ہوا ہے، مگر انجام کار حزب شیطان کو عبرت ناک شکست اور حزب اللہ کو غلبہ اور شوکت نصیب ہو گا، جیسے فرمایا

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الۡعُلۡيَا ... ﴿٤٠﴾ [2]

ترجمہ: اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔

اے نبی ﷺ!جو راہ راست اختیار کرے ان کے لئے اللہ کی رحمت،رضا و خوشنودی اور لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی بشارت دینے والا اور جو روگردانی کرے انہیں عذاب جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے،اور اپنی بے غرضی کے لئے بانگ دھل اعلان کر دو کہ میں تم سے اس وعظ و نصیحت اور خیر خواہی کی کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت بس اتنی ہے کہ تم میں سے جو راہ راست اختیار کرنا چاہے وہ طاغوت کی بندگی و اطاعت سے تائب ہو کر اپنا چہرہ اللہ رب العالمین کی طرف پھر لے۔

وَ تَوَكَّلۡ عَلَى الۡحَيِّ الَّذِيۡ لَا يَمُوۡتُ وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِهٖ ؕ

اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں،اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں،

وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِيۡرًا ﴿۵۸﴾ ۚۛ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَيۡنَهُمَا

وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے،وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی

فِيۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ ۛ ۚ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا ﴿۵۹﴾

سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے،پھر عرش پر مستوی ہوا،وہ رحمان ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبردار سے پوچھ

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَ مَا الرَّحۡمٰنُ ٭ اَنَسۡجُدُ لِمَا

لیں،ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو، تو جواب دیتے ہیں رحمان ہے کیا؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا

تَاۡمُرُنَا وَ زَادَهُمۡ نُفُوۡرًا ﴿۶۰﴾ السجدۃ (الفرقان۵۸تا۶۰)

تو ہمیں حکم دے رہا ہے اور اس (تبلیغ) نے ان کی نفرت میں مزید اضافہ کر دیا۔

اے نبی ﷺ!اس اللہ وحدہ لاشریک پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں، جیسے فرمایا

---

[1] المائدۃ۷۶

[2] التوبۃ۴۰

وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ۔۔ ﴿۸۸﴾ (۱)

ترجمہ:اور اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح وتہلیل بیان کرو،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ،سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي،يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یوں تسبیح کیا کرتے تھے اے اللہ !ہمارے پروردگار!ہم تیری تسبیح تیری حمد کے ساتھ بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے، قرآن پر عمل کرتے ہوئے۔ (۲)

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے،اس کی قدرت کمال تو یہ ہے کہ اس نے چھ دنوں میں وسیع وعریض سات زمینوں اور بغیر ستونوں کے تہ بہ تہہ بلند وبالا سات آسمانوں کو اور ان کے درمیان چاند، سورج، ستارے، سیارے، پانی کے ذخیرے سمندر اور بحر وبر کی انگنت مخلوقات کو تخلیق کر دیا، پھر آپ ہی اپنی شان کے لائق عرش عظیم پر جلوہ فرما ہو، اَلرَّحۡمٰنُ کی شان کیا ہے اس کی معرفت تو اس سے پوچھو جو ذات الٰہ کا عالم اور صفات الٰہ کو جانتا ہو، پس اس کی اتباع اور اقتدا کرو، مشرکین اللہ کے سوا غیر اللہ کو سجدہ کرتے تھے اس لئے ان لوگوں سے جب کہا جاتا کہ معبودان باطلہ کے بجائے اپنے رب رحمان کو سجدہ کرو جس نے تمہیں بھوک میں کھانا اور ہر طرح کے خوف سے امن دیا ہے، جیسے فرمایا:

فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ:لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

اور انواع واقسام کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے تو ناواقفیت کی بنا پر نہیں کیونکہ رحمان کا لفظ قدیم زمانے سے معروف ومستعمل تھا بلکہ طغیان جاہلیت کی بنا پر کہتے رحمان کیا ہوتا ہے، جیسے فرعون نے موسیٰ کو کہا تھا:

قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۴۹﴾ (۴)

ترجمہ:فرعون نے کہا اچھا تو پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ ؟۔

اور جیسے صلح حدیبیہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو معاہدے کے اوپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کو کہا تو مشرکین مکہ نے اس پر

(۱) القصص ۸۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الأَذَانِ بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ ۷۹۴،صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۵، مسند احمد ۲۴۶۸۵

(۳) القریش ۳،۴

(۴) طہ ۴۹

اعتراض کیا کہ ہم الرحمٰن الرحیم کو نہیں جانتے،اس لئے صرف باسمک الھم لکھو۔ (۱)

ایک مقام پر فرمایا

وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ (۲)

ترجمہ:اس حال میں کہ یہ اپنے نہایت مہربان اللہ کے کافر بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۱۱۰ (۳)

ترجمہ: اے نبی!ان سے کہو اللہ کو پکارو یا رحمان کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب اچھے ہی نام ہیں۔

اور کافرانہ شوخی سے کہتے کیا بس جسے تو کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کرتے پھریں؟ یہ دعوت ان کی نفرت میں الٹا اور اضافہ کر دیتی ہے۔

اس جگہ سجدہ تلاوت مشروع ہے،مسنون ہے کہ آدمی جب اس آیت کو سنے تو جواب میں کہے

زادنا اللہ خُضُوعًاما زاد للاعدآء نفورا

اللہ کرے ہمارا خضوع اتنا ہی بڑھے جتنا دشمنوں کا نفور بڑھتا ہے۔ (۴)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ۝۶۱ وَ هُوَ الَّذِيْ

بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے، اور اس میں آفتاب بنایا، اور منور مہتاب بھی، اور اسی نے

جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ

رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا، اس شخص کی نصیحت کے لیے جو نصیحت حاصل کرنے یا شکر

اَرَادَ شُكُوْرًا ۝۶۲ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا

گزاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر مصلحت کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱، ۲۷۳۲،صحیح مسلم کتاب الجہادوالسیر بَابُ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي الْحُدَيْبِيَةِ۴۶۳۱ ، مسند احمد ۶۵۶، مستدرک حاکم ۲۶۵۷،صحیح ابن حبان ۴۸۷۲،السنن اکبری للنسائی ۱۱۴۴۷،السنن الکبری للبیہقی ۱۶۷۴۱،مصنف ابن ابی شیبۃ۳۶۸۳۹، مسند ابی یعلی ۴۷۴، مصنف عبدالرزاق ۹۷۲۰،ابن ہشام۳۱۷/۲

(۲) الرعد۳۰

(۳) بنی اسرائیل۱۱۰

(۴) تفسیرالثعلبی۱۴۳/۷، تفسیرالزمحشری۲۶۹/۲، غرائب القرآن ورغائب الفرقان۲۵۳/۵

خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے، اور جو اپنے رب کے سامنے

سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان ۶۱ تا ۶۴)

سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رفعت وعظمت:

اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں تیسری مرتبہ تبارک اللہ فرمایا جو اس کی عظمت، اس کے کثرت اوصاف اور اس کے احسان و بھلائی کی وسعت پر دلالت کرتا ہے، فرمایا بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان دنیا میں محفوظ خطے بنائے جسے جن یا شیاطین عبور نہیں کر سکتے، اور اس میں ایک خوب چمکتا اور دھمکتا ہوا سورج بنایا جیسے فرمایا

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔

اور چاند کو نور بنایا، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ [3]

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟۔

وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جس نے یہ نظام بنایا کہ رات جاتی تو دن آجاتا ہے اور جب دن جاتا ہے تو رات آجاتی ہے، دونوں بیک وقت جمع نہیں ہوتے، جیسے فرمایا

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ [4]

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لیجا سکتی ہے۔

یہ ہر اس شخص کے لئے ایک نشانی ہے جو نصیحت لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہیے،

[1] النبا ۱۳

[2] یونس ۵

[3] نوح ۱۶،۱۵

[4] یٰسین ۴۰

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزت و بزرگی والا رات کو اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات کا گنہگار توبہ کرلے یہاں تک کہ آفتاب پچھم سے نکلے۔ (۱)

کامل مومنوں کے اوصاف بیان فرمائے کہ رحمان کے محبوب و پسندیدہ بندے وہ ہیں جو اللہ کی زمین پر غرور و تکبر سے نہیں بلکہ تواضع، فروتنی اور باوقار مہذب انداز سے چلتے ہیں، لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ؀ (۲)

ترجمہ:اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

۔۔۔وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ؀ (۳)

ترجمہ: اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَمِعْتُمُ الإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلاَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ، وَلاَ تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ تکبیر کی آواز سن لو تو نماز کے لئے (معمولی چال سے) چل پڑو، سکون اور وقار کو (بہرحال) لازم پکڑے رکھو اور دوڑ کر نہ آؤ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے بعد میں پورا کرلو۔ (۴)

اور اگر جاہل ان سے بدتمیزی کا برتاؤ کرنے لگیں تو یہ ان کی طرح جہالت پر نہیں اتر آتے بلکہ درگزر کر لیتے ہیں اور گندی باتوں سے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتے، جیسے فرمایا

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ؀ (۵)

ترجمہ:اور جب انہوں نے بیہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب التوبه بَابُ قَبُولِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوبُ وَالتَّوْبَةُ۶۹۸۹، مسنداحمد۱۹۶۱۹، شعب الایمان ۶۶۷۳،السنن الکبری للبیہقی۲۰۷۶۶

(۲) لقمان ۱۸

(۳) الحدید۲۳

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ لاَ يَسْعَى إِلَى الصَّلاَةِ، وَلْيَأْتِ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ ۶۳۶،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلَاةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا۱۳۵۹،مسند احمد ۱۰۸۹۳،السنن الکبری للبیہقی ۵۱۴۵

(۵) القصص۵۵

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَسَبَّ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ الْمَسْبُوبُ يَقُولُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّ مَلَكًا بَيْنَكُمَا يَذُبُّ عَنْكَ كُلَّمَا يَشْتُمُكَ هَذَا، قَالَ لَهُ: بَلْ أَنْتَ وَأَنْتَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِذَا قَالَ لَهُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ: لَا بَلْ لَكَ أَنْتَ، أَنْتَ أَحَقُّ بِهِ

نعمان بن مقرن مزنی سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی دوسرے شخص کو گالی دی، جس تو گالی دی گئی تھی اس نے جواب میں یہ کہنا شروع کر دیا تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو، رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا سنو! یقیناً تمہاری طرف سے ایک فرشتہ دفاع کر رہا ہے جب بھی وہ تمہیں گالی دیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تم ہی اس گالی کے مصداق ہو بلکہ تم اس کے زیادہ حق دار ہو اور جب تم یہ کہتے ہو کہ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو تو فرشتہ کہتا ہے اس پر نہیں بلکہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے اس کی نسبت تم زیادہ حق دار ہو۔ [۱]

ان کی راتیں لہو ولعب میں نہیں بلکہ آدھی یا تہائی رات اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں کی بخشش اور اس کی رضا و خوشنودی کے لئے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ ۲۰ [۲]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ یہ عمل کرتا ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ... ۱۶ [۳]

ترجمہ: اُن کی پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۱۸ [۴]

ترجمہ: یہ اہل جنت وہ لوگ تھے جو راتوں کو کم ہی سوتے تھے اور سحر کے اوقات میں مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ... ۹ [۵]

ترجمہ: کیا اس شخص کا انجام کسی مشرک جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کا فرماں بردار ہو، رات کے اوقات میں سجدے کرتا اور کھڑا رہتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہو؟۔

وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

اور جو یہ دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب

[۱] مسند احمد ۲۳۷۴۵
[۲] المزمل ۲۰
[۳] السجدۃ ۱۶
[۴] الذاریات ۱۷، ۱۸
[۵] الزمر ۹

غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا

چمٹ جانے والا ہے، بیشک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے، اور جو خرچ کرتے وقت بھی اسراف کرتے ہیں

وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ

نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں، اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے،

اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ

اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں،

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ

اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے

مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ (الفرقان ۶۵ تا ۷۰)

اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

جو اپنی راست روی اور عبادات پر مغرور نہیں ہو جاتے بلکہ اپنی ساری نیکیوں اور عبادتوں کے باوجود وہ اس خوف سے کانپتے رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے عمل کی کوتاہیاں ہمیں مبتلائے عذاب نہ کر دیں اس لئے اپنے رب کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں جہنم کے الم ناک عذاب سے بچا لے اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے، جبکہ جنت ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

...حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا ہی اچھا ہے وہ مستقر اور وہ مقام۔

عَنِ الْحَسَنِ: {وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا} [2] الْآيَةَ: قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصِيبُ ابْنَ آدَمَ يَزُولُ عَنْهُ وَلَيْسَ بِغَرَامٍ، وَإِنَّمَا الْغَرَامُ اللَّازِمُ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔“ سے مراد ہے ہر وہ چیز ہے جو ابن آدم کو لاحق ہو پھر وہ زائل

---

[1] الفرقان ۷۶

[2] [الفرقان : ۶۵

ہو جائے تو وہ غرام نہیں ہے بلکہ غرام وہ ہے جو اس وقت تک باقی رہے جب تک آسمان اور زمین باقی رہے گا۔ (۱)

وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جو پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اسے عیاشیوں، ناجائز اور دکھاوے کے کاموں پر خرچ کرنے کے بجائے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں کہ خود ہی محتاج ہو جائیں اور نہ بخیلی پر اتر آتے ہیں کہ خرچ ہی نہ کریں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿۲۹﴾ (۲)

ترجمہ: نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔

جو اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے خالق اور رازق اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور خود ساختہ معبود کو نہیں پکارتے، جیسے لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾ (۳)

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے، جیسے فرمایا

...وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ... ﴿۱۵۱﴾ (۴)

ترجمہ: اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ... ﴿۳۳﴾ (۵)

ترجمہ: قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

یعنی قتل تین صورتوں میں کیا جا سکتا ہے،

إما بكفر بالله بعد إسلامها أو زنا بعد إحصانهاأو قتل نفس، فتقتل بها

اسلام لانے کے بعد کوئی کفر کرے جسے ارتداد کہتے ہیں، شادی شدہ زانی کو زنا کی پاداش میں سنگسار کرنا یا قتل کے قصاص میں قتل کرنا، ان صورتوں میں حکومت وقت اس شخص کو قتل کا حکم دے گی۔

اور زنا کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں جیسے فرمایا

---

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۲۷۲۴، ۸

(۲) بنی اسرائیل ۲۹

(۳) لقمان ۱۳

(۴) الانعام ۱۵۱

(۵) بنی اسرائیل ۳۳

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ... ﴿٦﴾ [۱]

ترجمہ: سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جوان کی ملکیت میں ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ؟ قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ : {وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا} [۲]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے، میں نے کہا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی، میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے، پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی۔ ''(رحمٰن کے بندے وہی ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور نہ اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں، یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔'' [۳]

عَنْ سَلَمَةَ بِنْ قَيْسٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ، لا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا

سلمہ بن قیس الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں سے منع فرمایا چار گناہوں سے بچو، اللہ کے ساتھ کسی کو شرک نہ کرو اور کسی حرمت والے نفس کو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ اور زنا کاری نہ کرو اور چوری نہ کرو۔ [۴]

یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا قیامت کے روز اس کو بار بار عذاب دیا جائے گا اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کے ساتھ پڑا رہے گا،

عِكْرِمَةَ، فِي قَوْلِهِ: وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا، قَالَ: وَادِيًا فِي جَهَنَّمَ فِيهِ الزُّنَاةُ ، أَثَام

---

[۱] المومنون٦

[۲] [الفرقان : ٦٨

[۳] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۃ البقرۃ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى فَلاَ تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۴۴۷۷،وکتاب التفسیرسورۃ الفرقان بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ لاَ يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَلاَ يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۴۷۶۱ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ۲۵۷ ،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الفُرْقَانِ۳۱۸۲،سنن نسائی کتاب المحاربہ ذِكْرُ أَعْظَمِ الذَّنْبِ ۔۔۔۴۰۱۸،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي تَعْظِيمِ الزِّنَا۲۳۱۰، مسنداحمد۴۱۰۲

[۴] مسنداحمد۱۸۹۸۹،المعجم الکبیرللطبرانی ۶۳۱۶،مستدرک حاکم ۸۰۳۳

عکرمہ آیت کریمہ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا کے بارے میں قول ہے جہنم کی وہ وادیاں ہیں جن میں زانیوں کو عذاب دیا جائے گا۔[1]

اور اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو بخشش و مغفرت کی امید کی ایک کرن دکھلائی الایہ کہ کوئی کفر و شرک سے تائب ہو کر خلوص نیت سے توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالحہ کرنے لگا ہو، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾[2]

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ... ﴿۱۰۴﴾[3]

ترجمہ: کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ... ﴿۴۸﴾[4]

ترجمہ: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا سو آدمیوں کے قاتل نے بھی خالص توبہ کی تو اللہ نے اسے معاف فرما دیا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ، فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللهَ فَاعْبُدِ اللهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ، فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ،

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون کیے تھے، پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا پس اس کی ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے، اس نے کہا نہیں پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے، پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی اس نے کہا میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے، وہ بولا ہاں ہو سکتی ہے اور توبہ کرنے سے کون سی چیز مانع ہے، تو فلاں ملک میں چلا جاو وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو بھی جا کر ان کے ساتھ عبادت کر اور اپنے ملک میں مت جا وہ برا ملک ہے، پھر وہ اس ملک کی

[1] تفسیر طبری ۳۰۸/۱۹

[2] النساء ۱۱۰

[3] التوبة ۱۰۴

[4] النساء ۴۸

طرف چلا جب وہ آدھی دور پہنچا تو اس کو موت آ گئی،

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ، فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ

اب عذاب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ توبہ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی، آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آیا اور انہوں نے اس کو جھگڑا کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا اس نے کہا دونوں ملکوں تک ناپو اور جس ملک کے قریب ہو وہ وہیں کا ہے، چنانچہ زمین کو ناپا گیا تو وہ اس ملک کے قریب تھا جہاں کا ارادہ رکھتا تھا آخر رحمت کے فرشتے اس کو لے گئے۔ [۱]

اللہ جو بڑا ہی غفور و رحیم ہے خالص توبہ کرنے والے لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ، وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا، فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ، فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا، وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: نَعَمْ، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا اور سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا، وہ ایک شخص ہو گا جو قیامت کے دن لایا جائے گا پھر حکم ہو گا اس کے ہلکے گناہ پیش کرو اور اس کے بھاری گناہ پیش نہ کرو چنانچہ اس کے ہلکے گناہ پیش کیے جائیں گے، اور اس کو کہا جائے گا فلاں روز تو نے ایسا کام کیا تھا اور فلاں روز یہ کام کیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں، علاوہ ازیں وہ اس بات سے بھی ڈر رہا ہو گا کہ ابھی تو بڑے گناہ پیش بھی کیے جائیں گے،

فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً، فَيَقُولُ: رَبِّ، قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا " فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

اتنے میں اس سے کہا جائے گا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی (اللہ کی یہ مہربانی دیکھ کر) وہ کہے گا اے میرے مالک! ابھی تو میرے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا، یہ بیان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ [۲]

---

[۱] صحیح مسلم کتاب التوبة بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ۷۰۰۸، صحیح ابن حبان ٦١١، شعب الایمان ٦٦٦٤، السنن الکبری للبیہقی ١٥٨٣٦

[۲] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا ٤٦٧، السنن الکبری للبیہقی ٢٠٧٧٢

جاءَ شَيْخٌ كَبِيرٌ هَرِمٌ قَدْ سَقطَ حاجِباهُ عَلَى عَيْنَيْهِ، فقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ غَدَرَ وَفَجَرَ، وَلَمْ يَدَعْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةَ إِلَّا اقْتَطَعَهَا بِيَمِينِهِ لَوْ قُسِّمَتْ خَطِيئَتُهُ بَيْنَ أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَوْبَقَتْهُمْ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أسلمتَ؟ فَقَالَ: أَمَا أَنا، فَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِنَّ اللَّهَ غَافِرٌ لَكَ مَا كُنْتَ كَذَلِكَ، وَمُبْدِّلٌ سَيِّئَاتِكَ حَسَنَاتٍ،فقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وغَدَراتي وفَجَراتي؟ فقَالَ: وغَدَراتك وفَجَراتك،فَوَلّى الرَّجُلُ يُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ

احادیث میں ایک واقعہ مروی ہے ایک عمر رسیدہ آدمی جن کے ابرو آنکھوں پر گر چکے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا ارتکاب نہ کر چکا ہوں بلکہ اپنے گناہ تمام روئے زمین کے باشندوں پر بھی تقسیم کر دوں تو سب کو لے ڈوبیں کیا اب بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں میں نے اسلام قبول کر لیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جا، اللہ تعالیٰ تیری تمام برائیاں، گناہ، بدکاریاں سب کچھ معاف فرما دے گا بلکہ جب تک تو اس پر قائم رہے گا، اللہ تعالیٰ تیری برائیوں کو بھلائی سے بدل دے گا، اس نے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میری غداریاں اور بدکاریاں معاف ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، ہاں تمہاری ساری غداریاں اور بدکاریاں بھی، پھر تو وہ شخص خوشی خوشی واپس جانے لگا اور تکبیر و تہلیل پکارتا لوٹ گیا۔ [1]

وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ

اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے وہ تو (حقیقتاً) اللہ تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرتا ہے، اور جو لوگ جھوٹی گواہی

الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

نہیں دیتے، اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں، اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی

لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ

آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے، اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں

اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ (الفرقان ۷۱ تا ۷۴)

ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

جو شخص گناہوں اور کوتاہیوں سے توبہ کر کے شریعت کے مطابق نیک عملی اختیار کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جو واقعی ہی پلٹنے کے

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۷۳۵/۸

قابل جگہ ہے، اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹی گواہی سے لے کر کفر و شرک اور ہر طرح کی غلط چیزیں مثلاً لہو ولعب، گانا، غیبت، چغلی، سب وشتم، قذف واستہزا، شراب پینا، ریشم کے بچھونے اور تصاویر اور دیگر بیہودہ جاہلانہ رسوم وافعال میں حاضر نہیں ہوتے،

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يَدْخُلِ الحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الحَمَّامَ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالخَمْرِ.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو بغیر تہمد کے حمام میں داخل نہ ہو (یعنی برہنہ نہ نہاؤ) جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنی عورت کو حمام میں نہ بھیجے کہ وہاں بے ستری، بے حیائی اور کشف ستر ہوتا ہے، جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ [1]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ ثَلاَثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ (نفیع رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ بتا دوں؟ تین مرتبہ یہی فرمایا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اس وقت تک آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اب اس سے الگ ہو کر فرمانے لگے اور جھوٹی گواہی دینا یا فرمایا جھوٹی بات کہنا، اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب خاموش ہو جاتے، اور یہ فرمانا تاکیداً تھا۔ [2]

اور کسی فضول، لایعنی چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو نگاہ غلط انداز تک ڈالے بغیر عزت ووقار کے ساتھ پہلو بچا کر گزر جاتے ہیں، جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس سے اعراض وغفلت نہیں برتتے بلکہ وہ غور اور توجہ سے سنتے اور انہیں آویزہ گوش اور حرز جان بناتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ [3]

ترجمہ: ہماری آیات پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں یہ آیات سنا کر جب نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی

---

[1] جامع ترمذی کتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الحَمَّامِ ٢٨٠١

[2] صحیح بخاری کتاب الشہاداته بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ٢٦٥٤، وکتاب الادب بَابٌ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ ٥٩٧٦، وکتاب الاستئذان بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ ٦٢٧٣، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ٢٥٩، جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الوَالِدَيْنِ ١٩٠١، وابواب الشہادات بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ٢٣٠١، وابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ٣٠١٩

[3] السجدة ١٥

حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ [1]

ترجمہ: سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

جبکہ کافر پر اس کے برخلاف اثر ہوتا ہے۔

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ [2]

ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں، البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا اس کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے۔

جو اپنے رب حقیقی کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور اولاد کو ایمان اور عمل صالح کی توفیق بخش دے، انہیں پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کر دے، انہیں اپنا فرماں بردار اور ہمارا اطاعت گزار بنا دے جس سے دنیا و آخرت میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں تقویٰ طاعت اور ایسے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما کہ نیک لوگ خیر میں ہماری اقتدا کریں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ، يَعْنُونَ: مَنْ يَعْمَلُ لَكَ بِالطَّاعَةِ , فَتَقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ "اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔" کے بارے میں فرماتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ ان کی اولاد ایسی ہو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل کرے تاکہ دنیا و آخرت میں انہیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

---

(۱) الانفال ۲

(۲) التوبة ۱۲۵، ۱۲۴

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۷۴۲/۸، تفسیر طبری ۳۱۸/۱۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو تین کے سوا اس کے تمام اعمام منقطع ہو جاتے ہیں، صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس کے ساتھ اس کے بعد نفع حاصل کیا جارہا ہو یا ایسا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرتا ہو۔ [1]

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند و بالا خانے دیئے جائیں گے جہاں انھیں دعا سلام پہنچایا جائے گا،

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا

اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے، کہہ دیجئے! اگر تمہاری دعا التجا (پکارنا) نہ ہوتی تو میرا

دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ (الفرقان ۷۵ تا ۷۷)

رب تمہاری مطلق پرواہ نہ کرتا، تم تو جھٹلا چکے اب عنقریب اس کی سزا تمہیں چمٹ جانے والی ہو گی۔"

اللہ تعالیٰ کے انعامات:

وہ متقین جو ہر خوف اور لالچ کے مقابلے میں راہ راست پر ثابت قدم رہے، اللہ کی حرام کردہ ہر چیز سے پرہیز کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کی ہیں اس پر قائم رہے، گناہ کی ساری لذتوں اور منفعتوں کو ٹھکرا کر نیکی و راستی کے ہر نقصان اور اس کی بدولت حاصل ہونے والی ہر محرومی کو برداشت کرتے رہے، دین حق کو قائم اور سر بلند کرنے کی جدوجہد میں ہر قسم کے مصائب اور تکلیفوں پر صبر کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس صبر کے صلہ میں جنت کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتیں، موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے غلمان اور آراستہ محلات عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی کے لیے مخصوص ہوں گے ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ [3]

ترجمہ: ان کے خدمت کے لیے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیے گئے ہیں۔

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْوَصِيَّةِ بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۴۲۲۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ بَابٌ فِي الْوَقْفِ ۱۳۷۶، السنن الکبری للنسائی ۶۴۴۵، مسند احمد ۸۸۴۴

[2] الطور ۲۴

[3] الدہر ۱۹

جنت کے ہر ہر دروازے پر فرشتے آداب وتسلیمات سے ان کا استقبال کریں گے، ہر طرف سلامتی ہے سلامتی ہے کی گونج ہوگی، جیسے فرمایا

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ [1]

ترجمہ: وہاں ان کی صدا یہ ہوگی کہ پاک ہے تو اے اللہ! ان کی یہ دعا ہوگی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝۲۳ [2]

ترجمہ: بخلاف اس کے جو لوگ دنیا میں ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہوگا۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝۴۴ [3]

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا اور ان کے لیے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝۵۸ [4]

ترجمہ: ان کو سلام کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝۷۳ [5]

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر بہت اچھے رہے، داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

---

[1] یونس ۱۰

[2] ابراہیم ۲۳

[3] الاحزاب ۴۴

[4] یٰسین ۵۸

[5] الزمر ۷۳

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ [1]

ترجمہ:ان کاحال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں،نماز قائم کرتے ہیں،ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں،اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں،آخرت کا گھرانہی لوگوں کے لیے ہے،یعنی ایسے باغ جوان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے،وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤاجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے،ملائکہ ہرطرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہے،تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو،پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر !۔

ایسی پاکیزہ اور امن وسکون کی جگہ میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، کیا ہی اچھا وہ مستقر اور وہ مقام ہے،اے نبی ﷺ!لوگوں سے کہو اللہ نے تمہیں اپنی عبادت اور تسبیح وتہلیل کے لئے پیدا کیا ہے،جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ [2]

ترجمہ:میں نے جن اور انسانوں کواس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اگر تم اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کو اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں نہ پکارو،اس کی عبادت نہ کرو تو تم اللہ کے نزدیک حقیر ترین مخلوق ہو،اب جبکہ تم نے اللہ کو جھٹلادیا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ معاملہ ختم ہوگیا ہے،نہیں،اس کا وبال تمہارے ساتھ ہی رہے گا،بہت جلد روز آخرت تم ایسادائمی دردناک عذاب پاؤ گے کہ جان چھڑانی محال ہوگی۔

---

[1] الرعد۲۲تا۲۴

[2] الذاریات۵۶

۷ بعثتِ نبوی

پہلا وفد حبشہ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں ہجرت حبشہ (پانچ اور چھ بعثت نبوی) کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور دعوت کی خبریں حبش کے ملک میں پھیلیں تو

ثُمَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ بِمَكَّةَ، عِشْرُونَ رَجُلًا أَوْ قَرِيبٌ مِنْ ذَلِكَ مِنْ النَّصَارَى، حِينَ بَلَغَهُمْ خَبَرُهُ مِنَ الْحَبَشَةِ فَوَجَدُوهُ فِي الْمَسْجِدِ،فَجَلَسُوا إِلَيْهِ وَكَلَّمُوهُ وَسَأَلُوهُ ، وَرِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ مَسْأَلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا أَرَادُوا، دَعَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَلَا عَلَيْهِمْ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا سَمِعُو الْقُرْآنَ فَاضَتْ أَعْيُنُهُمْ مِنْ الدَّمْعِ، ثُمَّ اسْتَجَابُوا لِلَّه ، وَآمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ

ابھی آپ ﷺ مکہ مکرمہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اور بیس (۲۰) یا بیس کے قریب عیسائیوں کا وفد ملک حبش سے آیا یہ وفد آپ ﷺ کی خبر سن کر محض آپ کو دیکھنے کے لیے آیا تھا رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے، انہوں نے وہیں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی قریش کے لوگ بھی تجسس سے کھڑے ان کو بغور دیکھ رہے تھے، وفد کے لوگوں نے آپ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپ ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب دے دیا اور پھر انہیں دعوت اسلام پیش کی اور قرآن کریم سے چند آیات ان کے سامنے پڑھیں، چونکہ یہ لوگ لکھے پڑھے، سنجیدہ اور روشن دماغ تھے قرآن نے ان کے دلوں پر اثر کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، چنانچہ انہوں نے قرآن کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے،

وَعَرَفُوا مِنْهُ مَا كَانَ يُوصَفُ لَهُمْ فِي كِتَابِهِمْ مِنْ أَمْرِهِ، فَلَمَّا قَامُوا عَنْهُ اعْتَرَضَهُمْ أَبُو جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُمْ: خَيَّبَكُمْ اللَّهُ مِنْ رَكْبٍ! بَعَثَكُمْ مَنْ وَرَاءَكُمْ مِنْ أَهْلِ دِينِكُمْ تَرْتَادُونَ لَهُمْ لِتَأْتُوهُمْ بِخَبَرِ الرَّجُلِ، فَلَمْ تَطْمَئِنَّ مَجَالِسُكُمْ عِنْدَهُ، حَتَّى فَارَقْتُمْ دِينَكُمْ وَصَدَّقْتُمُوهُ بِمَا قَالَ مَا نَعْلَمُ رَكْبًا أَحْمَقَ مِنْكُمْ. أَوْ كَمَا قَالُوا فَقَالُوا لَهُمْ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، لَا نُجَاهِلُكُمْ، لَنَا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، وَلَكُمْ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، لَمْ نَأْلُ أَنْفُسَنَا خَيْرًا

اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان اوصاف کی بنا پر پہچان لیا جو ان کی کتابوں میں مذکور تھے، جب یہ لوگ ایمان کی انمول دولت حاصل کر کے مسجد حرام سے نکل کر جا رہے تھے کہ ابوجہل بن ہشام اور اس کے چند ساتھیوں نے انہیں راستہ میں روکا اور کہنے لگے اللہ تمہیں نامراد کرے تم بڑے بے وقوف اور احمق ہو اور کہا تمہارے ہم مذہب لوگوں نے تمہیں یہاں تحقیق حال کے لئے بھیجا تھا تمہارا کام تو یہ تھا کہ جو کچھ تم نے دیکھا، سنا اور سمجھا اسے ان لوگوں تک من وعن پہنچا دو مگر تم نے تھوڑی دیر میں ہی اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تم سے زیادہ بے

وقوف لوگ ہم نے کبھی نہیں دیکھے اور جو کچھ کہا، وفد کے لوگوں نے بڑے تحمل سے جواب دیا بھائیوں تم پر سلام ہے، ہم تمہارے ساتھ جہالت بازی نہیں کر سکتے ہمیں اپنے طریقے پر چلنے دو اور تم اپنے راستے پر گامزن رہو، ہم جان بوجھ کر ہدایت و بھلائی سے محروم نہیں رہ سکتے۔ (۱)

قرآن مجید میں اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝٥٥ (۲)

ترجمہ: اور جب انہوں نے بیہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ (۳)

مقاطعہ بنی ہاشم

محرم سات بعثت نبوی (۶۱۷ء)

ثُمَّ أَسْلَمَ حمزة عَمُّهُ وَجَمَاعَةٌ كَثِيرُونَ، وَفَشَا الْإِسْلَامُ،يَا أَبَا طَالِبٍ، إِنَّ لَكَ سِنًّا وَشَرَفًا وَمَنْزِلَةً فِينَا وَإِنَّا قَدْ اسْتَنْهَيْنَاكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ فَلَمْ تَنْهَهُ عَنَّا وَإِنَّا وَاللَّهِ لَا نَصْبِرُ عَلَى هَذَا مِنْ شَتْمِ آبَائِنَا، وَتَسْفِيهِ أَحْلَامِنَا، وَعَيْبِ آلِهَتِنَا، حَتَّى تَكُفَّهُ عَنَّا، أَوْ نُنَازِلَهُ وَإِيَّاكَ فِي ذَلِكَ، حَتَّى يَهْلِكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ، أَوْ كَمَا قَالُوا لَهُ، (ثُمَّ) انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَعَظُمَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ فِرَاقُ قَوْمِهِ وَعَدَاوَتُهُمْ، وَلَمْ يَطِبْ نَفْسًا بِإِسْلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَلَا خِذْلَانِهِ

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے یکے بعد اسلام قبول کرنے سے مشرکین کا زور ٹوٹ گیا جس سے اسلام دور دراز کے قبائل تک پھیلنے لگا اور مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا مسلمانوں کا زور بڑھنے لگا اور ان میں کافی قوت پیدا ہو گئی ،قریش ہر طرح کے ظلم وستم کے باوجود دین حق کا راستہ روکنے میں بری طرح ناکام ہو چکے تھے،ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ان حالات میں اب وہ کیا کریں چنانچہ معاملہ طے کر کے وہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب! آپ ہم سب میں معمر ہیں اور مرتبہ وعزت میں بھی ہم سب سے بڑھے ہوئے ہیں، ہم نے پہلے بھی آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی دعوت سے روک لیں مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا اور وہ کھلے عام ہمارے معبودوں کو برا بھلا اور دعوت اسلام دیتے پھر رہے ہیں، ہم نے بہت برداشت کیا مگر واللہ! اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے،اب ہم مزید ضبط وبرداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں اور آباؤ اجداد کو گمراہ کہے اور ہمیں بے عقل اور نادان گردانے، ہم آپ کو واضح طور پر آگاہ کر رہے ہیں کہ یا تو آپ انہیں اس دعوت کی تبلیغ سے روک دیں ورنہ ہم آپ سے اور ان سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ ہم دونوں فریقوں میں سے ایک تباہ وبرباد ہو جائے،اس طرح دھمکی دے کر وہ لوگ واپس چلے

(۱) ابن ہشام۳۹۲؍۱،البدایة والنهایة ۲۰۳؍۴، الروض الانف۲۴۰؍۳،عیون الاثر۱۵۰؍۱،دلائل النبوة للبیهقی۳۰۶؍۲،السیرة النبویة لابن کثیر۴۰؍۲،السیرة الحلبیة ۴۸۷؍۱

(۲) القصص۵۵

(۳) البدایة والنهایة۸۲؍۳

گئے، ابو طالب پر قوم کا چھوٹ جانا اور ان کا دشمن بن جانا بہت شاق گزرا اور انہی وجوہات سے نہ وہ بخوشی خاطر رسول اللہ ﷺ پر اسلام لا سکے اور نہ آپ ﷺ کی مدد سے ہاتھ اٹھا سکے،

أَنَّ قُرَيْشًا حِينَ قَالُوا لِأَبِي طَالِبٍ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَاءُونِي، فَقَالُوا لِي كَذَا وَكَذَا، لِلَّذِي كَانُوا قَالُوا لَهُ، فَأَبْقِ عَلَيَّ وَعَلَى نَفْسِكَ، وَلَا تُحَمِّلْنِي مِنْ الْأَمْرِ مَا لَا أُطِيقُ،قَالَ: فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ بَدَا لِعَمِّهِ فِيهِ بَدَاءٌ أَنَّهُ خَاذِلُهُ وَمُسْلِمُهُ، وَأَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ عَنْ نُصْرَتِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ

جب قریش کے وفد نے یہ شکایت کی تو ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا ہے پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اور میری جان کے ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالو، رسول اللہ ﷺ کو خیال گزرا کہ ان کا چچا جو اب تک پوری قوم کے سامنے ان کا پشت پناہ بنا کھڑا تھا انہیں بے سہارا چھوڑ رہا ہے اور اب وہ ان کی پشت پناہی کرنے سے قاصر ہیں،

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمُّ، وَاَللَّهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي، وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ، أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ، مَا تَرَكْتُهُ،قَالَ: ثُمَّ اسْتَعْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى ثُمَّ قَامَ،فَلَمَّا وَلَّى نَادَاهُ أَبُو طَالِبٍ، فَقَالَ: أَقْبِلْ يَا بن أَخِي، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اذْهَبْ يَا بن أَخِي، فَقُلْ مَا أَحْبَبْتَ، فو الله لَا أُسْلِمُكَ لِشَيْءٍ أَبَدًا

اس لئے جواباً عرض کیا اے چچا! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں میں تب بھی اپنے وعظ ونصیحت سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا فرما دے گا یا میں خود اس راہ میں فنا ہو جاؤں، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ شدت جذبات سے رو پڑے اور وہاں سے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ لوٹنے لگے تو ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے! تم اپنی دعوت جس کو چاہو دیتے پھرو، واللہ! میں تمہیں کسی قیمت پر کسی کے حوالہ نہ کروں گا۔[1]

جب قریش کو معلوم ہوا کہ ابو طالب ہماری انتہائی دھمکی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑنے اور انہیں دشمنوں کے حوالے کرنے کو تیار نہیں تو معاملہ نے نازک صورت اختیار کر لی۔

ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ اشْتَدُّوا عَلَى الْمُسْلِمِينَ كَأَشَدِّ مَا كَانُوا حَتَّى بَلَغَ المسلمين الجهد، واشتد عليهم البلاء

مشرکین قریش کا ظلم وستم نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ اس وقت تک مسلمان ہو جانے والے لوگوں پر اس قدر بڑھا کہ ان پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور انہوں نے انتقامی کاروائی کے لئے ایک دوسرے کو بھڑکایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قبیلے نے اپنے میں سے ایمان لانے والوں کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور ان کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا

فَلَمَّا رَأَى أَبُو طَالِبٍ عَمَلَ الْقَوْمِ جَمَعَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُدْخِلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] ابن ہشام۲۶۵؍۱،الروض الانف۹؍۳

شِعْبَهُمْ، اجتمع عَلَى ذَلِكَ مُسْلِمُهُمْ وَكَافِرُهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ فَعَلَهُ حَمِيَّةً، وَمِنْهُمْ مَنْ فَعَلَهُ إِيمَانًا وَيَقِينًا.

جب ابوطالب نے قریش کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما پر مظالم ڈھاتے دیکھا تو ابوطالب کو شدید خطرہ محسوس ہوا چنانچہ انہوں نے بنو ہاشم اور بنوعبد المطلب کو مشورے کے لئے جمع کیا اور انہیں تمام خطرات سے آگاہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے کے لئے شعب بنی ہاشم میں جمع ہونے کا کہا چنانچہ اس پر تمام مسلمان ومشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور ساتھ دینے کا عہد کیا، جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا انہوں نے قبائلی حمیت کے پیش نظر اور مسلمانوں نے اپنے ایمان ویقین پر ساتھ دیا،

مگر ابولہب اور اس کے بیٹوں نے اپنے قبیلے کا ساتھ دینے کے بجائے قریش کا ساتھ دیا اور انہیں بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے خلاف بھڑکایا، دوسری طرف قریش کی سفارت حبشہ بری طرح ناکام ہوگئی، جب وہ وفد مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش کو علم ہوا کہ شاہ حبشہ نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے تو وہ سیخ پا ہو گئے، ان پے در پے واقعات سے قریش غصہ سے بے قابو ہو گئے مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان حالات میں اگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی تو بنو ہاشم، بنو عبد المطلب اور ان کے حلیف میدان میں آجائیں گے اور پھر وادی مکہ میں خون کی ندیاں بہنے لگیں گی اور نامعلوم کب تک دونوں طرف سے یہ خون بہتا رہے گا، یہ ہولناک صورت دیکھ کر انہوں نے قتل کا ارادہ تو ترک کر دیا اور آخری کوشش کے طور پر تمام قبائل قریش وادی محصب میں خیف بنی کنانہ میں جمع ہوئے اور اس مسئلہ پر باہم مشورہ کیا، بحث وتمحیص کے بعد اکثریت نے جبکہ کچھ لوگ اس عہد وپیمان کے مخالف بھی تھے ایک تحریری معاہدہ کیا۔

أَنْ لَا يُبَايِعُوهُمْ، وَلَا يُنَاكِحُوهُمْ، وَلَا يُكَلِّمُوهُمْ، وَلَا يُجَالِسُوهُمْ، حَتَّى يُسَلِّمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَتَبُوا بِذَلِكَ صَحِيفَةً وَعَلَّقُوهَا فِي سَقْفِ الْكَعْبَةِ ،

جب تک بنو ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے قریش کے حوالے نہیں کریں گے اس وقت تک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے تمام تعلقات قطع کر دیئے جائیں، نہ کوئی شخص بنو ہاشم سے نکاح کرے گا اور نہ ہی ان سے میل جول رکھے گا اور نہ ہی تجارتی معاملات کریں گے اور نہ ہی بنی ہاشم کی طرف سے کسی صلح کی پیش کش کو قبول کریں گے، چنانچہ یہ دستخط شدہ تحریر اندرون کعبہ آویزاں کر دی گئی۔ [1]

وَيُقَالُ إِنَّ الَّذِي كَتَبَهَا النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ وَقِيلَ طَلْحَةُ بْنُ أَبِي طَلْحَة الْعَبدَرِي

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہا جاتا ہے یہ تحریر نضر بن حارث نے لکھی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے طلحہ بن ابی طلحہ العبدری نے لکھی تھی۔ [2]

كَتَبَهَا: منصور بن عكرمة بن عامر بن هاشم، وَيُقَالُ: النضر بن الحارث، وَالصَّحِيحُ: أَنَّهُ بغيض بن عامر بن هاشم،فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُلَّتْ يَدُهُ

اور علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس ظالمانہ اور سفاکانہ معاہدہ کو منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم نے لکھا تھا یہ بھی کہا جاتا ہے نضر بن حارث نے لکھا تھا مگر صحیح یہ ہے کہ یہ تحریر بغیض بن عامر بن ہاشم نے تحریر کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا کی، جس سے

[1] عیون الاثر ۱۴۷؍۱

[2] فتح الباری ۱۹۲؍۷

اس کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ (۱)

كَانَ ابْتِدَاءُ حَصْرِهِمْ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْمَبْعَثِ

مجبوراً محرم سات بعثت نبوی میں ابوطالب نے شعب بنو ہاشم میں پناہ لی۔ (۲)

بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب بن عبد مناف کے تمام لوگوں نے چاہئے وہ مسلمان تھے یا خاندانی نسبت کی وجہ سے ابوطالب کے ساتھ گھاٹی میں جمع ہو گئے۔

وَخَرَجَ أَبُو لَهَبٍ إِلَى قُرَيْشٍ فَظَاهَرَهُمْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، وَقَطَعُوا عَنْهُمُ الْمِيرَةَ وَالْمَادَّةَ

اور ابولہب قریش سے جاملا اور اس نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے خلاف قریش کو قوت پہنچائی اور قریش نے ان دونوں خاندانوں پر کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی تمام چیزیں بند کر دیں۔ (۳)

فَلَبِثَ بَنُو هَاشِمٍ فِي شِعْبِهِمْ ثَلَاثَ سِنِينَ

بنو ہاشم تین سال تک اس گھاٹی میں محصور رہے۔ (۴)

فَكَانُوا لَا يَخْرُجُونَ إِلا مِنْ مَوْسِمٍ إِلَى مَوْسِمٍ

محصورین صرف حرمت والے مہینوں میں گھاٹی سے باہر نکل سکتے تھے۔ (۵)

اور جو مسلمان گھاٹی میں نہیں جا سکتے تھے اہل مکہ نے ان پر وہ مظالم توڑے اور ان پر اتنے مصائب نازل کیے کہ الامان والحفیظ۔

اسی عرصہ میں جب رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ان کے رفقاء شعب بنو ہاشم میں محصور تھے

حِينَ ضَاقَتْ عَلَيْهِ مَكَّةُ وَأَصَابَهُ فِيهَا الْأَذَى، وَرَأَى مِنْ تَظَاهُرِ قُرَيْشٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مَا رَأَى، اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ ، فَأذنَّ لَهُ، حَتَّى إِذَا سَارَ مِنْ مَكَّةَ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ أَخُو بَنِي الْحَارِثِ بْنِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ مَنَاةَ بْنِ كِنَانَةَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الْأَحَابِيشِ،فَقَالَ: إِلَى أَيْنَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟قَالَ أَخْرَجَنِي قَوْمِي وَآذَوْنِي وَضَيَّقُوا عَلَيَّ،قَالَ وَلِمَ؟

اور مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کر کے ان کا جینا حرام کر دیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اجازت طلب کی کہ وہ ہجرت کر کے مہاجرین حبشہ سے جاملیں، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں ہجرت حبشہ کی اجازت فرمادی، لیکن جب آپ نے قریباً ایک یا دو دن کی مسافت طے کر لی تھی تو انہیں حارث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ملے جو اس زمانے میں مکہ کے احابیش میں سب سے زیادہ معزز شخص تھے، انہوں نے پوچھا اے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مسلمانوں پر کفار قریش کے ظلم وستم کا حال سنایا اور بتایا کہ وہ بھی

---

(۱) زادالمعاد ۲۷؍۳

(۲) فتح الباری ۱۹۲؍۷

(۳) ابن سعد ۱۶۳؍۱

(۴) البداية والنهاية ۱۰۵؍۳

(۵) ابن سعد ۱۶۳؍۱

مجبوراً ہجرت کر کے حبشہ جا رہے ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ابن دغنہ بولے آپ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے،

فَوَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَزِينُ الْعَشِيرَةَ، وَتُعِينُ عَلَى النَّوَائِبِ، وَتَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ وَتُكْسِبُ الْمَعْدُومَ ،ارْجِعْ فَإِنَّكَ فِي جِوَارِي، فَرَجَعَ مَعَهُ حتَّى إذا دخل مكة قام معه ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي قَدْ أَجَرْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ فَلَا يَعْرِضْ لَهُ أَحَدٌ إِلَّا بِخَيْرٍ قَالَتْ : فَكَفُّوا عَنْهُ

اللہ کی قسم! تم تو قوم کی زینت ہو اور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہو اور مسافروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو، آپ پچھلی باتوں کو بھول کر میرے ساتھ مکہ مکرمہ واپس چلیں میں آپ کو پناہ دیتا ہوں، چنانچہ وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ واپس مکہ مکرمہ میں لے آئے اور ابن دغنہ نے انہیں اپنے پڑوس کے ایک خالی مکان میں ٹھہرا دیا، ابو دغنہ نے کہا اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے کوئی شخص ان سے سوائے بھلائی کے دوسرا سلوک نہ کرے، قریش نے کہا ہم انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے،

قَالَتْ: وَكَانَ لِأَبِي بَكْرٍ مَسْجِدٌ عِنْدَ بَابِ دَارِهِ فِي بَنِي جُمَحَ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ اسْتَبْكَى قَالَتْ: فَيَقِفُ عَلَيْهِ الصِّبْيَانُ وَالْعَبِيدُ وَالنِّسَاءُ يَعْجَبُونَ لِمَا يَرَوْنَ مِنْ هَيْئَتِهِ، قَالَتْ: فَمَشَى رِجَالٌ من قريش إلى ابن الدغنة فقالوا له : يا ابن الدَّغِنَةِ إِنَّكَ لَمْ تُجِرْ هَذَا الرَّجُلَ لِيُؤْذِيَنَا، إِنَّهُ رَجُلٌ إِذَا صَلَّى وَقَرَأَ مَا جَاءَ به محمد يرق ويبكي وكانت له هيئة، ونحن نَتَخَوَّفُ.عَلَى صِبْيَانِنَا وَنِسَائِنَا وَضُعَفَائِنَا أَنْ يَفْتِنَهُمْ،فَأْتِهِ فَمُرْهُ بِأَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَلْيَصْنَعْ فِيهِ مَا شَاءَ.

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بنی جمع کے جس مکان میں قیام پذیر تھے اس کے دروازے پر ایک نماز پڑھنے کے لیے مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنے لگے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب انسان تھے جب وہ نماز میں قرآنی آیات تلاوت فرماتے تو ان کی ریش آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی ان کی یہ حالت دیکھ کر قریش کے مرد، عورتیں اور بچے وہاں رک جاتے اور ان کی حالت دیکھ کر اور قرآنی آیات سن کر ان لوگوں کے دل پسیجنے لگے، یہ دیکھ کر بہت سے قریش مل کر ابن دغنہ کے پاس آئے اور اسے کہا اے ابن دغنہ! ہم اس شخص کو اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ہمیں اس طرح تکلیف پہنچائے، یہ شخص جب نماز پڑھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو نازل ہوا ہے اس میں سے تلاوت کرتا ہے تو روتا ہے جس سے اس کی ریش تک بھیگ جاتی ہے اگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس طرح اپنے مکان کے باہر نماز پڑھتے رہے تو انہیں اندیشہ ہے کہ ان کے مرد، عورتیں بلکہ بچے تک بہکنے اور اپنی تہذیب سے روگردانی کرنے لگیں گے، ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ اسے کہیں کہ وہ اپنے گھر کے اندر مسجد بنائے اور پھر جس طرح چاہے نماز پڑھے،

قَالَتْ: فَمَشَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَيْهِ فقال له : يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنِّي لَمْ أُجِرْكَ لِتُؤْذِيَ قَوْمَكَ.وَقَدْ كَرِهُوا مَكَانَكَ الَّذِي أَنْتَ بِهِ، وَتَأَذَّوْا بِذَلِكَ مِنْكَ، فَادْخُلْ بَيْتَكَ فَاصْنَعْ فِيهِ مَا أَحْبَبْتَ،قَالَ: أَوْ أَرُدُّ عَلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللّٰهِ،قَالَ فَارْدُدْ عَلَيَّ جِوَارِي.قَالَ: قَدْ رَدَدْتُهُ عَلَيْكَ،قَالَتْ: فَقَامَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ قَدْ رَدَّ عَلَيَّ جِوَارِي فَشَأْنُكُمْ بِصَاحِبِكُمْ

چنانچہ ابن دغنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا اے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ! میں نے تمہیں اس لیے پناہ نہیں دی تھی کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ، وہ تمہیں گھر سے باہر نماز پڑھتے پسند نہیں کرتے اور انہیں اس سے تکلیف پہنچتی ہے آپ گھر کے اندر مسجد بنا کر جس طرح نماز پڑھتے رہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تمہاری پناہ تمہیں واپس لوٹا دوں اور اللہ کی پناہ میں چلا جاؤں تو کیسا رہے گا، ابن دغنہ نے کہا ٹھیک ہے آپ میری پناہ مجھے واپس لوٹا دیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تمہاری پناہ تمہیں لوٹا دی، ابن دغنہ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے بولا اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے میری پناہ مجھے لوٹا دی ہے اب تم اپنے ساتھی کے ساتھ جو سلوک چاہے کرو۔ [1]

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی دلیرانہ رویہ اختیار کیا، اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنے ماموں عاص بن وائل کی پناہ کالعدم کر دی تا کہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں اسی طرح زندگی بسر کریں جس طرح دیگر بے بس مسلمان بسر کر رہے تھے اور جنہیں کوئی کافر پناہ دینے کے لیے تیار نہ تھا۔

دوسری طرف کیونکہ قریش کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا اندیشہ تھا

فَكَانَ أَبُو طَالِبٍ إِذَا أَخَذَ النَّاسُ مَضَاجِعَهُمْ أَمَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاضْطَجَعَ عَلَى فِرَاشِهِ حَتَّى يَرَى ذَلِكَ مَنْ أَرَادَ به مكراً واغتيالاً له، فإذا نام النَّاسُ أَمَرَ أَحَدَ بَنِيهِ أَوْ إِخْوَتِهِ أَوْ بني عمه فاضطجعوا عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ بَعْضَ فُرُشِهِمْ فَيَنَامَ عَلَيْهِ

اس لئے ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ جب رات کو لوگ سونے لگتے تو ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مخصوص بستر پر لٹاتے تا کہ قاتلانہ حملہ کا ارادہ کرنے والے دیکھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں سو رہے ہیں مگر جب لوگ سو جاتے تو ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اپنے کسی عزیز کو سلا دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بستر میں منتقل کر دیتے [2]

حرمت والے مہینوں میں جب محصورین اپنی ضروریات کی چیزیں لینے کے لئے اس گھاٹی سے باہر نکلتے تو اس دوران قریش چیزوں کے دام اس قدر بڑھا دیتے کہ مسلمانوں کے لئے انہیں خرید ناممکن نہ رہتا، ان مہینوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی سے باہر تشریف لاتے اور لوگوں کو دعوت اسلام دے کر اپنا فرض منصبی ادا فرماتے،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی پیدائش اسی اسیری کے زمانے میں ہوئی۔

یہ مظلومین تین سال تک ابن سعد کے بقول دو سال اس گھاٹی میں محصور و محبوس رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو طالب اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنا اپنا تمام سرمایہ خرچ کر ڈالا اور اس کے بعد نوبت فقر و فاقہ تک آ پہنچی، مقاطعہ نہایت شدید تھا کہ محصورین کی حالت بہت سنگین ہو گئی۔

وَسُمِعَ أَصْوَاتُ صِبْيَانِهِمْ بِالْبُكَاءِ مِنْ وَرَاءِ الشِّعْبِ، فَمِنْ قُرَيْشٍ مَنْ سَرَّهُ ذَلِكَ وَمِنْهُمْ مَنْ سَاءَهُ وَقَالَ: انْظُرُوا مَا أَصَابَ مَنْصُورَ بْنَ عِكْرِمَةَ

بھوک سے بچوں اور عورتوں کے بلبلانے اور تڑپنے کی آوازیں گھاٹی سے باہر سنائی دینے لگیں، سنگدل لوگ ان معصوم آوازوں پر خوش ہوتے

[1] البداية والنهاية ۱۱۷/۳

[2] ـالبداية والنهاية۱۰۶/۳

اور خیال کرتے کہ ان کا حربہ آخر کار کامیاب ہو جائے گا، محمد ﷺ جو نہایت رحم دل ہیں بچوں اور عورتوں کے بلبلانے اور تڑپنے کی آوازیں سن کر خود کو قریش کے حوالے کر دیں گے یا بنو ہاشم ہی ہمت ہار جائیں گے اور محمد ﷺ کو پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں گے، مگر قریش میں بعض تو اس پر خوش ہوتے تھے لیکن جو لوگ رحم دل تھے ان کو قریش کا یہ وطیرہ سخت نا گوار گزرا انہوں نے کہا کیا تم لوگوں نے دیکھا نہیں کہ اس سفا کانہ معاہدہ لکھنے کی وجہ سے منصور بن عکرمہ پر کیا گزری ہے؟۔ (۱)

يحكى أن الْمُؤمنِينَ جهدوا من ضيق الْحصار، حَتَّى إِنَّهُم كَانُوا يَأْكُلُون الْخبط، وورق السمر وَكَانَ فِيهِمْ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقّاصٍ. رُوِيَ أَنّهُ قَالَ لَقَدْ جُعْت، حَتّى إنّي وَطِئْت ذَاتَ لَيْلَةٍ عَلَى شَيْءٍ رَطْبٍ فَوَضَعْته فِي فِمِي وَبَلَعْته، وَمَا أَدْرِي مَا هُوَ إلَى الْآنَ

اس دوران مسلمانوں نے بھوک سے مجبور ہو کر کیکر کے پتے کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی، ان محاصرین میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ کہتے ہیں کہ میں سخت بھوکا تھا ایک رات اتفاق سے میرا پیر کسی تر چیز پر پڑا جو گیلی تھی میں نے اسے دیکھے بنا اٹھا کر زبان پر رکھا اور نگل گیا مجھے معلوم نہیں وہ کیا شے تھی؟۔ (۲)

أَنّ سَعْدًا قَالَ خَرَجْت ذَاتَ لَيْلَةٍ لِأَبُولَ فَسَمِعْت قَعْقَعَةً تَحْتَ الْبَوْلِ فَإِذَا قِطْعَةٌ مِنْ جِلْدِ بَعِيرٍ يَابِسَةٍ فَأَخَذْتهَا وَغَسَلْتهَا، ثُمّ أَحْرَقْتهَا ثُمّ رَضَضْتهَا، وَسَفِفْتهَا بِالْمَاءِ فَقَوِيت بِهَا ثَلَاثًا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں ایک رات میں پیشاب کے لئے نکلا راستے میں مجھے اونٹ کی کھال کا سوکھا ہوا چمڑا ملا پیٹ بھرنے کے لئے میں نے اسے دھو کر جلایا اور اس کا سفوف بنا کر پانی کے ساتھ پی لیا، تین دن میں نے اسی سفوف پر گزارا کیا۔ (۳)

نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ اگر کسی کو حاجت ہوتی تو وہ بکری کی طرح مینگنیاں کرتا تھا۔ (۴)

بعض لوگوں کا اپنے عزیزوں کی اس تکلیف پر دل کڑھتا تھا، وہ خفیہ طور پر کھانے پینے کی چیزیں بھیجتے،

وَقَدْ كَانَ أَبُو جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِيمَا يَذْكُرُونَ لَقِيَ حَكِيمَ بْنَ حِزَامِ بْنِ خُوَيْلِدِابْنِ أَسَدٍ، مَعَهُ غُلَامٌ يَحْمِلُ قَمْحًا يُرِيدُ بِهِ عَمَّتَهُ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ، وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ فِي الشِّعْبِ، فَتَعَلَّقَ بِهِ وَقَالَ: أَتَذْهَبُ بِالطَّعَامِ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ؟ وَاَللَّهِ لَا تَبْرَحُ أَنْتَ وَطَعَامُكَ حَتَّى أفضحك بِمَكَّةَ،فَجَاءَهُ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ ابْن هَاشِمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسد، فَقَالَ: مَالك وَلَهُ؟ فَقَالَ: يَحْمِلُ الطَّعَامَ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ

ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد نے جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے، احسان اور صلہ رحمی جن کا فطری اور جبلی وصف تھا ایک روز خفیہ طور پر اپنی پھوپھی کو کچھ غلہ بھیجنے کے لئے غلام کے ہمراہ جا رہے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تھیں مگر

(۱) ابن سعد ۱۶۳/۱

(۲) ابن ہشام ۳۷۷/۱، الروض الانف ۲۱۶/۳

(۳) الروض الانف ۲۱۷/۳، سیرة ابن اسحاق ۱۹۴/۱، فقه السیرة للغزالی ۱۲۸/۱

حَتّى إنّ أَحَدَهُمْ لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشّاةُ

(۴) ابن ہشام ۳۷۷/۱، الروض الانف ۲۱۶/۳

ابوجہل نے کسی طرح انہیں دیکھ لیا اور ان پر جھپٹ پڑا اور سختی سے کہا میں تجھ کو بنوہاشم کے ہاں غلہ لے جانے نہ دوں گا اور تمہاری اس حرکت پر سب قبائل قریش میں تمہیں ذلیل و رسوا کروں گا، اتفاق سے ابوالبختری ابن ہاشم بن حارث بن اسد بھی وہیں پہنچ گیا اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ ابوجہل نے کہا یہ بنوہاشم کے لیے غلہ لے کر جا رہا ہے،

فَقَالَ (لَهُ) أَبُو الْبَخْتَرِيّ: طَعَامٌ كَانَ لِعَمَّتِهِ عِنْدَهُ بَعَثَتْ إِلَيْهِ (فِيهِ) أَفَتَمْنَعُهُ أَنْ يَأْتِيَهَا بِطَعَامِهَا! خَلِّ سَبِيلَ الرَّجُلِ، فَأَبَى أَبُو جَهْلٍ حَتَّى نَالَ أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ، فَأَخَذَ (لَهُ) أَبُو الْبَخْتَرِيّ لَحْيَ بَعِيرٍ فَضَرَبَهُ بِهِ فشجّه، ووطئه وطأ شَدِيدًا وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَرِيبٌ يَرَى ذَلِكَ، وَهُمْ يَكْرَهُونَ أَنْ يَبْلُغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ، فَيَشْمَتُوا بِهِمْ

ابوالبختری نے ابوجہل سے کہا اس کی پھوپھی کا غلہ اس کے پاس رکھا ہوا تھا اس نے اپنا غلہ منگوایا ہے اور یہ اپنی پھوپھی کے پاس لے کر جا رہا ہے تیرا اس میں کیا حرج ہے اس شخص کا راستہ چھوڑ دو، فرعون امت ابوجہل نے یہ بات کب برداشت کرنی تھی اسے اس نرم جواب پر سخت غصہ آیا اور ابوالبختری کو برا بھلا کہنے لگا اور پھر نوبت زدوکوب تک پہنچ گئی، ابوالبختری نے ابوجہل کے اونٹ کی جس پر وہ سوار تھا گردن پکڑ کر مروڑ ڈالی اور ایسا جھٹکا دیا کہ اونٹ بیٹھ گیا پھر ابوجہل کی گدی پکڑ کے کھینچ لیا اور قریب پڑی اونٹ کی ہڈی اٹھا کر ابوجہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا پھر ابوالبختری نے اسے اپنے پیروں اور لاتوں سے خوب روندا، اور یہ ساری کاروائی شعب بنوہاشم میں کھڑے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب دیکھ رہے تھے، ابوجہل کو مار کھانے سے زیادہ اس بات سے تکلیف پہنچی کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہنچے گی اور وہ میری ذلت کا سن کر خوش ہوں گے۔ [1]

مسلمانوں کی تکالیف اور مصائب کو دیکھ کر بعض رحم دل لوگوں نے اس معاہدہ کو جو قریش نے بنوہاشم کے خلاف لکھا تھا توڑنے کا ارادہ کیا جن میں سب سے پہلے ہشام بن عمرو بن حارث بن مالک بن عامر تھے جو بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتے تھے اور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ افسوس ہم تو سب نعمتیں کھائیں پئیں اور ہمارے عزیز واقارب دانے دانے کو ترسیں اور فاقے پر فاقے کریں،

فَكَانَ فِيمَا بَلَغَنِي يَأْتِي بِالْبَعِيرِ، وَبَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ فِي الشِّعْبِ لَيْلًا، قَدْ أَوْقَرَهُ طَعَامًا، حَتَّى إِذَا أَقْبَلَ بِهِ فَمَ الشِّعْبِ خَلَعَ خِطَامَهُ مِنْ رَأْسِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ عَلَى جَنْبِهِ، فَيَدْخُلُ الشِّعْبَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَأْتِي بِهِ قَدْ أَوْقَرَهُ بَزًّا ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ

چنانچہ ہشام بن عمرو نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ رات کے وقت اونٹ پر گیہوں لاد کر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو پہنچا دیا کرتا تھا اور وہ اونٹ پر سے گیہوں کو اتار کر اونٹ کو واپس کر دیتے تھے وہ پھر موقعہ دیکھ کر اس پر لاد کر پہنچا دیتا غرضیکہ اسی طریقہ سے ان کا گزارہ ہوتا تھا۔ [2]

ثُمَّ إِنَّهُ مَشَى إِلَى زُهَيْرِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُومٍ، وَكَانَتْ أُمُّهُ عَاتِكَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: يَا زُهَيْرُ، أَقَدْ رَضِيتَ أَنْ تَأْكُلَ الطَّعَامَ، وَتَلْبَسَ الثِّيَابَ، وَتَنْكِحَ النِّسَاءَ، وَأَخْوَالُكَ حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ، لَا

[1] ابن ہشام ۱/۳۵۳

[2] ابن ہشام ۱/۳۷۴

يُبَاعُونَ وَلَا يُبْتَاعُ مِنْهُمْ، وَلَا يَنْكِحُونَ وَلَا يُنْكَحُ إِلَيْهِمْ؟أَمَا إِنِّي أَحْلِفُ بِاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا أَخْوَالَ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ، ثُمَّ دَعَوْتَهُ إِلَى (مِثْلِ) مَا دَعَاكَ إِلَيْهِ مِنْهُمْ، مَا أَجَابَكَ إِلَيْهِ أَبَدًا

کچھ عرصہ بعد ہشام بن عمرو، عبد المطلب کے نواسے اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب کے بیٹے زہیر بن امیہ مخزومی جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے کے پاس گئے اور انہیں اپنا ہم خیال بنانے کی غرض سے کہا اے زہیر! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم تو ہر نعمت کھاؤ، اچھے کپڑے پہنو، عورتوں سے نکاح کرو اور تمہارے ماموں بنی مطلب کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کرسکیں اور ان سے شادی بیاہ بھی نہ کرسکیں، اللہ کی قسم اگر ابوجہل کے ننھیال اس حال میں ہوتے تو وہ ہرگز ہرگز اس معاہدہ کی پرواہ نہ کرتا اور کھلم کھلا ان کی مدد کرتا،

قَالَ: وَيْحَكَ يَا هِشَامُ! فَمَاذَا أَصْنَعُ؟ إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ مَعِي رَجُلٌ آخَرُ لَقُمْتُ فِي نَقْضِهَا حَتَّى أَنْقُضَهَا، قَالَ: قَدْ وَجَدْتَ رَجُلًا قَالَ: فَمَنْ هُوَ؟قَالَ: أَنَا،قَالَ لَهُ زُهَيْرٌ: أَبْغِنَا رَجُلًا ثَالِثًا، فَذَهَبَ إِلَى الْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ (بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ) ، فَقَالَ لَهُ: يَا مُطْعِمُ أَقَدْ رَضِيتَ أَنْ يَهْلِكَ بَطْنَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَأَنْتَ شَاهِدٌ عَلَى ذَلِكَ، مُوَافِقٌ لِقُرَيْشٍ فِيهِ! أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ أَمْكَنْتُمُوهُمْ مِنْ هَذِهِ لَتَجِدُنَّهُمْ إِلَيْهَا مِنْكُمْ سِرَاعًا، قَالَ وَيْحَكَ! فَمَاذَا أَصْنَعُ؟ إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ،قَالَ: قَدْ وَجَدْتَ ثَانِيًا،قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: أَنَا

زہیر بن امیہ نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر میں اکیلا کیا کرسکتا ہوں؟ اگر مجھے کوئی اور ہم خیال مل جائے تو پھر میں اس کام کے لئے تگ و دو کروں، ہشام نے کہا ایک آدمی اور بھی ہے، زہیر نے پوچھا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا میں تمہارے سامنے موجود ہوں، زہیر نے کہا اب کسی تیسرے آدمی کی تلاش کی جائے، زہیر بن امیہ کو ہم خیال بنا کر ہشام بن عمرو وہاں سے اٹھے اور مطعم بن عدی کے پاس چلے گئے جن کا تعلق نوفل عبد مناف سے تھا اس طرح مطعم کا بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے قریبی نسبی تعلق تھا، ہشام بن عمرو نے کہا اے مطعم! کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بنی عبد مناف کے دو گروہ ہلاک ہو جائیں اور تو ان کی ہلاکت میں قریش کا ساتھ دے، واللہ! اگر قریش سے تم ایسی بات چاہتے تو وہ ہرگز تمہارے ساتھ شریک نہ ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو فوراً اس عہد کا توڑ دیتے، مطعم بن عدی نے بھی یہی کہا کہ وہ اکیلا کیا کرسکتا ہے کوئی دوسرا آدمی ہو تو وہ بھی کچھ کوشش کرے، ہشام نے کہا دوسرا ابھی تیرے پاس موجود ہے، مطعم نے کہا وہ کون ہے، ہشام نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں،

قَالَ: أَبْغِنَا ثَالِثًا قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ،قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ:زُهَيْرُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ،قَالَ: أَبْغِنَا رَابِعًافَذَهَبَ إِلَى الْبَخْتَرِيِّ بْنِ هِشَامٍ، فَقَالَ لَهُ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ، فَقَالَ: وَهَلْ مِنْ أَحَدٍ يُعِينُ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: زُهَيْرُ ابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، وَالْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ، وَأَنَا مَعَكَ،قَالَ: أَبْغِنَا خَامِسًافَذَهَبَ إِلَى زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ، فَكَلَّمَهُ، وَذكر لَهُ قَرَابَتَهُمْ وَحَقَّهُمْ،فَقَالَ لَهُ: وَهَلْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الَّذِي تَدْعُونِي إِلَيْهِ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَ:نَعَمْ، ثُمَّ سَمَّى لَهُ الْقَوْمَ،فَاتَّعَدُوا خَطْمَ الْحَجُونِ لَيْلًا بِأَعْلَى مَكَّةَ، فَاجْتَمَعُوا هُنَالِكَ. فَأَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَتَعَاقَدُوا عَلَى الْقِيَامِ فِي الصَّحِيفَةِ حَتَّى يَنْقُضُوهَا

مطعم نے کہا پھر تیسرا آدمی تلاش کرنا چاہیے، ہشام نے کہا وہ بھی موجود ہے، مطعم نے کہا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا زہیر بن امیہ مخزومی،

مطعم نے کہا تو پھر چوتھا آدمی تلاش کرنا چاہیے تا کہ کام پختہ ہو جائے، ہشام بن عمرو یہاں بھی کامیاب ہو کر ابوالبختری بن ہشام کے پاس پہنچے اور اس سے بھی وہی گفتگو کی جو مطعم بن عدی سے کی تھی، اس نے کہا اور کون ہمارا شریک ہے؟ ہشام نے کہا اور بھی ہیں، ابوالبختری نے کہا اور کون لوگ ہیں؟ ہشام نے کہا زہیر ابن ابی امیہ اور مطعم بن عدی اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں ابوالبختری نے کہا پھر پانچواں آدمی تلاش کرنا چاہیے، اس کے بعد ہشام زمعہ بن الاسود بن مطلب بن اسد کے پاس پہنچے اور اس سے بات چیت کی اور قرابت داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا، وہ بھی ہشام بن عمرو کا ہم خیال بن گیا اور کہا کیا تم نے کسی اور کو بھی اپنے ساتھ ملایا ہے؟ ہشام نے کہا ہاں اور سب لوگوں کے اتفاق کا ذکر کیا، اس طرح یہ پانچ آدمی مکہ معظّمہ کی بالائی جانب باب الحجون میں جمع ہوئے اور اس معاہدے کو توڑنے کے لئے عہد و پیمان کیا کہ کل ہم ضرور اس عہد نامہ کو پارہ پارہ کر دیں گے،

وَقَالَ زُهَيْرٌ: أَنَا أَبْدَؤُكُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَتَكَلَّمُ،فَلَمَّا أَصْبَحُوا غَدَوْا إِلَى أَنْدِيَتِهِمْ، وَغَدَا زُهَيْرُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ، أَنَأْكُلُ الطَّعَامَ وَنَلْبَسُ الثِّيَابَ، وَبَنُو هَاشِمٍ هَلْكَى لَا يُبَاعُ وَلَا يُبْتَاعُ مِنْهُمْ، وَاللَّهِ لَا أَقْعُدُ حَتَّى تُشَقَّ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ الْقَاطِعَةُ الظَّالِمَةُ،قَالَ أَبُو جَهْلٍ: وَكَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ: كَذَبْتَ وَاللَّهِ لَا تُشَقُّ ، قَالَ زَمْعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ: أَنْتَ وَاللَّهِ أَكْذَبُ، مَا رَضِينَا كِتَابَهَا حَيْثُ كُتِبَتْ، قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيّ:صَدَقَ زَمْعَةُ، لَا نَرْضَى مَا كُتِبَ فِيهَا، وَلَا نُقِرُّ بِهِ، قَالَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ:صَدَقْتُمَا وَكَذَبَ مَنْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ، نَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ مِنْهَا، وَمِمَّا كُتِبَ فِيهَاقَالَ هِشَامُ ابْن عَمْرٍو نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ،فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَذَا أَمْرٌ قُضِيَ بِلَيْلٍ، تُشُووِرَ فِيهِ بِغَيْرِ هَذَا الْمَكَانِ

زہیر بن امیہ نے کہا اس معاہدے کے خلاف سب سے پہلے میں آواز اٹھاؤں گا تم میری ہاں میں ہاں ملانا، دوسری صبح جب حسب دستور قریش خانہ کعبہ میں آ کر اپنی اپنی جگہ فروکش ہوئے تو زہیر بن امیہ بھی ریشمی حلہ زیب تن کر کے وہاں پہنچ گیا اور سب یاران جلسہ بھی ان کے ساتھ شریک تھے، آتے ہی پہلے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا، پھر قریش کے مجمع میں آیا اور وعدے کے مطابق کھڑے ہو کر کہا اے اہل مکہ! یہ تو بڑے افسوس اور غیرت کی بات ہے کہ ہم تو ہر طرح کی نعمتیں کھائیں اور پئیں، نکاح کریں اور بنو ہاشم فاقوں سے مریں، نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچی جائے اور نہ خریدی جائے، اللہ کی قسم جب تک یہ غیر منصفانہ معاہدہ جو قوم میں قطع رحمی کا سبب بنا ہوا ہے چاک نہیں کیا جائے گا میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا، ابوجہل جو ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا نے بڑی رعونت سے جواب دیا اللہ کے گھر میں آویزاں یہ عہد نامہ کبھی چاک نہیں کیا جا سکتا، زمعہ بن الاسود نے کھڑے ہو کر ابوجہل سے کہا اللہ کی قسم! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے یہ جانبدارانہ عہد نامہ ضرور چاک کیا جائے گا، جس وقت یہ لکھا جا رہا تھا ہم لوگ اس وقت بھی اس پر راضی نہ تھے، ابوالبختری بن ہشام نے ان لوگوں کی تائید کرتے ہوئے کہا زمعہ ٹھیک کہتا ہے ہم بھی اس عہد نامے پر راضی نہ تھے، اس عہد نامہ کو فوراً چاک کر دو، مطعم نے کہا بلا شبہ یہ دونوں سچ کہہ رہے ہیں اور ابوجہل جھوٹا ہے ہم اللہ کے حضور ایسے ظلم سے توبہ کرتے ہیں جس کے واسطے یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے، پھر ہشام بن عمرو نے بھی اس بات کی تائید کی کہ اس معاہدے کو ختم کر دینا چاہیے، ابوجہل کے یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسی آواز اٹھائی جائے گی بنو ہاشم کے حق میں ان

پانچوں لوگوں کی آراء سن کروہ ہکا بکارہ گیا اور سنبھل کر کہا یہ تو رات میں پہلے سے طے کیا ہوا منصوبہ معلوم ہوتا ہے۔ [1]

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَالِبٍ: يَا عَمِّ، إِنَّ رَبِّي اللَّهَ قَدْ سَلَّطَ الْأَرَضَةَ عَلَى صَحِيفَةِ قُرَيْشٍ، فَلَمْ تَدَعْ فِيهَا اسْمًا هُوَ للَّه إِلَّا أَثْبَتَتْهُ فِيهَا،وَنَفَتْ مِنْهُ الظُّلْمَ وَالْقَطِيعَةَ وَالْبُهْتَانَ، فَقَالَ:أَرَبُّكَ أَخْبَرَكَ بِهَذَا؟قَالَ: نعم،قَالَ: فو الله مَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ أَحَدٌ ، فَانْطَلَقَ فِي عِصَابَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَتَّى أَتَوُا الْمَسْجِدَ وَهُمْ خَائِفُونَ لِقُرَيْشٍ، فَلَمَّا رَأَتْهُمْ قُرَيْشٌ فِي جَمَاعَةٍ أَنْكَرُوا ذَلِكَ، وَظَنُّوا أَنَّهُمْ خَرَجُوا مِنْ شِدَّةِ الْبَلاءِ لِيُسَلِّمُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُمَّتِهِ إِلَى قُرَيْشٍ

محرم دس بعثت نبوی کو رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب کو خبر دی اے چچا! اس عہد نامہ کے تمام حروف کو جو ظلم، قطع رحمی اور بہتان پر مبنی تھے سوائے باسمک اللھم کے علاوہ جو بطور عنوان ہر تحریر کے شروع میں لکھا جاتا تھا دیمک نے کھالیا ہے، ابوطالب نے کہا کیا یہ خبر تمہیں رب نے دی ہے؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے میرے رب نے یہ خبر پہنچائی ہے،ابوطالب نے کہا واللہ ! آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا،ابوطالب نے یہ خبر دوسرے اہل خاندان سے بیان کی اور سب مل کر مسجد میں گئے جب قریش نے ابوطالب کو آتے دیکھا تو سمجھا کہ شدید قسم کی بھوک سے تنگ آ کر اب رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے کرنے آرہے ہیں،

فَتَكَلَّمَ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: قَدْ جَرَتْ أُمُورٌ بَيْنَنَا وبينكم نذكرها لكم فأتوا بِصَحِيفَتِكُمُ الَّتِي فِيهَا مَوَاثِيقُكُمْ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ صُلْحٌ، وَإِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ أَبُو طَالِبٍ خَشْيَةَ أَنْ يَنْظُرُوا فِي الصَّحِيفَةِ قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا بِهَا، فَأَتَوْا بِصَحِيفَتِهِمْ مُعْجِبِينَ، لا يَشُكُّونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْفَعُ إِلَيْهِمْ، فَوَضَعُوهَا بَيْنَهُمْ، وَقَالُوا لأَبِي طَالِبٍ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَرْجِعُوا عَمَّا أَحْدَثْتُمْ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ

ابوطالب بولے اور قریش سے کہا ایک واقعہ رونما ہوا ہے ممکن ہے وہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کا ذریعہ بن جائے، یہ سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کرنے میں کوئی شک باقی نہ رہا پس اس دستاویز کو سامنے رکھ دیا گیا وہ کہنے لگے اب تمہارے ہوش ٹھکانے آئے ہیں اور تم قوم کی بات سننے پر تیار ہوئے ہو،

فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: إِنَّمَا أَتَيْتُكُمْ فِي أَمْرٍ هُوَ نِصْفٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، إِنَّ ابْنَ أَخِي أَخْبَرَنِي وَلَمْ يَكْذِبْنِي ، أَنَّ هَذِهِ الصَّحِيفَةَ الَّتِي فِي أَيْدِيكُمْ قَدْ بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهَا دَابَّةً فَلَمْ تَتْرُكْ فِيهَا اسْمًا لَهُ إِلَّا لَحَسَتْهُ، وَتَرَكَتْ فِيهَا غَدْرَكُمْ وَتَظَاهُرَكُمْ عَلَيْنَا بِالظُّلْمِ،فَإِنْ كَانَ الْحَدِيثُ كَمَا يَقُولُ فَأَفِيقُوا فَلا وَاللَّهِ لا نُسَلِّمُهُ حَتَّى نَمُوتَ مِنْ عِنْدِ آخِرِنَا وَإِنْ كَانَ الَّذِي يَقُولُ بَاطِلا دَفَعْنَا إِلَيْكُمْ صَاحِبَنَا فَقَتَلْتُمْ أَوِ اسْتَحْيَيْتُمْ، فَقَالُوا: قَدْ رَضِينَا بِالَّذِي تَقُولُ

ابوطالب نے کہا میں تمہیں ایک انصاف کی بات کہتا ہوں اس کو مان لوگے تو ہمارے تمہارے درمیان صلح ہوسکتی ہے، میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہیں بولا آج اس نے یہ خبر دی ہے اور اس کی کوئی بات غلط ثابت نہیں ہوئی کہ اللہ نے تمہاری دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا ہے جس نے ظلم وجور اور قرابت داروں سے قطع تعلق کی عبارتوں کو چاٹ لیا ہے آؤ اسی خبر پر فیصلہ کر لیتے ہیں، اگر محمد ﷺ نے صحیح خبر دی ہے تو جب

---

[1] تاریخ طبری ۳۴۲،۲،ابن ہشام ۳۷۶،۱،الروض الانف ۲۱۷،۳

تک ہمارا بچہ بچہ کٹ نہیں جائے گا ہم محمد ﷺ کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے اور اگر یہ خبر انہوں نے غلط دی ہے تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دوں گا پھر تمہیں اختیار ہے کہ چاہے تم انہیں قتل کر دو یا شرمندہ کر کے زندہ چھوڑ دو، قریش تو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کو تیار ہی نہ تھے اور نہ یہ یقین رکھتے تھے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی رہنمائی فرماتا ہے چنانچہ انہیں یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور انہوں نے اس پیشکش کو فوراً قبول کر لیا،

فَفَتَحُوا الصَّحِيفَةَ فَوَجَدُوا الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَخْبَرَ بِخَبَرِهَا قَبْلَ أَنْ تُفْتَحَ،فَلَمَّا رَأَتْ قُرَيْشٌ صِدْقَ مَا جَاءَ بِهِ أَبُو طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: هَذَا سِحْرُ ابْنِ أَخِيكَ وَزَادَهُمْ ذَلِكَ بَغْيًا وَعُدْوَانًا فَعِنْدَ ذَلِكَ صَنَعَ الرَّهْطُ مِنْ قُرَيْشٍ فِي نَقْضِ الصَّحِيفَةِ مَا صَنَعُوا

اسی وقت کچھ لوگوں کو اس دستاویز کا حال دیکھنے کو بھیجا انہوں نے اس دستاویز کو کھولا تو دیکھا کہ واقعی صادق المصدوق ﷺ کی خبر کے مطابق دیمک اللہ کے نام کے سوا تمام عبارت کو چاٹ چکی ہے، جب قریش نے دیکھا کہ یہ خبر جو ابو طالب رسول اللہ ﷺ سے سن کر آئے تھے سچ ثابت ہوگئی ہے تو ندامت وشرمندگی سے سب کی گردنیں جھک گئیں مگر بولے یہ تمہارے بھتیجے کے جادو کا کرشمہ ہے، یہ کہہ کر انہوں نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا اور پہلے سے بھی زیادہ فساد پر آمادہ ہو گئے، لیکن عہد نامہ پھاڑنے پر اتفاق کرنے والے لوگ آگے بڑھے اور اس معاہدے کو پارہ پارہ کر دیا۔ [۱]

ثُمَّ دَخَلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بَيْنَ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ وَالْكَعْبَةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ انْصُرْنَا مِمَّنْ ظَلَمَنَا. وَقَطَعَ أَرْحَامَنَا. وَاسْتَحَلَّ مِنَّا مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِنَّا!ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى الشِّعْبِ

ابو طالب اور ان کے رفقاء حرم میں پہنچے اور بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر دعا مانگی اے اللہ! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہماری قرابتوں کو قطع کیا اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیا ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اس دعا کے بعد سب واپس گھاٹی میں چلے گئے۔ [۲]

وَتَلاوَمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى مَا صَنَعُوا بِبَنِي هَاشِمٍ. فِيهِمْ: مُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ. وَعَدِيُّ بْنُ قَيْسٍ. وَزَمْعَةُ بْنُ الأَسْوَدِ. وَأَبُو البختري بْنُ هَاشِمٍ. وَزُهَيْرُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ. وَلَبِسُوا السِّلاحَ ثُمَّ خَرَجُوا إِلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. فَأَمَرُوهُمْ بِالْخُرُوجِ إِلَى مَسَاكِنِهِمْ فَفَعَلُواأَنَّ خُرُوجَهُمْ مِنَ الشِّعْبِ كَانَ فِي سَنَةِ عَشْرٍ مِنَ الْمَبْعَثِ

چنانچہ قریشیوں نے بنی ہاشم کے خلاف جو نامناسب کاروائی کی تھی اس کو ختم کرنے کے لیے مطعم بن عدی، عدی بن قیس، زمعہ بن اسود، ابوالبختری بن ہشام، زہیر بن ابی امیہ نے ہتھیار لگائے اور بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب کے پاس گھاٹی میں پہنچے اور انہیں اپنے اپنے گھروں کو جانے کی اجازے دے دی اور بنو ہاشم اور بنی عبدالمطلب اپنے گھروں کو چلے گئے اس طرح اس سفاکانہ عہد نامہ کا خاتمہ ہوا، تین سال کی مسلسل مصیبت کے بعد دس بعثت نبوی کو رسول اللہ ﷺ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ،ابو طالب اور بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب اس گھاٹی سے باہر آئے۔ [۳]

---

[۱] ابن ہشام۳۷۶؍۱،الروض الانف۲۱۸؍۳،عیون الآثر ۱۴۸؍۱

[۲] ابن سعد۱۶۳؍۱،تاریخ طبری ۲۲۹؍۲

[۳] فتح الباری۱۹۲؍۷

نبوت کی نشانی دیکھ لینے کے باوجود قریش اسلام قبول کرنے کے بجائے اپنے کفر پر اور مضبوطی سے جم گئے۔

اس روایت کی رو سے قریش کا ہر قبیلہ اس بات کا پابند تھا کہ وہ:

أَنْ لَا يُبَايِعُوهُمْ، وَلَا يُنَاكِحُوهُمْ، وَلَا يُكَلِّمُوهُمْ، وَلَا يُجَالِسُوهُمْ، حَتَّى يُسَلِّمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کوئی شخص بنو ہاشم سے تجارت نہیں کرے گا اور کوئی شخص بنو ہاشم سے شادی بیاہ نہیں کرے گا اور کوئی شخص بنو ہاشم سے بات چیت نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کے میل جول رکھے گا جب تک کہ وہ محمد ﷺ کو ان کے حوالے نہیں کر دیتے۔

- بعض روایات میں ہے قریش نے بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور بعض میں ہے اپنی مصلحت کے تحت شعب بنی ہاشم میں یکجا ہوئے۔
- بعض روایات میں محصوری کی مدت دو سال بتلائی جاتی ہے اور بعض میں تین سال۔
- معاہدہ کے جس حصہ کو دیمک نے چاٹ لیا تھا اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ ابتدائی الفاظ تھے یا یہ الفاظ تو باقی رہ گئے اور اصل معاہدہ تلف ہو گیا۔

ان روایات پر کچھ سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں مثلاً:

- معاہدہ کی رو سے بنو ہاشم سے تجارتی لین دین، شادی بیاہ، بات چیت اور میل جول پر پابندی لگائی تھی مگر بنی ہاشم کا محاصرہ کرنے کی تو کوئی شق موجود نہیں تھی، لہٰذا اس معاہدہ کے تحت قریش کا بنو ہاشم کا محاصرہ کرنے کا تو کوئی جواز نہ تھا اور نہ ہی کوئی قبیلہ ان کا محاصرہ کرنے کا پابند تھا، چنانچہ جو شق معاہدہ میں شامل ہی نہیں تھی اس پر تمام قریش نے اتفاق کیسے عمل کر لیا۔
- اور کیا بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب کو گھاٹی میں محصور کر کے پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ کوئی اندر جا سکتا تھا اور نہ کوئی باہر نکل سکتا تھا اور نہ کوئی چیز اندر جا سکتی تھی اور نہ باہر نکل سکتی تھی تاکہ بنی ہاشم بھوک پیاس سے مر جائیں۔
- یہ معاہدہ صرف بنی ہاشم اور اس کے حمایتی بنی عبد المطلب کے خلاف تھا دوسرے قبائل کے خلاف نہیں تھا لیکن روایت میں ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جن کا تعلق بنو زہرہ سے تھا بنو ہاشم اور بنی عبد المطب کے ساتھ محاصرے میں موجود تھے، وہ ان محاصرین میں کیسے شامل ہو گئے؟ اگر یہ کہا جائے وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ تھے تو کیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور دوسرے مسلمانوں کو آپ ﷺ سے کوئی محبت وعقیدت نہیں تھی کہ وہ بھی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اور اپنی محبت کا اظہار کرتے۔
- معاہدے کی شق کے مطابق صرف قریش پر بنو ہاشم سے تجارتی لین دین پر پابندی عائد کی گئی تھی اس طرح ارد گرد کے دوسرے قبائل اور باہر سے آئے ہوئے تاجروں پر یہ پابندی لاگو نہیں ہوتی تھی، اس صورت میں بنی ہاشم کے لیے ارد گرد کے قبائل اور باہر سے آئے ہوئے دوسرے تاجروں سے لین دین کرنے کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی کہ وہ ان سے ضرورت کی اشیا حاصل کریں اور عورتوں اور بچوں کو بھوک سے ہلکان نہ کریں، لیکن روایت میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطب تین سال تک بھوکے اس شعب میں محصور رہے۔
- عرب کے قبائلی معاشرہ میں کسی شخص کو قتل کر دینا آسان کام نہیں تھا، قریش اگر رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دینا چاہتے تھے تو مشاورت

کرنے کی صحیح جگہ دار الندوہ تھی جہاں قریش جمع ہو کر اپنے اہم اور اجتماعی فیصلے پوری سوچ و بچار اور بہت بحث و تمحیص کے بعد کرتے تھے اور وہی فیصلے قابل عمل بھی ہوتے تھے، دار الندوہ کے باہر کیے ہوئے فیصلے قبول نہیں کیے جاتے تھے لیکن اس مقصد کے لیے دار الندوہ میں کوئی مجلس منعقد نہیں کی گئی، لیکن بعد میں جب قریش نے سنجیدگی سے دار الندوہ میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کے قتل کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ دوپہر کے وقت ہی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور وہیں سے ان کو ساتھ لے کر غار حرا کی طرف روانہ ہو گئے۔

○ تین سال تک بنی ہاشم اور بنی عبد المطب کا محاصرہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اگر یہ واقعہ پیش آتا تو اس ظلم کی بازگشت پورے عرب میں گونج اٹھتی کیونکہ بنو ہاشم زائرین عمرہ وحج کی مہمان داری، ان کے لیے پانی کا بندوبست کرنا، بیت اللہ کی دیکھ بھال اور مسافروں کی خدمت کرنے پر مامور تھے، اگر وہ اپنے ان فرائض کو سرے سے ہی پورا نہ کرتے یا کوتاہی کے مرتکب ہوتے تو پورے عرب میں ہلچل پیدا ہو جاتی لیکن تاریخ میں ایسا کچھ مذکور نہیں، اور اگر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب منظر سے ہی غائب تھے تو ان فرائض کو کس نے سرانجام دیا تھا تاریخ میں یہ بھی کہیں نظر نہیں آتا۔

○ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف حرام مہینوں میں گھاٹی سے باہر نکل سکتے تھے یعنی سال میں صرف چار ماہ، باقی آٹھ ماہ رسول اللہ ﷺ وعظ و تبلیغ کے لیے گھاٹی سے باہر نہیں نکل سکتے تھے، دوسرے معنوں میں رسول اللہ ﷺ نے تین سالوں میں صرف ایک سال اپنا فرض منصبی سرانجام دیا اور باقی دو سال اپنی جان کے خوف سے گھاٹی میں چھپے رہے، کیا ایسا ممکن ہے کہ اللہ کا رسول جس کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہوتی ہے اپنی جان بچانے کے لیے اپنا فرض منصبی ترک کر دے،

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷ [1]

ترجمہ: اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے، یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔

اگر یہ صحیح ہے تو پھر قریش اپنے مقصد میں یقیناً میں کامیاب رہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو وعظ و تبلیغ سے دور کر دیا۔

ان حقائق کی روشنی میں ان مضطرب روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ بِمِنًى: نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ إِنَّ قُرَيْشًا وَبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ، حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي بِذَلِكَ، الْمُحَصَّبَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم منی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کل خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جس جگہ کافروں نے کفر پر قسمیں کھائیں تھیں اور یہ کہ قریش اور بنو کنانہ نے قسم کھائی کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ نہ نکاح کریں گے اور نہ ہی ان کے

---

[1] المائدہ ۶۷

ساتھ خرید وفروخت کریں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کردیں یعنی وہ جگہ وادی محصب تھی۔ ①

یہ روایت حقیقت سے قریب ترین معلوم ہوتی ہے جس میں ہے کہ مشرکین قریش کے چند لوگوں نے دار الندوہ میں نہیں بلکہ منی میں بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے معاشرتی مقاطعہ پر آپس میں قسمیں کھائیں جس کے تحت بنو ہاشم سے تجارتی لین دین، شادی بیاہ اور میل جول ختم کر دیا گیا مگر اس میں ایسی کوئی شق موجود نہ تھی کہ بنو ہاشم کو خوراک نہیں پہنچانے دی جائے گی یا ان کو نظر بند کر دیا جائے گا، حلف اٹھانے والوں کی نظر میں یہ حلف کیسا ہی رہا ہو مگر یہ قریش کا معاہدہ نہیں تھا لہٰذا اس کے لکھنے کی نوبت بھی نہیں آسکتی، اس سے یہ نتائج با آسانی اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

○ یہ قبائل قریش کا کوئی اجتماعی معاہدہ نہیں تھا جو سوچ وبچار اور بحث وتمحیص سے طے پایا ہو اور اس کی کوئی مدت بھی مقرر کی گئی ہو اور پھر اس کے لکھنے کی نوبت آئی ہو۔ بنو کنانہ اور قریش کے کچھ لوگوں نے جن میں زیادہ امکان یہ ہے کہ اس میں خاندانوں کے بڑے شامل نہیں تھے بنی ہاشم کو پسپا کرنے کے لیے گھاٹی میں جمع ہو کر معاشرتی مقاطعہ کا فیصلہ کیا اور اس پر قسمیں کھائیں مگر بنو ہاشم کی محصوری کی کوئی بات نہ تھی۔

○ اس معاہدہ میں قریش کے اہم سرداروں کی تائید حاصل نہ تھی چنانچہ وہ بنو ہاشم کے خلاف اس ظلم وزیادتی کے خلاف آواز بلند کرتے رہے اور آخر کار انہی سرداروں کی کوششوں سے یہ محاذ آرائی ختم ہوئی۔

○ کیونکہ بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب کے محاصرہ نام کی کوئی چیز نہ تھی اس لیے بنو ہاشم کے عزیز واقارب مثلاً ہشام بن عمرو اور حکیم بن حزام اپنے عزیزوں کو ضرورت کی چیزیں پہنچاتے رہتے تھے، مگر روایات میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا کیا انہیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی محبت نہیں تھی۔

○ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حلف کتنا عرصہ قائم رہا اور بنو ہاشم کتنا عرصہ اس حلف کی وجہ سے پریشان رہے لیکن یہ پریشانی یقیناً محصوری اور خوراک کے نہ ملنے کی وجہ سے نہیں تھی۔

○ رسول اللہ ﷺ کی دعوت دین کے سبب قریش اور بنو کنانہ کے بطون میں سے بہت لوگ دین اسلام قبول کر چکے تھے مگر چونکہ یہ حلف صرف بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب کے خلاف تھا لہٰذا باقی بطون کے مسلمان مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور دوسرے لوگ اس سے قطعاً متاثر نہیں ہوئے، اس لیے اس معاشرتی مقاطعہ نے دعوت دین کے معاملہ میں مسلمانوں کے لیے کوئی رخنہ نہیں ڈالا۔

○ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے لوگوں کے بیت اللہ میں آنے جانے یا مکہ معظّمہ میں گھومنے پھرنے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی اس لیے اس تمام عرصہ میں رسول اللہ ﷺ اپنا فرض منصبی بااحسن خوبی پورا فرماتے رہے اور بنو ہاشم زائرین حج وعمرہ کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہے۔

○ بنو ہاشم ان لوگوں کے سوا جنہوں نے حلف اٹھایا تھا دوسرے لوگوں لین دین کر سکتے تھے جن پر یہ حلف لاگو نہیں ہوتا تھا۔

① صحیح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّزُولِ بِالْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ وَالصَّلَاةِ بِهِ ۳۱۷۵

○روایت میں ہے کہ ممکنہ خطرے کو بھانپ کر ابو طالب بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب کو لے کر شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے مگر اس نام کی کوئی جگہ مکہ معظّمہ کے ارد گرد ثابت نہیں ہے البتہ شعب بنو ہاشم ایک محلہ تھا جس میں بنو ہاشم کی ایک بڑی تعداد رہتی تھی اور یہ بھی مکہ معظّمہ سے دور دراز کوئی گھاٹی نہ تھی بلکہ مکہ معظّمہ کے دوسرے محلوں کے ساتھ واقع تھی اس لیے بچوں کے رونے کی آوازیں اہل مکہ سنتے تھے

وَسُمِعَ أَصْوَاتُ صِبْيَانِهِمْ بِالْبُكَاءِ مِنْ وَرَاءِ الشِّعْبِ

بھوک سے بچوں اور عورتوں کے بلبلانے اور تڑپنے کی آوازیں گھاٹی سے باہر سنائی دینے لگیں۔

اگر یہ محلہ مکہ مکرمہ سے دور اور الگ تھلگ ہوتا تو پھر آوازیں کیسے سنائی دیتیں۔

مضامین سورۃ الانبیاء:

اس سورۃ کی ابتدا میں دنیا کی زندگی کے زوال کی تصویر کشی کی گئی ہے، فرمایا کہ قیامت کا وقوع اور حساب کا وقت بہت قریب آ گیا ہے لیکن اس ہولناک دن سے انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے، وہ اس کے لیے تیاری کرتے ہیں اور نہ ہی ایسے اعمال کرتے ہیں جو وہاں کام آئیں گے، ان کے سامنے جب بھی کوئی نئی آیت آتی ہے تو اس کا مذاق اڑاتے اور اسے جھٹلا دیتے ہیں، سابقہ امتوں کی طرح سرداران قریش بھی آپ ﷺ سے توحید باری تعالیٰ، بعثت بعد الموت اور رسالت پر مختلف و متضاد شکوک و اعتراضات کرتے رہتے تھے، ان کے شبہات و اعتراضات کو دلائل کی روشنی میں ازالہ کیا گیا، اللہ کو خالق اور رازق کی حد تک تو وہ مانتے تھے مگر موت کے بعد کی زندگی کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ یہ تو پچھلے لوگوں کی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں، زندگی بس یہی زندگی ہے مرنے کے بعد کوئی جزاء یا سزا نہیں، اس کا بڑے ہی موثر انداز میں توڑ کیا گیا، پچھلی اقوام کی طرح اہل مکہ بھی رسالت کے منکر تھے ان کا بھی یہی تصور تھا کہ انسان کبھی منصب رسالت پر فائز نہیں ہو سکتا اور کیونکہ ان کے مطالبے کے مطابق عذاب نازل نہیں ہو رہا تھا تو کہتے کہ ضرور یہ نبی جھوٹا ہے اور یہ دھمکیاں محض ہمیں مرعوب کرنے کے لئے ہی دی جا رہی ہیں، انہیں بڑی تفصیل سے سمجھایا گیا کہ نبی یا رسول انسان ہی ہوتے ہیں، ان میں الوہیت اور کسی الٰہی صفات کا شائبہ تک نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر دم اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کے لئے رب کے محتاج ہوتے ہیں، ان کے مخالفین ہمیشہ ان کے درپے آزار رہتے ہیں مگر رب کی نصرت ہمیشہ ہی ان کے ساتھ ہوتی ہے، اور قرآن کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ قرآن کھلا جادو ہے، کبھی کہتے یہ شعر ہے، کبھی کہتے یہ خواب پریشاں ہے، کبھی کہتے کہ یہ کسی سے سیکھا ہوا کلام ہے اور کبھی کہتے کہ یہ محمد ﷺ کا اپنا تصنیف کیا ہوا کلام ہے انہیں تنبیہ کی گئی کہ جس طرح تم ہمارے نبی برحق کے ساتھ سلوک کر رہے ہو اس کا انجام ہمیشہ عبرت ناک ہی ہوا ہے لہٰذا اپنی اس روش سے باز آ جاؤ، یاد رکھو رسول اللہ ﷺ جو دین پیش کر رہے ہیں وہی دین ہی سچا اور برحق ہے اور ان سے بیشتر انبیاء یہی دین پیش کرتے رہے ہیں اب اگر کچھ ہے تو صرف گمراہ لوگوں کا بنایا ہوا مجموعہ ہے، اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھو ہم تمہیں پہلے سے ہی بتا دیتے ہیں کہ اگر تم نے ہمارے دین برحق کو اپنا رہنما بنا لیا تو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی تمہاری مقدر رہو گی، اور ہمارے نازل کردہ ہدایات سے روگردانی کرو گے تو تمہارا انجام بدتر اور سابقہ قوموں کی طرح عبرت ناک ہو گا، اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات، مشکلات میں صبر، علم، نیکی اور اعمال صالح کا خصوصی ذکر کیا گیا اور ظلم و ستم، کفر و شرک، اور رب کے نازل کردہ دین اسلام کا تمسخر و مذاق اڑانے کی شدید مذمت کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَ هُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا پھر بھی وہ بے خبری میں منہ پھیرے ہوئے ہیں، ان کے پاس ان کے

مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَ هُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ

رب کی طرف سے جو بھی نئی نئی نصیحت آتی ہے اسے وہ کھیل کود میں ہی سنتے ہیں، ان کے دل بالکل غافل ہیں

وَ اَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ

اور ان ظالموں نے چپکے چپکے سرگوشیاں کیں کہ وہ تم ہی جیسا انسان ہے پھر کیا وجہ ہے جو تم آنکھوں دیکھتے

السِّحۡرَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّىۡ يَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِى السَّمَآءِ

جادو میں آجاتے ہو، پیغمبر نے کہا میرا پروردگار ہر اس بات کو جو زمین و آسمان میں ہے بخوبی جانتا ہے،

وَ الۡاَرۡضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۴﴾ (الانبیائ ۱تا۴)

وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

قیامت سے غافل انسان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اعمال کی جزا کا وقت قریب آ گیا ہے، مگر لوگ اللہ کی بارگاہ میں جوابدہی کی تیاری کرنے کے بجائے دنیا کی رنگینیوں، دلفریبیوں میں گم ہیں، جیسے فرمایا:

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ﴿۱﴾ [1]

ترجمہ: آ گیا اللہ کا فیصلہ اب اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَيَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هَكَذَا، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا

سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت اتنے نزدیک بھیجے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

[1] النحل ۱

[2] القمر ۱،۲

دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا (یعنی مجھ میں اور قیامت میں اب کسی نئے پیغمبر و رسول کا فاصلہ نہیں ہے اور میری امت آخری امت ہے اسی پر قیامت آئے گی)۔ (۱)

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے، اور وہ اپنے آغاز کی بنسبت اپنے انجام سے قریب تر ہے، ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے حسب حالات و ضروریات جتنا قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اس کو سنجیدگی اور توجہ سے سننے اور اس پر غور و تدبر کرنے کے بجائے اس طرح سنتے ہیں جیسے وہ اس سے استہزا و مذاق کر رہے ہوں، ان کے دل اپنی نجات جہنم کی فکر کے بجائے دنیاوی اغراض و مقاصد میں مستغرق ہیں، اور مکذبین خود تو گمراہ ہیں ہی دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کے لئے سرگوشیوں میں کہتے ہیں کہ یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے، پہلی قوموں نے بھی اپنے رسولوں کو بشر ماننے سے انکار کیا تھا۔

...قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا... ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ دادا سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ ... ﴿۶۹﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی تا کہ وہ تمہیں خبردار کرے؟۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ...ۭ ﴿۲۴﴾ (۴)

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگو کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ... ﴿۱۵۴﴾ (۵)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے، تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ (۶)

ترجمہ: انہوں نے کہا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے، اور تو کچھ نہیں ہے مگر ایک انسان ہم ہی جیسا اور ہم تو تجھے بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ۶۵۰۳ ،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ عن جابر بن عبداللہ ۲۰۰۵

(۲) ابراہیم ۱۰

(۳) الاعراف ۶۹

(۴) المومنون ۲۴

(۵) الشعراء ۱۵۴

(۶) الشعراء ۱۸۶،۱۸۵

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان، خدائے رحمان نے ہر گز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

جس کا حسب نسب ہے، جو تمہاری طرح کھاتا، پیتا ہے، جیسے فرمایا:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ [2]

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا وہ کہنے لگے یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا، جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے۔

اور کسب معاش کے لئے بازاروں میں جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ... ﴿۲۰﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً... ﴿۳۸﴾ [4]

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔

ذرا سوچو اس حیثیت کا بشر رسول کس طرح ہو سکتا ہے، اگر اللہ نے بشر رسول بھیجنا ہی تھا تو مکہ معظّمہ اور طائف کا کوئی صاحب حیثیت شخص ہونا چاہئے تھا، جیسے فرمایا:

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ [5]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟۔

یا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے تھا، جیسے فرمایا:

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ [6]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا ہے تو یقیناً دیوانہ ہے اگر تو سچا ہے تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لے کیوں نہیں آتا۔

[1] یٰسین ۱۵

[2] المومنون ۳۳

[3] الفرقان ۲۰

[4] الرعد ۳۸

[5] الزخرف ۳۱

[6] الحجر ۷،۶

پھر اس حقیقت کو جانتے بوجھتے تم اس سے میل جول اور قربت رکھو گے تا کہ اس کی شخصیت اور دعوت سن کر جادو کے پھندے میں پھنس جاؤ، رسول نے کہا آسمان اور زمین میں جو جلی یا مخفی بات کی جائے میرا رب اس بات کو جانتا ہے، جیسے فرمایا

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو ان کے مخفی راز اور ان کی پوشیدہ سرگوشیاں تک معلوم ہیں اور وہ تمام غیب کی باتوں سے پوری طرح باخبر ہے؟۔

جو جھوٹ تم تراشتے ہو وہ اس کو سن رہا ہے اور میری دعوت اور سچائی کی حقیقت کو بھی خوب جانتا ہے، وہ سننے والا اور دلوں کے بھید جانتا ہے، جیسے فرمایا:

...قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١١٩﴾ [2]

ترجمہ: ان سے کہہ دو کہ اپنے غصّہ میں آپ جل مرو اللہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

...يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾ [3]

ترجمہ: اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ [4]

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا

اتنا ہی نہیں بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پراگندہ خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے ازخود اسے گھڑ لیا بلکہ یہ شاعر ہے، ورنہ ہمارے

بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ

سامنے یہ کوئی ایسی نشانی لاتے جیسے اگلے پیغمبر بھیجے گئے تھے، ان سے پہلے جتنی بستیاں ہم نے اجاڑیں سب ایمان سے خالی تھیں،

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

تو کیا اب یہ ایمان لائیں گے، تجھ سے پہلے بھی جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے سبھی مرد تھے جن کی طرف ہم وحی اتارتے تھے

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ

پس تم اہل کتاب سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو، ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں

[1] التوبة۷۸

[2] آل عمران۱۱۹

[3] هود۵

[4] فاطر۳۸

الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ

اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے، پھر ہم نے ان سے کئے ہوئے وعدے سچے کئے انھیں اور جن جن کو ہم نے چاہا نجات عطا فرمائی،

وَ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الانبیائ ۵ تا ۹)

اور حد سے نکل جانے والوں کو غارت کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا اثر جب پھیلنے لگا تو سرداران مکہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپ ﷺ کی دعوت کو روکنے کے لئے پروپیگنڈا مہم شروع کی جائے، ہم ایسا کریں کہ جو شخص مکہ معظّمہ میں زیارت کے لئے آئے اسے آپ کے خلاف اتنا بدگمان کر دیا جائے کہ وہ اس دعوت کو سننے کے لئے آمادہ ہی نہ ہو، ویسے تو یہ مہم پورے سال ہی جاری رہتی تھی مگر اس تجویز کے بعد خاص طور پر حج وعمرہ کے زمانے میں کثرت سے آدمی پھیلا دیے جاتے تھے جو زائرین کے خیموں میں پہنچ کر ان کو خبردار کر دیتے کہ ہمارے ہاں ایک ایسا ایسا آدمی ہے اس سے ہوشیار رہنا، اور انہیں بہکانے کے لئے کہتے کہ وہ شخص ایک بڑا جادوگر ہے جس نے ایک کلام تصنیف کر رکھا ہے، جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، اور ساتھ ہی کہتے بس وہ کلام کیا ہے دیوانوں کی بڑ، پراگندہ خیالات کا پلندا اور شاعرانہ تخیلات کی تک بندیاں ہیں جس کا نام اس نے کلام الٰہی رکھا ہے، مگر اس مخالفانہ مہم کا حاصل کچھ نہ ہوا بلکہ تھوڑی ہی مدت میں رسول اللہ ﷺ کا نام اور آپ کی دعوت عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی، چنانچہ فرمایا یہ لوگ کلام الٰہی کے بارے میں کوئی قطعی اور جچی تلی رائے نہیں رکھتے ہر روز ایک نیا پینترا بدلتے اور نئی سے نئی الزام تراشیاں کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ قرآن تو پریشان خواب کی طرح پراگندہ افکار کا مجموعہ ہے، بلکہ اس نے خود تصنیف کر لیا ہے، بلکہ یہ شخص شاعر ہے، جیسے فرمایا

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ [1]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں۔

اور یہ قرآن کتاب ہدایت نہیں شاعری ہے، جیسے فرمایا

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ: کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔

اگر یہ اپنے دعویٰ رسالت میں سچا ہے تو صالح علیہ السلام کی اونٹنی، یا موسیٰ علیہ السلام کا عصا یا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کا کوئی معجزہ لا کر دکھا دے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ... ۝ [3]

[1] الطور ۳۰

[2] الحاقۃ ۴۱

[3] الانعام ۳۷

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ۔۔۔ ﴿٢٠﴾ (١)

ترجمہ: اور یہ جو وہ کہتے ہیں کہ اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ۔۔۔ ﴿٧﴾ (٢)

ترجمہ: یہ لوگ جنہوں نے تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے کہتے ہیں کہ اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے پچھلی قوموں کو ان کی حسب خواہش معجزات دکھائے تھے مگر وہ صریح معجزات دیکھ لینے کے باوجود ایمان نہیں لائیں اور بالآخر ہلاک کر دی گئیں، جیسے فرمایا

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿٥٩﴾ (٣)

ترجمہ: اور ہم کو نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں، (چنانچہ دیکھ لو) ثمود کو ہم علانیہ اونٹنی لا کر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا، ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

اگر ہم اہل مکہ کو کوئی معجزہ دکھلا دیں تو یہ بھی دعوت حق قبول کرنے کے بجائے پچھلی قوموں کی طرح تکذیب وعناد کے راستے پر بدستور گامزن رہیں گے اور سنت الٰہی کے تحت عذاب الٰہی میں پیس دیئے جائیں گے، جیسے فرمایا:

۔۔۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَاۗءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ (٤)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کہ نشانیاں تو اللہ کے اختیار میں ہیں اور تمہیں کیسے سمجھایا جائے کہ اگر نشانیاں آ بھی جائیں تو یہ ایمان لانے والے نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ (٥)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے، ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

اور اے نبی! تم سے پہلے بھی ہم انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے رہے ہیں، اور انہی پر وحی کیا کرتے تھے کبھی کوئی فرشتہ انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور نہ کوئی عورت، جیسے فرمایا

---

(١) یونس ٢٠

(٢) الرعد ٧

(٣) بنی اسرائیل ٥٩

(٤) الانعام ١٠٩

(٥) یونس ٩٧،٩٦

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى... ﴿١٠٩﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰۗىِٕكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ (۲)

ترجمہ: ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے فرشتے ہی کو ان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ (۳)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ اس نبی پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اگر کہیں ہم نے فرشتہ اتار دیا ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم فرشتے کو اتارتے تب بھی اسے انسانی شکل ہی میں اتارتے اور اس طرح انہیں اسی شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں اب یہ مبتلا ہیں۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ (۴)

ترجمہ: ان سے کہو میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبر دار کر دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔

مجھ سے پہلے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام تم میں مبعوث ہو چکے ہیں جن کی پیشوائی کو یہود و نصاریٰ تسلیم کرتے ہیں اور جن کی ذریت ہونے پر تمہیں فخر و ناز ہے کیا وہ تمہاری طرح انسان نہ تھے، کیا وہ کھانے پینے کی حاجت نہیں رکھتے تھے، کیا وہ رزق حلال کے لئے کوششیں نہیں کرتے تھے، کیا انہوں نے نکاح نہیں کیے تھے، ایک مقام پر فرمایا:

...فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا... ﴿٦﴾ (۵)

ترجمہ: مگر انہوں نے کہا کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟۔

یعنی ہمیشہ انسان ہی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر ہر قوم نے بشر رسول کی تکذیب کی، اب رسول مان لیا ہے تو بشر نہیں مانتے، اگر یہ اس حقیقت سے لاعلم ہیں تو یہود و نصاریٰ جو تمہارے ہم نوا ہیں اور تمہیں مخالفت کے داؤ پیچ سکھلاتے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ جو رسول بھیجے گئے تھے

(۱) یوسف ۱۰۹

(۲) بنی اسرائیل ۹۵

(۳) الانعام ۸،۹

(۴) الاحقاف ۹

(۵) التغابن ۶

وہ انسان تھے یا فرشتہ یا کوئی اور مخلوق؟ وہ رسول بھی کھانا کھانے کے محتاج تھے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ... ﴿۲۰﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

اور موت سے ہم کنار ہو کر راہ گیران عالم بقا بھی ہوئے، جیسے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ... ﴿۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور اے نبی! ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لئے نہیں رکھی ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (۳)

ترجمہ: (اے نبی (ﷺ) ! تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔

پھر تاریخ سے سبق حاصل کرلو کہ اللہ نے رسولوں کے ساتھ نصرت و تائید کے جتنے وعدے کیے تھے وہ سب پورے ہوئے، اللہ نے رسولوں اور اہل ایمان کو عذاب سے بچالیا اور دعوت حق کی تکذیب اور اس کا راستہ روکنے والوں کو نیست و نابود کر دیا گیا اب اپنا انجام تم سوچ لو۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

یقیناً ہم نے تمہاری جانب کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہارے لیے ذکر کیا، پھر بھی تم عقل نہیں رکھتے؟ اور بہت سی بستیاں

كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ

ہم نے تباہ کر دیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا، جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس

مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ؕ لَا تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ

کرلیا تو لگے اس سے بھاگنے، بھاگ دوڑ نہ کرو اور جہاں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وہی واپس لوٹو اور اپنے مکانات کی طرف

لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ

جاؤ تاکہ تم سے سوال تو کرلیا جائے، کہنے لگے ہائے ہماری خرابی! بیشک ہم ظالم تھے، پھر تو ان کا یہی قول رہا

حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ (الانبیاء ۱۰ تا ۱۵)

یہاں تک کہ ہم نے انھیں جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی پڑی آگ (کی طرح) کر دیا۔

(۱) الفرقان ۲۰

(۲) الانبیاء ۳۴

(۳) الزمر ۳۰

قدر ناشناس لوگ:

لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی جلیل القدر کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا دین، تمہاری شریعت اور تمہاری ہدایت و رہنمائی کی باتیں ہیں مگر تعجب ہے کہ تم اس اہم نعمت کی قدر نہیں کرتے، جیسے فرمایا:

وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ﴿٤٤﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

نوح علیہ السلام کے بعد کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے کفر و شرک اور تکذیب حق کی پاداش میں پیس کر رکھ دیا، جیسے فرمایا

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ ٱلْقُرُونِ مِنۢ بَعْدِ نُوحٍ ... ﴿١٧﴾ [2]

ترجمہ: دیکھ لو، کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوح علیہ السلام کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں۔

فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾ [3]

ترجمہ: کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنوئیں بے کار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔

اور ان کے بعد اور قوم کو ان کا جانشین بنایا، اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری قوم یونہی آتی رہیں، پھر جب مکذبین نے اللہ کے رسولوں کے فرمان کے مطابق عذاب کے آثار کو آتے دیکھا اور سمجھ گئے کہ اب ہماری شامت آگئی تو پھر جان بچانے کے لئے راہ فرار ڈھونڈھنے لگے ،فرشتوں نے بطور استہزا کہا اللہ کے عذاب سے بچ کر اب کہاں جاؤ گے؟ اپنے انہی خوبصورت، آراستہ اور پائیدار گھروں، دست بدست خدم وحشم اور عیش وعشرت کے سامانوں میں جاؤ جن کے اندر تم بدمست تھے، اور بطور طنز کے کہا اس عذاب کا اچھی طرح معائنہ کرو تا کہ کوئی اس کی کیفیت دریافت کرے تو ٹھیک ٹھیک بیان کر سکو اور جب مکذبین عذاب میں گھر گئے تو مذمت اور افسوس سے کہنے لگے ہائے ہماری بدنصیبی! ہم اس پاکیزہ دعوت کی طرف سے غافل ہی رہے، بے شک ہم خطاوار تھے، اس طرح وہ اعتراف جرم کرتے رہے مگر اب کیا حاصل، جیسے فرمایا

قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ [4]

ترجمہ: وہ جواب دیں گے ہاں، خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

یہاں تک کہ ہم نے ان کو بجھی ہوئی آگ کے ڈھیر کی طرح کر دیا، کوئی تاب و توانائی اور حس و حرکت ان کے اندر نہ رہی۔

---

[1] الزخرف ٤٤

[2] بنی اسرائیل ١٧

[3] الحج ٤٥

[4] الملک ٩

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ

ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا، اگر ہم یوں ہی کھیل تماشے کا ارادہ کرتے تو اسے

مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

اپنے پاس سے ہی بنا لیتے اگر ہم کرنے والے ہی ہوتے، بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پس سچ جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے،

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الانبیائ۱۶تا۱۸)

اور وہ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے، تم جو باتیں بناتے ہو وہ تمہارے لیے باعث خرابی ہیں۔

آسمان وزمین کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے:

ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ [۱]

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے، یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا ہے اور ایسے کافروں کے لیے بربادی ہے جہنم کی آگ سے۔

بلکہ ان کو حق کے ساتھ اور حق کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: اور زمین اور آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

اور اس کے کئی مقاصد اور حکمتیں ہیں، اگر ہم کوئی کھلونا بنانے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاس سے کچھ چیزیں بنا لیتے اور اپنا شوق پورا کر لیتے، اپنی عظیم الشان کائنات بنانے کی اور پھر اس میں ذی روح اور ذی شعور مخلوق بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

عَنْ مُجَاهِدٍ: لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا يَعْنِي: مِنْ عِنْدِنَا يَقُولُ: وَمَا خَلَقْنَا جَنَّةً وَلَا نَارًا وَلَا مَوْتًا، وَلَا بَعْثًا وَلَا حِسَابًا

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کریمہ "اگر ہم یوں ہی کھیل تماشے کا ارادہ کرتے تو اسے اپنے پاس سے ہی بنا لیتے۔" کا مفہوم یہ ہے اگر ہم چاہتے تو اپنے پاس سے ان چیزوں کو بنا لیتے اور جنت اور دوزخ کو موت و بعثت کو اور حساب کتاب کو نہ بناتے۔ [۳]

[۱] ص ۲۷

[۲] النجم ۳۱

[۳] تفسیر طبری ۱۸/۴۲۱

مگر تخلیق کائنات کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ یہاں حق و باطل کی معرکہ آرائی ہو، خیر و شر کے درمیان تصادم رہے اور ہم حق اور خیر کو غالب اور باطل اور شر کو مغلوب کریں، اس لئے ہم باطل پر سچ کو اور جھوٹ پر خیر کو مارتے ہیں، جس سے باطل، جھوٹ اور شر خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور چشم زدن میں نیست و نابود ہو جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: کہو حق آ گیا ہے اور اب باطل کے کیے کچھ نہیں ہو سکتا۔

... وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ... ﴿٢٤﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: وہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔

اور رب کی طرف تم جو بے سروپا باتیں منسوب کرتے ہو یا اس کی بابت باور کراتے ہو کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، جیسے فرمایا

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: اور یہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، سبحان اللہ! اور ان کے لیے وہ جو یہ خود چاہیں؟۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اس کے برگزیدہ اور مقرب بندے عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ... ﴿٣٠﴾ ⁽⁶⁾

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ بے حقیقت باتیں ہوتی ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے تھے۔

یہ عقائد تمہاری تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔

---

(1) بنی اسرائیل ۸۱

(2) سبا ۴۹

(3) الشوریٰ ۲۴

(4) النحل ۵۷

(5) النجم ۲۷

(6) التوبۃ ۳۰

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسی اللہ کا ہے اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں

وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝١٩ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝٢٠ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

اور نہ تھکتے ہیں، وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے، کیا ان لوگوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝٢١ (الانبیاء ١٩ تا ٢١)

زمین (کی مخلوقات میں) سے جنہیں معبود بنا رکھا ہے وہ زندہ کر دیتے ہیں۔

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے، سب اللہ کی مخلوق ہے، تو اللہ اپنی مخلوق میں بعض کو بیٹی بیٹا اور بعض کو بیوی کس طرح بنا سکتا ہے، جو انگنت فرشتے اس کی بارگاہ میں ہیں وہ بھی اس کی بیٹیاں نہیں بلکہ بندے اور غلام ہیں، جیسے فرمایا

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝١٧٢ [1]

ترجمہ: مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

ان کا حال تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو مقرب سمجھ کر اللہ کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، بلکہ شب و روز کچھ سستی کیے بغیر اس کی تسبیح وتہلیل بیان کرتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر نہایت تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

معبودان باطلہ کی تردید میں فرمایا کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی الٰہ ایسے ہیں کہ جو بے جان مادے میں زندگی پھونک سکیں، یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں، جب زمین و آسمان کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کی ملکیت ہے نہ اس میں کسی کا حصہ ہے، نہ اس اقتدار میں اس کا کوئی مددگار ہے، نہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی اس کی بارگاہ میں سفارش کرسکتا ہے تو پھر انہیں اللہ کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو اور کیوں ان کی بارگاہ میں رسوم عبادات بجالاتے ہو، کیوں اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہو، جیسے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي

---

[1] النساء ١٧٢

[2] التحریم ٦

السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا فَہُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنۡہُ ۚ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کبھی تم نے دیکھا بھی ہے اپنے ان شریکوں کو جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو؟ مجھے بتاؤ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کیا شرکت ہے؟ (اگر یہ نہیں بتا سکتے تو ان سے پوچھو) کیا ہم نے انہیں تحریر لکھ کر دی ہے جس کی بنا پر یہ (اپنے اس شرک کے لیے) کوئی صاف سند رکھتے ہوں؟ نہیں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو محض فریب کے جھانسے دیے جا رہے ہیں۔

لَوۡ کَانَ فِیۡہِمَاۤ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ

اگر آسمان وزمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس

عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَ ہُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۲۳﴾

وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں، وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِہَۃً ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ ۚ ہٰذَا

کے آگے) جواب دہ ہیں، کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، ان سے کہہ دو لاؤ اپنی دلیل پیش کرو، یہ ہے

ذِکۡرُ مَنۡ مَّعِیَ وَ ذِکۡرُ مَنۡ قَبۡلِیۡ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۙ الۡحَقَّ فَہُمۡ

میرے ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے اگلوں کی دلیل، بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اسی وجہ سے

مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ

منہ موڑے ہوئے ہیں، تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۲۵﴾ (الانبیاء ٢٢ تا ٢٥)

سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

حق سے غافل مشرک:

اگر آسمان وزمین میں اللہ وحدہ لا شریک کے سوا دوسرے الٰہ بھی ہوتے اور سب کا فیصلہ کائنات میں چلتا تو سب کے فیصلے آپس میں ٹکراتے جس سے کائنات کا یہ ہمہ گیر اور حکیمانہ نظام لمحوں میں درہم برہم ہو جاتا، لیکن تم دیکھتے ہو کہ کائنات کا نظام صدیوں سے ایک لگے بندھے اصول پر چل رہا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ کائنات میں صرف ایک ہی ہستی کا ارادہ اور مشیت کارفرما ہے، جو کچھ بھی ہوتا ہے صرف اسی کے حکم پر ہوتا ہے اور کوئی اس کے کام میں مداخلت نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا:

[1] فاطر ٤٠

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الٰہ اس کے ساتھ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، پاک ہے اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام کو پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔

اللہ جو کائنات کے تخت سلطنت کا مالک ہے ان باتوں سے منزہ اور بالا و برتر ہے جو یہ لوگ گھڑ رہے ہیں، وہ مالک الملک ہے، اپنی سلطنت کا نظام چلانے کے لئے کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہے اور مخلوقات اس کی بارگاہ میں جواب دہ ہیں، جیسے فرمایا

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: تو قسم ہے تیرے رب کی! ہم ضرور ان سے باز پرس کریں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

کیا اسی قدرت و اختیار والے رب کو چھوڑ کر انہوں نے خود ساختہ الٰہ بنا لئے ہیں جن کے پاس کوئی قدرت یا اختیار نہیں ہے؟ اے نبی ﷺ! ان سے کہو مجھ پر نازل یہ قرآن کریم بھی موجود ہے جس میں تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی ہے اور پہلی الہامی کتابیں بھی موجود ہیں جو مجھ سے پہلی امتوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوئی تھیں، ان سب میں تو صرف ایک ہی معبود کی الوہیت و ربوبیت کا ذکر ہے، اور سب رسول اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے،

جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ...۹ ﴿۵﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اسکے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۳ ﴿۲﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟۔

ہودؑ نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی،

﴿۱﴾ المومنون۹۱

﴿۲﴾ بنی اسرائیل۴۲

﴿۳﴾ الحجر۹۲،۹۳

﴿۴﴾ الاعراف۵۹

﴿۵﴾ المومنون۲۳

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۵۰ [1]

ترجمہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے، تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔

صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی تھی۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ... ۝۶۱ [2]

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو توحید کی یہی دعوت دی تھی۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۷ [3]

ترجمہ: اور ابراہیمؑ کو بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو، تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو وہ تو محض بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو در حقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے، اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں جو رسول بھی مبعوث کیا اس کی دعوت یہی تھی کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم لوگ ہر طرف سے منہ موڑ کر اسی کی ہی بندگی کرو، جیسے فرمایا

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝۴۵ [4]

ترجمہ: تم سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ... ۝۳۶ [5]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

اگر اس مسلمہ حقانیت کے باوجود بھی تم اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پرستش و اطاعت کرتے ہو تو کوئی معقول دلیل پیش کرو مگر نہ تم عقلی

---

[1] ھود ۵۰

[2] ھود ۶۱

[3] العنکبوت ۱۶،۱۷

[4] الزخرف ۴۵

[5] النحل ۳۶

دلیل پیش کر سکتے ہو نہ نقلی، پھر کیسا مذہب تم لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حق سے بے خبر ہیں اس لئے سمجھانے والے کی دعوت کو ناقابل التفات سمجھتے ہیں۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

(مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد والا ہے، (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں،

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ

کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں، وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ

وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ مَنْ يَّقُلْ

کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو، وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں و ترساں ہیں، ان میں سے اگر کوئی

مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

(الانبیائ۲۶تا۲۹)

بھی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں لائق عبادت ہوں تو ہم اسے دوزخ کی سزا دیں، ہم ظالموں کو اس طرح سزا دیتے ہیں۔

مشرک کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ... ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟۔

اس طرح وہ اللہ وحدہ لاشریک پر بہتان عظیم باندھتے ہیں، اللہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں ہر طرح کے شرک سے بالاتر ہے، فرشتوں کے اوصاف کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اللہ کے ذی عزت بندے ہیں، اور قولاً و فعلاً ہر وقت اطاعت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ تدبیر مملکت کے متعلق انہیں جو حکم فرماتا ہے اس سے آگے بڑھتے ہیں نہ فرمان کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ حکم کو نظرانداز کر کے اپنی خواہشات نفس کے پیچھے لگتے ہیں بس تعمیل حکم میں تیزی سے حرکت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور (ان فرشتوں کی جو کائنات میں) تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں، پھر (حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں، پھر (احکام الٰہی کے مطابق) معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

اللہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، اور تم انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہو تاکہ روز قیامت وہ تمہارے سفارشی ہوں، جیسے فرمایا

(۱) الزخرف ۱۹

(۲) النازعات ۳تا۵

...وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ... ﴿۱۸﴾ [1]

ترجمہ: اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

...مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى... ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ: ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔

تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فرشتوں کو اللہ کی بارگاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں اور نہ یہ مجال ہے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف سفارش کے لئے لب تک ہلا سکیں، اور پھر شفاعت کا سننا یا نہ سننا، شفاعت قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کی مرضی پر موقوف ہے، جیسے فرمایا

...مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۲۵۵﴾ [3]

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ... ﴿۲۳﴾ [4]

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

اور وہ خشیت الٰہی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں اور اگر فرض محال ان فرشتوں میں سے کوئی الٰہ ہونے کا دعویٰ کرے تو ہم اسے بھی جہنم رسید کردیں گے۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ [5]

ترجمہ: تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہوجائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔ ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَ جَعَلْنَا

کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے

مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ جَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠

پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے، اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنادیئے تاکہ مخلوق کو ہلا نہ سکے

وَ جَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ

اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنادیں تاکہ وہ راستہ حاصل کریں، آسمان کو مضبوط چھت بھی ہم نے ہی بنایا، لی

[1] یونس ۱۸

[2] الزمر ۳

[3] البقرۃ ۲۵۵

[4] سبا ۲۳

[5] الزمر ۶۵

وَّ هُمۡ عَنۡ اٰيٰتِهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ‌ؕ

کن لوگ اسکی قدرت کے نمونوں پر دھیان نہیں دھرتے، وہی اللہ ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے،

كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (الانبیائ ۳۰ تا ۳۳)

ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں۔

ایک حیرت انگیز انکشاف:

کیاان لوگوں نے جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا اور عبودیت کو اس کے لئے خالص کرنے سے انکار کر دیا ہے غور و تدبر نہیں کرتے کہ ابتدا ساتوں آسمان وزمینیں باہم پیوست تھے پھر ہم نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا، سائنسدان کہتے ہیں بیس ارب سال پہلے جب نہ زماں تھا نہ مکاں کہ اچانک ایک دھماکا ہوا اور کائنات وجود میں آ گئی جس میں ایک سو کروڑ سے زیادہ کہکشاہیں ہیں اور ہر کہکشاں میں ایک ارب سے زیادہ ستارے ہیں۔ وسیع وعریض سات آسمانوں کو تہ بر تہ بغیر ستونوں کے قائم کر دیا، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ... ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ... ﴿۱۰﴾ [2]

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

جس میں تم کوئی کجی نہ پاؤ گے، جیسے فرمایا

... مَا تَرٰى فِىۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ‌ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ [3]

ترجمہ: تم رحمن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟۔

اور زمین کو اپنی جگہ پر رہنے دیا، آسمان سے پانی برسایا، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ... ﴿۹۹﴾ [4]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ... ﴿۶۳﴾ [5]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے۔

---

[1] الرعد ۲

[2] لقمان ۱۰

[3] الملک ۳

[4] الانعام ۹۹

[5] الحج ۶۳

وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوۡرًا ﴿۴۸﴾ (۱)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔

اور ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا، جیسے فرمایا

وَ اللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ ﴿۴۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي وَقَرَّتْ عَيْنِي، فَأَنْبِئْنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ. فَقَالَ: كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ قَالَ: قُلْتُ: أَنْبِئْنِي عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جب آپ کے دیدار سے فیض یاب ہوتا ہوں تو میرا جی خوش ہوجاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں آپ مجھے ہر چیز کے بارے میں بتادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے، میں نے عرض کی مجھے ایک ایسا کام بتادیں کہ میں اس کے کرنے سے جنت میں داخل ہوجاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات کو قیام کرو جب لوگ سو رہے ہوں، پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (۳)

اور ہر چیز کا جوڑا بنایا، جیسے فرمایا

وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ (۴)

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ (۵)

ترجمہ: اور تمہیں (مردوں اور عورتوں کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡہَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ﴿۳﴾ (۶)

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

سائنسدانوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ نباتات میں بھی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے (یعنی نر اور مادہ)

اگر کوئی غور و تدبر کرے تو ہر چیز میں اللہ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت کا نشان موجود ہے مگر وہ ہماری اس خلاقی کو نہیں مانتے۔ کسی شاعر نے

---

(۱) الفرقان ۴۸

(۲) النور ۴۵

(۳) مسند احمد ۷۹۳۲

(۴) الذاریات ۴۹

(۵) النبأ ۸

(۶) الرعد ۳

کیا خوب کہا ہے۔

وَفِي كُلِ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ　　　تَدُلُّ عَلى أَنَّه وَاحِدٌ

ہر چیز میں اس کی نشانی ہے　　　جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی ذات پاک وحدہ لاشریک ہے۔ (۱)

اور ہم نے زمین میں بلند و بالا چوٹیوں والے رنگ برنگ کے ٹھوس پہاڑ جما دیے تا کہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔ جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ ... ③ (۲)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے اور اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں۔

وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ ... ⑲ (۳)

ترجمہ: ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ جمائے۔

وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ... ⑮ (۴)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ... ⑩ (۵)

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں، زمین میں پہاڑ جما دیے تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑦ (۶)

ترجمہ: اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔

موجودہ ارضی سائنس نے ثابت کیا ہے کہ پہاڑ سطح زمین کے نیچے گہری جڑیں رکھتے ہیں اور یہ جڑیں سطح زمین پر ان کی بلندی سے کئی گنا زیادہ گہرائی میں اتری ہوئی ہیں، لہذا پہاڑوں کی اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے مناسب ترین لفظ میخیں (pegs) ہی ہے کیونکہ ٹھیک طور پر گاڑی ہوئی میخوں کا اکثر حصہ زمین کی سطح کے نیچے ہی ہوتا ہے، سائنس کی تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ سائنسی تحقیق صرف ڈیڑھ صدی پہلے ۱۸۶۵ عیسوی میں اسٹرانومر رائل (برطانوی شاہی فلکیات دان) سر جارج ایری نے پیش کی تھی جبکہ قرآن کریم نے یہ بات ساتویں صدی عیسوی میں ہی بتا دی تھی۔

اور زمین میں کشادہ راستے اور پہاڑوں میں درے رکھ دیئے تا کہ وہ ان کے ذریعے سے اپنی معاش کے مصالح ومفادات حاصل کر سکیں

(۱) اللطائف ۲۷/۱
(۲) الرعد ۳
(۳) الحجر ۱۹
(۴) النحل ۱۵
(۵) لقمان ۱۰
(۶) النباء ۷

،اور اس حکمت و کاریگری اور اس انتظام کو دیکھ کر حقیقت تک پہنچنے کا راستہ پالیں، جیسے فرمایا

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ (۱)

ترجمہ: وہی نا جس نے تمہارے لیے اس زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہاری خاطر راستے بنا دیے تا کہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پا سکو۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُکُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ (۲)

ترجمہ: اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا تا کہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

اور ہم نے آسمان کو زمین کے لئے ایک محفوظ چھت بنا دیا، جیسے فرمایا

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ (۳)

ترجمہ: اچھا تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ... ۝۴۱ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے۔

ورنہ آسمان زمین پر گر پڑیں تو زمین کا سارا نظام تہ و بالا ہو جائے، اس کے علاوہ شیاطین کے سن گن لینے سے بھی محفوظ فرمایا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ۝۱۶ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۝۱۷ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۸ (۵)

ترجمہ: یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے ان کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا، کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے، اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اس کا پیچھا کرتا ہے۔

مگر لوگ ہیں کہ کائنات کی ان زبردست نشانیوں پر غور و تدبر کرنے کے بجائے لہو و لعب میں مبتلا ہیں، جیسے فرمایا

وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۱۰۵ (۶)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو سکون کے لئے اور دن کو معاش کے لئے بنایا، اور سورج کو دن کی نشانی اور چاند کو رات کی نشانی بنایا تا کہ

---

(۱) الزخرف ۱۰

(۲) نوح ۱۹،۲۰

(۳) ق ۶

(۴) فاطر ۴۱

(۵) الحجر ۱۶ تا ۱۸

(۶) یوسف ۱۰۵

مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جا سکے، جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ... ﴿١٨٩﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ﴿٥﴾ [2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بھڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تا کہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: دیکھو ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے، رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور ماہ و سال کا حساب معلوم کر سکو۔

چاند و سورج اور دوسرے اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں اللہ کے مقررہ کردہ ایک خاص رفتار سے تیر رہے ہیں، جیسے فرمایا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ۭ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ [4]

ترجمہ: اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے، اور چاند، اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے، نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

یعنی سورج مسلسل گردش میں ہے، سولہویں صدی عیسوی میں پولینڈ کے ماہر نجوم نکولاس کوپرنیکس نے یہ اعلان کیا کہ سورج ساکن ہے اور زمین اس کے گرد چکر لگا رہی ہے، دنیا جب اس نظریئے کو تسلیم کر چکی تو عالم اسلام میں ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہوئی کیونکہ قرآن میں تو سورج کو متحرک قرار دیا گیا ہے، بعد ازاں اٹھارویں صدی میں سر فریڈرک ولیم ہرشل نے اعلان کیا کہ سورج متحرک ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَدُورُونَ كَمَا يَدُورُ الْمِغْزَلُ فِي الْفَلْكَةِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سب اس طرح گھوم رہے ہیں جس طرح چرغے میں تکلا گھومتا ہے۔ [5]

---

[1] البقرۃ ۱۸۹

[2] یونس ۵

[3] بنی اسرائیل ۱۲

[4] یسین ۳۸ تا ۴۰

[5] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۴۵۲، ۸

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ

آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے، ہر جاندار موت

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

کا مزہ چکھنے والا ہے، ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے،

وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ

یہ منکرین تجھے جب دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق ہی اڑاتے ہیں، کیا یہی وہ ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر برائی سے کرتا،

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ (الانبیائ ۳۴تا۳۶)

اور وہ خود ہی رحمٰن کی یاد کے بالکل ہی منکر ہیں۔

حق و باطل کی کشمکش جاری تھی، مشرکین دعوت حق کو دبانے میں ناکام ہو چکے تھے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی موت کی تمنا کرتے ہوئے آپس میں کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) جس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہے، ہمارے آباؤ اجداد کے وقتوں سے پوجے جانے والے معبودوں کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبی کرتا ہے کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرو اس کی موت کے ساتھ ہی اس کے ساتھی منتشر ہو جائیں گے جس سے اس کی دعوت اپنی موت آپ مر جائے گی اور ہماری جان چھوٹے گی، فرمایا اے نبی ﷺ! رب ذوالجلال والاکرام کی ذات کے سوا ہر نفس کو ایک وقت مقررہ پر موت کا ذائقہ چکھنا ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ [۱]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

اس اصول سے یقیناً تم بھی مستثنٰی نہیں ہو، اگر آپ موت سے ہم آغوش ہوں گے تو کیا آپ کے بعد یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ جیسے فرمایا

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: (اے نبی (ﷺ)! تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بنُ مَنْدَهْ: حُدِّثْتُ عن الربيع قال: رأيت أشهب ابن عَبْدِ العَزِيْزِ ساجداً يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِهِ: اللّٰهُمَّ أَمِتِ الشَّافِعِيَّ لاَ يَذْهَبُ عِلْمُ مَالِكٍ

ابو عبداللہ بن مندہ کہتے ہیں انہوں نے ربیع سے روایت کیا کہتے ہیں میں نے اشہب ابن عبدالعزیز کو سجدے میں دیکھا وہ سجدے میں کہہ رہے تھے اے اللہ! شافعی کو موت دے دے۔

فَبَلَغَ الشافعي فأنشأ يقول:

[۱] الرحمٰن ۲۷،۲۶

[۲] الزمر ۳۰

جب امام شافعی رحمہ اللہ کو اس بات علم ہوا تو انہوں نے کہا

تَمَنَّى رِجَالٌ أَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمُتْ ۔۔۔ فَتلْكَ سَبيل لَسْت فيهَا بأوْحد

کچھ لوگوں کی تمنا ہے کہ میں مرجاؤں اور اگر میں مرجاؤں ۔۔۔ تو یہ کوئی ایسا راستہ نہیں جس پر میں اکیلا ہی چلنے والا ہوں

فقُلْ للَّذي يَبْغي خِلَافَ الَّذِي مَضَى ۔۔۔ تَهَيَّأ لأخرى مثْلها فكَأن قَدِ

جو شخص مروجہ قانون کے خلاف چاہتا ہے اس سے کہہ دو ۔۔۔ کہ تم اس جیسی دوسری صورت حال کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ وہ حالت آنے والی ہے۔ [1]

اور ہم مصائب والآم سے دوچار کر کے کبھی دنیا کے وسائل فراواں سے بہرہ ور کر کے، کبھی صحت وفراخی کے ذریعہ سے، کبھی تنگی و بیماری کے ذریعہ سے، کبھی تونگری دے کر اور کبھی فقر وفاقہ میں مبتلا کر کے تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں تا کہ شکر گزار اور ناشکرے کھل جائیں، اور آخر کار روز محشر اعمال کی جوابدہی کے لئے تمہیں ہماری بارگاہ میں پیش ہونا ہے جہاں ہر شخص اپنے اعمال کی اچھی یا بری جزا پائے گا اور آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ [2]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ [3]

ترجمہ: یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، اللہ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ [4]

ترجمہ: یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

...وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ [5]

ترجمہ: اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

یہ منکرین حق جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا استہزا و مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کیا یہ ہے وہ شخص جو تمہارے معبودوں کی شان میں گستاخی کرتا ہے، اور ان کی خدائی کارد کرتا ہے؟ جیسے فرمایا

---

(۱) سير أعلام النبلاء ۸/۲۶۷
(۲) حم السجدة ۴۶
(۳) آل عمران ۱۸۲
(۴) الحج ۱۰
(۵) حم السجدة ۴۶

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنا لیتے ہیں (کہتے ہیں) کیا یہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ خود ساختہ معبودوں کی مخالفت تو انہیں سخت نا گوار ہے مگر اپنے خالق و مالک اور رازق رب کا ذکر سن کر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ؕ ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ: اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ

انسان جلد باز مخلوق ہے، میں تمہیں اپنی نشانیاں ابھی ابھی دکھاؤں گا تم مجھ سے جلد بازی نہ کرو، کہتے ہیں کہ اگر

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ

سچے ہو تو بتادو کہ یہ وعدہ کب ہے، کاش! یہ کافر جانتے کہ اس وقت نہ تو یہ کافر آگ کو اپنے چہروں سے

عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

ہٹا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی، (ہاں ہاں!) وعدے کی گھڑی ان کے پاس اچانک

فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

آجائے گی اور انھیں ہکا بکا کر دے گی، پھر نہ تو یہ لوگ اسے ٹال سکیں گے اور نہ ذرا سی بھی مہلت دیئے جائیں گے، اور تجھ سے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ (الانبیائ ۳۷ تا ۴۱)

پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ہنسی مذاق کیا گیا پس ہنسی کرنے والوں کو ہی اس چیز نے گھیر لیا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔

جلد باز انسان:

کفار کے مطالبہ عذاب میں فرمایا، انسان فطری طور پر عجلت پسند اور جلد باز واقع ہوا ہے، جیسے فرمایا:

...وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ [3]

ترجمہ: انسان جلد باز واقع ہوا ہے۔

اس لئے وہ جلدی مطالبہ عذاب کرنے لگ جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نہایت حلم کے ساتھ ان کو مہلت دیتا ہے ان کو مہمل نہیں چھوڑتا اور ان کے

[1] الفرقان ۴۱

[2] الجن ۱۹

[3] بنی اسرائیل ۱۱

لئے ایک وقت مقرر فرما دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ [۱]

ترجمہ: ہر قوم کے لئے مہلت کی ایک مدت مقرر ہے، پھر جب کسی قوم کی مدت آن پوری ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم بھی نہیں ہوتی۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ [۲]

ترجمہ: ہر امت کے لیے مہلت کی ایک مدّت ہے، جب یہ مدّت پوری ہو جاتی ہے تو گھڑی بھر کی تقدیم و تاخیر بھی نہیں ہوتی۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ [۳]

ترجمہ: اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کسی متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن وہ سب کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

فرمایا اگر تم اس دن کی ہولناکیوں سے آگاہ ہوتے تو جلدی نہ مچاتے، میں بہت جلد تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، یہ لوگ قیامت کو بعید از قیاس سمجھتے ہوئے بڑی جرات سے کہتے ہیں اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ ہماری تکذیب اور نافرمانیوں پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا، قیامت ٹوٹ پڑے گی اور ہم جہنم کے ایندھن بن جائیں گے مگر ہم تو تمہاری دعوت کی تکذیب کرنے کے باوجود ایک عرصہ سے دندناتے پھر رہے ہیں مگر نہ کوئی عذاب نازل ہوتا ہے اور نہ قیامت آتی ہے تو بتلاؤ وہ عذاب کب نازل ہو گا؟ جیسے فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ [۴]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔

کاش! ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جبکہ نہ یہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں، یعنی پورا جسم ہی آگ کی لپیٹ میں ہو گا، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ... ﴿١٦﴾ [۵]

ترجمہ: ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ... ﴿٤١﴾ [۶]

---

[۱] الاعراف ۳۴

[۲] یونس ۴۹

[۳] النحل ۶۱

[۴] الملک ۲۵

[۵] الزمر ۱۶

[۶] الاعراف ۴۱

ترجمہ: ان کے لیے جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا۔

سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ (۱)

ترجمہ: تارکول کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جارہے ہوں گے۔

اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی، جیسے فرمایا

...وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٣٤﴾ (۲)

ترجمہ: کوئی ایسا نہیں جو انہیں اللہ سے بچانے والا ہو۔

قیامت تو ان پر اچانک بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے گی، اس مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ﴿١٨٧﴾ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہوگا وہ تم پر اچانک آجائے گا۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ (۴)

ترجمہ: انکار کرنے والے تو اس کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ یا تو ان پر قیامت کی گھڑی اچانک آجائے یا ایک منحوس دن کا عذاب نازل ہو جائے۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ (۵)

ترجمہ: کیا یہ لوگ اب بس اسی چیز کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟۔

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً... ﴿١٨﴾ (۶)

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے۔

ایک مقام پر فرمایا قیامت تو آنکھ جھپکنے میں آجائے گی،

وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ﴿٧٧﴾ (۷)

---

(۱) ابراہیم ۵۰

(۲) الرعد ۳۴

(۳) الاعراف ۱۸۷

(۴) الحج ۵۵

(۵) الزخرف ۶۶

(۶) محمد ۱۸

(۷) النحل ۷۷

ترجمہ: اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے بلکہ اس سے بھی کچھ کم۔

اور انہیں اس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو ایک ساعت کی ڈھیل ہی مل سکے گی کہ توبہ ہی کر لیں، رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! تم سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جا چکا ہے مگر پیغمبروں کا مذاق اڑانے والے خود ہی اسی چیز کے پھیر میں آ کر رہے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا... ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: تم سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں مگر رسولوں نے تکذیب، تضحیک و تذلیل پر اور ان اذیتوں پر جو انہیں پہنچائی گئیں صبر کیا یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

ان سے پوچھئے کہ رحمٰن سے دن اور رات تمہاری حفاظت کون کر سکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا

پھرے ہوئے ہیں، کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں جو انہیں مصیبتوں سے بچا لیں، کوئی بھی خود اپنی مدد کی طاقت

هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ

نہیں رکھتا اور نہ کوئی ہماری طرف سے رفاقت دیا جاتا ہے، بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو زندگی کے سروسامان دیئے

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ

یہاں تک کہ ان کی مدت عمر گزر گئی، کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں، اب کیا

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَ لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ

وہی غالب ہیں؟ کہہ دیجئے! میں تمہیں اللہ کی وحی کے ذریعہ آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے

اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا

جبکہ انھیں آگاہ کیا جائے، اگر انھیں تیرے رب کے کسی عذاب کا جھونکا بھی لگ جائے تو پکار اٹھیں کہ ہائے ہماری بدبختی یقیناً

ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ

ہم گناہ گار تھے، قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو، پھر کسی پر کچھ ظلم بھی نہ کیا جائے

[1] الانعام ۳۴

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ (الانبیائ۴۲تا۴۷)

گا،اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لا حاضر کریں گے،اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

ذلت ورسوائی کے مارے لوگ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا ذکر فرمایا اے نبی ﷺ!ان سے کہو رات کو جب تم اپنے بستروں پر آرام کر رہے ہوتے ہو اور دن میں جب تم معاش میں مصروف ہوتے ہو تو کون تمہاری حفاظت کر رہا ہوتا ہے،یعنی اللہ ہی تمہاری حفاظت کر رہا ہوتا ہے،لیکن اگر اللہ مالک الملک رات میں یا دن میں کسی گھڑی عذاب نازل یا قیامت برپا کرنا چاہے تو اس کے سوا تمہارا کون سا معبود تمہیں اللہ قادر مطلق سے بچا سکتا ہے؟مگر یہ خود ساختہ معبودوں کے دھوکے میں اپنے رب حقیقی کی نصیحت سے اعراض کر رہے ہیں،اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ذرا ان معبودوں کے نام تو بتلائیں جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد یا عذاب سے بچانے کی قدرت رکھتے ہوں؟حقیقت تو یہ ہے کہ جن کو یہ اپنے معبود سمجھتے ہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے مراسم عبودیت بجالاتے ہیں انہوں نے اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد تو کیا کرنی ہے وہ تو خود اپنی مدد کرنے اور اللہ کے عذاب سے بچنے پر بھی قادر نہیں ہیں اور نہ ہماری ہی تائید ان کو حاصل ہے،اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اور ان کے آباؤ اجداد کو ہم زندگی کا سروسامان دیے چلے گئے،لمبی عمریں دیں،جس سے ان کی زندگیاں لہو ولعب اور عیش وعشرت میں گزر گئیں،جس سے ان کی سرکشی وکفر بڑھ گیا اور شیطان نے انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا کہ وہ صحیح راستے پر گامزن ہیں،مگر کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ ارض کفر بتدریج گھٹ رہی ہے اور دولت اسلام وسعت پذیر ہے،اسلام کا غلبہ عرب کے گوشے گوشے میں پھیلتا جا رہا ہے،اور چاروں طرف سے ان پر حلقہ تنگ ہوتا چلا جا رہا ہے؟

قَالَ الْحَسَنُ:ظُهُورُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے کفر پر اسلام کا غلبہ مراد ہے۔[1]

کفر کو سمٹتا اور اسلام کو بڑھتا ہوا دیکھ کر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ غالب آجائیں گے؟جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ... ﴿٤١﴾ [2]

ترجمہ:کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم اس سرزمین پر چلے آرہے ہیں اور اس کا دائرہ ہر طرف سے تنگ کرتے چلے آتے ہیں۔

ان سے کہہ دو کہ میں تو اللہ کا رسول ہوں،جو کچھ تمہارے پاس لایا ہوں اپنی طرف سے نہیں لایا،نہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا جاننے والا ہوں اور نہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ رب نے تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے جو کلام مجھ پر نازل فرمایا ہے وہ تمہیں سنا کر وعظ ونصیحت کر رہا ہوں،جیسے فرمایا

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ... ﴿٥٠﴾ [3]

[1] تفسیرطبری۴۹۴؍۱۶، تفسیرعبدالرزاق۳۸۶؍۲

[2] الرعد۴۱

[3] الانعام۵۰

ترجمہ:اے محمد (ﷺ) ! ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہو جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

قیامت کی ہولناکیوں سے آگاہ کر رہا ہوں، ایک سچے خیرخواہ کی طرح روز محشر کی ذلت و رسوائی اور جہنم کے دردناک عذاب پر متنبہ کر رہا ہوں مگر اللہ جن کانوں کو حق سننے سے بہرا کر دے، ہرسو بکھری نشانیاں دیکھنے کے باوجود آنکھوں پر پردے ڈال دے، حق بات قبول کرنے کے بجائے دلوں پر مہر لگا دے تو ان پر وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا، ابھی تو یہ بڑی جرات کے ساتھ مطالبہ عذاب کر رہے ہیں لیکن اگر تیرے رب کا عذاب انہیں ذرا سا بھی چھو جائے تو اپنے ظلم و کفر کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگیں گے ہائے ہماری کم بختی! بے شک ہم خطاوار تھے، جیسے فرمایا

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: اور جب ہمارا عذاب ان پر آ گیا تو ان کی زبان پر اس کے سوا کوئی صدا نہ تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۲۹ (۲)

ترجمہ:وہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب! واقعی ہم گنہگار تھے۔

میدان محشر میں انسانوں کے ذرہ ذرہ اچھے برے اعمال کا وزن کرنے کے لئے ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والا ترازو نصب کر دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا، جیسے فرمایا

...وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ (۳)

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ (۴)

ترجمہ:اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

یعنی کسی شخص کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی نہ کسی شخص کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا، جس کی رائی کے دانے برابر بھی نیکی یا بدی ہو گی وہ ہم سامنے لے آئیں گے، جیسے فرمایا

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ (۵)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اور لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی تھی

---

(۱) الاعراف۵

(۲) القلم۲۹

(۳) الکہف۴۹

(۴) النساء۴۰

(۵) الزلزال۸،۷

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ⑯ [1]

ترجمہ: بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا، وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

اور لوگوں کے اچھے برے اعمال کا حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں، جیسے فرمایا

...وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ⑥ [2]

ترجمہ: اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ بَعْضِ شُيُوخِهِمْ، أَنَّ زِيَادًا، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ حَدَّثَهُمْ عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يَكْذِبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي، وَأَضْرِبُهُمْ وَأَسُبُّهُمْ، فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَيُكَذِّبُونَكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ. فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا، لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ، اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ الَّذِي بَقِيَ قِبَلَكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر سامنے بیٹھے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ غلام ہیں، وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت بھی کرتے ہیں اور میرا کہا بھی نہیں مانتے پھر میں انہیں مارتا ہوں اور برا بھلا کہتا ہوں میرا ان کے ساتھ کیا معاملہ رہے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی خیانت، جھوٹ اور نافرمانی اور تمہاری سزا کا حساب لگایا جائے گا اگر تمہاری سزا ان کے جرائم سے کم ہوئی تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہو گی اور اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں کے برابر نکلی تو معاملہ برابر برابر ہو جائیگا تمہارے حق میں ہو گا اور نہ تمہارے خلاف، اور اگر سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو اس اضافے کا تم سے بدلہ لیا جائے گا،

فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَبْكِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَهْتِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَهُ؟ مَا يَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ: {وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ} [3] فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَجِدُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ فِرَاقِ هَؤُلَاءِ - يَعْنِي عَبِيدَهُ - إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ

اس پر وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی زار و قطار رونے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کیا ہوا؟ کیا یہ اللہ کی کتاب کی یہ آیت نہیں

---

(1) لقمان:۱۶

(2) النساء:۶

(3) الأنبياء: ۴۷

پڑھتا'' قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔'' اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس سے بہتر کوئی حل نہیں پاتا کہ ان سب غلاموں کو اپنے سے جدا کر دوں، اس لئے میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (۱)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے مگر میزان میں وزن دار ہیں اور اللہ کو بہت پیارے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔ (۲)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے موسیٰ وہارون کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پرہیز گاروں کے لیے وعظ ونصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے،

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا ذِكْرٌ

وہ لوگ جو اپنے رب سے بن دیکھے خوف کھاتے ہیں، اور قیامت (کے تصور) سے کانپتے رہتے ہیں اور یہ نصیحت

مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (الانبیاء ۴۸ تا ۵۰)

اور برکت والا قرآن بھی ہم نے نازل فرمایا ہے کیا پھر بھی تم اس کے منکر ہو۔

کتاب النور:

انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے جلیل القدر کتاب تورات کی صفات بیان فرمائی کہ تم پر نازل قرآن کریم سے پہلے ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حق وباطل اور حلال وحرام میں فرق کرنے والی اور انسان کو سیدھا راستہ دکھانے والی روشنی اور انسانوں کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے والا ذکر نازل کر چکے ہیں ان متقی لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے جو غائبانہ اپنے معبود حقیقی سے ڈرتے رہتے ہیں، جیسے جنتیوں کے اوصاف میں فرمایا

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: جو بے دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور جو دل گرویدہ لئے ہوئے آیا ہے۔

---

(۱) مسند احمد ۲۶۴۰۱

(۲) صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَنَضَعُ المَوَازِينَ القِسْطَ لِيَوْمِ القِيَامَةِ، وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ ۷۵۶۳، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ ۶۸۴۶، مسند احمد ۷۱۶۷، صحیح ابن حبان ۸۳۱، شعب الایمان ۵۸۵، السنن الکبری للنسائی ۱۰۵۹۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۴۱۳، مسند ابی یعلی ۶۰۹۶، شرح السنۃ للبغوی ۱۲۶۴

(۳) ق ۳۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ [۱]

ترجمہ: جولوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر۔

اور جو دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر، جوابدہی کے احساس سے عاری ہو کر زندگی نہیں گزار دیتے بلکہ جن کو ہر دم یہ دھڑ کا لگا ہو کہ ایک دن ہم نے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ [۲]

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

اگر ہم اعمال صالحہ کریں گے تو رب کی رحمت کے مستحق ہوں گے اور اگر اس کے برعکس کیے تو جہنم ہر کٹے کافر کی گھات میں لگی ہوئی ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ ﴿۲۱﴾ [۳]

ترجمہ: درحقیقت جہنم ایک گھات ہے۔

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ [۴]

ترجمہ: یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے۔

قرآن حکیم کو دو جلیل القدر اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور اب یہ بابرکت ذکر ہم نے قیامت تک تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تم پر نازل کیا ہے، جب ان لوگوں کو اعتراف ہے کہ تورات اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے تو حقانیت، صداقت اور نورانیت والے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے سے یہ کیوں انکار کرتے ہیں۔ یعنی نہ تو یہ رسول نرالا ہے اور نہ ہی قرآن کریم پہلی مرتبہ نازل کیا گیا ہے تو پھر اس پر ایمان لا کر اپنی اخروی زندگی کی فکر کیوں نہیں کرتے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اسکی سمجھ بوجھ بخشی تھی اور ہم اسکے احوال سے بخوبی واقف تھے، جبکہ اس نے اپنے باپ سے

وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو کیا ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی

---

[۱] الملک ۱۲

[۲] الحاقۃ ۲۰،۱۹

[۳] النبا ۲۱

[۴] العنکبوت ۵۴

لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝۵۳ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۴ قَالُوْٓا

عبادت کرتے ہوئے پایا، آپ نے فرمایا پھر تم اور تمہارے باپ دادا سبھی یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے، کہنے لگے کیا

اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝۵۵ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

آپ ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہیں یا یوں ہی مذاق کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں درحقیقت تم سب کا پروردگار تو وہ ہے

وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۶ (الانبیائ ۵۱ تا ۵۶)

جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے، میں تو اپنی بات کا گواہ اور قائل ہوں۔

اور موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام سے پہلے ہم نے ابراہیم کو نبوت عطا کرنے سے قبل زمین و آسمان کی بادشاہی کا مشاہدہ کروایا اور اپنی دلیلیں الہام کی تھیں، جیسے فرمایا:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ... ۝۸۳ (۱)

ترجمہ: یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی۔

اور ہم خوب جانتے تھے کہ وہ اس رشد کے اہل اور اپنی پاکیزگی اور ذہانت کی بنا پر اس کے مستحق ہیں، جیسے فرمایا

... اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ... ۝۱۲۴ (۲)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے حوالے کرے۔

یاد کرو وہ موقع جبکہ اس نے بچپنے میں اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تمہارے اپنے ہاتھوں لکڑی، پتھر اور سونے چاندی کی مختلف شکل وصورت میں تراشی ہوئی ان مورتیوں میں کیا فضیلت ہے جن کی تم یکسوئی اور انہماک سے جم کر عبادت کرتے ہو؟ قوم کے پاس ان کی پرستش کی کوئی دلیل تو تھی نہیں اس لئے جواب دیا ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے اس لئے ہم بھی ان کی تقلید میں پرستش کرتے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم نے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کی جو دلیل دی ہے وہ درست نہیں، حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر جو تمہارا خالق، مالک اور رازق ہے ان بے جان چیزوں کی پرستش کر کے گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور تمہارے آباؤ اجداد بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، قوم نے دعوت توحید سنی ہوئی نہ تھی اس لئے ہکا بکا ہو کر کہنے لگے اے ابراہیم! کیا تو ہمارے سامنے اپنے اصلی خیالات پیش کر رہا ہے یا مذاق کرتا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا نہیں میں تم سے کوئی مذاق نہیں کر رہا بلکہ ایک ایسی چیز پیش کر رہا ہوں جس کا علم و یقین مجھے حاصل ہے اور وہ یہ کہ تمہارا معبود حقیقی یہ مورتیاں نہیں بلکہ وہ رب ہے جو زمین اور آسمانوں کا مالک اور ان کا پیدا کرنے والا ہے، میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے لائق اللہ وحدہ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی نہ رب ہے اور نہ معبود۔

(۱) الانعام ۸۳

(۲) الانعام ۱۲۴

وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيۡدَنَّ اَصۡنَامَكُمۡ بَعۡدَ اَنۡ تُوَلُّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمۡ

اور اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دو گے ایک چال چلوں گا، پس اس نے سب کے

جُذٰذًا اِلَّا كَبِيۡرًا لَّهُمۡ لَعَلَّهُمۡ اِلَيۡهِ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوۡا

ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، ہاں صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا یہ بھی اس لیے کہ وہ سب اس کی طرف ہی لوٹیں، کہنے لگے

مَنۡ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًى يَّذۡكُرُهُمۡ

ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ ایسا شخص تو یقیناً ظالموں میں سے ہے، بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ

يُقَالُ لَهٗۤ اِبۡرٰهِيۡمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا فَاۡتُوۡا بِهٖ عَلٰۤى اَعۡيُنِ النَّاسِ

کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم (علیہ السلام) کہا جاتا ہے، سب نے کہا اچھا اسے مجمع میں لوگوں کی نگاہوں

لَعَلَّهُمۡ يَشۡهَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾ (الانبیائ ۵۷ تا ۶۱)

کے سامنے لاؤ تاکہ سب دیکھیں۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے ایک عزم کے ساتھ اللہ کی قسم کھا کر کہا جب تم لوگ عید یا تہوار پر باہر چلے جاؤ گے تو میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے معبودوں کی خبر لوں گا اور عملاً تمہیں مشاہدہ کرادوں گا کہ تمہارے یہ معبود محض پتھر کے بے بس ولاچار بت ہیں اور انہیں کسی قسم کی کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہے، چنانچہ جب قوم اپنے پجاریوں اور مجاوروں سمیت اپنی عید یا تہوار منانے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام موقعہ غنیمت جان کر ان کے مرکزی مندر میں گھس گئے اور ہتھوڑے کی ضربوں سے چھوٹے چھوٹے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، جیسے فرمایا

فَرَاغَ عَلَيۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡيَمِيۡنِ ﴿۹۳﴾ [1]

ترجمہ: اس کے بعد وہ ان پر پل پڑا اور سیدھے ہاتھ سے خوب ضربیں لگائیں۔

اور پھر اپنا ہتھوڑا ان کے بڑے بت کے ہاتھ میں پکڑا کر یا کندھے پر رکھ کر اس کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس سے پوچھیں اور میں انہیں بتوں کی بے بسی اور لاچاری ظاہر کر کے انہیں دعوت توحید دوں، طاغوت کی بندگی سے ہٹا کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی اور اطاعت کی طرف ان کا رخ موڑ دوں، شام کے وقت جب قوم تھکی ہاری واپس آئی اور انہوں نے اپنے معبودوں کی اہانت اور رسوائی دیکھی تو کہنے لگے ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ یقیناً کوئی بڑا ہی ظالم شخص تھا، بعض لوگ جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بات سنی ہوئی تھی بولے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کا مذمت و حقارت کے ساتھ ذکر کرتے سنا تھا معلوم ہوتا ہے یہ اسی کی کارستانی ہے، مندر کے بڑے پنڈتوں نے کہا تو

[1] الصافات ۹۳

ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے لے آؤ تا کہ گواہ اس کے خلاف گواہیاں دیں اور اس کے خلاف سخت ترین کاروائی کی جا سکے تا کہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرات نہ ہو سکے، اور یہی ابراہیم علیہ السلام چاہتے تھے۔

قَالُوٓا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلۡ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا

کہنے لگے اے ابراہیم (علیہ السلام)! کیا تو نے ہی ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے، آپ نے جواب دیا بلکہ

فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ

اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے تم اپنے خداؤں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے چالتے ہوں، پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے

فَقَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوۡا عَلٰى رُءُوۡسِهِمۡ ۚ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

اور کہنے لگے واقع ظالم تو تم ہی ہو، پھر اپنے سروں کے بل اوندھے ہو گئے (اور کہنے لگے کہ) یہ تجھے بھی معلوم ہے یہ

يَنۡطِقُوۡنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكُمۡ شَيۡـًٔا

بولنے چالنے والے نہیں، اللہ کے خلیل نے اسی وقت فرمایا افسوس! کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں

وَّلَا يَضُرُّكُمۡ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمۡ وَلِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿٦٧﴾

کچھ بھی نفع پہنچا سکیں نہ نقصان، تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تمہیں اتنی سی عقل نہیں؟

قَالُوۡا حَرِّقُوۡهُ وَانۡصُرُوۡۤا اٰلِهَتَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ﴿٦٨﴾ قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا

کہنے لگے کہ اسے جلا دو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے، ہم نے فرما دیا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور

عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوۡا بِهٖ كَيۡدًا فَجَعَلۡنٰهُمُ

ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا! گو انہوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کا برا چاہا لیکن ہم نے

الۡاَخۡسَرِيۡنَ ﴿٧٠﴾ ۚ وَنَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا

انھیں ناکام بنا دیا، اور ہم ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے چلے جس میں ہم نے تمام جہان

فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٧١﴾ (الانبیاء ٦٢ تا ٧١)

والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔

چنانچہ بعض لوگ غم و غصہ میں ابراہیم علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے دوڑے، جب وہ ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ کر مجمع کے سامنے لائے تو بڑے پروہت

نے پوچھا اے ابراہیم! ہماری عدم موجودگی میں کیا تو نے ہمارے معبودوں کو توڑا پھوڑا اور ان کی اہانت کی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مخالفین پر حجت قائم کرنے کے لئے کہا میرا خیال یہ ہے کہ یہ سب توڑ پھوڑ کسی بات پر ناراض ہو کر ان کے بڑے بت نے کی ہے، اگر یہ ٹوٹے پھوٹے بت بولتے ہوں تو تمام حقیقت خود انہی کی زبانی سن لو یا پھر خود بڑے بت سے دریافت کر لو کہ اس نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر وہ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور اپنے دلوں میں کہنے لگے واقعی تم خود ہی ظالم ہو کہ ایسے معبودوں کی پرستش کرتے ہو جو اپنی زبان سے حقیقت حال بیان کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں تو ہمیں کیا نفع یا نقصان پہنچائیں گے، مگر پھر ان کی مت پلٹ گئی اور غصہ سے بولے اے ابراہیم! تم ہمارے ساتھ ٹھٹھا اور تمسخر کر رہے ہو جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ بولنے کی قدرت نہیں رکھتے،

قَالَ قَتَادَةُ: أَدْرَكَتِ الْقَوْمَ حَيْرَةُ سُوءٍ فَقَالُوا :لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلاءِ يَنْطِقُونَ

قتادہ کہتے ہیں اس وقت یہ لوگ درحقیقت بدترین قسم کی حیرت میں مبتلا تھے اسی وجہ سے انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تم جانتے ہو کہ یہ تو بولتے ہی نہیں۔ (۱)

جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بے بسی کا اعتراف کر لیا تو ان کی بے عقلی پر افسوس کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام نے کہا پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی پرستش کر رہے ہو جو تمہیں نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان، تف ہے تمہاری عقلوں پر اور تمہارے ان بے بس ولاچار معبودوں پر جن کی تم اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر پرستش کر رہے ہو کیا تم کچھ بھی عقل وفہم نہیں رکھتے کہ حق وسچ کو پہچان سکو؟ جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ضلالت وسفاہت کو واضح کر دیا تو وہ لاجواب ہو گئے مگر شرک سے تائب ہونے کے بجائے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف انتہائی سخت اقدام اٹھانے پر آمادہ ہو گئے، چنانچہ انہوں نے کہا اپنے معبودوں کی حمایت اور تائید میں آگ کا ایک بڑا الاؤ دہکاؤ اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں جھونک ڈالو، یہ فیصلہ کر کے انہوں نے زمین میں ایک بڑا گڑھا کھودا اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی، جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:لَمَّا أُلْقِيَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي النَّارِ قَالَ: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو آپ میں پھینکا گیا اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا:{إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ} (۳)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۴۵۵،۸

(۲) مصنف ابن ابی شیبة ۲۹۵۸۸

(۳) آل عمران: ۱۷۳

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو انہوں نے کلمہ ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔'' کہا تھا، اور یہی کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے کہا تھا کہ لوگوں (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان جنگ اکٹھا کر رکھا ہے ان سے ڈرو لیکن اس بات نے ان مسلمانوں کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ مسلمان بولے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔ (١)

فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنَا :أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمَّا أُلْقِيَ فِي النَّارِ، لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ، إِلَّا أَطْفَأَتِ النَّارَ، غَيْرَ الْوَزَغِ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْفُخُ عَلَيْهِ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام کو (نمرود مردود نے) آگ میں ڈالا تو اس آگ کو تمام جانور بجھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر گرگٹ کے اور وہ اس میں پھونک مار رہا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے۔ (٢)

چنانچہ اپنی سنت کے مطابق کہ ہم رسولوں اور اہل ایمان کو بچا لیتے ہیں ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا، چنانچہ تعمیل حکم میں آگ گلزار بن گئی، مشرکین نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا ارادہ کیا مگر ہم نے انہی کو نقصان اٹھانے والوں میں سے کر دیا، اور ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے بچا کر عراق سے سرزمین شام و فلسطین کی طرف نکال لے گئے جو دو ہزار برس تک انبیاء کا مہبط رہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَمْ يَكْذِبْ غَيْرَ ثَلَاثٍ ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللَّهِ ، قَوْلُهُ:بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَوْلُهُ :إِنِّي سَقِيمٌ، قَالَ:وَبَيْنَا هُوَ يَسِيرُ فِي أرض جبار من الجبابرة ومعه سَارَةُ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَأَتَى الْجَبَّارَ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ بِأَرْضِكَ رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ أَحْسَنُ النَّاسِ،فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْمَرْأَةُ مِنْكَ؟ قَالَ: هِيَ أُخْتِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کے سوا کبھی خلاف واقعہ بات نہیں کہی ان میں دو بار کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے تھا بلکہ یہ ان کے ان بڑے (بت) نے کیا (ہوگا) اور بلاشبہ میں بیمار ہوں، ابراہیم علیہ السلام ایک جابر بادشاہ کی زمین میں چل رہے تھے اور سارہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں، آپ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو اس جابر بادشاہ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کی زمین میں ایک شخص نے پڑاؤ ڈالا ہے اور اس کے پاس ایک ایسی عورت ہے جو سب لوگوں سے خوبصورت ہے اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا آپ اس کے پاس تشریف لے گئے، اس نے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے،

قَالَ: فَاذْهَبْ فَأَرْسِلْ بِهَا إِلَيَّ ، فَانْطَلَقَ إِلَى سَارَةَفَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ سَأَلَنِي عَنْكِ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا

(١) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ آل عمران بَابُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُم ٤٥٦٣،مستدرک حاکم ٣١٦٧، السنن الکبریٰ للنسائی ١١٠١٥

(٢) سنن ابن ماجه کتاب الصيد بَابُ قَتْلِ الْوَزَغِ ٣٢٣١، صحیح ابن حبان ٥٦٣١،مسند احمد ٢٥٨٢٧

تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي كِتَابِ اللَّهِ وَأَنَّهُ لَيْسَ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ ، فَانْطَلَقَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَلَمَّا أَنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فَرَآهَا أَهْوَى إِلَيْهَا فَتَنَاوَلَهَا فَأُخِذَ أَخْذًا شَدِيدًا

اس نے کہا جاؤ اور اسے میرے پاس بھیج دو، آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اس جابر بادشاہ نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ تم میری بہن ہو لہٰذا اس کے پاس میری تکذیب نہ کرنا کیونکہ اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے (دینی بہن) اور اس سرزمین میں میرے اور تمہارے علاوہ دوسرا کوئی مسلمان نہیں ہے، اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام انہیں لے گئے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی، جب سارہ اس (ظالم بادشاہ) کے پاس گئیں اور اس نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف مائل ہوا اور اس نے آپ کو پکڑنا چاہا تو وہ بہت شدت کے ساتھ جکڑا گیا،

فَقَالَ: ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ ، فَدَعَتْ لَهُ فَأُرْسِلَ، فَأَهْوَى إِلَيْهَا، فَتَنَاوَلَهَا فَأُخِذَ بِمِثْلِهَا أَوْ أَشَدَّ فَفَعَلَ ذَلِكَ الثَّالِثَةَ فَأُخِذَ [فَذَكَرَ] مِثْلَ الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ ،فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ فَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ، لَهُ فَأُرْسِلَ، ثُمَّ دَعَا أَدْنَى حُجَّابِهِ فَقَالَ: إِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ، وَإِنَّمَا أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ

اس نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا آپ نے اس کے لیے دعا کی تو وہ چھوٹ گیا مگر وہ پھر پکڑنے کے لیے آپ کی طرف لپکا تو پہلے ہی کی طرح یا اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جکڑا گیا اور پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا اور وہ پکڑا گیا اور اس کی تفصیل بھی پہلی دو بار کی طرح بیان فرمائی بہر حال اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کر میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، سارہ نے دعا کی تو وہ چھوٹ گیا پھر اس نے اپنے قریب ترین دربان کو بلایا اور کہا تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ شیطان کو لے آئے ہو،

وَالْمُرَادُ بِالشَّيْطَانِ الْمُتَمَرِّدُ مِنَ الْجِنِّ وَكَانُوا قَبْلَ الْإِسْلَامِ يُعَظِّمُونَ أَمْرَ الْجِنِّ جِدًّا وَيَرَوْنَ كُلَّ مَا وَقَعَ مِنَ الْخَوَارِقِ مِنْ فِعْلِهِمْ وَتَصَرُّفِهِمْ، قَوْلُهُ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ أَيْ وَهَبَهَا لَهَا لِتَخْدُمَهَا لِأَنَّهُ أَعْظَمَهَا أَنْ تَخْدِمَ نَفْسَهَا

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں شیطان سے مراد بڑا سرکش جن ہے اسلام سے پہلے لوگ جنات کو بہت عظیم سمجھتے تھے، اور تمام خوارق واقعات کو جنات کا تصرف قرار دیتے تھے، اس فاجر و کافر بادشاہ کے ساتھ جو جکڑے جانے اور مرگی کا دورہ پڑنے کا واقعہ پیش آیا اس کی وجہ سے اس نے یہ خلاف عادت واقعہ سارہ کی جانب منسوب کیا اور اسی تناظر میں انہیں بڑا جن قرار دیا اور تعظیماً خدمت کے لیے ہاجرہ دے دی۔ [1]

أَخْرِجْهَا وَأَعْطِهَا هَاجَرَ فَأُخْرِجَتْ وَأُعْطِيَتْ هَاجَرَ فَأَقْبَلَتْ،فَلَمَّا أَحَسَّ إِبْرَاهِيمُ بِمَجِيئِهَا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ : مَهْيَمْ؟ قَالَتْ: كَفَى اللَّهُ كَيْدَ الْكَافِرِ الْفَاجِرِ وَأَخْدَمَنِي هَاجَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ وَكَانَ : أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

اسے یہاں سے نکال دو اور اسے ہاجرہ دے دو، سارہ کو وہاں سے نکال دیا گیا اور آپ کو (خدمت کے لیے) ہاجرہ دے دی گئی، اس کے

[1] فتح الباری ۶،۳۹۳،۳۳۵۸

بعد آپ واپس تشریف لے آئیں ابراہیم علیہ السلام نے جب آپ کی آمد کو محسوس کیا تو انہوں نے نماز کو موقوف کیا اور فرمایا کیا خبر ہے؟ سارہ نے جواب دیا اس کافر و فاجر کے مکر کو اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور خدمت کے لیے اس نے مجھے ہاجرہ دی ہے، محمد بن سرین کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیث کو بیان کرتے تو وہ فرماتے اے آسمان کے پانی کے بیٹو! (اے اہل عرب!) یہ ہیں وہ ہاجر جو تمہاری ماں ہیں۔ [1]

ابراہیم علیہ السلام اور کذبات ثلاثہ:

حدیث کی ایک روایت میں یہ بات آئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین جھوٹ بولے، ان تینوں جھوٹوں کے بارے میں مشہور مفسر قرآن علامہ مودودی رحمہ اللہ کی دو جگہ پر لکھی گئی بحث ایک رسائل و مسائل ۳۵ تا ۳۹/ ۲ دوسرے تفہیم قرآن بسلسلہ تفسیر انبیاء حاشیہ نمبر ۶۰ سے خوبصورت اور سادہ سے انداز میں کی گئی بحث پیش کرتے ہیں۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ [2]

ترجمہ: اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے، ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں؟۔

ابراہیم علیہ السلام نے بت شکنی کے اس فعل کو بڑے بت کی طرف منسوب کیا ہے اس سے اس کا مقصد جھوٹ بولنا نہ تھا بلکہ اپنے مخالفین پر حجت قائم کرنا چاہتے تھے، یہ بات انہوں نے اس لئے کہی تھی کہ وہ لوگ جواب میں خود اقرار کریں کہ ان کے یہ معبود بالکل بے بس ولاچار ہیں اور ان سے کسی فعل کی توقع تک نہیں کی جاسکتی، ایسے مواقع پر ایک شخص استدلال کی خاطر جو خلاف واقعہ بات کہتا ہے اس کو جھوٹ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ نہ وہ خود جھوٹ کی نیت سے ایسی بات کہتا ہے اور نہ اس کے مخاطب ہی اسے جھوٹ سمجھتے ہیں، کہنے والا اسے حجت قائم کرنے کے لیے کہتا ہے اور سننے والا بھی اسے اسی معنی میں لیتا ہے۔

...اِنِّيْ سَقِيْمٌ [3]

ترجمہ: اور میں بیمار ہوں۔

والا واقعہ تو اس کا جھوٹ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ابراہیم علیہ السلام فی الواقع اس وقت بالکل صحیح و تندرست تھے اور ان کو ادنیٰ سی بھی شکایت بھی نہ تھی، یہ بات نہ قرآن میں کہیں بیان ہوئی ہے اور نہ اس زیر بحث روایت کے سوا کسی دوسری معتبر روایت میں اس کا ذکر آیا ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ کے مسئلے پر میں نے دو جگہوں پر بحث کی ہے ایک رسائل و مسائل ۳۵ تا ۳۹/ ۲ اور دوسرے تفہیم القرآن بسلسلہ تفسیر انبیاء حاشیہ نمبر ۶۰، فرماتے ہیں میں اس روایت کے مضمون کی صحت تسلیم کرنے میں متامل

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الإِكْرَاهِ بَابُ إِذَا اسْتُكْرِهَتِ المَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلاَ حَدَّ عَلَيْهَا ۶۹۵۰، وكِتَابُ البُيُوعِ بَابُ شِرَاءِ المَمْلُوكِ مِنَ الحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ ۲۲۱۷، و كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۸، صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۱۴۵، سنن ابوداودكِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتِي ۲۲۱۲، السنن الكبرى للنسائی ۸۳۱۶

[2] الانبیاء ۶۳

[3] الصافات ۸۹

ہوں اگر میرے ان دلائل کو دیکھ کر آپ کا اطمینان ہو جائے تو اچھا ہے اور نہ ہو تو جو کچھ آپ صحیح سمجھتے ہیں اسی کو صحیح سمجھتے رہیں، اس طرح کے معاملات میں اگر اختلاف رہ جائے تو آخر مضائقہ کیا ہے، آپ کے نزدیک حدیث کا مضمون اس لیے قابل قبول ہے کہ وہ قابل اعتماد سندوں سے نقل ہوئی ہے اور صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی اور متعدد دوسرے اکابر محدثین نے اسے نقل کیا ہے، میرے نزدیک وہ اس لئے قابل قبول نہیں ہے کہ اس میں ایک نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت ہوتی ہے اور یہ کوئی ایسی معمولی بات نہیں ہے کہ چند راویوں کی روایت پر اسے قبول کرلیا جائے اس معاملے میں میں اس حد تک نہیں جاتا،

وَلَا شَكَّ أَنَّ صَوْنَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْكَذِبِ أَوْلَى مِنْ صَوْنِ طَائِفَةٍ مِنَ الْمَجَاهِيلِ عَنِ الْكَذِبِ

جہاں تک امام رازی رحمہ اللہ گئے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ انبیاء کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ اس روایت کے راویوں کی طرف اسے منسوب کیا جائے۔ (۱)

لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ الْكَذِبِ إِلَى الرَّاوِي وَبَيْنَ نِسْبَتِهِ إِلَى الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مِنَ الْمَعْلُومِ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ نِسْبَتَهُ إِلَى الرَّاوِي أَوْلَى،

اور یہ کہ جب نبی اور راویوں میں سے کسی ایک کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا پڑ جائے تو ضروری ہے کہ وہ نبی کے بجائے راوی کی طرف منسوب کیا جائے۔ (۲)

میں اس روایت کے ثقہ راویوں میں سے کسی کے متعلق یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے جھوٹی روایت نقل کی ہے بلکہ صرف یہ کہتا ہوں کہ کسی نہ کسی مرحلے پر اس کو نقل کرنے میں کسی راوی سے بے احتیاطی ضرور ہوئی ہے اس لئے اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قرار دینا مناسب نہیں ہے، محض سند کے اعتماد پر ایک ایسے مضمون کو آنکھیں بند کر کے کیسے مان لیں جس کی زد انبیاء علیہم السلام کے اعتماد پر پڑتی ہے؟ میں ان دلائل سے بے خبر نہیں ہوں جو اس روایت کی حمایت میں اکابر محدثین نے پیش کیے ہیں مگر میں ان کو تشفی بخش نہیں پایا ہے، جہاں تک یہ کام بڑے بت نے کیا ہے اور میں بیمار ہوں کا تعلق ہے ان دونوں کے متعلق تو تمام مفسرین و محدثین اس پر متفق ہیں کہ یہ حقیقتاً جھوٹ کی تعریف میں نہیں آتے، آپ تفسیر کی جس کتاب میں چاہیں ان آیات کی تفسیر نکال کر دیکھ لیں، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، عینی رحمہ اللہ، قسطلانی رحمہ اللہ وغیرہ شارحین حدیث کی شرحیں بھی ملاحظہ فرما لیں کسی نے بھی یہ نہیں مانا ہے کہ یہ دونوں قول فی الواقع جھوٹ تھے، رہا بیوی کو بہن قرار دینے کا معاملہ تو یہ ایک ایسی بے ڈھب بات ہے کہ اسے بنانے کے لیے محدثین نے جتنی کوششیں بھی کی ہیں وہ ناکام ہوئی ہیں، تھوڑی دیر کے لئے اس بحث کو جانے دیجئے کہ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس وقت سارہ رحمہا اللہ کی عمر کم از کم ۶۵ سال تھی اور اس عمر کی خاتون پر کوئی شخص بھی فریفتہ نہیں ہو سکتا (اگرچہ یہ بائبل کی کتاب پیدائش کا بیان ہے کہ مصر کے سفر کے وقت سارہ کی یہ عمر تھی) لیکن قرآن و حدیث سے بھی اس کی تائید نکلتی ہے، ایک طرف حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سفر کے موقع پر مصر کے بادشاہ نے ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں نذر کیا اور ان سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، دوسری طرف قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام جب والد ماجد کے ساتھ دوڑنے

(۱) تفسير الرازي ۱۸/۴۴۳

(۲) تفسير الرازي ۲۶/۳۴۲

پھرنے کے قابل ہو گئے تو قربانی کا یادگار واقعہ پیش آیا اور اس سے متصل زمانے ہی میں ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی اور اس بشارت پر سارہ کو سخت اچنبھا ہوا کیونکہ وہ بہت بوڑھی (عجوزہ) تھیں، ان دونوں واقعات کے درمیان زیادہ سے زیادہ بارہ تیرہ سال کا فصل ہو سکتا ہے، اب کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ ایک عجوزہ خاتون صرف دس بارہ سال پہلے ایسی حسین نوجوان تھیں کہ مصر کا بادشاہ انہیں چھننے کے لئے بے چین ہو گیا ہو، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بادشاہ سارہ کا حاصل کرنے کے درپے ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے آخر کس مصلحت سے کہا کہ یہ میری بہن ہیں؟ اس صورت حال میں بیوی کو بہن کہہ کر آخر کیا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا؟ شارحین حدیث نے اس سوال کے جو جوابات دیے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔

اس بادشاہ کے دین میں یہ بات تھی کہ صرف شوہر والی عورتوں ہی سے تعرض کیا جائے، اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے بیوی کو بہن اس امید پر کہا کہ وہ سارہ کو بے شوہر عورت سمجھ کر چھوڑ دے گا۔

ابراہیم علیہ السلام نے بیوی کو بہن اس لئے کہا کہ بادشاہ عورت کو چھوڑنے والا تو ہے نہیں، اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس کا شوہر ہوں تو جان بھی جائے گی اور بیوی بھی، اور اگر بہن کہوں تو صرف بیوی ہی جائے گی جان بچ جائے گی۔

ابراہیم علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ سارہ کو بیوی بتاؤں گا تو یہ بادشاہ مجھ سے زبردستی طلاق دلوائے گا، اس لئے انہوں نے کہا یہ میری بہن ہے۔

اس بادشاہ کے دین میں یہ بات تھی کہ بھائی اپنی بہن کا شوہر ہونے کے لئے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے، اس لئے ان کو بیوی کو بہن اس امید پر بتایا کہ یہ سارہ کو میرے ہی لئے چھوڑ دے گا۔ [1]

ذرا غور کیجئے کہ ان توجیہات نے بات بنائی ہے یا کچھ اور بگاڑ دی ہے؟ آخر کس تاریخ سے یہ نادر معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ دنیا میں کوئی دین ایسا بھی گزرا ہے جس میں بے شوہر عورت کو چھوڑ کر صرف شوہر دار عورت ہی سے تعرض کرنے کا قاعدہ مقرر ہوا؟ اور یہ ایک نبی کی سیرت و شخصیت کا کیسا بلند تصور ہے کہ وہ جان بچانے کے لئے بیوی کی عصمت قربان کرنے پر راضی ہو جائے؟ اور یہ کس قدر معقول بات ہے کہ زبردستی طلاق دلوائے جانے کے اندیشے سے بیوی کو بہن کہہ کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے تا کہ وہ بے طلاق ہی اس سے استفادہ کر لے؟ اور یہ کتنی دل لگتی بات ہے کہ بادشاہ بھائی کو بہن کا شوہر ہونے کے لئے زیادہ حقدار مان لے گا مگر خود شوہر ہونے کے لئے حقدار نہ مانے گا؟

اس طرح کے دلائل سخن سازیوں سے ایک مہمل بات کو ٹھیک بٹھانے کی کوشش کرنے سے کیا یہ مان لینا زیادہ بہتر نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ بات نہ فرمائی ہوگی اور کسی غلط فہمی کی بنا پر یہ قصہ غلط طریقے سے نقل ہو گیا ہے۔ اور بیوی کو بہن قرار دینے کا واقعہ تو بجائے خود ایسا مہمل ہے کہ ایک شخص اس کو سنتے ہی یہ کہہ دے گا کہ یہ ہرگز واقعہ نہیں ہو سکتا، یہ قصہ اس وقت کا بتایا جاتا ہے جب ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کے ساتھ مصر گئے تھے، بائبل کی رو سے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۷۵ برس اور سارہ کی عمر ۶۵ برس سے کچھ زیادہ ہی تھی اور اس عمر میں ابراہیم علیہ السلام کو یہ خوف لاحق ہوتا ہے کہ شاہ مصر اس خوبصورت خاتون کو حاصل کرنے کی خاطر مجھے قتل کر دے گا، چنانچہ وہ بیوی سے کہتے ہیں کہ جب مصری تمہیں پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے جانے لگیں تو تم بھی مجھے اپنا بھائی بتانا اور میں بھی تمہیں اپنی بہن بتاؤں

[1] فتح الباري ۶٫۳۹۳، عینی ۱۵٫۲۴۹، قسطلانی ۵٫۲۸۰

گا تا کہ میری جان بچ جائے (پیدائش باب ۱۲) تیسرے جھوٹ کی بنیاد اس صریح لغو اور مہمل اسرائیلی روایت پر ہے۔

معزز قارئین قرآن مجید میں فرمایا گیا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

لِّيَسْـَٔلَ ٱلصَّٰدِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: تا کہ سچے لوگوں سے (ان کا رب) ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور کافروں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب مہیا کر ہی رکھا ہے۔

لِّيَجْزِىَ ٱللَّهُ ٱلصَّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ ...ۚ ﴿٢٤﴾ [3]

ترجمہ: (یہ سب کچھ اس لیے ہوا) تا کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے۔

یعنی ایمان کا دارومدار سچائی پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ اسی کی ہی جزا عطا فرمائے گا، جب سچائی کی اس قدر اہمیت ہے تو ایک جلیل القدر پیغمبر جنہیں خلیل اللہ کا لقب دیا گیا، جو رب کے حکم سے بولتا ہے بھلا کیسے جھوٹ میں ملوث ہوسکتا ہے، وگرنہ قرآن پاک میں تو ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ إِبْرَٰهِيمَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ [4]

ترجمہ: اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصہ بیان کرو بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً

اور ہم نے اسے اسحاق عطا فرمایا اور یعقوب اس پر مزید اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا، اور ہم نے انھیں پیشوا بنا دیا کہ ہمارے

يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ

حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے

وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا عَٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا ءَاتَيْنَٰهُ

اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی، اور وہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے، ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھی

---

[1] التوبۃ ۱۱۹
[2] الاحزاب ۸
[3] الاحزاب ۲۴
[4] مریم ۴۱

حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

حکم اور علم دیا اور اسے اس بستی سے نجات دی جہاں لوگ گندے کاموں میں مبتلا تھے، اور تھے بھی وہ بدترین گنہگار،

فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ (الانبیائ ۷۴ تا ۷۵)

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو اپنی رحمت میں داخل کرلیا بیشک وہ نیکو کار لوگوں میں سے تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے دوران ہجرت دعا کی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ [1]

ترجمہ: اے پروردگار! مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو۔

فرمایا ہم نے دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اسے اسماعیل عطا کر دیا، اس کے بعد بغیر دعا کے ہم نے اسے بڑھاپے میں بانجھ بیوی سے ایک اور بیٹا اسحاق علیہ السلام اور پوتا یعقوب علیہ السلام عطا کیا، جیسے فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ [2]

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام کی اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

اور سب کو نیکو کار بنایا اور نبوت سے سرفراز کر کے دنیا کا مقتدا اور پیشوا بنا دیا جو اللہ کے حکم سے خلق خدا کو دعوت اسلام پیش کرتے تھے اور ہم نے انہیں بذریعہ وحی نیک کاموں کی اور حقوق اللہ میں نماز قائم کرنے اور حقوق العباد میں زکوۃ دینے کی ہدایت کی تھی، چنانچہ یہ دونوں افضل کام وہ خود بھی سرانجام دیتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے، اور لوط علیہ السلام کو ہم نے نبوت سے سرفراز کیا اور اسے عمورہ، سدوم اور آس پاس کی بستیوں کی طرف بھیجا جو فلسطین کے بحیرہ مردار سے متصل بجانب اردن ایک شاداب علاقہ تھا، یہ قوم عمل لواطت جیسے قبیح فعل میں مبتلا تھی، لوط نے انہیں دعوت توحید کے ساتھ اس بدکاری اور فواحش سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر قوم کسی طرح بھی راہ راست پر آنے کو تیار نہ ہوئی، چنانچہ ایک دن صبح کے وقت اللہ نے ان پر اپنا دردناک عذاب نازل کر دیا، ان کی بستیوں کو تلپٹ کر دیا گیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے نشان زدہ پتھروں کی بارش برسائی گئی، جیسے فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ [3]

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ؕ ﴿۷۴﴾ [4]

ترجمہ: اور ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسا دی۔

اور عذاب سے قبل لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو راتوں رات اس بستی سے بچا کر نکال دیا اور پوری قوم کو نشانہ عبرت بنا دیا، درحقیقت وہ بڑی ہی

[1] الصافات ۱۰۰

[2] ہود ۷۱

[3] ہود ۸۲

[4] الحجر ۷۴

بری فاسق قوم تھی،اور لوط علیہ السلام کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا،صالحیت کے اعتبار سے انبیاء کرام سب سے بڑے لوگ ہیں،اس لئے صالحیت کے ساتھ ان کا وصف بیان فرمایا کہ وہ صالح لوگوں میں سے تھا،سلیمان علیہ السلام نے بھی دعا مانگی تھی۔

...وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿١٩﴾ (1)

ترجمہ:اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ

نوح کے اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ اس نے اس سے پہلے دعا کی،ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے اور اس کے گھر والوں

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿٧٦﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

کو بڑے کرب سے نجات دی،اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے تھے ان کے مقابلے میں ہم نے اس کی مدد کی،

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٧٧﴾ (الانبیاء ۷۶،۷۷)

یقیناً وہ برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو ڈبو دیا۔

نوح علیہ السلام کی دعا:

اور نوح علیہ السلام کو ہم نے نبوت سے سرفراز کیا تھا،یاد کرو جبکہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام سے پہلے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک قوم کو شب و روز کھلے اور چھپے دعوت اسلام پیش کی مگر قوم نے ان کا اور اہل ایمان کا مذاق اڑایا اور دعوت حق قبول کرنے سے انکار کر دیا ،آخر کار قوم سے مایوس ہو کر اس نے ہمیں پکارا تھا۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾ (2)

ترجمہ:آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ۚۖ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٨﴾ (3)

ترجمہ:نوح علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا اب میرے اور ان کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے۔

ایک مقام پر تفصیل سے دعا بیان فرمائی۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا

---

(1) النمل ۱۹

(2) القمر ۱۰

(3) الشعراء ۱۱۷، ۱۱۸

فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ
اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ (۱)

ترجمہ: اور نوح علیہ السلام نے کہا میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور انکی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا، میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

ہم نے اس کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور اسے، اس کے گھر والوں اور اہل ایمان کو کشتی کے ذریعہ طوفان عظیم سے نجات دی اور اس قوم کی مشرک قوم کے مقابلے میں اس کی مدد کی جس نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تھا، وہ بڑے برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کر کے ان کے انجام تک پہنچا دیا۔

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ

اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجیے جبکہ وہ کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں کی بکریاں رات

وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا

کو اس میں چر چگ گئی تھیں اور ان کے فیصلے میں ہم موجود تھے، ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا، ہاں ہر ایک کو ہم نے

حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۫ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾

حکم و علم دے رکھا تھا اور داؤد کے تابع ہم نے پہاڑ کر دیئے تھے جو تسبیح کرتے تھے اور پرند بھی، ہم کرنے والے ہی تھے،

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾

ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تا کہ لڑائی کی ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو، کیا تم شکر گزار بنو گے؟

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

ہم نے تند و تیز ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان سے اس زمین کی طرف چلتی ہے جہاں ہم نے برکت

فِيْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ

دے رکھی تھی اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں، اسی طرح سے بہت سے شیاطین بھی ہم نے اس کے تابع کئے تھے

(۱) نوح ۲۶تا۲۸

وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ (الانبیائ۷۸ تا۸۲)

جو اس کے فرمان سے غوتے لگاتے تھے اور اس کے سوا بھی بہت سے کام کرتے تھے، ان کے نگہبان ہم ہی تھے۔

اے نبی ﷺ! آپ سے پہلے ہم نے داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز کیا تھا، فرمایا یاد کر وہ موقع جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں داخل ہو کر کھیتی چگ گئیں،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: كَانَ ذَلِكَ الْحَرْثُ كَرْمًا قَدْ نَبَتَتْ عَنَاقِيدُهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہاں جس کھتی کا ذکر ہے اس سے مراد انگوروں کی کھیتی ہے جس کے خوشے بہت ہی جھکے ہوئے تھے۔ [1]

داود علیہ السلام جو پیغمبر ہونے کے ساتھ حکمران بھی تھے نے فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیت والا لے لے تا کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے، اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا حالاں کہ علم وحکمت ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا،

فَقَالَ: لَوْ وَلِيتُ أَمْرَكُمْ لقضيتُ بِغَيْرِ هَذَا! قَالَ:أَدْفعُ الْغَنَمَ إِلَى صَاحِبِ الْحَرْثِ، فَيَكُونُ لَهُ أَوْلَادُهَا وَأَلْبَانُهَا وَسِلَاؤُهَا وَمَنَافِعُهَا، وَيَبْذُرُ أَصْحَابُ الْغَنَمِ لِأَهْلِ الْحَرْثِ مِثْلَ حَرْثِهِمْ، فَإِذَا بَلَغَ الْحَرْثُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ، أخذه أصحاب الْحَرْث وَرَدُّوا الْغَنَمَ إِلَى أَصْحَابِهَا

سلیمان علیہ السلام نے داوٗد علیہ السلام کے فیصلہ پر عرض کیا اس فیصلہ کے سوا بھی فیصلے کی کوئی صورت ہے، داود علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا ہے؟ سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا بکریاں کچھ عرصے کے لئے کھیتی کے مالک کو دے دی جائیں اور وہ ان سے انتفاع کرے اور کھیتی بکری والے کے سپرد کر دی جائے تا کہ وہ کھیتی کی آب پاشی اور دیکھ بھال کر کے اسے صحیح کرے، جب وہ اس حالت میں آجائے جو بکریوں کے چرنے سے پہلے تھی تو کھیتی، کھیتی والے کو اور بکریاں، بکری والے کو واپس کر دی جائیں۔ [2]

کیونکہ داود علیہ السلام کے فیصلے کے مقابلے میں سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ اس لحاظ سے زیادہ بہتر تھا کہ اس میں کسی کو بھی اپنی چیز سے محروم نہیں ہونا پڑا، جبکہ پہلے فیصلے میں بکری والے اپنی بکریوں سے محروم کر دیئے گئے تھے اس لئے تسلیم کر لیا گیا، اسی طرح ایک اور فیصلہ بھی ہوا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وَقَالَتِ الأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لاَ تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دوعورتیں جنگل کی طرف اپنے چھوٹے لڑکوں کے ہمراہ جارہی تھیں اتنے میں جنگل سے ایک خونخوار بھیڑیا نکل آیا اور ایک لڑکے کو اٹھا کر لے گیا دونوں عورتوں نے آپس میں جھگڑا کھڑا کر دیا اور

---

[1] تفسیرالبغوی۲۹۸؍۳، تفسیر طبری ۴۷۴؍۱۸

[2] تفسیرطبری۴۷۶؍۱۸

ہر عورت دوسری سے کہنے لگی کہ بھیڑیا تمہارے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا ہے اور یہ لڑکا میرا ہے، جب جھگڑا طول پکڑ گیا تو یہ عجیب وغریب مقدمہ بادشاہ وقت اور نبی اللہ داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پیش ہوا، داؤد علیہ السلام نے مقدمہ کی ساری روداد کو توجہ سے سن کر اپنا فیصلہ سنایا کہ لڑکا کم عمر والی عورت کے بجائے بڑی عمر والی عورت کے حوالے کر دیا جائے، فیصلہ سن کر دونوں عورتیں عدالت سے باہر آگئیں تو ان کی ملاقات سلیمان علیہ السلام سے ہوگئی، سلیمان علیہ السلام کے استفسار پر دونوں عورتوں نے جھگڑے کی تمام روداد اور داؤد علیہ السلام کی عدالت کا فیصلہ آپ علیہ السلام کے گوش گزار کر دیا، سلیمان علیہ السلام معاملہ کی تہہ میں پہنچ گئے کہ لڑکا اس بڑی عورت کا نہیں ہے، انہوں صحیح فیصلے کے لئے ممتا کی آزمائش کا طریقہ اختیار فرمایا کہ جس عورت کا یہ بچہ ہو گا وہ اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے ہلاک نہیں ہونے دے گی، اس لئے سلیمان علیہ السلام نے غلاموں کو حکم فرمایا کہ جلدی سے تیز چھری لاؤ تا کہ میں اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں میں ایک ایک ٹکڑا تقسیم کر دوں تا کہ یہ دونوں عورتیں اس لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا لے کر گھروں کو واپس جائیں، سلیمان علیہ السلام کی اس کاروائی کا سن کر چھوٹی عمر کی عورت کی ممتا چیخ اٹھی اور وہ جلدی سے بول اٹھی اے سلیمان علیہ السلام! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، ایسا نہ کیجئے، بیشک یہ لڑکا میرا نہیں بلکہ اس عورت کا ہی ہے، یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے اپنا فیصلہ چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں کر دیا۔ (۱)

تورات کی تکمیل کے لئے وداود علیہ السلام پر زبور نازل ہو چکی تھی جو رب کی حمد وستائش سے معمور تھی، داود علیہ السلام سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتمجید کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام پر زبور کا پڑھنا آسان کر دیا تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ القُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ القُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلاَ يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داود علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی وہ اپنے چوپائیوں کے بارے میں حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے، چوپائیوں پر زین کسنے سے پہلے ہی وہ تمام زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جاتے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق اپنے خالق ومالک ہی کی تسبیح کرتی ہے چاہے وہ پہاڑ، پرندے، درندے، اور زمین وآسمان ہوں اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیا تھا، جب آپ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد وثنا بیان کرتے تو ٹھوس پتھر، گونگے پرندے اور بے شعور جانور بھی اللہ قادر مطلق کے حکم سے مجازاً نہیں حقیقتاً داود علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھتے، جیسے فرمایا

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ (۳)

---

(۱) مسند احمد۸۲۸۰، صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ العَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۳۴۲۷، وکِتَابُ الفَرَائِضِ بَابُ إِذَا ادَّعَتِ المَرْأَةُ ابْنًا ۶۷۶۹، صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ بَابُ بَيَانِ اخْتِلَافِ الْمُجْتَهِدِينَ عن ابی ہریرہ ۴۴۹۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الانبیائ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۳۴۱۷

(۳) ص۱۹،۱۸

ترجمہ: ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ صبح وشام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پرندے سمٹ آتے سب کے سب اس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

...یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ... ۝۱۰ [۱]

ترجمہ: (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو! اس کے ساتھ ہم آہنگی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو دیا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غیر معمولی طور پر خوش الحان بزرگ تھے،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوْتَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ يَقْرَأُ، فَقَالَ:لَقَدْ أُوتِيَ أَبُو مُوسَى مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ فَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ لَحَبَّرْتُهُ لَكَ تَحْبِيرًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک رات ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو ان کی میٹھی، رسیلی آواز سن کر ٹھہر گئے اور دیر تک سنتے رہے جب وہ ختم کر چکے تو فرمایا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی کا ایک حصہ ملا ہے، عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ میری تلاوت کی سماعت فرما رہے ہیں تو میں خوب بنا سنوار کر تلاوت کرتا۔ [۲]

خط کشیدہ الفاظ السنن الکبری للبیہقی میں ہیں۔

اللہ قادر مطلق ہے، اپنی سلطنت میں وہ جو چاہے تدبیر کرے کوئی اس کی تدبیر کو روک نہیں سکتا، جیسے فرمایا

...اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ... ۝۵۴ [۳]

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

اور داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کی تسخیر بھی اللہ کی مشیت اور حکم سے ہی تھی، اور اللہ نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا اور انہیں تمہارے فائدے کے لئے جنگی لباس اور کنڈے دار اور ٹھیک انداز سے حلقے والی زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی تھی جو میدان جنگ میں تمہاری حفاظت کا ذریعہ ہیں، جیسے فرمایا

...وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۝۱۰ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ... ۝۱۱ [۴]

ترجمہ: ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا اس ہدایت کے ساتھ کہ زرہیں بنا اور ان کے حلقے ٹھیک اندازے پر رکھ۔

پھر کیا تم اللہ کی نعمتوں پر شکر گزار ہو جو اس نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام کے توسط سے تمہیں عطا کی؟ جیسے فرمایا:

[۱] سبا۱۰

[۲] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ۵۰۴۸،صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ۱۸۵۲، مسند احمد ۹۸۰۶،السنن الکبری للبیہقی۴۷۰۸

[۳] الاعراف۵۴

[۴] سبا۱۱،۱۰

...وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ ... ﴿٨١﴾ [1]

ترجمہ: اور تمہیں ایسی پوشاکیں بخشیں جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں اور کچھ دوسری پوشاکیں جو آپس کی جنگ میں تمہاری حفاظت کرتی ہیں۔

اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے سرزمین شام و فلسطین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں، چنانچہ سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر بیٹھ جاتے پھر جہاں جانا چاہتے ہوا آپ کو گھڑی بھر میں پہنچا دیتی، جیسے فرمایا:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿٣٦﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ... ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: اور سلیمان کے لئے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔

ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے، اور شیاطین میں سے ہم نے ایسے بہت سوں کو اس کا تابع بنا دیا تھا وہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے موتی و جواہر نکالنے کے لئے سمندروں میں غوطے لگاتے اور اس کے سوا دوسرے کام کرتے تھے، جیسے فرمایا

... وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ [4]

ترجمہ: اور ایسے جن اس کے تابع کر دیے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے، ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے، وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا، اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی دیگیں۔

ایک مقام پر فرمایا

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ [5]

ترجمہ: اور شیاطین کو مسخر کر دیا اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔

جو اپنی فطری سرکشی و فساد کے باوجود سلیمان علیہ السلام کے آگے سرتابی کی مجال نہیں رکھتے تھے۔

---

[1] النحل ۸۱

[2] ص ۳۶

[3] سبا ۱۲

[4] سبا ۱۳، ۱۲

[5] ص ۳۸، ۳۷

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ

ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۞ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ

رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انھیں تھا اسے دور کر دیا اور اس کو اہل و عیال

وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۞ وَ اِسْمٰعِيْلَ

عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور، اپنی خاص مہربانی سے تاکہ سچے بندوں کے لیے سبب نصیحت ہو، اور اسماعیل

وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۞ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ

اور ادریس اور ذوالکفل (علیہم السلام) یہ سب صابر لوگ تھے، ہم نے انھیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ (الانبیاء ۸۳ تا ۸۶)

یہ سب لوگ نیک تھے۔

آزمائش ایوب علیہ السلام:

اور یہی ہوشمندی اور حکم و علم کی نعمت ہم نے ایوب کو دی تھی، ہم نے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا جس سے ان کے جانور، کھیتیاں، باغات ،بیویاں، لونڈیاں، غلام اور مال و متاع وغیرہ سب کچھ ختم ہو گیا ان مصائب میں ان کی زبان سے ہمیشہ کلمہ شکر و رضا کے سوا کچھ نہ نکلا، اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر شیطان رجیم کو آپ پر مسلط کر دیا، شیطان نے آپ کے جسم پر پھونک ماری جس سے جسم میں جذام پھوٹ پڑا جس پر انہوں نے شہر کے ایک ویران کونے میں اپنی ایک بیوی کے ساتھ سکونت اختیار کر لی جو ان کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ رزق کے لئے محنت مزدوری بھی کرتی تھیں مگر ان بدترین حالات میں ایوب علیہ السلام نے صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا،

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلاءً؟(فَقَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ) ثُمَّ الصَّالِحُونَ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ، فَالْأَمْثَلُ مِنَ النَّاسِ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى (قَدْرِ) دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلَابَةٌ زِيدَ فِي بَلَائِهِ

مصعب رضی اللہ عنہ بن سعد سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ آزمائش کن لوگوں کی ہوتی ہیں؟ فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیائے کرام پر آتی ہیں، پھر نیک لوگوں پر اور پھر ان لوگوں پر جو درجہ بدرجہ ان کے زیادہ قریب ہوں، آدمی کی آزمائش اس کے دین کے بقدر کی جاتی ہے، اگر اس کے دین میں پختگی ہو تو آزمائش میں اور اضافہ کر دیا جاتا ہے۔[1]

خط کشیدہ الفاظ المعجم الکبیر للطبرانی میں ہیں۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۷۲۹، مسند احمد ۱۴۸۱

چنانچہ ایک لمبے عرصہ کے بعد جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا تو کوئی شکوہ یا شکایت نہیں کی بلکہ عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الرحمین ہے، ایک مقام پر فرمایا

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ أَيُّوبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿٤١﴾ [۱]

ترجمہ: اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔

آغاز میں انبیاء کو کیسی ہی آزمائشوں سے سابقہ پڑا ہو مگر آخر کار انبیاء کی دعائیں معجزانہ شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ غیر معمولی طور پر نبیوں کی مدد کرتا رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور حکم دیا اے ایوب علیہ السلام! اپنا پاؤں زمین پر مار، تعمیل حکم میں جیسے ہی انہوں نے اپنا پاؤں زمین پر مارا زمین سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ ابلنے لگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایوب علیہ السلام! اس پانی کو پیو اور اس سے نہاؤ، جیسے فرمایا:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ [۲]

ترجمہ: (ہم نے اسے حکم دیا) اپنا پاؤں زمین پر مار، یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کے لئے اور پینے کے لئے۔

چنانچہ تعمیل حکم میں انہوں نے پانی پیا اور نہائے جس سے فوراً ہی تمام اندرونی بیماریاں اور غسل کرنے سے تمام ظاہری بیماریاں دور ہو گئیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا کاملہ عطاء فرمائی ان کے اہل و عیال ان کو واپس لوٹا دیئے اور اپنی رحمت و کرم و فضل سے اتنے ہی اور عطاء فرمائے تاکہ اہل دانش کے لئے ایک سبق ہو کہ رب کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں مگر وہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے ضرورت سے زائد دے دیتا ہے کہ اس کا بندہ اس کا شکر گزار بنتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ یہ سب مال و دولت اس کی تدبیر اور محنت کی وجہ سے ہے، اور کبھی مال و اولاد دے کر واپس لے لیتا ہے کہ اب میرا بندہ صبر و شکر کرتا ہے یا آہ و فغاں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے ہر حال میں صبر شکر کرنا چاہیے۔ اور پھر انہیں صرف اس کے اہل و عیال ہی نہیں دیے بلکہ اپنی خاص رحمت کے طور پر دوگنا عطا فرمائے اور اس لئے کہ یہ عبادت گزاروں کے لئے ایک سبق ہو، جیسے فرمایا:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ أَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ٣ ﴿٤٣﴾ [۳]

ترجمہ: ہم نے اسے اس کے اہل و عیال واپس دیے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل و فکر رکھنے والوں کے لئے درس کے طور پر۔

اور ان کی ان الفاظ میں مدح فرمائی۔

---

[۱] ص ۴۱

[۲] ص ۴۲

[۳] ص ۴۳

إِنَّا وَجَدْنَٰهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے اسے صابر پایا، بہترین بندہ اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا۔

رب کریم ہی تمام کائنات کا خالق و مالک ہے، ہر طرح کی بادشاہی اسی کو زیب دیتی ہے اس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں وہ چاہے تو زمین اور پہاڑ سونے چاندی کے بنادے اور درختوں پر پھلوں کے بجائے ہیرے و جواہرات اگا دے وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے بے اندازہ بخش دے اور جس کو چاہے محتاج بنادے سب اسی کی ہی مصلحتیں ہیں وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا اور کس قدر دینا ہے اور کس سے روک لینا ہے، کوئی اس کو روک وٹوک نہیں سکتا، کوئی مخلوق اس کی رحمت سے مستغنی نہیں، وہ ایسے ایسے راستوں سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا، جیسے فرمایا

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ... ﴿٣﴾ (۲)

ترجمہ: اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو، جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى وَعِزَّتِكَ، وَلَكِنْ لاَ غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایوب علیہ السلام برہنہ جسم غسل کر رہے تھے، ان پر اوپر سے سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں تو ایوب علیہ السلام مکڑیوں کو سمیت سمیٹ کر اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے، ایوب علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے آواز دی اور فرمایا اے ایوب! جو چیز آپ دیکھ رہے ہیں کیا اس سے ہم نے آپ کو مستغنی نہیں کر دیا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں تیری عزت کی قسم! لیکن تیری نعمت کی برکات سے مستغنی نہیں ہوں۔ (۳)

اور ہم نے اسماعیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل علیہ السلام کو بھی منصب رسالت پر فائز کیا تھا، یہ سب نبی، اللہ کی اطاعت، اللہ کی نافرمانی، اللہ کی نعمتوں اور کفار کی اذیتوں پر صبر و شکر کرنے والے تھے اور ان کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحین میں سے تھے۔

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ

مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو یاد کرو! جبکہ وہ غصہ سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں

---

(۱) ص ۴۴

(۲) الطلاق ۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الغسل بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ ۲۷۹، وکتاب الانبیائ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۳۳۹۱، وکتاب التوحید الجهمية بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللَّهِ ۷۴۹۳

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۸۷ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہوگیا، تو ہم نے اس کی پکار سن لی

وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۸۸ وَ زَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ

اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں، اور زکریا (علیہ السلام) کو یاد کرو جب

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝۸۹ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَ وَهَبْنَا لَهٗ

اس نے اپنے رب سے دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ تو سب سے بہتر وارث ہے، ہم نے اس کی دعا قبول فرما کر

یَحْیٰی وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا

اسے یحییٰ (علیہ السلام) عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لیے درست کر دیا، یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے

رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝۹۰ (الانبیاء ۸۷ تا ۹۰)

تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

اور یونس علیہ السلام ابن متی کو بھی ہم نے منصب رسالت سے نواز کر موصل کے علاقے کی بستی نینوا کی طرف بھیجا تھا، آپ نے اپنی قوم کو پوری خیر خواہی کے ساتھ دعوت توحید پیش کی اور صراط مستقیم کی طرف بلایا کہ یہی نجات اور کامیابی کی راہ ہے اور اس راہ سے اعراض وانحراف تباہی وبربادی کا باعث ہے، جیسے فرمایا

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ۝۱۲۵ [1]

ترجمہ: کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو۔

رب العالمین کی قدرتوں وطاقتوں کا بیان کیا رب کی ہر سو بکھری ہوئی نشانیاں دکھائیں، انہیں پتھر کے بے جان، عقل وشعور سے بیگانہ باطل معبودوں کی عبادت، ان پر اعتکاف کرنے، نذرانے چڑھانے اور منتیں ماننے سے روکا، ان مورتیوں کا آندھا، بہرہ اور گونگا ہونا ثابت کیا، اور اس کار دفرمایا کہ پتھر کے یہ بے جان ٹکڑے رب کی خدائی میں تصرف کا کوئی اختیار رکھتے ہیں اس لئے ان کو مدد کے لئے پکارنے اور ان سے امیدیں وابستہ کرنے سے روکا، گزشتہ اقوام جو اپنے اعمال باطلہ کے سبب حرف غلط کی طرح مٹ گئیں اور اوراق تاریخ پر عبرت کا نمونہ بن گئیں ان کی مثالوں، ان کے کرداروں اور ان کے باطل معبودوں جن کو انہوں نے اپنے حسن ظن سے خدائی صفات دے رکھی تھیں کی بے بسی ولاچاری بیان فرمائی رحیم وکریم رب کے عفوو درگزر کرنے کی صفت عام بیان کر کے انہیں توبہ واستغفار کرنے پر ابھارا، توحید کی راہ اختیار کر کے اور اعمال صالحہ پر انہیں جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبریاں دیں اور اس راہ سے انحراف پر رب کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا جہنم اور اس کی ہولناکیوں کو بیان کیا، لیکن قوم کے آسودہ حال لوگوں نے (کہ قوم کی قیادت بالعموم انہی کے ہاتھوں میں ہوتی

---

[1] الصافات ۱۲۵

ہے) اپنے معبودوں کی قوت وطاقت پر بھروسہ کر کے مطالبہ عذاب کر دیا اس طرح وہ لوگ عذاب الٰہی کے مستحق قرار پائے،

وَوَعَدَهُمْ بِالْعَذَابِ بَعْدَ ثَلَاثٍ

یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دھمکی دی کہ تین دن کے بعد تم عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاؤ گے۔

رب کی حکمتیں رب ہی جانے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب میں تاخیر ہوئی اور قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یونس علیہ السلام کو قوم کو چھوڑنے اور ہجرت کا حکم آتا جس سے ان کے لئے اپنی ڈیوٹی کی جگہ سے ہٹنا جائز ہوتا، بے صبری سے آنے والے عذاب سے پہلے دل میں یہ گمان کر کے کہ اب جبکہ رب کا عذاب آنے ہی والا ہے اگر وہ اپنا مستقر اور اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے بھی جائیں تو رب کی ان پر گرفت نہیں ہوگی، اس حسن ظن کی بنیاد پر وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر ترشیش (جہاں آجکل تیونس آباد ہے) جانے کے لیے سمندر پر جا کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے جس کشتی میں آپ سوار ہوئے وہ پہلے ہی اپنی گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی، کشتی ابھی کچھ دور ہی پہنچی تھی کہ سمندر میں چاروں طرف سے موجیں اٹھیں اور سخت طوفان آگیا جس سے کشتی سمندر کی موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہوگئی، سب مسافروں کو کشتی ڈوبنے کا یقین اور اپنی موت نظر آنے لگی چنانچہ کشتی کا وزن کم کرنے کے لئے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں پھینکنے کی تجویز سامنے آئی تا کہ کشتی میں سوار باقی انسانوں کی جانیں بچ جائیں، لیکن یہ قربانی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اس لئے کشتی میں تین مرتبہ قرعہ اندازی کرنی پڑی، جس میں ہر مرتبہ یونس علیہ السلام کا نام آیا اور وہ مغلوبین میں سے ہو گئے، چنانچہ یونس علیہ السلام نے طوعاً وکرہاً اپنے آپ کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کر دیا، ادھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی (غالباً وہیل مچھلی) نے آپ علیہ السلام کو ثابت ہی نگل لیا اور سمندر میں پھرنے لگی، جیسے فرمایا:

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۱۴۰ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝۱۴۱ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝۱۴۲ [1]

ترجمہ: یاد کرو جب وہ ایک بھری کشتی کی طرف بھاگ نکلا، پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا اور اس میں مات کھائی، آخر کار مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھا۔

اب یونس علیہ السلام کو خیال آیا کہ ان سے نافرمانی سرزد ہو گئی ہے اور انہوں نے رب کے حکم کے بغیر شہر کو چھوڑ کر چلا آنے میں بے صبری اور جلد بازی کا ثبوت دیا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس فعل پر ملامت کرنے لگے، یونس علیہ السلام جو فراغی، کشادگی اور امن وامان کی حالت میں رب کی بڑی پاکیزگی بیان کرنے والے تھے انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں بھی رب کی عظمت و پاکیزگی، اپنے قصور وار ہونے کا اعتراف کر کے رب کے حضور توبہ کی تسبیح پڑھنی شروع کر دی۔

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷ [2]

ترجمہ: آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی الٰہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بیشک میں قصور وار ہوں۔

اللہ تعالیٰ جو دکھی دلوں اور اپنے محبوب بندوں کی پکار کو سنتا ہے نے یونس علیہ السلام کی فریاد کو سنا اور اپنی رحمت خاص فرما کر انہیں زندہ سلامت

---

[1] الصافات ۱۴۰تا۱۴۲

[2] الانبیاء ۸۷

مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال لائے اور فرمایا جب ہمارے مومن بندے اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں ہمیں پکارتے ہیں تو اسی طرح ہم مومنوں کو بچالیا کرتے ہیں،

عَنِ أَبِيهِ سَعْدٍ، قَالَ: مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَمَلأَ عَيْنَيْهِ مِنِّي ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَلْ حَدَثَ فِي الْإِسْلَامِ شَيْءٌ؟ مَرَّتَيْنِ قَالَ: لَا. وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. إِلا أَنِّي مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ آنِفًا فِي الْمَسْجِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَمَلأَ عَيْنَيْهِ مِنِّي، ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ. قَالَ: فَأَرْسَلَ عُمَرُ إِلَى عُثْمَانَ فَدَعَاهُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَكُونَ رَدَدْتَ عَلَى أَخِيكَ السَّلَامَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: مَا فَعَلْتُ

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں مسجد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو سلام کیا انہوں نے آنکھیں بھر کر مجھے دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہ دیا، میں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے؟ میں نے دوبارہ یہ عرض کی، آپ نے فرمایا نہیں، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی کوئی بات نہیں، البتہ میں ابھی ابھی مسجد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھیں بھر کر دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہ دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیج کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا،

قَالَ سَعْدٌ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: حَتَّى حَلَفَ وَحَلَفْتُ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ ذَكَرَ، فَقَالَ: بَلَى، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ إِنَّكَ مَرَرْتَ بِي آنِفًا، وَأَنَا أُحَدِّثُ نَفْسِي بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا وَاللَّهِ مَا ذَكَرْتُهَا قَطُّ إِلا تَغَشَّى بَصَرِي وَقَلْبِي غِشَاوَةٌ، قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: فَأَنَا أُنَبِّئُكَ بِهَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَنَا أَوَّلَ دَعْوَةٍ، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَشَغَلَهُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّبَعْتُهُ فَلَمَّا أَشْفَقْتُ أَنْ يَسْبِقَنِي إِلَى مَنْزِلِهِ، ضَرَبْتُ بِقَدَمِي الْأَرْضَ،

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں ایسی کوئی بات نہیں، سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کیوں نہیں! حتی کہ انہوں نے بھی قسم کھائی اور میں نے بھی قسم کھائی، راوی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بات یاد آئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی اور کہا ہاں، آپ کا ابھی ابھی میرے پاس سے گزر ہوا تھا اور میں اس وقت اپنے دل میں ایک بات سوچ رہا تھا جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اللہ کی قسم! میں جب بھی اس بات کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں اور دل پر پردہ چھا جاتا ہے، سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ میں وہ بات بتاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اول دعا کا ذکر فرمایا پھر ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ کو مشغول کر دیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا، جب مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کے اندر تشریف لے جائیں گے تو میں نے زمین پر اپنا پاؤں مارا

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَقَالَ: مَنْ هَذَا أَبُو إِسْحَاقَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: فَمَهْ

. قَالَ: قُلْتُ: لَا وَاللَّهِ، إِلا أَنَّكَ ذَكَرْتَ لَنَا أَوَّلَ دَعْوَةٍ ثُمَّ جَاءَ هَذَا الْأَعْرَابِيُّ فَشَغَلَكَ، قَالَ: نَعَمْ دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ هُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: {لَا إِلَهَ إِلا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ} [1] فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلا اسْتَجَابَ لَهُ

رسول اللہ ﷺ نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کون ہیں، ابو اسحاق ہیں، میں نے عرض کی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم! کوئی بات نہیں البتہ آپ نے دعا کا ذکر فرمایا تھا پھر وہ اعرابی آ گیا اور اس نے آپ کو مشغول کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، مچھلی والے پیغمبر کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی "نہیں ہے کوئی الٰہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات بے شک میں نے قصور کیا۔" جو مسلمان اپنے رب سے کسی بھی چیز کے بارے میں یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَلَوْلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِى بَطْنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ [3]

ترجمہ: اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو روز قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا پڑھی، "نہیں ہے کوئی الٰہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات بے شک میں نے قصور کیا۔" جو مسلمان بھی اس دعا کے ساتھ کسی معاملے کے لئے دعا مانگے تو اللہ اسے قبول فرماتا ہے۔ [4]

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من دَعَا بِدُعَاءِ يُونُسَ، اسْتُجِيب لَهُ ،قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: يُرِيدُ بِهِ {وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ}

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یونس علیہ السلام کی دعا مانگی اس کے لیے قبول کی جائے گی ابو سعید کہتے ہیں کہ آپ کا اشارہ اس ارشاد باری کی طرف ہے "اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔" [5]

اور زکریا علیہ السلام کو جبکہ محراب میں کھڑے ہو کر اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے، یعنی تو اولاد نہ بھی دے تو کوئی غم نہیں، تیری ذات پاک وارث ہونے کے لئے کافی ہے، ایک مقام پر فرمایا

---

[1] الأنبياء: ٨٧

[2] مسند احمد ١٤٦٢، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب ٣٥٠٥، عمل اليوم والليلة للنسائی ٦٥٦

[3] الصافات ١٤٣، ١٤٤

[4] مسند احمد ١٤٦٢، جامع ترمذی کتاب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ٣٥٠٥، مستدرک حاکم ١٨٦٢، شعب الایمان ٦١١، السنن الکبری للنسائی ١٠٤١٧، مسند ابی یعلی ٧٧٢

[5] تفسیرابن ابی حاتم ٨،٢٤٦٥

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ [1]

ترجمہ: اس نے عرض کیا اے پروردگار! میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے، اے پروردگار! میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا، مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے جو میرا وارث بھی ہو۔

ایک مقام پر فرمایا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ [2]

ترجمہ: یہ حال دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا پروردگار! اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے۔

پس ہم نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اسے یحییٰ علیہ السلام عطا کیا اور اس کی بوڑھی بیوی کے بانجھ پن کا ازالہ فرما کر اسے نیک بچہ عطا فرمایا ،جیسے فرمایا

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ [3]

ترجمہ: جواب میں فرشتوں نے آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحییٰؑ کی خوش خبری دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا اس میں سرداری و بزرگی کی شان ہوگی، کمال درجہ کا ضابط ہوگا، نبوت سے سرفراز ہوگا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ [4]

ترجمہ: (جواب دیا گیا) اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔

یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں، الحاح وزاری کے ساتھ دعا و مناجات، نیکی کے کاموں میں سبقت، خوف وطمع کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ہمیں پکارتے اور ہمارے سامنے عاجزی اور خشوع وخضوع، تذلیل اور انکساری کا اظہار کرتے تھے۔

وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا

اور وہ پاک دامن بی بی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور خود انہیں

[1] مریم ۵،۴

[2] آل عمران ۳۸

[3] آل عمران ۳۹

[4] مریم ۷

وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ

اور ان کے لڑکے کو تمام جہان کے لیے نشانی بنادیا، یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا

ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو، مگر لوگوں نے آپس میں اپنے دین میں فرقہ بندیاں کرلیں، سب کے سب ہمارے ہی

رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ

طرف لوٹنے والے ہیں، پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اسکی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائیگی،

وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ (الانبیائ۹۱تا۹۴)

ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔

اور مریم علیہا السلام جس نے حرام کے قریب جانے سے بلکہ حلال سے بھی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، وہ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتی تھیں، ایک دن جبرائیل علیہ السلام ایک خوبصورت مرد کی شکل میں مریم علیہا السلام کے پاس آئے تو مریم علیہا السلام ڈر گئیں اور کہا

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ [1]

ترجمہ: مریم یکا یک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ: اس نے کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

مریم علیہا السلام نے کہا

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ [3]

ترجمہ: مریم نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ [4]

ترجمہ: فرشتے نے کہا ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں

[1] مریم ۱۸

[2] مریم ۱۹

[3] مریم ۲۰

[4] مریم ۲۱

کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

فرمایا ہم نے اس کے اندر اپنی روح سے پھونکا، جیسے فرمایا

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ...﴿١٢﴾ (١)

ترجمہ: اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ﴿١٧١﴾ (٢)

ترجمہ: مسیح ابن مریم علیہ السلام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک فرمان تھا جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے (جس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی)۔

اور یہی بات آدم علیہ السلام کے متعلق فرمائی

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ (٣)

ترجمہ: جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں، پس (اے فرشتو) جب میں اسے پورا بنالوں اور اس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو مشابہ قرار دیتا ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾ (٤)

ترجمہ: عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے جس کو اللہ نے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے مسیح کو دنیا بھر کے لئے نشانی بنا دیا، جیسے فرمایا:

...وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ...﴿٢١﴾ (٥)

ترجمہ: تا کہ ہم اس لڑکے کو ایک نشانی بنا دیں اپنی قدرت وعنایت کی سب لوگوں کے لیے۔

یعنی مریم اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں نہ تو الٰہ تھے اور نہ ہی اللہ کی سلطنت میں شریک تھے بلکہ اللہ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی دین رہا ہے اور وہ ہے دین اسلام، اور تمام انبیاء کی دعوت، دعوت توحید ہی تھی،

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کی جماعت اولاد علات ہیں (جن کا باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں)

---

(١) التحریم ١٢

(٢) النساء ١٧١

(٣) ص ٧١، ٧٢

(٤) آل عمران ٥٩

(٥) مریم ٢١

ہمارا دین ایک ہی ہے، اور میرے اور ان کے بیچ میں کوئی اور نبی نہیں ہے۔ (۱)

اگر چہ احکامات شرع مختلف ہیں، جیسے فرمایا

...لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا... ﴿۴۸﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔

اور میں تمہارا معبود حقیقی ہوں پس تم ہر طرف سے منہ موڑ کر یکسو ہو کر صرف میری عبادت کرو، مگر یہ لوگوں کی کارستانی ہے کہ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر، عبادت رب سے منہ موڑ کر مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے، ایک گروہ تو کفار و مشرکین کا ہو گیا، انبیاء و رسل کے ماننے والے بھی فرقوں میں بٹ گئے کوئی یہودی ہو گیا اور کوئی عیسائی اور پھر ان کے بھی مختلف گروہ بن گئے، اور بد قسمتی سے مسلمانوں میں بھی فرقہ بندیاں پیدا ہو گئیں اور یہ بیسیوں فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ حق اس کے ساتھ ہے اور دوسرا فرقہ باطل ہے۔

...كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾ (۳)

ترجمہ: ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

مگر ایک دن سب کو ہماری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور ہم ٹھیک ٹھیک فیصلہ کریں گے، جو شخص اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے رسولوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، فرشتوں پر، اچھی بری تقدیر پر کامل ایمان لایا اور اعمال صالحہ اختیار کیے تو اس کے اعمال اکارت نہ جائیں گے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ (۴)

ترجمہ: رہے وہ لوگ جو مان لیں اور نیک عمل کریں تو یقیناً ہم نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔

اور ہم سب کے نامہ اعمال تحریر کر رہے ہیں۔

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۹۵﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَ

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس پر لازم ہے کہ وہاں کے لوگ پلٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج

هُمْ مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ

کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا اس وقت

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۲، مسند احمد ۸۲۴۸، صحیح ابن حبان ۶۱۹۴، شرح السنة للبغوی ۳۶۱۹

(۲) المائدة ۴۸

(۳) الروم ۳۲

(۴) الکھف ۳۰

كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ (الانبیائ ۹۵تا۹۷)

کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، کہ ہائے افسوس! ہم اس حال سے غافل تھے بلکہ فی الواقع ہم قصور وار تھے۔

جلیل القدر پیغمبروں کے مختصر واقعات بیان کرنے کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا ہو اس کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پھر اپنی کوتاہیوں کی تلافی کی خاطر دنیا میں پلٹ سکے، جیسے فرمایا

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾ [1]

ترجمہ: کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم نے ہلاک کر چکے ہیں اور اس کے بعد وہ پھر کبھی ان کی طرف پلٹ کر نہ آئے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَجَبَ، يَعْنِي: قَدَرًا مُقَدرًا أَنَّ أَهْلَ كُلِّ قَرْيَةٍ أُهْلِكُوا أَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُونَ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بات مقدر کر دی گئی ہے کہ جس بستی کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا جائے وہ قیامت تک دوبارہ کبھی دنیا میں نہیں آئیں گے۔ [2]

ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو کھول دے گا اور وہ نہایت تیزی کے ساتھ ہر بلندی سے نکل کر زمین پر چھا جائیں گے اور قیامت قائم ہونے کا وقت قریب آ لگے گا، جیسے فرمایا

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ [3]

ترجمہ: ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے مگر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس کو پیوند خاک کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے، اور اس روز ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ (سمندر کی موجوں کی طرح) ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَ: رَأَى ابْنُ عَبَّاسٍ صِبْيَانًا يَنْزُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، يَلْعَبُونَ، فَقَالَ ابن عباس: هكذا يَخْرُجُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ

عبیداللہ بن ابو یزید سے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کچھ بچوں کو دیکھا جو کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر کود رہے تھے تو آپ نے فرمایا یاجوج وماجوج بھی اسی طرح کودتے پھلانگتے ہوئے نکلیں گے۔ [4]

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم، فَذَكَرْنَا السَّاعَةَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَنْ تَكُونَ - أَوْ لَنْ تَقُومَ - السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهَا

[1] یٰسین ۳۱

[2] تفسیرابن کثیر ۳۷۵/۵، تفسیرابن ابی حاتم ۲۴۶۷/۸

[3] الکہف ۹۸،۹۹

[4] تفسیر طبری ۵۲۸/۱۸

عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّجَّالُ، وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَالدُّخَانُ، وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ، خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ، مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ

حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمرے کے سائے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہم نے قیامت کا ذکر کیا اور ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک ہر گز نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور دابتہ الارض کا ظاہر ہونا اور یاجوج ماجوج کا ظہور ہونا اور دجال کا خروج کرنا اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول اور دخان یعنی دھواں اور تین بڑے خسوف (زمین کا دھنسنا) ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں اور پھر سب سے آخر میں یمن سے ایک سخت آگ اٹھے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی (علاقہ شام میں جمع کر دے گی)۔[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یاجوج ماجوج کی یورش کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَإِنَّ السَّاعَةَ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ، الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادَتِهَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا

اس وقت قیامت اس قدر قریب ہو گی، جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کب وہ بچہ جن دے، رات کو یا دن کو۔[2]

قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر مکذبین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گے اور اپنی خطاؤں پر ندامت اور حسرت کا صاف صاف اظہار کرتے ہوئے کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! انبیاء کرام نے ہمیں اس دن سے خبردار کیا تھا مگر ہم دنیا کی دلفریبیوں میں لگ کر اس عظیم دن کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم خطا کار تھے۔

اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن بنو گے، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو،

لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ

اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے اور سب کے سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہ وہاں چلا

وَّ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا

رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے، البتہ بیشک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے وہ سب جہنم

---

[1] سنن ابوداود کتاب الملاحم بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ ۴۳۱۱ ،مسنداحمد۱۶۱۴۱، صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ۷۲۸۵، سنن ابن ماجه کتاب الفتن بَابُ الْآيَاتِ ۴۰۵۵،المعجم الکبیرللطبرانی ۳۰۳۰،مصنف ابن ابی شیبة۳۷۵۴۲

[2] مسنداحمد۳۵۵۶،سنن ابن ماجه کتاب الفتن بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۴۰۸۱،مستدرک حاکم۳۴۴۸

مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

سے دور ہی رکھے جائیں گے، وہ تو دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی من بھاتی چیزوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے،

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ

وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انھیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (الانبیائ۹۸تا۱۰۳)

تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔

اور اے وہ لوگو جو اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے ہو، بیشک تمہیں اور تمہارے معبودوں کو جہنم میں جھونکا جائے گا، جیسے فرمایا:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ [۱]

ترجمہ: ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزِّبَعْرَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَلَيْكَ هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ} ، فَقَالَ ابْنُ الزِّبَعْرَى: قَدْ عُبِدت الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْمَلَائِكَةُ، وعُزَيرٍ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، كُلُّ هَؤُلَاءِ فِي النَّارِ مَعَ آلِهَتِنَا؟فقَالَ:كُلُّ مَنْ أحَبَّ أَنْ يُعْبَدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهُ، إِنَّهُمْ إِنَّمَا يَعْبُدُونَ الشَّيَاطِينَ وَمَنْ أَمَرَتْهُم بِعِبَادَتِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن الزبعری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا تیرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ''بیشک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے۔'' عبداللہ بن الزبغری نے اعتراض کیا اگر یہ سچ ہے تو اس طرح تو صرف ہمارے ہی معبود نہیں، مسیح اور عزیر اور ملائکہ بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ دنیا میں ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہر وہ شخص جس نے پسند کیا کہ اللہ کے بجائے اس کی بندگی کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے اس کی بندگی کی، یہ بزرگ اپنی عبادتیں نہیں کراتے تھے بلکہ یہ لوگ تو انہیں نہیں بلکہ شیطان کی پرستش کر رہے ہیں اسی نے انہیں ان کی عبادت کی راہ بتلائی ہے۔ [۲]

اگر تم اپنے شرک سے باز نہ آئے تو وہیں تم کو جانا ہے، اگر یہ واقعی الہ ہوتے تو بااختیار ہوتے پھر نہ خود جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوتے اور تمہیں بھی داخل ہونے سے روک دیتے، اب تم دونوں عابد و معبود ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلار ہوگے، جیسے فرمایا:

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ [۳]

[۱] البقرۃ۲۴

[۲] تفسیر ابن کثیر۳۸۰/۵، تفسیر طبری۵۹۹/۱۸

[۳] النحل۳۹

ترجمہ: اور ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اللہ ان کے سامنے اس حقیقت کو کھول دے جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور منکرین حق کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

شدت غم والم سے وہ پھنکارے ماریں گے اور حال یہ ہوگا کہ جہنم میں کان پڑی آواز نہ سنائی دے گی، جیسے فرمایا:

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ (۱)

ترجمہ: جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے (جہاں گرمی اور پیاس کی شدت سے) وہ ہانپیں گے اور پھنکارے ماریں گے۔

رہے وہ لوگ جو دنیا میں دعوت حق پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے، ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ ہوں گے اور وہ یقیناً جہنم کے عذاب سے اس قدر دور رکھے جائیں گے کہ اس کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں میں ہوں گے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں ان کے طائر خیال کا گزر ہوا ہے، جیسے فرمایا:

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ... ﴿٢٦﴾ (۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید فضل۔

ایک مقام پر فرمایا

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ (۳)

ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

اور روز محشر اللہ کی بارگاہ میں پیشی کے وقت جبکہ میدان میں جہنم غیض وغضب سے پھٹی جا رہی ہو گی، جیسے فرمایا

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ... ﴿٨﴾ (۴)

ترجمہ: شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

اور اس میں سے ہولناک آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی وہ خوف وحزن کے بجائے اطمینان سے ہوں گے، جیسے فرمایا

يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ (۵)

ترجمہ: اے میرے بندو! آج تمہارے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہو گا۔

بلکہ ان کا استقبال خندہ پیشانی سے ہو گا، جنت کے آٹھوں دروازوں پر اور اس کے اندر ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے، ہر طرف سلامتی سلامتی کی آوازیں ہوں گی اور ملائکہ اہل جنت کو کہیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

---

(۱) ہود۱۰۶

(۲) یونس۲۶

(۳) الرحمٰن۶۰

(۴) الملک۸

(۵) الزخرف۶۸

يَوۡمَ نَطۡوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلۡكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِيۡدُهٗ ؕ وَعۡدًا عَلَيۡنَا ؕ

جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیئے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی

اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيۡنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِى الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ

اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے، ہم زبور میں پند و نصیحت

اَنَّ الۡاَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِىۡ هٰذَا لَبَلٰغًا

کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے (ہی) ہوں گے، عبادت گزار بندوں کے لیے تو اس میں

لِّقَوۡمٍ عٰبِدِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ (الانبیائ ۱۰۴تا۱۰۶)

کا ایک بڑا پیغام ہے۔

روز قیامت ہم تہ بہ تہ ساتوں آسمانوں کو ان کی عظمت و وسعت کے باوجود یوں لپیٹ کر رکھ دیں گے جیسے کاتب طومار اور رجسٹر لپیٹ دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ۖ وَالۡاَرۡضُ جَمِيۡعًا قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ ... ﴿۶۷﴾ [1]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے (اس کی قدرت کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ يَوْمَ القِيَامَةِ الأَرْضَ، وَتَكُونُ السَّمَوَاتُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔[2]

اور جس طرح ہم نے مخلوق کو ابتدا میں پیدا کیا تھا اسی طرح پھر ان کو پیدا کریں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ، وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِين

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ حشر کیے جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''جس طرح ہم نے شروع میں اسے پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے پھر لوٹائیں گے، یہ

---

[1] الزمر ۶۷

[2] صحیح بخاری کتاب التوحید الجھمیۃ باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۷۴۱۲

ہمارے ذمہ وعدہ ہے، یقیناً ہم ایسا ضرور کرنے والے ہیں۔''[۱]

اور جو ابتدا پر قادر تھا وہ اعادہ پر اس سے زیادہ قادر ہے، تمام کائنات نیست و نابود ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے نئے قوانین کے ساتھ بنائی جائے گی۔ ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے، بعض اس کی تفسیر دنیا کی زمین پر اہل ایمان کا تسلط کرتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

...اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ... ﴿۱۲۸﴾ [۲]

ترجمہ: زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔

لیکن یہ تفسیر قرآن کی مجموعی تعلیمات کے خلاف ہے، اگر دنیا کی زمین مراد لی جائے تو بڑی بڑی مضبوط و مستحکم حکومتیں غیر مسلموں کی ہیں کیا ان کے حکمران اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں جزائے اعمال کے طور پر حکومت عطا کی ہے؟ کیا فرعون و نمرود کو بھی اللہ تعالیٰ نے جزائے اعمال کے طور پر مضبوط سلطنتیں عطا کی تھیں، دوسری بات یہ کہ یہ تفسیر سیاق وسباق سے بھی مناسبت نہیں رکھتی، اوپر جو مضمون مسلسل چلا آ رہا ہے وہ عالم آخرت میں مومنین اور کفار و مشرکین کے انجام سے بحث کرتا ہے پھر یکا یک دنیا کی زمین کا قصہ کہاں سے آ گیا، اور اگر دنیا کی ہی زمین مراد لی جائے اور اللہ مومنین صالحین ہی کو دنیا کی زمین کا وارث بنا دے تو یہ عارضی تسلط ہو گا جبکہ اللہ کا وعدہ ہمیشہ کی زمین (جنت الفردوس) سے ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ، قَالَ: أَرْضُ الْجَنَّةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کریمہ ''زمین کے وارث میرے نیک بندے (ہی) ہوں گے۔''میں زمین سے مراد ارض جنت ہے۔[۳]

جیسے فرمایا:

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ [۴]

ترجمہ: یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایک مقام پر زیادہ وضاحت سے فرمایا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ الانبیاء بَابُ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا ۴۷۴۰ ،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۷۲۰۱

[۲] الاعراف۱۲۸

[۳] تفسیرطبری۵۴۹؍۱۸،تفسیرابن ابی حاتم۲۴۷۰؍۸

[۴] المومنون۱۱

الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ [1]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنے رب کے خوف سے تقویٰ اختیار کیا تھا وہ جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس کے منتظم ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم کو، تم بہت اچھے رہے، آؤ اب اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ، اور وہ کہیں گے کہ حمد ہے اس رب کی جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہم کو زمین کا وارث کر دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں، پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لئے۔

ان دونوں آیات میں زمین سے مراد جنت کی زمین ہی ہے، اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ [2]

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین پر خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لئے ان کے دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے۔

یہاں خلافت کا لفظ حکومت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو اللہ کے امر شرعی کے مطابق اس کی نیابت کا ٹھیک حق ادا کرنے والی ہو، اس لئے قیام خلافت کا ثمرہ بتایا گیا کہ اللہ کا پسندیدہ دین یعنی اسلام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گا اور اسی لئے اس انعام کو عطا کرنے کی شرط بتائی گئی کہ خالص اللہ کی بندگی پر قائم رہو جس میں شرک کی ذرہ برابر آمیزش نہ ہونے پائے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پورا کر دیا، خشوع وخضوع سے اللہ کی عبادت کرنے والوں کے لئے اس میں ایک بڑی خبر ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، کہہ دیجئے! میرے پاس تو بس وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ

معبود ایک ہی ہے، تو کیا تم بھی اس کی فرماں برداری کرنے والے ہو؟ پھر اگر یہ منہ موڑلیں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تمہیں

وَ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ

یکساں طور پر خبردار کر دیا ہے، مجھے علم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور، البتہ اللہ تعالیٰ تو کھلی اور

---

[1] الزمر ۷۳، ۷۴

[2] النور ۵۵

مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے، مجھے اس کا بھی علم نہیں، ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش ہو اور

وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ

ایک مقرر وقت تک کا فائدہ (پہنچانا) ہے، خود نبی نے کہا اے رب! انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما، اور ہمارا رب بڑا مہربان

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (الانبیائ ۱۰۷تا۱۱۲)

ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔

اے نبی ﷺ! تم سے پہلے جتنے انبیاء ورسل آئے وہ خاص قوم اور خاص وقت کے لئے تھے لیکن آپ کو تمام دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرض کی گئی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مشرکوں کے لیے بددعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (۱)

ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے سوا کوئی ہستی عبادت کی مستحق نہیں، پھر کیا تم طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ میں سر اطاعت جھکاتے ہو؟ اس کی عبودیت کو اختیار اور اس کی الوہیت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہو؟ اگر وہ اس دعوت توحید کو قبول نہ کریں تو انہیں تباہ شدہ قوموں پر نازل ہونے والے عذاب سے ڈراؤ اور علی الاعلان کہہ دو کہ میں نے تم کو اللہ کے عذاب اور روز محشر اللہ کی بارگاہ میں جوابدہی سے متنبہ کر دیا ہے، جب اللہ کے عذاب کا کوڑا برسے تو یہ نہ کہنا

...مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ... ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔

اب اگر تم دعوت توحید سے منہ موڑتے ہو تو ہمارے راستے جدا جدا ہیں، تم ہمارے دشمن ہو اور ہم تمہارے، جیسے فرمایا:

فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ (۳)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، تم میرے اعمال سے بری ہو اور میں تمہارے کرتوتوں سے بے زار ہوں۔

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا ۲۶۱۳

(۲) المائدہ ۱۹

(۳) یونس ۴۱

ایک مقام پر فرمایا:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَآٮِٕنِيۡنَ ۞ [۱]

ترجمہ:اور اگر کبھی تمہیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو علانیہ اس کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور ہماری تمہاری کھلی جنگ ہے، یقین جانو کہ قیامت کا جو وعدہ تم سے کیا جارہا ہے وہ ضرور پورا ہونے والا ہے، مگر میں نہیں جانتا کہ جس عذاب کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور، اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے، اللہ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو باآواز بلند کہی جاتی ہیں اور وہ بھی جو تم چھپا کر کرتے ہو اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وعدہ الٰہی میں تاخیر شاید تمہارے لئے ایک آزمائش ہو اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک کے لئے ڈھیل دی جارہی ہے، تو یہ تمہارے لئے دردناک عذاب کا باعث ہوگا، آخر کار رسول نے کہا کہ اے میرے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھ فیصلہ کردے اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، جیسے فرمایا:

...رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَـقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ ۞ [۲]

ترجمہ:اے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَهِدَ قِتَالًا قَالَ:رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ

زید بن اسلم سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ! جب میدان جنگ میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے اے میرے پروردگار! حق کے ساتھ فیصلہ کردے۔[۳]

لوگو تم میری بابت جو مختلف باتیں بناتے ہو ان کے مقابلے میں ہمارا رب رحمان ہی مہربانی کرنے والا اور وہی مدد کرنے والا ہے۔

مضامین سورۂ الزخرف:

اہل مکہ اپنے مشرکانہ عقائد ونظریات کے سلسلہ میں جو دلائل پیش کرتے تھے اس سورۂ میں ان کے ان جاہلانہ عقائد واوہام پر تنقید اور توحید کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

○رسول اللہ ﷺ کے دائمی معجزہ روشن اور واضح کتاب کی قسم کھا کر فرمایا کہ ہم نے اسے عربی قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو اور یہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس لکھی ہوئی اور بڑی فضیلت اور حکمت والی ہے۔

○اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے بارے میں فرمایا یہ بغیر ستونوں کے آسمان کی بلند نیلی چھت، یہ زمین کا ہموار فرش، یہ بلند وبالا ٹھوس پہاڑ، یہ پانی سے لبریز بہتی نہریں، یہ تاحد نظر پھیلے ہوئے سمندر، یہ آسمان سے قطرہ قطرہ برسنے والی بارش، یہ سطح آب پر رواں دواں کشتیاں اور جہاز اور یہ ہر طرح کے چوپائے جن کا گوشت کھانے کے کام بھی آتا ہے اور وہ نقل وحمل کے بہترین ذرائع بھی ثابت ہوتے ہیں، یہ سب

---

[۱] الانفال ۵۸

[۲] الاعراف ۸۹

[۳] مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۲۶۵ /۱۵

اپنے خالق اور صانع کی قدرت اور حکمت کے زندہ گواہ ہیں، تم اللہ کی ان نعمتوں سے فائدہ حاصل کرتے ہو مگر پھر بھی غیر اللہ کو اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک کرنے پر اصرار کیے جاتے ہو۔

○ مشرکین کے پاس اپنے شرک کے حق میں ایک دلیل یہ تھی کہ ہمارے آباؤ اجداد اسی دین پر کاربند تھے اس کے جواب میں فرمایا کہ کسی مذہب و دین کی حقانیت کی بنیاد آباؤ اجداد اور اسلاف کا تعامل نہیں، تمہارے سامنے ابراہیم علیہ السلام کی مثال موجود ہے جن کی اولاد ہونے پر ہی تمہارے سارے فخر و امتیاز کا مدار ہے اور جن کے بارے میں دعویٰ کرتے ہو کہ تم ان کی ملت اور شریعت کے پیروکار ہو کہ انہوں نے تو آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے بجائے اپنی مشرک قوم اور آباؤ اجداد کے مذہب کو بانگ دہل ٹھکرا دیا تھا کیونکہ اس میں آسمانی تعلیم کی تائید شامل نہ تھی، اس لیے تم بھی ابراہیم علیہ السلام کی طرح آباؤ اجداد کے اس خلاف فطرت اور خلاف شریعت دین کو خیر باد کہہ دو اور حقیقی دین یعنی ملت ابراہیمی میں داخل ہو جاؤ۔

○ ایک دلیل یہ پیش کی جاتی تھی کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مان کر ان کی پوجا کرتے ہیں حالانکہ وہ انجیل کے علمبردار اور امین ہیں، اس اشکال کے ازالے کے لیے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام یا ان کے علاوہ کسی اور نبی نے کبھی نہ تو شرک کیا اور نہ ہی اپنے پیروکاروں کو شرک کی تلقین کی، ان کی تعلیم تو وہی تھی جو دنیا کے ہر نبی نے دی تھی کہ میرا رب بھی اللہ ہے
اور تمہارا رب بھی، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو، اور میدان حشر میں جب عیسیٰ علیہ السلام سے اس شرک کی بابت سوال کیا جائے گا تو آپ اس سے برات کا اعلان کر دیں گے۔[1]

اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں نے از خود شرک کا آغاز کیا اس لیے ان کی گمراہی کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

○ مشرکین کے عقائد و نظریات کی نامعقولیت کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شریر لوگوں کی شرانگیزی کی وجہ سے وحی کا سلسلہ منقطع نہیں کیا کرتا بلکہ جو لوگ اس وحی کو نہ مانیں اور اس وحی کے امین نبی کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں ان کو ہلاک کر کے اللہ کی زمین کو ان کے شر سے پاک کر دیا جاتا ہے، صراحت کی گئی کہ یہ دعوائے توحید کو جزوی طور پر تسلیم کرتے ہیں یعنی زمین و آسمان، جن و انس اور اس عظیم الشان کائنات کے ہر ذرے کا خالق اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں مگر اس صحیح عقیدہ میں شیطان مردود کے بہکاوے میں آ کر شرک کی آمیزش کر دیتے ہیں اور پھر انانیت اور نفس پرستی کے باعث اسی غلط عقیدے پر جم جاتے ہیں، اس شرک میں ان کے غلو کی انتہا یہ ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کے مجسمے تراشتے ہیں اور زنانہ کپڑے اور زیور پہنا کر ان کی پرستش میں مشغول ہو جاتے ہیں کیا یہ وقت وہاں موجود تھے جب اللہ نے فرشتوں کو پیدا کیا تھا؟ اور انہیں علم ہو گیا کہ فرشتے عورتیں ہیں؟ حالانکہ یہ خود بیٹیوں کو اپنے لیے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور انہیں زندہ درگور کر دینے کی تدبیریں سوچنے لگتے ہیں مگر اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔

○ جب انہیں اس کفر و شرک پر ٹوکا جاتا ہے تو تقدیر کو بہانہ بنا کر اپنے شرک کے لیے جواز پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کی توجیہ یوں کرتے ہیں کہ اگر ہمارے اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل حال نہ ہوتی تو وہ ہم کو اس شرک کی مہلت ہی کیوں دیتا؟ حالانکہ اللہ کی پسند و ناپسند معلوم کرنے کا یہ معیار اور کسوٹی نہیں اور نہ ان کے آباؤ اجداد کا پشت در پشت ان نظریات پر کاربند رہنا کوئی دلیل ہے، اصل

[1] المائدہ ۱۱۶ تا ۱۱۸

دلیل اور معیار تو وحی الٰہی ہے جس کے ذریعے ہم اللہ کی پسند و ناپسند کی پہچان کر سکتے ہیں، باقی رہا معاملہ اللہ کی مشیت کا تو کیا اس دنیا میں جس قدر کام ہو رہے ہیں مثلاً زنا، قتل وغارت، چوری اور ڈکیتی وغیرہ یہ سب اللہ کی رضا کے تحت ہو رہے ہیں؟ کوئی بھی سلیم الفطرت انسان یہ بات قبول نہیں کر سکتا۔

○ رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرنے کے سلسلہ میں کفار مکہ کو یہ اعتراض تھا کہ آپ ﷺ کے پاس مال و دولت، اقتدار اور ظاہری شان و شوکت کا بھی کوئی سامان نہیں ہے، اگر اللہ نے کسی کو نبی بنانا تھا تو پھر طائف اور مکہ مکرمہ کے کسی بڑے آدمی کو بنانا چاہیے تھا اس کے جواب میں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے اقرار سے فرار کے لیے فرعون کی دلیل بھی ایسی ہی تھی کہ اگر اللہ نے میرے پاس کوئی ایلچی بھیجنا تھا تو اسے سونے کے کنگن پہنا کر اور فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں دے کر بھیجتا، فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت دینے کے لیے انسان کے پاس ان مادی اسباب کا ہونا شرط نہیں ہے۔

○ اہل مکہ نے عیسائیوں کے عمل سے جو استدلال کیا اس کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ اللہ کے ہاں ایسا کوئی سفارشی سفارش کر سکے گا جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا سے تم کو بچا سکے کیونکہ شفاعت کا حق اللہ تعالیٰ صرف صالحین اور نیک لوگوں کو دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۳﴾

حم، قسم ہے اس واضح کتاب کی، ہم نے اسکو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے کہ تم سمجھ لو، یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے

وَ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۗ﴿۴﴾ (الزخرف ۱تا۴)

اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔

حم، قسم ہے اس قرآن کریم کی جس کے الفاظ و معنی اور مضامین واضح اور عام فہم ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

اسے محمد رسول اللہ ﷺ نے تصنیف نہیں کیا بلکہ ہم نے اسے دنیا کی فصیح و بلیغ ترین زبان عربی زبان میں نازل کیا ہے، جیسے فرمایا

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۭ﴿۱۹۵﴾ [2]

ترجمہ: صاف صاف عربی زبان میں۔

تاکہ تم لوگ اس کے الفاظ و معنی کو آسانی سے جانچ، پرکھ اور سمجھ سکو اور اس سے نصیحت و عبرت حاصل کرو، درحقیقت یہ لوح محفوظ میں ثبت

---

[1] القمر ۱۷

[2] الشعراء ۱۹۵

ہے جو اللہ کے ہاں بڑی بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز کتاب ہے، قرآن مجید کی رفعت وعظمت کو واضح کرنے کے لیے متعدد مقامات پر فرمایا

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ [1]

ترجمہ: پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں ثبت، جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ [2]

ترجمہ: ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اسے قبول کرے، یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں، بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ ہیں معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ [3]

ترجمہ: (ان کے جھٹلانے سے اس قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا) بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے اس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ [4]

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق کو) متنبہ کرنے والے ہیں، صاف صاف عربی زبان میں اور اگلے لوگوں کی کتابوں میں بھی یہ موجود ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا

کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس بنا پر ہٹا لیں کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو، اور ہم نے اگلے لوگوں

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾

میں بھی کتنے ہی نبی بھیجے جو نبی ان کے پاس آیا انہوں نے اس کا مذاق اڑایا

فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ (الزخرف ۵تا۸)

پس ہم نے ان سے زیادہ زور آوروں کو تباہ کر ڈالا اور اگلوں کی مثال گزر چکی ہے۔

---

[1] الواقعۃ ۷۵تا۸۰

[2] عبس ۱۱تا۱۶

[3] البروج ۲۱،۲۲

[4] الشعراء ۱۹۲تا۱۹۶

کفر کا انجام بد:

اللہ نے اپنی رحمت سے صدیوں سے سخت جہالت اور پستی میں مبتلا قوم میں اپنا رسول مبعوث فرمایا، انہیں زندگی گزارنے کا صحیح راستہ اختیار کرنے، حقیقت سے آگاہ کرنے، غفلت سے بیدار کرنے، جاہلانہ اوہام کے چکروں سے نکالنے کے لئے خود اپنا جلیل القدر کلام نازل فرمایا مگر خود غرض قبائلی سردار اس پاکیزہ دعوت پر غور وفکر کرنے کے بجائے اپنے مفادات اور تعصبات کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گے، اس پاکیزہ دعوت کو روکنے اور ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، وقت کے ساتھ ساتھ جن لوگوں میں حق قبول کرنے کی لگن وامنگ اور جستجو تھی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے ویسے ویسے ان کی عداوت اور شرارتیں بڑھتی چلی گئیں یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو قتل کر دینے کی ٹھان لی گئی، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہم تم لوگوں سے تمہارے اعراض اور عدم اطاعت کی بنا پر منہ موڑ کر انزال قرآن کا سلسلہ بند کر کے درس نصیحت روک دیں، حالاں کہ یہ تو اللہ کو لطف وکرم ہے کہ وہ روگردانی کرنے والوں کے انکار اور شیطان صفت لوگوں کی شرارتوں کے باوجود انہیں نصیحت وموعظت کرنی نہیں چھوڑتا تا کہ جو ان میں دعوت حق قبول کرنے والے ہیں اس پر ایمان لاکر راہ راست پر آجائیں اور جو محض اپنے فخر وغرور اور تعصب کی بنا پر قبول نہیں کرتے ان پر حجت قائم ہو جائے، اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! تم سے پہلے بھی ہم نے ہر بستی میں نبی بھیجے ہیں جو اپنی اپنی قوموں کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت واطاعت کا حکم دیتے تھے، جیسے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ [1]

ترجمہ: اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، لہٰذا تم اسی کی بندگی اختیار کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ [2]

ترجمہ: اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، پس تم اس کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

مگر ہر دور کے کفار ومشرکین نے اپنے باطل معبودوں کی محبت اور ان کی خیالی طاقت وقدرت کے گھمنڈ میں ان آسمانی تعلیمات کا مذاق اڑایا ہو مگر اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر لطف وکرم کرتے ہوئے رسولوں کو مبعوث کرنا اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل کرنے کا سلسلہ بند نہیں کیا،

عَنْ قَتَادَةَ، {أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ} أَيْ مُشْرِكِينَ، وَاللَّهِ لَوْ كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ رُفِعَ حِينَ رَدَّهُ أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوا فَدَعَاهُمْ إِلَيْهِ عِشْرِينَ سَنَةً، أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ

قتادہ رَحِمَهُ اللّٰهُ اس آیت کریمہ ” کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔“ کے بارے میں قول ہے اللہ کی قسم! اگر یہ قرآن اس وقت اٹھالیا جاتا جب اس امت کے ابتدائی لوگوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا تھا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وبھلائی کے ساتھ ان پر رجوع فرمایا اور تکرار کے ساتھ بیس سال یا جتنا عرصہ اس کی مرضی تھی انہیں اس کی طرف دعوت دی۔ [3]

---

[1] آل عمران ۵۱

[2] مریم ۳۶

[3] تفسیر طبری ۲۱٫۵۶۸

پھر جو لوگ باطل پرستی کے نشے اور طاقت و قوت کے گھمنڈ میں بدمست ہو کر انبیاء و مرسلین کا تمسخر اڑانے سے باز نہ آئے تو آخر کار ایک وقت مقررہ پر انہیں صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا، پھر جب ان پر اللہ کا قہر و غضب ٹوٹ پڑا تو اللہ نے ان لوگوں کو جو تم سے تعداد، طاقت، قوت اور وسائل و اسباب میں زیادہ تھے، جیسے فرمایا

...كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ... ﴿۸۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ اِن سے تعداد میں زیادہ تھے، اِن سے بڑھ کر طاقتور تھے اور زمین میں اِن سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں۔

مچھروں کی طرح مسل کر ہمیشہ کے لئے نگاہ عبرت بنادیا، اللہ تعالیٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت چلی آتی ہے کہ جو قوم اللہ کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتی پہلے اسے ایک خاص وقت تک مہلت دی جاتی ہے مگر جب وہ قوم اپنی سرکشی سے باز نہیں آتی تو پھر صفحہ ہستی سے مٹادی جاتی ہے، جیسے فرمایا

...سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ... ﴿۸۵﴾ [2]

ترجمہ: کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لیے پچھلی تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک واقعات ہم بیان کر چکے ہیں۔

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا کہ انہیں غالب و دانا

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ

(اللہ) ہی نے پیدا کیا ہے، وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش (بچھونا) بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے

تَهْتَدُوْنَ ۚ﴿۱۰﴾ وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ

کر دیئے تا کہ تم راہ پالیا کرو، اسی نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی نازل فرمایا، پس ہم نے اس مردہ شہر ک

كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الزخرف ۹تا۱۱)

و زندہ کر دیا اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

اے نبی ﷺ! اگر آپ ان کفار و مشرکین سے پوچھیں کہ زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کس نے تخلیق کیا ہے تو وہ یقیناً یہی

[1] المومن ۸۲

[2] المومن ۸۵

[3] الفتح ۲۳

جواب دیں گے کہ انہیں غالب و دانا اللہ مالک الملک نے ہی پیدا فرمایا ہے، جس کے اقتدار اور غلبہ کے سامنے اولین و آخرین تمام مخلوقات اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ سرنگوں ہیں لیکن اس کی وحدانیت کو تسلیم کرنے کے باوجود یہ لوگ اس کے بیشمار شریک ٹھہراتے ہیں، جو نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں، نہ رزق عطا کر سکتے ہیں، نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی زندگی و موت ان کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ (۱)

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۔۔ ﴿۱۶﴾ (۲)

ترجمہ: اِن سے پوچھو آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ کہو اللہ، پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرا لیا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۔۔۔ ﴿۷۶﴾ (۳)

ترجمہ: اِن سے کہو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟۔

اسی اللہ قادر مطلق نے تمہارے لئے اس زمین کو جو ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے محور پر گھوم رہی ہے، جو ۶۶۶۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے رواں دواں ہے، مگر اس کے باوجود اسے پرسکون گہوارہ کی طرح بنا دیا، اور انسانوں کی نقل و حمل کے لیے پہاڑی سلسلوں کے درمیان میں درے اور کوہستانی اور میدانی علاقوں میں دریاؤں کے قدرتی راستے بنا دیے اور روئے زمین میں قسم قسم کے امتیازی نشانات قائم کر دیے تاکہ تم ان قدرتی راستوں اور نشانات کی مدد سے کاروباری، تجارتی اور دیگر مقاصد کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچ سکو، جیسے فرمایا

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا ۔۔۔ ﴿۵۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ (۵)

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ

(۱) الفرقان ۳

(۲) الرعد ۱۶

(۳) المائدۃ ۷۶

(۴) طٰہٰ ۵۳

(۵) الانبیاء ۳۱

معلوم کرلیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ [۱]

ترجمہ: اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھادیا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

اسی اللہ رزاق متین نے اپنی قدرت وحکمت سے ہر علاقے کے لیے بارش کی ایک خاص مقدار مقرر فرمائی، جیسے فرمایا

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۖ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۲۱ [۲]

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

جس کے ذریعے سے وہ مردہ زمین کو جلا اٹھاتا ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اسی طرح ایک روز اللہ تم بھی اپنی قبروں سے اسی جسم وجان کے ساتھ دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہارے اعمال کی جزا دے گا، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ [۳]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو، اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

وَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَ الْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝۱۲

جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیاں بنائیں اور چوپائے جانور (پیدا کیے) جن پر تم سوار ہوتے ہو،

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ

تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر سوار ہو اکرو پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب اس پر ٹھیک ٹھاک بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ذات ہے

الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝۱۳ وَ اِنَّآ اِلٰى

اس کی جس نے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی، اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۴ (الزخرف ۱۲تا۱۴)

لوٹ کر جانے والے ہیں۔

[۱] نوح۲۰،۱۹

[۲] الحجر۲۱

[۳] الاعراف۵۷

وہی تو تمہارا رب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسانوں، حیوانات، پرندوں، نباتات، کھیتیاں، پھل پھول الغرض ہر چیز کے جوڑے بنائے، جیسے فرمایا:

...وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ... ﴿٣﴾ (١)

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٩﴾ (٢)

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

اور جس نے تمہارے لئے کشتیوں اور جانوروں کو سواری بنایا تا کہ تم ان کی پشت پر چڑھو اور جب ان پر بیٹھو تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو جس نے ان جانوروں کو تمہارے کام پر لگا دیا، اور جب ان پر سواری کرو تو کہو کہ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لئے ان چیزوں کو تابع کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے، اور ایک روز یقیناً ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے،

أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کسی سفر کے لئے نکلتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ہمارے لئے اسے مسخر فرما دیا اور ہم اسے مسخر کرنے والے نہ تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں، پھر یہ دعا مانگتے اے اللہ! میں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا طالب ہوں اور ان اعمال کا جن سے تو خوش ہو جائے، اے اللہ! ہم پر ہمارا سفر آسان کر دے اور ہمارے لیے دوری کو لپیٹ لے، اے میرے پروردگار! تو ہی سفر کا ساتھی اور اہل وعیال کا نگہبان ہے، اے میرے معبود! ہمارے سفر میں ہمارا ساتھ دے اور ہمارے گھروں میں ہماری جانشینی فرما، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آتے تو یہی دعا پڑھتے اور ان میں ان کلمات کا اضافہ فرماتے توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (٣)

---

(١) الرعد ۳

(٢) الذاریات ۴۹

(٣) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ ۳۲۷۵، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً ۳۴۴۷، مسند احمد ۲۳۱۱

وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ

اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو جز ٹھہرا دیا یقیناً انسان کھلا ناشکرا ہے، کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں تو خود رکھ

وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا

لیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا، (حالانکہ) ان میں سے کسی کو جب اس چیز کی خبر دی جائے جس کی مثال اس نے (اللہ)

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَ هُوَ فِي الْخِصَامِ

رحمٰن کے لیے بیان کی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم گین ہو جاتا ہے، کیا (اللہ کی اولاد لڑکیاں ہیں) جو زیورات میں

غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ

پلیں اور جھگڑے میں (اپنی بات) واضح نہ کر سکیں؟ اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے عبادت گزار ہیں عورتیں قرار دے لیا،

اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا

کیا ان کی پیدائش کے موقع پر یہ موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے (اس چیز کی) باز پرس کی جائے گی،

عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ؕ﴿۲۰﴾ (الزخرف ۱۵تا۲۰)

اور کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے، انہیں اس کی کچھ خبر نہیں، یہ صرف اٹکل پچو (جھوٹ باتیں) کہتے ہیں

مشرکین کا بدترین فعل:

اللہ نے جب آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام ارواح کو نکال کر ان سے وعدہ لیا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب ارواح نے تسلیم کیا تھا کہ بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔ مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود یہودیوں نے (نعوذ باللہ) عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان کر اللہ کا جزو بنا دیا ،عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان کر اللہ کا جزو بنا دیا، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اور ان کی والدہ مریم کو اس کی بیوی تسلیم کر کے اللہ کا جزو بنا لیا، کفار فرشتوں کو اس کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں اس طرح انہوں نے بھی فرشتوں کو اللہ کا جزو بنا لیا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ (۲)

(۱) التوبۃ۳۰

(۲) النجم۲۷

ترجمہ: مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمن اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ! وہ (یعنی فرشتے) تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔

حالاں کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور تمام مخلوق اس کے بندے ہیں اور بندگی اولاد ہونے کے منافی ہے، اور مشرکین نے اللہ کے بندوں کو ان صفات اور اختیارات کا حامل قرار دے رکھا ہے جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور اسی تصور کے ساتھ ان سے دعائیں مانگی جاتی اور ان کی درگاہوں پر مراسم عبودیت ادا کی جاتی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے، مشرکین مکہ کا جاہلانہ خیال تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اس لئے وہ لوگ فرشتوں کے عورتوں جیسے بت بنا کر اور ان کو عورتوں جیسے کپڑے اور زیورات پہنا کر ان کی پرستش کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر خود ان کے گھر میں لڑکی کی پیدائش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو ان کی کراہت کا یہ حال ہوتا ہے کہ سخت ناپسندیدگی اور ناراضی کے باعث ان کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور ان کا دل غم و حزن سے بھر جاتا ہے، اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے جلد از جلد زندہ ہی کہیں گاڑ دیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو کیا ایسا ہوتا کہ خود تو اپنے لیے لڑکیاں پسند کرتا جو نرم و نازک ہوتی ہیں اور حسن و جمال میں کمی کی وجہ سے بناؤ سنگھار کے ذریعہ خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اگر کسی سے بحث و تکرار ہو تو وہ فطری حجاب کی وجہ سے اپنا مافی الضمیر بھی صحیح طریقے سے واضح نہیں کر سکتی اور تمہیں وہ قابل فخر لڑکوں سے نوازتا، پھر یہ تو بڑی بے ڈھنگی تقسیم ہے، جیسے فرمایا:

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ (۲)

ترجمہ: کیا بیٹے تمہارے لیے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لیے؟ یہ تو بڑی ہی بے ڈھنگی تقسیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ان لوگوں نے فرشتوں کو جو مذکر اور مونث سے مبرا ہیں عورتیں قرار دے لیا جب ہم فرشتوں کی تخلیق فرما رہے تھے کیا یہ اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے ان کے جسم کی ساخت دیکھی تھی، اپنے قول کے ضمن میں ان کے پاس کوئی علم، دلیل و برہان نہیں بلکہ محض اپنی خواہشات، آباؤ اجداد کی اندھی تقلید اور اندھی جاہلیت میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں، اور روز محشر ان سے فرشتوں کے اللہ کی بیٹیاں ہونے کے بارے میں جوابدہی کرنی ہوگی اور انہیں مخلوق کو اللہ کا جزو بنانے کے جرم عظیم پر بدترین سزا دی جائے گی، مشرکین ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنی گمراہی کی دلیل بناتے چلے آئے ہیں اسی طرح اہل مکہ بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے تھے ، وہ بھی فرشتوں کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دلیل بناتے تھے اور کہتے تھے چونکہ اللہ کی مشیت کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا اس لئے ہمارا فرشتوں کی عبادت کرنا اسی لئے تو ممکن ہوا کہ اللہ نے ہمیں یہ کام کرنے دیا اگر وہ نہ چاہتا کہ ہم ان کی عبادت کریں تو ہم کیسے کر سکتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو ہمارا یہ کام ناپسند نہیں ہے، حالانکہ اللہ کے مشیت اس کی رضا سے مختلف چیز ہے، ہر کام یقیناً اس کی مشیت ہی سے ہوتا ہے لیکن راضی وہ انہی کاموں سے ہوتا ہے جن کا اس نے حکم فرمایا ہے، اہل مکہ معظّمہ کا اپنی گمراہی پر تقدیر سے یہ استدلال محض ان کے

(۱) الانبیاء۲۶

(۲) النجم۲۱،۲۲

دل کی تسلی تھی ورنہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیج کر طاغوت کی پرستش سے منع فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ... ۝۳۶ [1]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔

اسی طرح یہ تیر تکے چلا کر خود کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝۲۱ بَلْ قَالُوْٓا

کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی (اور) کتاب دی ہے جسے یہ مضبوط تھامے ہوئے ہیں، (نہیں نہیں) بلکہ یہ کہتے ہیں کہ

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۲ وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں، اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم

مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ

نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور)

وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝۲۳ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى

ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں، (نبی نے) کہا بھی کہ اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر

مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ

(مقصود تک پہنچانے والا) طریقہ لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے

اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۲۴ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

منکر ہیں جسے دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے، پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لے

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۲۵ (الزخرف ۲۱ تا ۲۵)

جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر قرآن مجید سے پہلے آئی ہوئی کوئی ایسی کتاب ان لوگوں کے پاس موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر اللہ کی عبادت

---

[1] النحل ۳۶

کرنے کا اجازت عطا فرمائی ہو تو اس کا حوالہ لائیں، مگر ایسا ہر گز نہیں ہے، ان کے پاس کسی منزل کتاب کی کوئی سند نہیں، بس یہ لوگ شب کو اونٹنی کی مانند ٹیڑھی چال چلتے ہیں، جیسے فرمایا:

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ [۱]

ترجمہ: کیا ہم نے کوئی سند اور دلیل ان پر نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو اس شرک کی صداقت پر جو یہ کر رہے ہیں؟۔

یعنی ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے، ان کے پاس طاغوت کی بندگی کی صرف ایک سند ہے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک دین اور ملت پر پایا ہے اس لئے ہم آنکھیں بند کر کے انہی کے قدم بقدم چل رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ... ﴿۲۱﴾ [۲]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

چنانچہ محمد ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے، اے نبی ﷺ! ان لوگوں کا یہ رویہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے اور نہ یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے یہ بات کہی ہو، اللہ تعالیٰ نے جس بستی میں بھی اپنا رسول بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے جن کو دنیا کے مال و اسباب اور جاہ و منصب نے سرکش اور مغرور بنا دیا تھا اپنے مفادات کی حفاظت، اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے اور اکل حرام اور فعل حرام کی آزادی کے لئے حق کی مخالفت میں پیش پیش اور قائم شدہ جاہلیت کو برقرار رکھنے کی کوشش میں سرگرم رہے، انہوں نے بھی ہمیشہ یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک دین اور ملت پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی تقلید کر رہے ہیں، ہر نبی نے ان کو نصیحت کی کہ کیا تم اپنے آباؤ اجداد کی طرح اسی طرح گھپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے رہو گے خواہ میں تمہیں گمراہی کے اس راستے کے بجائے راہ راست کی طرف رہنمائی کروں، مگر مشرکین نے اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں سارے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ جس دین کی طرف بلانے کے لئے تم بھیجے گئے ہو ہم اس پر ایمان نہیں لاتے ہیں، آخر کار ہم نے ان اڑیل ٹٹوؤں کے حق کی تکذیب کرنے اور اس کو ٹھکرانے کا ہم نے انتقام لیا اور مختلف صورتوں سے انہیں تہ و بالا کر دیا تو دیکھ لو دعوت حق کو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہو؟ اس لئے ان لوگوں کو اپنی تکذیب پر جمے رہنے سے بچنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر بھی وہی عذاب نازل ہو جائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو،

اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ

بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا، اور (ابراہیم (علیہ السلام)) اسی کو اپنی اولاد میں

[۱] الروم ۳۵

[۲] لقمان ۲۱

بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ

بھی باقی رہنے والی بات قائم کر گئے تا کہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں، بلکہ میں نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا

سامان (اور اسباب) دیا، یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف سنانے والا رسول آ گیا، اور حق کے پہنچتے ہی یہ

هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (الزخرف ۲۶ تا ۳۰)

بول پڑے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔

اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور قریش مکہ خود کو دین ابراہیمی سے منسوب سمجھتے تھے، ان میں سے ہر ایک اس زعم میں مبتلا تھا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چل رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی سنت ان کے سامنے رکھی کہ اگر تم خود کو ابراہیم علیہ السلام کا پیروکار سمجھتے ہو تو انہوں نے حق و باطل کی تمیز کیے بغیر آنکھیں بند کر کے اپنے آباؤاجداد کی تقلید نہیں کی تھی بلکہ کھلے لفظوں میں اپنے والد اور اپنی قوم کے خود ساختہ معبودوں سے برات کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم جن باطل معبودوں کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، جیسے فرمایا

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ... ﴿۴﴾ [۱]

ترجمہ: بے شک تمہارے لیے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا بیشک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور بیر ہمیشہ کے لیے ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔

ہاں میں اس اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کروں گا جس نے مجھے پیدا کیا جو مجھے رزق عطا فرماتا ہے، جس نے مجھے اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائی اور اس پر میری صحیح راہ نمائی بھی فرمائے گا اور اس کلمہ اخلاص لا الٰہ الا اللہ کو ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد میں وصیت کر گئے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ ﴿۱۳۲﴾ [۲]

ترجمہ: اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب (علیہ السلام) اپنی اولاد کو کر گیا اس نے کہا تھا کہ میرے بچو، اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک تم مسلم ہی رہنا۔

چنانچہ جرات حق گوئی اور جوش توحید کا یہ بدلہ دیا کہ یہ کلمہ ہمیشہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں موجود رہا یہاں تک کہ خوشحالی اور سرکشی ان پر غالب آ گئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے آباؤاجداد کو مٹا نہیں دیا بلکہ انہیں مختلف انواع کی شہوات سے متمتع ہونے دیا یہاں تک کہ یہی شہوات

[۱] الممتحنة ۴

[۲] البقرة ۱۳۲

ان کا مطمع نظر اور ان کا مقصد حیات بن گئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کے پاس رسول بھیجا جو حق کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے، لیکن جب دین حق ان کے پاس پہنچ گیا تا کہ لوگ اس پر ایمان لائیں اور اطاعت کریں، مگر افترا پرداز لوگوں نے سامان زیست کی فراوانی پر مغرور ہو کر سرکشی کی اور دعوت حق کو جھٹلایا اور تعصب اور بغض و عناد کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے منزل کلام کے بارے میں کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے اور ہم اس پر ایمان نہیں لاتے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ①

ترجمہ: مگر جب ہماری کھلی کھلی نشانیاں ان لوگوں کے سامنے آئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

...وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾ ②

ترجمہ: ان کافروں کے سامنے جب حق آیا تو انہیں نے کہہ دیا کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ ③

ترجمہ: ان لوگوں کو جب ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں اور حق ان کے سامنے آجاتا ہے تو یہ کافر لوگ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ (الزخرف ۳۱)

اور کہنے لگے یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

سرمایہ پرستی۔ایک قدیم مرض:

پہلی قوموں کی طرح اہل مکہ بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ کوئی بشر بھی رسول ہو سکتا ہے، مگر جب قرآن نے پے در پے دلائل دے کر ان کے خیالات کا پوری طرح رد کر دیا کہ دنیا میں انسانوں کے پاس ہمیشہ بشر ہی رسول آتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ ④

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی جب کبھی رسول بھیجے ہیں آدمی ہی بھیجے ہیں جب کی طرف ہم اپنے پیغامات وحی کیا کرتے تھے، اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے۔

اور انسانوں کے لئے انسان ہی رسول ہو سکتا ہے نہ کہ غیر بشر، جیسے فرمایا

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ ⑤

① النمل ۱۳
② سبا ۴۳
③ الاحقاف ۷
④ النحل ۴۳
⑤ بنی اسرائیل ۹۵

ترجمہ: ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔
اور جو رسول بھی دنیا میں مبعوث ہوئے وہ یکا یک آسمانوں سے نہیں اتر آئے تھے بلکہ انہی انسانی بستیوں ہی میں پیدا ہوئے تھے، انہی لوگوں میں پرورش پائی تھی، اور لوگ ان کی سیرت و کردار سے خوب واقف تھے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... ﴿١٠٩﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے، اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

انہی کی زبان بولتے تھے، اپنی ضروریات کے لیے بازاروں میں چلتے پھرتے اور اللہ کا پاکیزہ رزق کھاتے پیتے تھے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ...﴿٢٠﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے، تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو، ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔

اور وہ بھی بال بچوں والے تھے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ... ﴿٣٨﴾ [4]

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔

تو اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی تحقیر و تنقیص اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اچھا بشر رسول ہی سہی مگر اگر اللہ نے کوئی نبی بھیجنا ہی تھا یا کوئی کتاب نازل کرنی ہی تھی تو وہ دونوں بستیوں (مکہ معظّمہ و طائف) میں سے کسی ایسی شخصیت پر نازل ہوتا جو عظیم جاہ و منصب کا حامل، کثیر المال اور اپنی قوم میں مانا ہوا بڑا آدمی ہونا چاہیے تھا، جیسے مکہ معظّمہ میں ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ جیسے نامی گرامی سردار اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی، عمیر بن عمرو، حبیب بن عمرو، کنانہ بن عمرو اور ابن عبد یالیل جیسے رئیس اور جاگیر دار موجود ہیں، جن کو نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ کو نبوت جیسی سعادت کے لئے محمد بن عبداللہ ﷺ ہی ملے جن کا دامن دولت دنیا سے بھی خالی ہے اور اپنی قوم میں قیادت و سیادت کے منصب پر بھی فائز نہیں ہیں، بالکل اسی طرح جب بنی اسرائیل کی فرمائش پر اللہ تعالیٰ نے طالوت علیہ السلام کو بادشاہ

---

[1] یوسف ۱۰۹

[2] الفرقان ۲۰

[3] الانبیاء ۸،۷

[4] الرعد ۳۸

بنا کر بھیجا تو انہوں نے یہی اعتراض کیا تھا کہ وہ کمزور اور غریب آدمی ہے اور بادشاہت کے ہم زیادہ لائق ہیں، جیسے فرمایا:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ... ﴿٢٤٧﴾ [1]

ترجمہ: ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے، یہ سن کر وہ بولے ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حقدار ہو گیا؟ اس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں، وہ تو کوئی بڑا مالدار آدمی نہیں ہے۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں ؟ ہم نے ہی ان کی زندگانی دنیا کی روزی ان میں تقسیم کی ہے

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ

اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تا کہ ایک دوسرے کو ماتحت کر لے ،جسے یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ (الزخرف ۳۲)

اس سے آپ کے رب کی رحمت بہت ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانچی ہیں اور ان کے ہاتھ میں اس کی رحمت کی تدبیر ہے کہ جس کو چاہیں نبوت اور رسالت عطا کر دیں اور جس کو چاہیں اس سے محروم کر دیں، جب بندوں کی معیشت اور ان کا دنیاوی رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہی اسے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کرتا ہے، اور اسی نے اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر مال و دولت، جاہ و منصب، عقل و فہم قوت و طاقت میں بدرجہا فوقیت دی ہے تا کہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں، اگر اللہ دنیا میں سب لوگوں کو برابر کر دیتا تو کوئی کسی کا کام نہ کرتا، تو اس کی رحمت دینی جس میں سب سے اعلیٰ و افضل چیز نبوت اور رسالت ہے اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہو، پس اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت سے کیسے سرفراز فرمائے، جیسے فرمایا

...ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ... ﴿٥٤﴾ [2]

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

اور تیرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) اس دنیاوی دولت سے کہیں زیادہ قیمتی ہے جو ان کے رئیس سمیٹ رہے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی ہے، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ ان سب چیزوں

[1] البقرۃ ۲۴۷

[2] المائدۃ ۵۴

[3] یونس ۵۸

سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہوجائیں گے تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے

لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا

گھروں کی چھتوں کو ہم چاندی کی بنا دیتے اور زینوں کو (بھی) جن پر چڑھا کرتے، اور ان کے گھروں کے دروازے

وَّ سُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ زُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ

اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا لگا کر بیٹھتے، اور سونے کے بھی، اور یہ سب کچھ یونہی سا دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے

وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۵﴾ (الزخرف ۳۳تا۳۵)

اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک (صرف) پرہیز گاروں کے لیے (ہی) ہے۔

تم لوگ ان لوگوں کو بڑی عزت و اہمیت دیتے ہو جن کے پاس مال و دولت اور جاہ و منصب ہو چاہے ان کا کردار کیسا ہی ہو، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے مال و دولت اور جاہ و منصب کی کوئی حیثیت نہیں ہے،

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا (تَزِنُ) تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ

سہل بن سعید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے برابر بھی وزنی ہوتی تو وہ اس سے کبھی کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔[1]

قوسین والا لفظ سنن ابن ماجہ میں ہے۔

اگر تمام انسانوں کا دنیا کی محبت کے باعث کفر اختیار کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں، ان کے دروازے اور ان کے تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنا دیتے مگر بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت نے ایسا کرنے سے روک دیا، لوگو! یہ سونا چاندی، مال و دولت، جاہ و منصب تو محض دنیا کی زندگی کی عارضی چیزیں ہیں، یہ کسی انسان کی شرافت اور نفس کی پاکیزگی کی نشانی نہیں ہیں، جیسے فرمایا

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ [2]

---

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۲۳۲۰، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَثَلُ الدُّنْيَا ۴۱۱۰

[2] آل عمران ۱۴

ترجمہ:لوگوں کے لیے مرغوبات نفس عورتیں،اولاد،سونے چاندی کے ڈھیر،چیدہ گھوڑے،مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَإِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا، فَقَالَ:أَتُرَوْنَ هَذِهِ هَيِّنَةً عَلَى صَاحِبِهَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى صَاحِبِهَا، وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا قَطْرَةً أَبَدًا

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ذوالحلیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ایک مردہ بکری پیر اٹھائے ہوئے پڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے، اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس کے مالک کے نزدیک اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو کے برابر بھی نہیں رکھتی تو اللہ تعالیٰ اس میں سے ایک قطرہ پانی کا کافر کو پینے نہ دیتا۔ [1]

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى: أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: لَمْ أَفْعَلْ هَذَا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لاَ تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلاَ الدِّيبَاجَ، وَلاَ تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلاَ تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں م لوگ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے پانی مانگا،ایک مجوسی ان کے پاس پانی لے کر آیا جب پیالہ ان کے ہاتھوں میں رکھا تو انہوں نے اس کو پھینک دیا اور کہا کہ اگر میں اس کو ایک یا دو مرتبہ منع کر چکا ہوتا تو ایسا نہ کرتا(پیالہ کو نہ پھینکتا) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ریشم اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونا چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کی رکابیوں میں کھاؤ اس لئے کہ یہ دنیا میں کفار کا سامان ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہے۔ [2]

اور تیرے رب کے ہاں آخرت کی لازوال انواع واقسام کی نعمتیں تو صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو کفر و شرک اور گناہوں سے اجتناب کرتے اور اپنے رب کی اطاعت پر کمر بستہ رہتے ہیں۔

---

[1] جامع ترمذی کتاب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۲۳۲۰،سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ مَثَلُ الدُّنْيَا ۴۱۱۰

[2] صحيح بخارى كتاب الاطعمة بَابُ الأَكْلِ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ ۵۸۳۷،۵۸۳۱،۵۶۳۳،۵۶۳۲،۵۴۲۶ ،صحيح مسلم كتاب اللباس والزينة بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ ۵۳۹۴ ،جامع ترمذی ابواب الاشربة بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ۱۸۷۸، سنن ابن ماجه كتاب الاشربة بَابُ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ ۳۴۱۴ ،سنن ابوداودكتاب الاشربة بَابٌ فِي الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ۳۷۲۳

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمْ

اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ انہیں

لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ

راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا کہے گا

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ

کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی (تو) بڑا برا ساتھی ہے، اور جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے تو

اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الزخرف ۳۶ تا ۳۹)

تمہیں آج ہرگز تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔

ذکر اللہ سے غفلت کا نتیجہ، شیطان کا تسلط:

جو شخص اللہ رب العالمین کی طرف سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل کردہ جلیل القدر کلام سے روگردانی کرتا ہے تو ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس شخص پر قابو پا لیتا ہے اور اس کا مستقل ساتھی بن کر حق کے راستے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ [1]

ترجمہ: مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے درآں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

...فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَهُ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، فَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ خَنَسَ، وَإِذَا نُسِيَ اللَّهُ الْتَقَمَ قَلْبَهُ فَوَسْوَسَ۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے دل میں دھرنا مار کر بیٹھا رہتا ہے، جب انسان اللہ کے ذکر میں لگ جاتا ہے تو شیطان منہ کی کھا کر بھاگ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہو جاتا ہے تو وہ پھر سے آ جاتا ہے اور وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ [3]

---

[1] النساء ۱۱۵

[2] الصف ۵

[3] تفسیر القرطبی ۲۶۳/۲۰، الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک لابن شاهین ۱۵۵

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ:إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (۱)

اور اس کا راستہ روکنے کا بہترین نسخہ تجویز فرمایا کہ اس کے راستے بھوک اور پیاس سے بند کرو یعنی روزے رکھو۔ اس کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتا ہے، تصورات کی دنیا میں الجھاتا ہے، ایسی تجاویز دیتا ہے جو بظاہر بہت مرغوب اور طبیعت کو خوش کرنے والی ہوتی ہیں حتیٰ کہ وہ شخص واقعی اپنے اعراض کے باعث یہی گمان کرنے لگ جاتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے، جیسے فرمایا

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ... ۲۵ (۲)

ترجمہ: ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔

مگر روز محشر جب سب اولین وآخرین جن وانس اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور اس شخص کو اپنے اعمال کی حقیقت کا پتا چلے گا تو شیطان بھی سامنے آجائے گا، ندامت، حسرت اور حزن وغم میں ڈوب کر اس وقت یہ کافر اس ساتھی شیطان سے برات ظاہر کرے گا اور کہے گا اے شیطان! تو اللہ کے ذکر میں غفلت کی وجہ سے مجھ پر مسلط ہو گیا اور بہت برا ساتھی نکلا، کاش! میرے اور تمہارے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا جتنا مشرق ومغرب میں ہے لیکن اس دن اس افسوس اور اعتراف کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، جیسے فرمایا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۲۷ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۲۸ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۲۹ (۳)

ترجمہ: ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔

چنانچہ اس شخص کو اس شیطان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب دنیا میں تم اپنے نفس پر ظلم کر چکے تو آج تمہارا اعتراف تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہے، دنیا میں ظلم میں بھی تم ایک دوسرے کے ساتھی تھے اس لیے اس عذاب میں بھی ایک دوسرے کے ساتھی ہو۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۴۰ فَاِمَّا

کیا پس تو بہرے کو سنا سکتا ہے یا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے اور اسے جو کھلی گمراہی میں ہو، پس اگر ہم تجھے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بَابُ زِيَارَةِ المَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ ۲۰۳۸، جامع ترمذی ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ ۱۱۷۲،سنن ابوداودکتاب الصیام بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ الْبَيْتَ لِحَاجَتِهِ ۲۴۷۰،مسنداحمد ۱۲۵۹۲،صحیح ابن خزیمة ۲۲۳۳، صحیح ابن حبان ۳۶۷۱،شعب الایمان ۶۳۸۱،مصنف ابن ابی شیبة ۸۰۰۲، مسندابی یعلی ۳۴۷۰،مصنف عبدالرزاق ۸۰۶۵،شرح السنة للبغوی ۲۲۵۳

(۲) حم السجدة ۲۵

(۳) الفرقان ۲۷تا۲۹

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا

یہاں سے لے جائیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں، یا جو کچھ ان سے وعدہ کیا ہے وہ تجھے دکھا دیں ہم

عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾

ان پر بھی قدرت رکھتے ہیں، پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں بیشک آپ راہ راست پر ہیں،

وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور یقیناً یہ (خود) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے اور عنقریب تم لوگ پوچھے جاؤ گے، اور ہمارے ان نبیوں

مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ (الزخرف\۴۰تا۴۵)

سے پوچھو! جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے اور معبود مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے؟۔

شیطان کے شر سے بچنے کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! اب کیا تم بہروں کو سناؤ گے جو حق کی آواز نہیں سن سکتے؟ یا اندھوں کو راہ راست پر چلاؤ گے جو راہ حق دیکھ نہیں سکتے یا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں کو راہ راست دکھاؤ گے جو ہدایت قبول نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کے لیے جو دعوت حق سننا ہی نہ چاہیں، جو اللہ وحدہ لاشریک کی ہرسو بکھری نشانیوں کو دیکھنا ہی نہ چاہیں، جو محض اپنے تعصبات اور بغض وعناد میں حق بات قبول ہی نہ کرنا چاہیں شقاوت ابدی لکھ دی گئی ہے اب تو یہ دردناک عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، اللہ کی مشیت متقاضی ہوئی تو مکہ معظّمہ میں آپ کی آنکھوں کے سامنے یا آپ کی مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد یا آپ کی موت کے بعد یعنی جب چاہیں ان پر دنیا میں ہی عذاب نازل کر دیں جس کا وعدہ ہم نے ان سے کیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں بصورت دیگر عذاب اخروی سے تو وہ کسی صورت نہیں بچ سکتے، اور شیطان کی دشمنی سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ جو پاکیزہ کلام ہم نے آپ پر سراسر حق وصدق کے ساتھ نازل کیا ہے، اور وہ حقانیت کی سیدھی اور صاف راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے لہذا آپ اپنے افعال میں اسے مضبوطی سے تھامے رہیں یہی جنت نعیم اور راہ مستقیم کا رہبر ہے، اور نتائج کی پروا کیے بغیر اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہیں، یہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے شرف وبزرگی ہے، یہ ایسی نعمت ہے جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا،

أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ،فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ هَذَا الأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لاَ يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللَّهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امر (خلافت) قریش میں ہی رہے گا جو ان سے دشمنی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر دے گا لیکن اس وقت تک جب تک دین کو قائم رکھیں گے۔[1]

اس شرف عظیم کا احساس اگر قریش اور اہل عرب کو نہیں ہے اور وہ اس کی ناقدری کرنا چاہتے ہیں تو ایک وقت آئے گا جب انہیں اس کی جوابدہی

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام بَابُ الأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ۷۱۳۹

کرنی ہوگی کہ آیا تم نے اس کو قائم کر کے رفعت حاصل کی اور اس سے فائدہ اٹھایا یا تم نے اس کو قائم نہیں کیا تو یہ تمہارے خلاف حجت ہو اور تمہاری طرف سے اس نعمت کی ناسپاسی گردانی جائے، تم سے پہلے ہم نے ہر بستی میں رسول بھیجے تھے اور بعض پر کتابیں اور صحیفے بھی نازل کیے تھے ان کتابوں اور رسولوں نے جو تعلیمات چھوڑیں ان میں تلاش کر کے دیکھ لو، جیسے فرمایا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ [۱]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اولو الامر کی اور اگر تم کسی معاملے میں آپس میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو اگر تم (واقعی) اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اسی میں ہی (تمہارے حق میں) بہتری ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے۔

یعنی اللہ کی کتاب جو حق و باطل کا فرق کرنے والی ہے اور رسول کی سنت سے رہنمائی حاصل کرو،

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّهَا النَّاسُ , إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبْعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہیں جنت سے قریب کرے اور جہنم سے تمہیں دور کرے مگر یہ کہ میں نے تمہیں اس چیز کا حکم دے دیا ہے۔ [۲]

کیا خالق کائنات نے اپنی بندگی و اطاعت کے سوا کسی غیر اللہ کی بندگی کا حکم دیا تھا؟ ہر گز نہیں بلکہ اس کے برعکس ہر نبی کو دعوت توحید ہی کا حکم دیا گیا تھا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ... ﴿٣٦﴾ [۳]

ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ فَقَالَ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تو (موسیٰ (علیہ السلام) نے جا کر)

اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾

کہا کہ میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں پس جب وہ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تو وہ بے ساختہ ان پر ہنسنے لگے،

---

[۱] النساء ۵۹

[۲] مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۴۳۳۲

[۳] النحل ۳۶

وَ مَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۫ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ

اور ہم نے انہیں جو نشانی دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑھی چڑھی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تا کہ وہ

يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا

باز آجائیں، اور انہوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے اس کی دعا کر جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کر رکھا ہے،

لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾ (الزخرف ۴۶تا۵۰)

یقین مان کہ ہم راہ پر لگ جائیں گے، پھر جب ہم نے وہ عذاب ان سے ہٹالیا انہوں نے اسی وقت اپنا قول واقرار توڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کے پاس دعوت حق پہنچانے کے لیے بھیجا، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں پہنچ کر اس سے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں اور انہیں طاغوت کی بندگی سے روکا اور دعوت توحید پیش کی، فرعون اور اہل دربار نے موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے کی دلیل طلب کی، جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف عطا کیے گئے توحید کے دلائل اور عصا اور ید بیضا دونوں معجزات پیش کیے مگر فرعون نے اپنی مضبوط سلطنت، اپنی شان وشوکت اور دولت کے نشے میں موسیٰ علیہ السلام کو حقیر سمجھا اور معجزات دیکھ کر ٹھٹھے مارنے لگا اور کہنے لگا جادو کے زور پر ایسے شعبدے تو ہم بھی دکھا سکتے ہیں، حالانکہ ان کے دل قائل ہو چکے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ جادو ہرگز نہیں ہو سکتے، جیسے فرمایا:

وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَتۡهَاۤ اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ؕ ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

فرعون اور اس کی قوم کو راہ راست پر لانے کے لیے ہم نے پورے ملک میں ان پر یکے بعد دیگرے چھوٹے چھوٹے عذاب نازل کیے اور ہر بعد والا عذاب پہلے عذاب سے بڑھ کر تھا شاید کہ حق کی طرف مائل ہوں، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِيۡنَ وَنَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے فرعون کے لوگوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شاید ان کو ہوش آئے۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ [3]

ترجمہ: آخر کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا، ٹڈی دل چھوڑے، سرسریاں پھیلائیں، مینڈک نکالے اور خون برسایا، یہ سب نشانیاں الگ الگ کر

[1] النمل ۱۴

[2] الاعراف ۱۳۰

[3] الاعراف ۱۳۳

کے دکھائیں مگر وہ سرکشی کیے چلے گئے اور وہ بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔

اور انہوں نے ان عذابوں سے کوئی سبق حاصل نہ کیا آخر مہلت عمل ختم ہونے پر ہم نے فرعون اور اس کے سرداروں اور کمانداروں کو عذاب میں گرفتار کرلیا، جب بھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو وہ عذاب سے عاجز ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے گزارش کرتے کہ اے ساحر! (کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر سمجھتے تھے) اپنے رب کی طرف سے جو منصب تجھے حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے لئے اس سے دعا کر کہ وہ یہ عذاب ٹال دے، اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم تجھے اللہ کا سچا رسول تسلیم کرلیں گے اور تیرے رب کی عبادت کریں گے مگر جوں ہی کہ ہم ان پر سے عذاب ہٹا دیتے وہ اپنی بات سے پھر جاتے تھے، جیسے فرمایا

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَىِٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ
وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (1)

ترجمہ: جب کبھی ان پر بلا نازل ہوجاتی تو کہتے اے موسیٰ علیہ السلام! تجھے اپنے رب کی طرف سے جو منصب حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے حق میں دعا کر، اگر اب کے تو ہم پر سے یہ بلا ٹلوا دے تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے، مگر جب ہم ان پر سے اپنا عذاب ایک وقت مقرر تک کے لیے جس کو وہ بہر حال پہنچنے والے تھے ہٹا لیتے تو وہ یکلخت اپنے عہد سے پھر جاتے۔

وَ نَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ

اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا اے میری قوم! کیا مصر کا ملک میرا نہیں؟ اور میرے (محلوں کے) نیچے یہ

مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّ لَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾

نہریں بہہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں؟ بلکہ میں بہتر ہوں بہ نسبت اس کے جو بے توقیر ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا،

فَلَوْ لَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ

اچھا اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں آپڑے یا اس کے ساتھ پرا باندھ کر فرشتے ہی آجاتے، اس نے اپنی قوم کو بہلایا

قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

پھسلایا اور انہوں نے اسی کی مان لی، یقیناً یہ سارے ہی نافرمان لوگ تھے، پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ (الزخرف ۵۱ تا ۵۶)

سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا، پس ہم نے انہیں گیا گزرا کر دیا اور پچھلوں کے لیے مثال بنا دی۔

(1) الاعراف ۱۳۵، ۱۳۴

فرعون کے دعوے:

روشن دن میں جادوگروں کی شکست اور پھر ان کے اعلان ایمان نے فرعون اور اس کے درباریوں کا سر تو نیچا کر ہی دیا تھا اس پر اس کی ملکہ اور ایک طاقتور سردار کا ایمان لے آنا مزید شرمندگی کا باعث تھا، پھر جب پورے ملک میں موسیٰ علیہ السلام کے پے در پے معجزات رونما ہوئے تو عوام کا عقیدہ اپنے دیوتاؤں سے متزلزل ہونے لگا، اس صورت حال کو دیکھ کر فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میری قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائے، چنانچہ فرعون جس کو اقتدار نے فریب میں مبتلا کر دیا تھا اور اس کے مال و ثروت اور لشکروں نے اس کو سرکش بنا دیا تھا نے اپنی ہزیمت کا داغ چھپانے اور موسیٰ علیہ السلام کی بے توقیری اور کمتری کو نمایاں کرنے کے لئے ایک نئی چال چلی، اس نے اپنے دربار میں سلطنت کے اعیان و اکابر اور قوم کے بڑے بڑے سرداروں کو جمع کیا اور تکبر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں؟ جیسے فرمایا

فَحَشَرَ فَنَادٰىۖ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰىۖ ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰىؕ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: اور لوگوں کو جمع کرکے اس نے پکار کر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں، آخر کار اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔

کیا تم میری عظمت اور وسیع و عریض مضبوط سلطنت کو نہیں دیکھتے کہ میں اس ملک مصر کا بادشاہ اور اس میں تصرف کرنے والا ہوں؟ اور دریائے نیل سے نکلی ہوئی یہ نہریں جو میرے محل کے نیچے بہہ رہی ہیں جن پر تمہاری ساری معیشت کا انحصار ہے کس کے حکم سے جاری ہیں؟ بتاؤ ہم میں سے کون بہتر ہے؟ میں غالب اور قوت والا بادشاہ یا موسیٰ علیہ السلام جس کے پاس نہ مال و دولت ہے، نہ اختیار و اقتدار (اہل مکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی اعتراض کرتے تھے) جو فصیح اللسان نہیں ہے جو اپنا مافی الضمیر کو کھل کر بیان نہیں کر سکتا؟ فرعون کا یہ دعویٰ بھی جھوٹ پر مبنی تھا، موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر بارگاہ ربی میں عرض کیا تھا:

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْۙ ﴿۲۷﴾ [2]

ترجمہ: اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ان کی لکنت دور کر دی تھی،

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳٦﴾ [3]

ترجمہ: فرمایا دیا گیا جو تو نے مانگا اے موسیٰ علیہ السلام۔

اگر وہ سچا ہے تو جس رب کا وہ دعویٰ کرتا اور جس کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے امتیازی نشان اور خصوصی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے اس پر سونے کے کنگن کیوں نازل نہیں کیے تا کہ وہ کنگن اور زیور سے آراستہ ہوتا یا اس کے ساتھ بادشاہوں کی طرح چوبداروں اور خدام کا دستہ ہوتا جو اس کا رعب و دبدبہ قائم رکھتے اور اس رب کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا جس کی طرف سے وہ سفیر بن کر آیا ہے، اس نے اپنی

---

[1] النازعات ۲۳ تا ۲۵

[2] طٰہٰ ۲۷

[3] طٰہٰ ۳٦

قوم کی عقل وفہم کو ہلکا سمجھا اور انہیں اپنا ہم سخن بنالیا، قوم خود فسق وفجور میں مبتلا تھی اس لیے فسق وفجور کی پکار پر فوراً ریجھ گئی، تباہ شدہ اقوام کی طرح جب وہ لوگ بھی اللہ کی تنبیہات پر نہ پلٹے اور اپنے کفر وشرک پر جمے رہے، اللہ کی عطا کی ہوئی مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پیٹھ پر عذاب کا کوڑا برسایا، اور اگلے پچھلے سارے کرتوتوں پر انہیں پکڑلیا اور فرعون اور اس کے سرداروں کو ایک ساتھ پانی میں غرق کر کے صفحہ ہستی سے مٹادیا،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مَا شَاءَ وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَى مَعَاصِيهِ فَإِنَّمَا ذَلِكَ اسْتِدْرَاجٌ مِنْهُ لَهُ، ثُمَّ تَلا فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے جب تم یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کچھ دے رہا ہے جو وہ چاہتا ہے حالانکہ وہ بندہ گناہوں کا مرتکب ہے اور اس پر مصر ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ڈھیل ہوتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ”آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کر دیا۔“[1]

اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے عبرت کا نشان بنادیا تا کہ ان کے احوال سے عبرت حاصل کرنے والے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کریں۔

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ قَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے، اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو، عیسیٰ (علیہ السلام) بھی

عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ

صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا، اگر ہم چاہتے تو تمہارے ع

مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ (الزخرف ۵۷تا۶۰)

وض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے۔

جب آیت نازل ہوئی۔

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ [2]

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۳۲۸۴/۱۰،المعجم الکبیر للطبرانی ۹۱۳

[2] الزخرف ۴۵

ترجمہ: تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ لو کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے اس کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص عبد اللہ ابن الزبعریٰ یا عبد اللہ بن زہیری تمیمی نے اعتراض کیا کہ ہم فرشتوں کی بھی عبادت کرتے ہیں، یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں، عیسائی مسیح علیہ السلام ابن مریم کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر اس کی عبادت کرتے ہیں، پھر ہمارے معبود کیوں برے ہیں؟ کیا وہ بھی بہتر نہیں؟ اور اگر ہمارے معبود جہنم میں جائیں گے تو پھر سارے فرشتے، عزیر علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام ابن مریم بھی جہنم میں جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ [1]

ترجمہ: بیشک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے۔

اس پر کفار کے مجمع نے ایک زوردار قہقہہ بلند کیا اور خوشی سے نعرے لگانے لگے کہ ہم نے اس دلیل سے غلبہ حاصل کر لیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام ابن مریم کی عبادت کی ممانعت اور بتوں کی عبادت کی ممانعت کو مساوی قرار دیا ہے، اور نہ فرشتوں نے اور نہ ہی نبیوں نے اور نہ ہی کسی بزرگ نے یہ کہا ہے کہ ہماری عبادت کرنا، مشکلات و مصائب میں ہمیں پکارنا، وہ لوگ تو شرک سے بیزار، اس سے روکنے والے اور اللہ کی اطاعت پر تھے، ان کے بعد گمراہوں نے انہیں معبود بنا لیا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے اور روز قیامت وہ ان کی پرستش سے لاعلمی کا اظہار کریں گے، جیسے فرمایا:

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ [2]

ترجمہ: اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو، تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں، میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا، یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ انبیاء اور صالحین و متقین کو جنتوں میں داخل فرمائے گا، جیسے فرمایا:

---

[1] الانبیاء ۹۸

[2] المائدہ ۱۱۶،۱۱۷

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ (۱)

ترجمہ: رہے وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہو گا تو وہ یقیناً اس سے دور رکھے جائیں گے، اس کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنی من بھاتی چیزوں کے درمیان رہیں گے، وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا ان لوگوں کے پاس اپنے معبودوں کے بارے میں کوئی دلیل نہیں یہ لوگ محض اپنی بات کی پچ میں بحث وتکرار کرتے ہیں، بے دلیل جھگڑا اور بے وجہ حجت بازی کرتے ہیں،

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم اس وقت تک ہلاک نہیں ہوتی جب تک بے دلیل حجت بازی اس میں نہ آجائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت ''اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے، اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔'' تلاوت فرمائی۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام تو ہمارا بندہ ہے، ہم نے انہیں اپنی مشیت وحکمت سے بغیر باپ کے پیدا کیا اور نبوت وحکمت اور علم وعمل کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور انہیں ایسے معجزات سے نوازا جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیے گئے تھے، جیسے فرمایا

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ (۳)

ترجمہ: (اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اس کے اذن سے مردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

اور اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کر کے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا اور اسی طرح اگر ہم چاہیں تو تم سے انسانوں کے بجائے فرشتے

(۱) الانبیاء ۱۰۱ تا ۱۰۳

(۲) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّخْرُفِ ۳۲۵۳، سنن ابن ماجہ المقدمۃ بَابُ اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ ۴۸، مسند احمد ۲۲۱۶۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۰۶۷، مستدرک حاکم ۳۶۷۴، شعب الایمان ۸۰۸۰

(۳) آل عمران ۴۹

پیدا کر دیں جو زمین میں تمہارے جانشین ہوں، اور ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے، کوئی چیز اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ

اور یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے، پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کروی

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۲ (الزخرف ۶۲،۶۱)

ہی سیدھی راہ ہے، اور شیطان تمہیں روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اور جو قادر مطلق عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بغیر والد کے وجود میں لانے کی قدرت رکھتا ہے، اس کا وہی برگزیدہ بندہ اللہ کے حکم سے مٹی کے پرندہ میں جان ڈال سکتا ہے، مردوں کو زندہ کر سکتا ہے، کوڑھی اور برص کے مریضوں کو شفا دے سکتا ہے اس کے لئے تمہیں اور تمام انسانوں کو مرنے کے بعد ان کی قبروں میں سے دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل امر ہے ،اس لئے قدرت الٰہی (عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش) کو دیکھتے ہوئے وقوع قیامت میں کوئی شک وشبہ نہ کرو، اس کے بارے میں شک کرنا کفر ہے اور میری دعوت حق کو تسلیم کر لو اور اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو، جو میں تمہیں حکم دوں اس کی تعمیل کرو اور جس سے روک دوں اس سے اجتناب کرو یہی سیدھا راستہ ہے جو سیدھا اللہ رب العالمین کی طرف جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ [1]

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روکے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

ایسا نہ ہو شیطان تم کو اس راستہ سے گمراہ کر دے کہ وہ تمہارا ازلی کھلا دشمن ہے۔

وَ لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ

اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) معجزے لائے تو کہا کہ میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ جن بعض

الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ

چیزوں میں تم مختلف ہو انہیں واضح کر دوں، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو، میرا اور تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے،

فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۴ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ

پس تم سب اس کی عبادت کرو، راہ راست (یہی) ہے، پھر (بنی اسرائیل) کی جماعتوں نے آپس میں اختلاف کیا،

[1] الحشر ۷

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ۝۶۵ (الزخرف ۶۳ تا۶۵)

پس ظالموں کے لیے خرابی ہے دکھ والے دن کی آفت سے۔

اور جب عیسیٰ علیہ السلام معجزات لیے ہوئے آیا تھا جو ان کی نبوت کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت تھے تو اس نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ میں تم لوگوں کے پاس شریعت موسوی اور احکام تورات کی تکمیل کے لیے آیا ہوں تا کہ جن دینی امور میں تم اختلاف کر رہے ہو ان میں جو حق ہے اسے تم پر کھول دوں لہٰذا تم اللہ مالک الملک سے ڈرو اور اس اکیلے کی بندگی کرو وہ جس چیز کا حکم دے اسے بجالاؤ اور جس چیز سے روک دے اس سے اجتناب کرو اور اللہ کے حکم سے میری رسالت کی تصدیق اور میری اطاعت کرو، یقیناً اللہ وحدہ لاشریک ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی اس لیے طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر خالص اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ کامیابی و کامرانی کی منزل پر پہنچاتا ہے، اگر اس کی اس صاف تعلیم کے باوجود گروہ بندی کرنے والوں نے اختلاف کیا، یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص کی اور انہیں ناجائز بیٹا قرار دیا، نصاریٰ کے ایک گروہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور رسول ہی تسلیم کیا اور یہی جماعت حق پر تھی اور بعض نے غلو کر کے انہیں (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا بنالیا اور بعض نے اس سے بھی بڑھ کر دعویٰ کیا کہ آپ ہی اللہ ہیں، اللہ وحدہ لاشریک ہر طرح کے شرک سے پاک ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝۲۳ (۱)

ترجمہ: پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔

پس مشرکین کو جنہوں نے اس کی مخلوق کو اس کا شریک ٹھہرایا روز قیامت دردناک عذاب میں داخل کیا جائے گا۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً وَّ هُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۶۶

یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آپڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو،

اَلۡاَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ ۝۶۷ (الزخرف ۶۷،۶۶)

اس دن (گہرے) دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے انہی لوگوں میں سے ان کی طرف رسول مبعوث فرمایا ہے، ان کی رشد و ہدایت کے لئے اس پر جلیل القدر کتاب نازل فرمائی ہے جو طرح طرح کی مثالوں سے راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے مگر یہ لوگ محض فخر و غرور اور تعصبات میں دعوت حق پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں، کیا قیامت کی تکذیب کرنے اور اس کے بارے میں آگاہ کرنے والے کا مذاق اڑانے والے لوگ اب صرف قیامت کی گھڑی کے منتظر ہیں جو اچانک ان پر آپڑے گی اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی، جیسے فرمایا

بَلۡ تَاۡتِيۡهِمۡ بَغۡتَةً فَتَبۡهَتُهُمۡ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ رَدَّهَا وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۝۴۰ (۲)

ترجمہ: وہ بلا اچانک آئے گی اور انہیں اس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو لمحہ بھر مہلت ہی مل سکے گی۔

(۱) الحشر ۲۳

(۲) الانبیاء ۴۰

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ [1]

ترجمہ: وہ بس ایک دھما کہ ہے جو یکا یک انہیں اس حالت میں دھرلے گا جب یہ (اپنے دنیوی معاملات) میں جھگڑ رہے ہوں گے، اور اس وقت یہ وصیت تک نہ کرسکیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں کو پلٹ سکیں گے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿١٨﴾ [2]

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ جائے؟ اس کی علامات تو آ چکی ہیں جب وہ خود آ جائے گی تو ان کے لیے نصیحت قبول کرنے کا کونسا موقع باقی رہ جائے گا؟۔

روز محشر میں کفار و مشرکین کے احوال کے بارے میں مت پوچھو اس دن تمام دوستیاں جو دنیا میں کفر و فسق پر قائم ہیں شدید دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی، اس نفسا نفسی کے دن سب مشرکین ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے اور اپنی جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہوں گے، جیسے ابراہم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۙ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ [3]

ترجمہ: اور اس نے کہا تم نے زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا اٹھکانہ ہو گی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہو گا۔

اور صرف متقین کی دوستیاں باقی رہ جائیں گی جو دنیا میں نیکی اور رضائے الٰہی کی بنیاد پر قائم تھیں۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا

میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف (وہراس) ہے اور نہ تم (بددل اور) غمزدہ ہو گے، جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے

وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾

اور تھے بھی وہ (فرماں بردار) مسلمان، تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ،

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں

---

[1] یٰسین ٥٠،٤٩
[2]
[3] العنکبوت ٢٥

وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ﴿۷۱﴾ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں سب وہاں ہوگا، اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے، یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ (الزخرف ۶۸ تا ۷۳)

بدلے اس کے وارث بنائے گئے ہو، یہاں تمہارے لیے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

اس روز متقین سے جو دنیا میں محض اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے کہا جائے گا کہ اے میرے بندو! اس نفسا نفسی کے دن تمہارے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا، تم اور تمہاری مومن بیویاں ہشاش بشاش ہو کر انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں داخل ہو جاؤ، جب وہ جنتوں میں داخل ہو کر گھنے درختوں کے نیچے رواں چشموں کے کنارے اونچی سجی ہوئیں مسندوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے تو ان کو سونے کے برتنوں میں خوش ذائقہ مرغوب کھانے، بھنے ہوئے پرندوں کا گوشت اور مختلف قسم کی شرابوں سے چھلکتے ہوئے سونے کے ساغر پیش کیے جائیں گے، ان کے علاوہ ان کے لیے ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز (جس کی خوشبو اور ذائقہ بہت اچھا ہوگا) وہاں موجود ہوگی، ان سے کہا جائے گا تم اب یہاں ہمیشہ رہو گے، دنیا میں ہر طرح کی ترغیبات، ملامتوں اور مصائب کے باوجود تم جو اعمال صالحہ کرتے تھے اس کی بدولت آج تم بہشت کے وارث بنے ہو، تمہارے لئے یہاں تمام انواع واقسام کے مختلف پھل موجود ہیں، جیسے فرمایا

فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو قسمیں۔

ان مزے دار اور لذیذ پھلوں کو تم چن چن کر کھاؤ گے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ﴿۷۵﴾

بیشک گناہ گار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ

گے، اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے، اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے،

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ (الزخرف ۷۴ تا ۷۸)

وہ کہے گا کہ تمہیں تو (ہمیشہ) رہنا ہے، ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے لیکن تم میں اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے۔

---

[1] الرحمٰن ۵۲

کفار ومشرکین کی دوزخ میں درگت:

اور گنہگاروں کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا اور ایک ساعت بھی انہیں ان عذابوں میں تخفیف نہ ہوگی اور وہ نجات سے مایوس و ناامید ہو کر پڑے رہیں گے، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ (۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو۔

خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ (۲)

ترجمہ: اسی لعنت زدگی کی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نہ ان کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ انھیں پھر کوئی دوسری مہلت دی جائے گی۔ ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے، وہ اپنے رب کو پکاریں گے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ (۳)

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور رہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

پھر جہنمی بڑی لجاجت سے مالک داروغہ سے التماس کریں گے کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں موت ہی دے دے تاکہ اس دردناک عذاب سے جان چھوٹ جائے جس میں ہم نہ صبر کر سکتے ہیں اور نہ برداشت کی قوت ہے، وہ جواب دے گا اب موت کہاں، موت کو ایک دنبے کی شکل میں تمہارے سامنے ذبح کر دیا گیا ہے، اب تم یوں ہی ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہو گے، مالک داروغہ کہے گا اللہ نے تمہارے پاس پے در پے رسول بھیجے، تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے کتابیں نازل کیں، رسولوں نے مضبوط دلائل و براہین سے حق کو تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا، اگر تم حق کی اتباع کرتے تو فوز و سعادت سے بہرہ مند ہوتے مگر دعوت حق تمہیں انتہائی ناگوار تھی، تم اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں رسولوں کے مقابلے میں کھڑے ہوئے، دعوت حق کو روکنے کے لیے منظم تدبیریں اور سازشیں کرتے رہے، اللہ کی منزل کتابوں کا مذاق اڑاتے رہے، بار بار تلقین کے باوجود روز آخرت کا تمہیں یقین ہی نہ تھا کہ وہاں تمہارے اعمال کا حساب ہوگا، اس طرح تم لوگ اپنی بدبختی کا شکار ہو گئے، اللہ نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا لہذا اب اپنے اس احمقانہ انتخاب کا انجام دیکھ کر بلبلاتے کیوں ہو؟ اس الٹ جواب سے ان کے غم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

---

(۱) فاطر ۳۶

(۲) البقرۃ ۱۶۲

(۳) المومنون ۱۰۸، ۱۰۷

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ﴿ۚ۷۹﴾ اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ

کیاانہوں نے کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو یقین مانو کہ ہم بھی پختہ کام کرنے والے ہیں، کیاان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ

وَ نَجۡوٰىهُمۡ ؕ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیۡهِمۡ یَكۡتُبُوۡنَ ﴿۸۰﴾ (الزخرف ۷۹،۸۰)

باتوں کواور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سن سکتے (یقیناً ہم برابر سن رہے ہیں)، بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔

سرداران قریش اپنی خفیہ مجلسوں میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لیے مشورے کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیادعوت حق کی تکذیب کرنے والوں اور اس سے بغض وعناد رکھنے والے حق کو سرنگوں کرنے کے لیے فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لئے منظم تدبیریں اور سازشیں کر رہے ہیں، مگر وہ یہ نہ بھولیں کہ ان کی سازشوں کے مقابلے میں اللہ بھی ایسی تدبیر کر رہا ہے جو ان کی ہر تدبیر پر غالب ہے اور ان کی تدبیر کو توڑ کر باطل کر کے رکھ دے گی، جیسے فرمایا:

اَمۡ یُرِیۡدُوۡنَ كَیۡدًا ؕ فَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا هُمُ الۡمَكِیۡدُوۡنَ ﴿ؕ۴۲﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ اگر یہ بات ہے تو کفر کرنے والوں پر ان کی چال الٹی ہی پڑے گی۔

وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّمَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّهُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ فَانۡظُرۡ كَیۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكۡرِهِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰهُمۡ وَقَوۡمَهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۵۱﴾ [2]

ترجمہ: یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی، اب دیکھ لو کہ ان کی چال کا کیا انجام ہوا ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو۔

بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ فَیَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ... ﴿۱۸﴾ [3]

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

اور اس طرح اللہ تعالیٰ حق کو ثابت کرنے اور باطل کے ابطال کے لئے اسباب اور دلائل مقرر کر دیتا ہے، کیا وہ اپنی جہالت اور ظلم کی بنا پر گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی خلوت میں سرگوشیوں اور ان کے دلوں میں چھپے بھید نہیں جانتے؟ ہاں ہاں یقیناً اللہ ان کے دلوں کے چھپے بھید اور ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے اور کراماً کاتبین ان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال کو لکھ اور محفوظ رکھ رہے ہیں اور روز محشر جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو یہ نامہ اعمال ان کے ہاتھوں میں تھما دیے جائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

قُلۡ اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ٭ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

آپ کہہ دیجئے! اگر بالفرض رحمٰن کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا، آسمان زمین اور عرش کا

[1] الطور ۴۲

[2] النمل ۵۱،۵۰

[3] الانبیاء ۱۸

رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا

رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس (سے) بہت پاک ہے، اب آپ انہیں اس بحث مباحثہ اور کھیل کود میں چھوڑ دیجئے،

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ (الزخرف ۸۱ تا ۸۳)

یہاں تک کہ انہیں اس دن سابقہ پڑ جائے جن کا یہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مشرکین سے کہو جنہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی قرار دے رکھا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی نہیں جس کا کوئی ہمسر اور جس کا کوئی کفو ہو، تمہارے یہ عقائد حقیقت کے سراسر خلاف ہیں، اگر بالفرض محال اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو میں محمد بن عبداللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو اس کا رسول اور مطیع وفرماں بردار بندہ ہوں سب سے پہلے اس کے اقرار اور ان کی بندگی میں سر جھکا دیتا، مگر تم دیکھ رہے ہو میں اس کا انکار کرنے والا پہلا شخص ہوں اور اس کی نفی کرنے میں سب سے زیادہ سخت ہوں، جیسے فرمایا

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ [1]

ترجمہ: اگر اللہ کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا برگزیدہ کر لیتا، پاک ہے وہ اس سے (کہ کوئی اس کا بیٹا ہو) وہ اللہ ہے اکیلا اور سب پر غالب۔

اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب ہے شریک، معاون ومددگار اور اولاد وغیرہ سے منزہ ہے جو مشرکین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اگر اللہ کی وحدانیت، ربوبیت، رزاقیت اور قدرتوں کے طرح طرح کے دلائل کے باوجود یہ راہ راست اختیار نہیں کرتے تو انہیں اپنے باطل عقائد واعمال اور دنیا کی رنگینیوں میں مگن رہنے دو، ان کی آنکھیں اس دن کھلیں گی جب ان کے اپنے اعمال کے نتائج ان کے سامنے آجائیں گے اور یہ جہنم کے دائمی عذاب میں داخل کر دیے جائیں گے جس سے نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو گی۔

وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾

وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے، اور وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے،

وَ تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

اور وہ بہت برکتوں والا ہے جس کے پاس آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت ہے، اور قیامت کا علم بھی اس کے پاس

وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ

ہے اور اسی کی جانب تم سب لوٹائے جاؤ گے، جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے،

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ (الزخرف ۸۴ تا ۸۶)

ہاں (مستحق شفاعت وہ ہیں) جو حق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو۔

[1] الزمر ۴

ایسا نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین کے الٰہ الگ الگ ہیں بلکہ جس طرح زمین و آسمان اور ساری کائنات کا الٰہ ایک ہی ہے، معبود بھی ایک ہی ہے، اگر ایک الٰہ نہ ہوتا اور ہر کام کے مختلف الٰہ ہوتے کوئی ہوا کا کوئی بارش کا کوئی نباتات کا کوئی زندگی اور موت کا کوئی اولاد دینے والا کوئی رزق دینے والا وغیرہ الٰہ ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو چکا ہوتا اور اس وسیع و عریض کائنات کا نظام درہم برہم ہو چکا ہوتا، جیسے فرمایا

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ [1]

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، ہر بھید اور مخفی معاملے کو جانتا ہے، کوئی بڑی یا چھوٹی چیز اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے، وہ ہر طرح کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾ [2]

ترجمہ: وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی، تمہارے کھلے اور چھپے سب حال جانتا ہے اور جو برائی یا بھلائی تم کماتے ہو اس سے خوب واقف ہے۔

وہ اس عظیم الشان کائنات کا شہنشاہ ہے، اس کی ملکیت، الوہیت، ربوبیت اور صفات میں کوئی شریک یا معاون نہیں، زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اسی ایک الٰہ کی حمد و ستائش کرتی ہیں، اس کے جلال کے سامنے پست و عاجز ہیں، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ ... ﴿٤٤﴾ [3]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ [4]

ترجمہ: وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں۔

وہ علام الغیوب ہے اور وہی جانتا ہے کہ قیامت کب قائم ہو گی، جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ... ﴿١٨٧﴾ [5]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر

[1] الانبیاء ۲۲

[2] الانعام ۳

[3] بنی اسرائیل ۴۴

[4] الرعد ۱۵

[5] الاعراف ۱۸۷

وہی ظاہر کرے گا۔

دنیا میں چاہے تم حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا کے عقیدے کا انکار کرو مگر حقیقت یہی ہے کہ روز محشر اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں اعمال کی جوابدہی کے لیے تم پیش کیے جاؤ گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا، اللہ قادر مطلق کو چھوڑ کر یہ مشرکین جنہیں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ روز محشر اللہ کی بارگاہ میں ان کے حق میں سفارشی ہوں گے مگر اس کے دربار میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو لب تک کھولنے کی اجازت نہ ہوگی، البتہ انبیاء صالحین، متقین اور فرشتے اللہ کی اجازت سے جس کے حق میں وہ چاہے گا حق کے ساتھ سفارش کریں گے۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً جواب دیں گے اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں؟

وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

اور ان کا (پیغمبر کا اکثر) یہ کہنا کہ اے میرے رب! یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے، پس آپ ان سے منہ پھیر لیں

وَ قُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ (الزخرف ٨٧تا٨٩)

اور کہہ دیں (اچھا بھائی) سلام! انہیں عنقریب (خود ہی) معلوم ہو جائے گا۔

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ تمہارا اور تمہارے معبودوں کا خالق کون ہے؟ تو یہ خود اقرار و اعتراف کریں گے کہ سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے، افسوس! اس اقرار کے بعد پھر یہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو اس کی مخلوق ہیں اور کسی طرح کی کوئی قدرت و اختیار نہیں رکھتے، رسول ﷺ نے یہ صحیح کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ وہ ہٹ دھرم لوگ ہیں جو ہر طرح کے دلائل کے باوجود دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے، اے نبی ﷺ! ان جاہلوں کی سخت باتوں اور تضحیک و استہزا پر آپ کو جو اذیت پہنچتی ہے اس پر انہیں معاف کر دیں، آپ کی طرف سے ان کے لئے سلام ہی ہونا چاہیے جس کے ذریعے سے عقل مند اور اہل بصیرت جاہلوں کا مقابلہ کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ [١]

ترجمہ: اور جب انہوں نے بے ہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ [٢]

ترجمہ: رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

---

[١] القصص ٥٥

[٢] الفرقان ٦٣

عنقریب انہیں اپنے گناہوں اور جرائم کا دردناک انجام معلوم ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی قحط کے لئے دعا:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا، لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کفار مکہ کی مخالفانہ روش شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تو نبی ﷺ نے دعا کی اے اللہ! یوسف کے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما، رسول اللہ ﷺ کا خیال یہ تھا کہ جب ان لوگوں پر مصیبت پڑے گی تو انہیں اللہ یاد آئے گا اور ان کے دل نصیحت قبول کرنے کے لئے نرم پڑ جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور سارے علاقے میں ایسے زور کا قحط پڑا کہ لوگ بلبلا اٹھے۔ (۱)

اہل مکہ ہڈیاں، مردار، درختوں کے پتے، گھاس اور چمڑے کے ٹکڑے ابال کر کھانے پر مجبور ہو گئے، جس سے کفار کے خنے بہت کچھ ڈھیلے پڑ گئے بالآخر کار اس سختی اور شدت سے تنگ آ کر بعض سرداران قریش جن میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر ابوسفیان کا نام لیا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے درخواست کی کہ آپ تو صلہ رحمی کی دعوت دیتے ہیں، آپ کی قوم بھوکوں مر رہی ہے، آپ اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لئے اللہ سے دعا کریں اگر آپ کی دعا سے یہ عذاب ٹل گیا تو ہم آپ کی نبوت کو تسلیم کر لیں گے، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین ﷺ کو رحم آ گیا اور آپ نے باری تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی، چنانچہ بارش برسی لیکن یہ کیفیت دور ہوتے ہی ان کا کفر و عناد پھر اسی طرح عود کر آیا یہی موقع تھا جب اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ نازل فرمائی۔

مضامین سورۂ الدخان:

کتاب مبین کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ ایک خیر و برکت والی رات میں اس کو نازل کیا ہے جو کہ ساری راتوں سے افضل ہے اور اس میں اللہ رب العزت تمام اہم امور کا حکیمانہ فیصلہ صادر فرما دیتا ہے، یہ وہی رات ہے جس کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ (۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ... ۝۱۸۵ (۳)

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور رہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ الدخان بَابُ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۴۸۲۱، وکتاب الادب بَابُ تَسْمِيَةِ الوَلِيدِ ۶۲۰۰، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ الدُّخَانِ ۷۰۶۶

(۲) القدر۱

(۳) البقرۃ۱۸۵

والا ہے۔

یعنی پندرہ شعبان نہیں بلکہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات جس میں قرآن نازل ہوا اور جس میں اللہ تعالیٰ اہم امور کے فیصلے فرمادیتا ہے۔

○مشرکین مکہ کتاب مبین کو اللہ کا کلام ماننے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کا پرانے وقتوں کے قصے کہانیاں اور کہاوتیں پر مشتمل اپنا تصنیف کردہ کلام کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ اس کلام کے نازل ہونے کے ساتھ ہی ہم مصائب ومشکلات کا شکار ہو گئے ہیں، ان کی تردید میں فرمایا کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا تصنیف کردہ کلام نہیں ہے بلکہ انسانیت کی فوز وفلاح اور دنیا کے لوگوں کی رحمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے، نیز یہ کلام اس قادر وقیوم ذات نے نازل کیا ہے جس کو تم ہر چیز کا خالق ورازق مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے، لیکن یہ تعلیمات چونکہ تمہارے آباؤاجداد کے باطل عقائد ونظریات کی اصلاح کرتی ہے اس لیے تم شک اور تردد میں مبتلا ہو گئے ہو، حالانکہ یہ بات ہر باشعور اور سلیم الفطرت انسان خود سوچ سکتا ہے کہ جس ذات نے تم کو وجود بخشا ہے، جو زندگی اور موت کا مختار ہے وہی اس لائق ہے تم ہر طرف سے منہ پھیر کر اس کی عبادت کرو اور اسی کو اپنا حقیقی کارساز سمجھو، اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کو آگاہ کرنے اور تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لیے انبیاء ورسل اور ان پر کتابوں کا سلسلہ جاری فرمایا۔

○قحط کی وجہ سے بڑے بڑے دشمنان حق کی گردنیں جھک رہی تھیں اور وہ پکار رہے تھے کہ اے پروردگار! یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم دعوت اسلام قبول کرلیں گے، ان کے قول کی تردید کے لیے فرعون کا ذکر فرمایا کہ ہم ان پر یکے بعد دیگرے مختلف عذاب بھیجتے رہے، جب وہ کسی عذاب کا شکار ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر وعدہ کرتے کہ اگر تمہارا رب اب یہ عذاب ٹال دے تو ہم دعوت ایمان قبول کرلیں گے مگر جب اللہ ایک مدت کے لیے عذاب کو ٹال دیتا تو وعدہ خلافی کرتے اور اپنے کفروشرک پر مصر رہتے، اہل مکہ کو بتلایا کہ تمہاری کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں ہے تم بھی ان لوگوں کی طرح نبی ﷺ کے جان کے دشمن ہو اور اس کا قتل کرنے کی منصوبہ بندی کرتے رہتے ہو، یہ واقعہ اہل مکہ کو تمثیلاً بتایا کہ جیسے ظاہری شان وشوکت اور حکومت واقتدار کے باوجود فرعون اور آل فرعون کو ذلت ورسوائی کا شکار ہونا پڑا اور قیامت تک ان کو سامان عبرت بنادیا اگر تم لوگ دعوت اسلام کو قبول نہیں کروگے اور فرعون اور آل فرعون کی روش اختیار کروگے تو تمہارا انجام بھی ان جیسا ہی ہوگا۔

○بعث بعد الموت کے سلسلہ میں کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر مر کر جی اٹھنا برحق ہے تو ہمارے آباؤاجداد میں سے کسی ایک کو زندہ کر کے دکھادو، اس بارے میں فرمایا کہ اس عظیم الشان کائنات کا نظام کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ جب چاہا بنالیا اور جب چاہا بگاڑ دیا، اس قادر مطلق کے ہاں ہر کام کے لیے ایک وقت متعین ہے اور ہر کام اپنے اپنے وقت پر ہو کر رہے گا، اور عقیدہ آخرت کا انکار تمہاری ہر اخلاقی برائی کا سبب ہے جن کا محاسبہ موت کے یقیناً ہوگا، اس دن کوئی عزیز کسی قریبی عزیز کے کام نہیں آئے گا اور نہ ان کو کہیں سے کوئی مدد ہی ملے گی، جب مجرم سزا پا کر جہنم میں داخل ہوں گے تو انہیں تیل کی تلچھٹ جیسا زقوم کے درخت کو کھانے کے لیے دیا جائے گا جسے کھاتے ہی وہ پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے، اللہ کے حکم سے ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اور مومن کامیاب وکامران ہو کر جنت کا حریری لباس پہن کر جنت الفردوس کے عیش وآرام میں دائمی زندگی گزاریں گے، آخر میں فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ سیدھی سادی

باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں یا تم سمجھ کر ان کا انکار کر رہے ہو، دونوں صورتوں میں اپنے برے انجام کا انتظار کرو وقت مقررہ پر ہر حقیقت کھل کر سب کے سامنے آجائے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾

حم، قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی، یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں،

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٥﴾

اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾ (الدخان ۱ تا ۶)

آپ کے رب کی مہربانی سے، وہ ہی سننے والا جاننے والا۔

ہر طرح کے دلائل کے باوجود اہل مکہ کا خیال تھا کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا اپنا تصنیف کردہ کلام ہے جو پرانے وقتوں کے قصے کہانیوں اور کہاوتوں پر مشتمل ہے، جیسے فرمایا:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾ [1]

ترجمہ: جب ان کو ہماری آیات سنائی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ ہاں سن لیا ہم نے، ہم چاہیں تو ایسی ہی باتیں ہم بھی بنا سکتے ہیں یہ تو وہی پرانی کہانیاں ہیں جو پہلے سے لوگ کہتے چلے آرہے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: اور جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے یہ کیا چیز نازل کی ہے تو کہتے ہیں اجی وہ تو اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔

قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨٣﴾ [3]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ

[1] الانفال ۳۱

[2] النحل ۲۴

[3] المومنون ۸۳،۸۲

إِلَّآ أَسَـٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ (۱)

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ خبریں ہم کو بھی بہت دی گئی ہیں اور پہلے ہمارے آباو اجداد کو بھی دی جاتی رہی ہیں مگر یہ بس افسانے ہی افسانے ہیں جو اگلے وقتوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ءَايَـٰتُنَا قَالَ أَسَـٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾ (۲)

ترجمہ: جب ہماری آیات اس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔

اور اس کلام کی وجہ سے ہم پر مصائب ومشکلات کا نزول شروع ہو گیا ہے، جیسے فرمایا

قَالُوٓا۟ إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ... ﴿١٨﴾ (۳)

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں۔

قَالُوا۟ ٱطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ... ﴿٤٧﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم نے تو تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو بدشگونی کا نشان پایا ہے۔

ان بات کے پیش نظر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتاب مبین یعنی جس کے احکامات کھلے اور واضح ہیں اور اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے کی قسم کھا کر فرمایا اس کتاب کو ہم نے رمضان المبارک کی خیر کثیر وبرکت والی رات یعنی لیلۃ القدر (جو رمضان کے آخر عشرے میں طاق راتوں میں کوئی ایک رات ہے)۔

لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ (۵)

ترجمہ: اور شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

میں غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو چونکانے کے لئے بیت العزت (آسمان دنیا) میں نازل کیا ہے پھر وہاں سے حسب ضرورت ومصلحت تئیس سالوں تک مختلف اوقات میں نبی کریم ﷺ پر اترتا رہا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْزِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي عِشْرِينَ سَنَةً

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پورا قرآن لیلۃ القدر کی رات کو آسمان دنیا پر اتارا گیا اور پھر ۲۰ سالوں تک حسب حکمت مختلف اوقات میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ (۶)

(۱) النمل ۶۸،۶۷
(۲) القلم ۱۵
(۳) یٰسین ۱۸
(۴) النمل ۴۷
(۵) القدر ۳
(۶) تفسیر طبری ۵۴۷/۱۷

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ... ﴿۱۸۵﴾ [1]

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

اس کے مصنف محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہیں ہیں، لیلۃ القدر وہ مبارک رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ مخلوقات کی تقدیر، ان کا وقت مقرر، وسائل زندگی، ان کے اعمال و اموال اور قوموں و ملکوں کے عروج و زوال کے حکمت پر مبنی فیصلے فرماتا ہے جس میں تغیر و تبدیلی کا امکان نہیں ہوتا، اور حکمت سے لبریز یہ فیصلے لے کر ملائکہ و روح الامین علیہ السلام اپنے رب کے اذن سے زمین پر اترتے ہیں اور سارا سال انہی فیصلوں کے مطابق عملدرآمد کرتے رہتے ہیں، اور فرمایا کہ ایک رسول کو یہ عظیم کتاب دے کر بھیجنا اللہ کی حکمت اور رحمت ہے تاکہ وہ تمہاری مادی ضروریات کے ساتھ تمہارے روحانی تقاضوں کی تکمیل کے لئے صحیح علم سے رہنمائی کرے، حق و باطل کے فرق کو کھول کھول کر بیان کرے، انہیں جہالتوں اور ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لائے تاکہ انہیں دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہو اور اللہ ہی تمام ظاہری و باطنی امور کو جانتا ہے اور وہی انسان کو ہدایت و ضلالت، حق و باطل، خیر و شر، نیکی و بدی کا فرق بتا سکتا ہے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو، کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی

وَ یُمِیْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ (الدخان ۷ تا ۹)

جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا، بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

تم لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، جیسے فرمایا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ... ﴿۳۸﴾ [3]

ترجمہ: ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ... ﴿۸۷﴾ [4]

ترجمہ: ان سے پوچھو، ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔

چنانچہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ان کی تدبیر کرنے اور اپنی مشیت کے مطابق ان میں تصرف کرنے والا ہے، اگر واقعی تمہیں اس کی الوہیت

[1] البقرۃ ۱۸۵

[2] القدر ۱

[3] الزمر ۳۸

[4] المومنون ۸۶، ۸۷

اور ربوبیت کا شعور ویقین ہے تو تمہیں اس پر ایمان لانا چاہیے کہ مخلوقات کا رب ہی تمہارا معبود حقیقی ہے، اور انسانوں کی صراط مستقیم پر رہنمائی کے لئے رسول اور کتاب بھیجنا اس کے رحم و کرم کا عین تقاضا ہے، اور مملوک ہونے کی حیثیت سے تمہارا یہ فرض عین ہے کہ اس کی طرف سے بھیجی ہوئی ہدایات کو مانو اور اس کے آگے سر اطاعت جھکا دو، موت و زیست اور ہر طرح کی قدرت و اختیار اسی اکیلے کے ہاتھ میں ہے، جیسے فرمایا:

...لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ... ﴿۱۵۸﴾ [۱]

ترجمہ: اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

وہی تمہارے مرنے کے بعد تمہیں میدان محشر میں جمع کرے گا اور تمہارے اعمال کی جزا و سزا دے گا، اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھی جزا ہو گی اور اگر اعمال برے ہوئے تو بری جزا ہو گی، جیسے فرمایا:

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ... ﴿۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: کہو ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔

...اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ [۳]

ترجمہ: اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

اس لئے اس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک نہ کرو اور خالص اس کی بندگی و پرستش کرو، وہی اولین و آخرین کا رب، نعمتوں کی ذریعے سے ان کی تربیت کرنے والا اور ان سے سختیوں کو دور کرنے والا ہے مگر تمہارے اسلاف نے شیطان کے جھانسے میں آ کر اپنے رب حقیقی سے منہ موڑ کر گمراہی اختیار کی، اس لئے تم ان کی تقلید میں حق بجانب نہیں ہو چنانچہ تم پر لازم ہے کہ سب سے منہ موڑ کر اسی ایک اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو تمہارا حقیقی رب ہے، اب جبکہ حق پورے دلائل و براہین کے ساتھ ان کے سامنے آ چکا ہے لیکن یہ اس پر ایمان لانے کے بجائے شک و شبہ میں غوطہ زن ہیں۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ

آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا،

هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ (الدخان ۱۱،۱۰)

یہ دردناک عذاب ہے۔

---

[۱] الاعراف ۱۵۸

[۲] سبا ۲۶

[۳] الشوریٰ ۱۵

دھواں ہی دھواں اور کفار:

رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اب ان انسانیت سوز ظلم وستم کرنے والے کفار ومشرکین جو نہ رسول کے سمجھانے سے مانتے ہیں، نہ قحط کی شکل میں جو تنبیہ کی گئی ہے اس سے ہوش میں آتے ہیں،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا، لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا العِظَامَ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الجَهْدِ،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کی کیفیت دیکھی کہ وہ سمجھانے سے نہیں مانتے تو فرمایا اے اللہ! ان پر سات برس کا قحط بھیج جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال تک قحط ہوا تھا، آخر قریش پر قحط پڑا جو ہر چیز کو کھا گیا یہاں تک کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے، جب وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے انہیں دھواں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔[1]

ثم إن قريشا لما استعصت على رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وأبطأوا عن الإسلام، وأوغلوا في عداوة النبي وإيذائه وإيذاء أصحابه، دعا عليهم فقال :اللهمّ أعنّي عليهم بسبع كسبع يوسف، فأصابتهم سنة حتى أكلوا الجيف والميتة، والعظام، وحتى كان الواحد منهم يرى ما بينه وبين السماء كهيئة الدخان من الجوع، ثم جاء إليه أبو سفيان في ناس من قومه، فقالوا: يا محمد إنك تزعم أنك قد بعثت رحمة، وإن قومك قد هلكوا، فادع الله لهم،فدعا لهم الرؤوف الرحيم، فكشف الله عنهم ما هم فيه، فسقوا الغيث، وأطبقت عليهم سبعا، فشكا الناس كثرة المطر

جب قریش نے رسول اللہ ﷺ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی دشمنی اور ایذا رسانی میں حد سے بڑھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ !ان پر یوسف علیہ السلام کی طرح سات برس کا قحط نازل فرمادے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان پر قحط نازل فرما دیا، قحط اتنا شدید تھا کہ قریش مردار، ہڈیاں وغیرہ کھانے پر مجبور ہو گئے، یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کی شدت سے اسے آسمان دھواں سا دکھائی دیتا تھا، چنانچہ ابوسفیان اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور آپ کی قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے ان کے لیے اللہ سے دعا کریں، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی جو لگاتار سات دن تک برستی رہی یہاں تک کہ کثرت بارش سے لوگ پریشان ہو گئے۔[2]

تو پھر یہ لوگ قیامت کا انتظار کریں، جس دن آسمان صریح دھواں لائے گا اور (چالیس دنوں تک) سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ الدخان بَابُ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۴۸۲۱ ، صحیح مسلم کتاب صفات المافقین بَابُ الدُّخَانِ ۷۰۶۶،مسند احمد ۳۶۱۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۱۷

[2] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة۱؍۳۸۷

عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَاطَّلَعَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟قُلْنَا: السَّاعَةَ، قَالَ:إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونَ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ،

ابوسریحہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالاخانے میں تھے اور ہم نیچے بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانکا اور فرمایا تم کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔

مشرق میں زمین کا دھنسنا، مغرب میں زمین کا دھنسنا، جزیرہ العرب میں زمین کا دھنسنا، دھواں اور دجال اور زمین کا جانور

قَالَ الْمُفَسِّرُونَ هِيَ دَابَّةٌ عَظِيمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ صدع فی الصفاوعن ا بن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهَا الْجَسَّاسَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ

مفسرین نے کہا ہے یہ جانور بہت بڑا ہو گا جب صفا پہاڑ پھٹے گا تو یہ اس میں سے نکلے گا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عاص سے منقول ہے یہ وہی جساسہ ہے جس کا ذکر دجال کی حدیث میں ہے۔ (١)

اور اس جانور کا حلیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے مکہ میں زمین سے ایک جانور نکلے گا ساٹھ گز لمبا، سر اس کا جیسے بیل کا اور آنکھ جیسے سور کی اور کان جیسے ہاتھی کے اور سینگ جیسے پہاڑی بکری کے، سینہ جیسے شیر کا اور رکوکھ جیسے بلی کے اور دم جیسے مینڈھے کی اور رنگ جیسے چیتے کا، ہاتھ پاؤں جیسے اونٹ کے، اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی، مسلمان اور کافر کو سونگھ کر بتلائے گا اور کہے گا اس کا دین سچا ہے اور سب دین جھوٹے ہیں۔ (٢)

جیسے فرمایا

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ (٣)

ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان پر آپہنچے گا تو ہم ان کے لیے ایک جانور زمین سے نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔

وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ تَنْزِلُ مَعَهُمْ إِذَا نَزَلُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

یاجوج و ماجوج اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور ایک آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی وہ آگ لوگوں کے ساتھ رہے گی جہاں وہ اتر پڑیں گے آگ بھی اتر پڑے گی اور جب وہ دوپہر کو سو رہیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی

(١) شرح النوی علی مسلم٢٧/١٨

(٢) تحفة الاخیار

(٣) النمل ٨٢

اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ [1]

اور سرزنش کے طور پر انہیں کہا جائے گا یا وہ ایک دوسرے سے کہیں گے یہ ہے دردناک سزا، جیسے فرمایا:

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۞ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۞ [2]

ترجمہ: جس دن انہیں دھکے مار مار کر نارِ جہنم کی طرف لے چلا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۞ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ

کہیں گے اے ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دور کر ہم ایمان قبول کرتے ہیں، ان کے لیے نصیحت کہاں ہے؟ کھول کھول

رَسُولٌ مُّبِينٌ ۞ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۞ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا

کر بیان کرنے والے پیغمبر ان کے پاس آ چکے پھر بھی انہوں نے منہ پھیرا اور کہہ دیا کہ سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے، ہم عذاب کو تھوڑا

إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۞ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۞ (الدخان ۱۲ تا ۱۶)

دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی سی حالت پر آ جاؤ گے، جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

اب عذاب الٰہی کو دیکھ کر گڑگڑا کر التجا کرتے ہیں کہ پروردگار!، ہم پر سے یہ دردناک عذاب ٹال دے، ہم تمہیں وحدہ لاشریک تسلیم کرتے ہیں، تمہارے رسولوں اور ان پر نازل کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ [3]

ترجمہ: کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ۞ [4]

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس دن سے تم انہیں ڈراؤ جب کہ عذاب انہیں آ لے گا اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دیدے ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے (مگر انہیں صاف جواب دے دیا جائے گا) کہ کیا تم وہی لوگ نہیں ہو جو اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم پر تو کبھی زوال آنا ہی نہیں ہے؟۔

[1] صحيح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ،۷۲۸۷،۷۲۸۶

[2] الطور ۱۴،۱۳

[3] الانعام ۲۷

[4] ابراہیم ۴۴

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾ [١]

ترجمہ: درحقیقت یہ بات وہ محض اس وجہ سے کہیں گے کہ جس حقیقت پر انہوں نے پردہ ڈال رکھا تھا وہ اس وقت بے نقاب ہو کر ان کے سامنے آچکی ہو گی، ورنہ اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔

ان کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے ہم نے کی ان کی طرف رسول مبین مبعوث کیا جس کے کردار و گفتار اور امانت و دیانت سے یہ خوف واقف تھے، رسول نے الہامی تعلیمات کو کھول کھول کر بیان کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی مگر ان لوگوں نے اس کی دعوت حق پر کوئی توجہ نہ کی، اس پاکیزہ تعلیمات پر ایمان لانے کے بجائے اس کا مذاق اڑایا اور یہ کہہ کر وہ ان ساری دلیلوں، نصیحتوں اور سنجیدہ تعلیمات کو مذاق میں اڑاتے رہے کہ درپردہ کچھ لوگ قرآن کی آیتیں گھڑ گھڑ کر اسے پڑھا دیتے ہیں اور یہ شریف آدمی عام لوگوں کے سامنے انہیں پیش کر دیتا ہے، جیسے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۔۔۔ ﴿٤﴾ [٢]

ترجمہ: جن لوگوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے جسے اس شخص نے آپ ہی گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔

حالانکہ اگر کوئی شخص سکھانے پڑھانے والا ہوتا تو کبھی تو کسی کو نظر آتا اور پکڑا جاتا جبکہ آپ ﷺ کا گھر آپ کے چچا ابولہب کے گھر کے ساتھ ہی ہم دیوار تھا مگر پھر بھی پروپیگنڈا جاری رہا، اور اللہ تعالیٰ نے تو دعویٰ کیا کہ اگر تم اسے انسانی کلام سمجھتے ہو تو اس جیسی چند آیات ہی بنا کر دکھا دو مگر صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک کوئی اس دعویٰ کے خلاف کھڑا نہ ہو سکا کیا یہ قرآن کی صداقت کی دلیل نہیں ہے، اچھا ہم اپنے رسول کی دعا سے قحط کا یہ عذاب کچھ عرصہ کے لئے موخر کر دیتے ہیں لیکن ہمیں معلوم ہے کہ تم لوگ کفر و شرک، قتل و غارت، حق تلفیوں اور بدکاریوں کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر نہیں چلو گے، جیسے فرمایا:

وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ [٣]

ترجمہ: اگر ہم ان پر رحم کریں اور وہ تکلیف جس میں آج کل یہ مبتلا ہیں دور کر دیں تو یہ اپنی سرکشی میں بالکل ہی بہک جائیں گے۔

اس لیے قیامت کے روز تمہیں تمہاری نافرمانیوں پر دردناک عذاب سے دوچار کریں گے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ

یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو (بھی) آزما چکے ہیں جن کے پاس (اللہ کا) باعزت رسول آیا کہ اللہ کے بندوں کو

[١] الانعام ٢٨

[٢] الفرقان ٤

[٣] المومنون ٧٥

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم

میرے حوالے کر دو یقین مانو کہ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو میں تمہارے

بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِن لَّمْ

پاس کھلی دلیل لانے والا ہوں، اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کر دو اور اگر تم

تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾

مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو، پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گناہ گار لوگ ہیں (ہم نے کہہ دیا)

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ

کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا، تو دریا کو ساکن چھوڑ کر چلا جا

إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ (الدخان ۱۷تا۲۴)

بلاشبہ یہ لشکر غرق کر دیا جائے گا۔

قبطیوں کا انجام:

ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو بھی دنیوی خوشی، خوشحالی و فراغت سے نواز چکے ہیں، ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہم نے ان کی طرف اپنے جلیل القدر پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا، انہوں نے فرعون اور اس کے درباریوں کو میرا پیغام پہنچایا کہ بنی اسرائیل کو ناحق غلامی سے آزاد کر دو اور انہیں میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دو تا کہ یہ اپنے رب کی عبادت کر سکیں، جیسے فرمایا

... فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ [1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے لیے چھوڑ دے اور ان کو تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لیے جو راہ راست کی پیروی کرے۔

میں ایک امانت دار رسول ہوں اور رب کائنات نے مجھے جو پیغام دے کر بھیجا ہے وہی پوری امانت و دیانت کے ساتھ تمہیں پہنچا رہا ہوں، اب جبکہ اللہ نے تمہاری طرف رحمت کا ارادہ کیا ہے تو اپنی بڑائی اور سرکشی کا اظہار کرنے کے بجائے میری دعوت قبول کر لو اور اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو، میں تمہارے سامنے اپنی رسالت کی صداقت میں ناقابل تردید دلائل پیش کرتا ہوں، جب موسیٰ علیہ السلام کو دعوت پیش کرتے ایک عرصہ ہو گیا اور فرعون مقابلے میں بدترین شکست کھانے اور بعد میں مختلف عذابوں سے حواس باختہ ہو گیا اور اسے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین سرکتی نظر آئی تو اس نے بھرے دربار میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی۔

[1] طہ ۴۷

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ (۱)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا یہ کہ زمین میں فساد پھیلائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے کہا میں تمہارے سارے منصوبوں اور شرارتوں کے مقابلے میں اللہ احکم الحاکمین کی پناہ طلب کر چکا ہوں، میں نے تو ہر اس متکبر کے مقابلے میں جو یوم الحساب پر ایمان نہیں رکھتا اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لے لی ہے ،اور کہا اگر تم اس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو یہ تمہارا فیصلہ ہے اور تم نے ہی اس کی جوابدہی کرنی ہے مگر دعوت حق کا راستہ بند کرنے کے لیے مجھے قتل کرنے یا کوئی ایذا پہنچانے سے باز رہو ورنہ اس کا انجام بڑا دردناک ہوگا، فرعون اپنی دولت اور اقتدار کے نشے میں مخمور بنی اسرائیل پر ظلم ڈھاتا رہا، جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دعوت حق کا اثر قبول کرنے کے بجائے قبطیوں کا کفر و عناد اور بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا کہ اے میرے پروردگار! فرعون اور اس کی قوم نے میری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود تیری دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اب تو ہی ان کے بارے میں آخری فیصلہ فرما، جیسے فرمایا

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ (۲)

ترجمہ: موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال سے نواز رکھا ہے، اے رب! کیا یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں؟ اے رب! ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی التجا قبول فرمائی اور حکم ہجرت فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! فرعون کی بے خبری میں بنی اسرائیل اور دوسرے اہل ایمان کو رات کی تاریکی میں مصر سے نکال کر سمندر کی طرف چل پڑو اور دیکھو گھبرانا ہرگز نہیں، فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت تمہارا تعاقب کرے گا جب تم سمندر پر پہنچو تو سمندر میں اپنا عصا مارنا تیرے عصا مارنے سے سمندر معجزانہ طور پر ساکن یا خشک ہو جائے گا اور اس میں خشک اور کشادہ بارہ راستے بن جائیں گے تم اطمینان سے بنی اسرائیل کو اس میں سے گزار لے جانا، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑ اور ان کے لیے سمندر میں سے سوکھی سڑک بنا لے، تجھے

(۱) المومن ۲۶
(۲) یونس ۸۸،۸۹
(۳) طہ ۷۷

کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ ﴿(سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے) ڈر لگے۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنی اسرائیل اور دیگر اہل ایمان کو رات کے ایک مقررہ وقت پر لے کر چل پڑے اور اللہ کے حکم سے سمندر کے درمیان خشک راستوں سے گزرنے لگے۔

لَمَّا جَاوَزَ هُوَ وَبَنُو إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ، أَرَادَ مُوسَى أَنْ يَضْرِبَهُ بِعَصَاهُ حَتَّى يَعُودَ كَمَا كَانَ، لِيَصِيرَ حَائِلًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ فِرْعَوْنَ، فَلَا يَصِلُ إِلَيْهِمْ. فَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يَتْرُكَهُ عَلَى حَالِهِ سَاكِنًا

جب موسیٰ علیہ السلام دوسرے کنارے پر پہنچے اور چاہا کہ عصا مار کر سمندر کو رواں کر دیں تا کہ فرعون کے درمیان حائل ہو جائے اور وہ ان تک نہ پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! سمندر کو اسی طرح ساکن رہنے دیں۔[1]

اور ساتھ ہی خوش خبری بھی سنائی کہ ہم چاہتے ہیں کہ فرعون اور اس کا لاؤ لشکر تمہارے تعاقب میں ان راستوں میں داخل ہو اور ہم انہیں وہیں غرق کر کے رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دیں۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾

وہ بہت سے باغات اور چشمے چھوڑ گئے اور کھیتیاں اور راحت بخش ٹھکانے اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کر رہے تھے،

وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾

اسی طرح ہو گیا اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا، سو ان پر نہ تو آسمان و زمین روئے اور نہ انہیں مہلت ملی،

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور بیشک ہم نے (ہی) بنی اسرائیل کو (سخت) رسوا کن سزا سے نجات دی (جو) فرعون کی طرف سے

مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

(ہو رہی) تھی، فی الواقع وہ سرکش اور حد سے گزر جانے والوں میں تھا،

وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ

اور ہم نے دانستہ طور پر بنی اسرائیل کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے انہیں ایسی نشانیاں

مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ (الدخان ۲۵ تا ۳۳)

دیں جن میں صریح آزمائش تھی۔

کتنے ہی بہترین اقسام کے پھلوں سے لدے ہوئے باغات اور میٹھے پانی کے ابلتے چشمے اور اناج سے بھرے کھیت اور شاندار محل تھے جو وہ اس

[1] تفسیر ابن کثیر ۷/۲۵۲

دنیا میں چھوڑ گئے، کتنے ہی عیش وعشرت کے سروسامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے ان کے پیچھے دھرے کے دھرے رہ گئے، یہ ہوا دعوت حق کی تکذیب اور رسولوں کی مخالفت کرنے والوں کا دردناک انجام، اور ہم نے بنی اسرائیل کو جو غلام بنا کر رکھے گئے تھے، جن پر ہر طرح کا ظلم وستم روا تھا جن کے بیٹوں کو فرعون کے حکم سے قتل کر دیا جاتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا ان چیزوں کا وارث بنا دیا، جیسے فرمایا

فَأَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ [۱]

ترجمہ: اس طرح ہم انہیں ان کے باغوں اور چشموں اور خزانوں اور ان کی بہترین قیام گاہوں سے نکال لائے یہ تو ہوا ان کے ساتھ ،اور (دوسری طرف) بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث کر دیا۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا... ﴿١٣٧﴾ [۲]

ترجمہ: اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق ومغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔

جب تک وہ اقتدار پر براجمان تھے ان کی طاقت کی بڑی دھوم تھی مگر جب اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو کر سمندر میں غرق ہوئے تو ان کی کسمپرسی کا یہ حال تھا کہ ان کے اس عبرت ناک انجام پر آسمان وزمین میں کوئی رونے والا نہ تھا اور نہ ہی انہیں ذرا سی مہلت دی گئی، یعنی ان کے ظلم وجبر کی بدولت کسی نے ان کی موت پر حزن وغم کا اظہار کیا اور نہ ان کی جدائی پر کسی کو افسوس ہوا بلکہ ان کی ہلاکت وبربادی پر خوشیاں منائیں،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَتَى ابنَ عَبَّاسٍ رجلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ: {فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ} فَهَلْ تَبْكِي السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ عَلَى أَحَدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ، إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ إِلَّا وَلَهُ بَابٌ فِي السَّمَاءِ مِنْهُ يَنْزِلُ رِزْقُهُ وَفِيهِ يَصْعَدُ عَمَلُهُ، فَإِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ فَأُغْلِقَ بَابُهُ مِنَ السَّمَاءِ الَّذِي كَانَ يَصْعَدُ فِيهِ عَمَلُهُ وَيَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ بَكَى عَلَيْهِ ، وَإِذَا فُقِدَ مُصَلَّاهُ مِنَ الْأَرْضِ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَيَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا بَكَتْ عَلَيْهِ، وَإِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ آثَارٌ صَالِحَةٌ، وَلَمْ يَكُنْ يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُمْ خَيْرٌفَلَمْ تَبْكِ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

سعید بن جبیر سے روایت ہے ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی اے ابوالعباس! ارشاد باری تعالیٰ ہے ''پھر نہ آسمان ان پر رویا نہ زمین اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔'' تو کیا آسمان وزمین بھی کسی پر روتے ہیں؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، مخلوقات میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں ایک دروازہ ہے جس سے رزق نازل ہوتا ہے اور عمل اوپر چڑھتا ہے، جب مومن فوت ہو جاتا ہے تو اس کا وہ دروزہ بند کر دیا جاتا ہے جس سے اس کا عمل اوپر جاتا اور رزق نازل ہوتا تھا، اور جب وہ اس کے عمل کو اوپر آتے ہوئے نہیں دیکھتا تو رونے لگتا ہے، اسی طرح جب وہ زمین اسے نہیں دیکھتی جس پر وہ نماز ادا کیا کرتا تھا اور اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا تو وہ زمین بھی اس پر روتی ہے، قوم فرعون کے نہ تو زمین میں نیک آثار تھے اور نہ ان کا کوئی نیک عمل ہی اوپر جاتا تھا اس لیے ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین۔ [۳]

[۱] الشعراء ۵۷ تا ۵۹

[۲] الاعراف ۱۳۷

[۳] تفسیر طبری ۲۲؍۳۴

اس طرح بنی اسرائیل کو فرعون سے جو ایک مجسم عذاب تھا سے نجات دی جو حد بندگی سے تجاوز کر جانے والوں میں بڑے اونچے درجے کا آدمی تھا، اور بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دینے کے لیے اس وقت کی دوسری قوموں پر ترجیح دی اور انہیں ایسی کھلی نشانیاں دکھائیں جن میں صریح آزمائش تھی۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۙ﴿٣٤﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَاْتُوْا

یہ لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ (آخری چیز) یہی ہمارا پہلی بار (دنیا سے) مرجانا اور ہم دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے، اگر تم

بِاٰبَآىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ، کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تمہاری قوم کے لوگ اور جو ان سے بھی پہلے تھے ہم نے

اَهْلَكْنٰهُمْ ؗ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا

ان سب کو ہلاک کر دیا، یقیناً وہ گناہ گار تھے، ہم نے زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر

لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ (الدخان ۴۴ ۳۴تا۳۹)

پیدا نہیں کیا بلکہ ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

کفار و مشرکین حیات بعد الموت کی تردید میں یہ مہمل دلیل لاتے ہیں کہ انہوں نے مرنے کے بعد کبھی کسی کو دوبارہ زندہ ہوتے نہیں دیکھا اس لئے پہلی دفعہ مرنے کے بعد ہم بھی مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں گے، حیات بعد الموت بعید از امکان اور اعمال کا حساب کتاب، جزاو سزا اور جنت و دوزخ صرف گھڑی ہوئی باتیں ہیں، حیات بعد الموت کا عقیدہ قیامت سے متعلق ہے دنیا کے متعلق نہیں ہے مگر مشرکین کٹ حجتی کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے کہ اگر واقعی ہی تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی ہو گی تو ہمارے آباؤ واجداد کو قبروں سے زندہ کر کے دکھا دو تا کہ ہمیں تمہارے دعویٰ کا یقین آجائے، اگر تم انہیں زندہ نہ کر سکے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ کفار و مشرکین معمولی سے پونجی، مختصر ذرائع و وسائل اور محدود سرداری پر اتنا اتراتے ہیں کہ اپنے رب کو بھول بیٹھے ہیں، کیا یہ لوگ قبیلہ حمیر کے بادشاہ تبع (جو قوم سبا کی ایک شاخ سے تھے اور ملک سبا پر ۱۱۵ تا ۳۰۰ء تک حکمران رہے، اور بعض کو بڑا عروج حاصل ہوا) سے یا ان سے پہلی طاقتور قوموں عاد و ثمود، سبا اور قوم فرعون وغیرہ سے زیادہ طاقت ور اور بہتر ہیں جن کی خوشحالی اور شوکت و حشمت کے افسانے ان کی زبانوں پر ہیں، انہوں نے بھی مادی فراغت و خوشحالی اور دنیاوی شان و شوکت کے نشے میں مخمور ہو کر اللہ کے رسول، اس کی کتاب اور حیات بعد الموت کا انکار کیا تھا، رسولوں اور ان کی پاکیزہ تعلیمات کا مذاق اڑایا تھا اور دعوت حق کو دبانے کے لئے بڑے جتن کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و حکمت سے ایک وقت تک انہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت عطا فرمائی، مگر اس مہلت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی، آخر ایک وقت مقررہ پر اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان پر اپنا عذاب نازل کیا تو کیا ان کی مادی خوشحالی، ذرائع و وسائل، طاقت و قوت اور دنیاوی شوکت و حشمت انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکی؟ ہر گز نہیں بلکہ اللہ نے

انہیں اس طرح تہس نہس کیا کہ وہ نشان عبرت ہو کر رہ گئے، چنانچہ ابھی وقت ہے ایمان لے آؤ کہیں ایسا نہ ہو جائے اسی جرم میں ہمارے جو عذاب اگلی قوموں میں آئے وہ تم پر بھی آ جائیں اور انہی کی طرح تم بھی بے نام ونشان ہو کر رہ جاؤ، یہ کائنات کسی کھلنڈرے کا کھیل نہیں کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو کھیل تماشے کے طور پر عبث اور بے فائدہ تخلیق کر دیا ہو، اور نہ ہی تمہیں بے کار وعبث پیدا کر کے چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ ایک خالق حکیم نے اسے حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے تخلیق فرمایا ہے، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیکار تو پیدا نہیں کیا۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف لوٹ کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے اور فیصلے کی گھڑی یقینا آنے والی ہے، پس اے نبی (ﷺ)، تم (ان لوگوں کی بے ہودگیوں پر) شریفانہ درگزر سے کام لو۔

اور صور پھونکنے کے بعد وہ تمہیں اعمال کی جوابدہی کے لئے تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا اور اپنے بندوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے فرمائے گا، مگر یہ لوگ کائنات کی تخلیق اور رسول مبعوث کرنے اور ان پر کتابیں نازل کرنے کا مقصد، روز آخرت اور اس کی سختیوں پر غور وتدبر نہیں کرتے۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ

یقیناً فیصلے کا دن ان سب کا طے شدہ وقت ہے، اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام بھی نہ آئے گا، اور نہ ان کی

يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ

امداد کی جائے گی، مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہو جائے، وہ زبردست اور رحم کرنے والا ہے، بیشک زقوم (تھوہر) کا درخت

الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ

گناہ گار کا کھانا ہے، جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے مثل تیز گرم پانی کے، اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے بیچ جہنم

الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ

تک پہنچاؤ، پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ، (اس سے کہا جائے گا) چکھتا جا، تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے

[1] ص ۲۷
[2] المومنون ۱۱۵
[3] الحجر ۸۵

الْكَرِيْمُ ﴿٤٩﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ (الدخان ۴۰ تا ۵۰)

اکرام والا تھا، یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔

گمراہوں کو تنبیہ:

حیات بعد از موت کوئی کھیل تماشا نہیں کہ کوئی اس کا انکار کرے اور فوراً کسی مردے کو زندہ کر کے دکھا دیا جائے، بلکہ اللہ رب العالمین نے اولین و آخرین کو اپنی عدالت میں جمع کرنے کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہوا ہے، وہ ایسا ہولناک دن ہو گا جب کوئی عزیز قریب اپنے کسی عزیز قریب کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کہیں سے انہیں کوئی مدد پہنچے گی، جیسے فرمایا

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ [1]

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــــْٔوِيْهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿١٤﴾ [2]

ترجمہ: اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دلا دے۔

اس دن کلی اختیارات اللہ مالک یوم الدین کے ہاتھ میں ہوں گے، وہ عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو بروے کار لا کر مقدمات کے فیصلے صادر فرمائے گا، اس دن کسی کی مدد یا حمایت کسی مجرم کو نہ چھڑا سکے گی نہ ہی کوئی سزا میں تخفیف کرا سکے گا اور نہ ہی کوئی طاقت اللہ کے فیصلوں کو نافذ ہونے سے روک سکے گی، ہاں یہ اللہ مالک یوم الدین کے اختیار تمیزی پر موقوف ہے کہ کسی پر رحم فرما کر اس کو سزا نہ دے یا اس میں تخفیف فرما دے، جنہوں نے کفر اور شرک کا ارتکاب کیا وہ بیشک جہنم میں تیل کی تلچھٹ جیسا زقوم (تھوہر) کا درخت کھائیں گے جس کا ذائقہ بدبو دار پیپ کی مانند ہو گا،

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ أَنَّ قَطْرَةً، مِنْ زَقُّومِ جَهَنَّمَ أُنْزِلَتْ إِلَى الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلَى النَّاسِ مَعَايِشَهُمْ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر گر جائے تو اہل زمین کی زندگی خراب ہو جائے۔ [3]

جو اپنی حرارت و تمازت، بدمزگی اور نقصان کے باعث پیٹ میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش کھائے گا، جیسے فرمایا:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ [4]

---

[1] المومنون ۱۰۱

[2] المعارج ۱۰ تا ۱۴

[3] تفسیر طبری ۲۱/۱۳۶

[4] الدخان ۴۳ تا ۴۶

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہ گار کا کھاجا ہوگا، تیل کی تلچھٹ جیسا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔

عدل وانصاف کی عدالتی کاروائی کے بعد اللہ تعالیٰ جہنم پر مقرر فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ اس مجرم کو پکڑلو،

عن المنهال بن عمرو قال: إذا قال الله تعالى: {خذوه فغلوه} ابْتَدَرَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا ملك

منہال بن عمرو سے منقول ہے جب اللہ تعالیٰ دوزخ کے فرشتوں سے یہ فرمائے گا اس کافر کو پکڑلو تو ستر ہزار فرشتے اسے جلدی سے اپنی گرفت میں لے لیں گے۔ (١)

اور ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑ کر، گلے میں طوق ڈال کر پشت کے بل رگیدتے اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچوں بیچ پھینک دو، اور اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کو ڈالو، جیسے فرمایا:

...يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ (٢)

ترجمہ: ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے۔

وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ الْمَلَكَ يَضْرِبُهُ بِمِقْمَعَةٍ مِنْ حَدِيدٍ، تَفْتَحُ دِمَاغَهُ

فرشتے ان کے سر پر لوہے کے ہتھوڑے ماریں گے جن سے ان کے دماغ پاش پاش ہو جائیں گے، یہ کھولتا ہوا پانی جہاں جہاں پہنچے گا ہڈی کو کھال سے جدا کر دے گا یہاں تک کہ اس کی آنتیں کاٹتا ہوا ٹخنوں میں سے نکل جائے گا۔ (٣)

أَعَاذَنَا اللَّهُ تَعَالَى مِنْ ذَلِكَ

اور اسے ذلت ورسوائی کے طور پر کہا جائے گا چکھو اب اپنی کرنی کا پھل، دنیا میں تو خود کو بڑا معزز اور صاحب اکرام آدمی سمجھتا تھا، اپنے اسی فخر وغرور میں تو نے دعوت حق کو قبول نہیں کیا تھا اور اہل ایمان کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتا تھا آج تجھ پر واضح ہو گیا کہ اللہ کے ہاں نہ عزت والے ہو نہ بزرگی والے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ، يَقُولُ: لَسْتُ بِعَزِيزٍ وَلا كَرِيمٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ ''چکھتا جا، تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ تو نہ عزت والا ہے اور نہ سردار۔ (٤)

یہی جہنم کا عذاب ہے جس سے رب تمہیں ڈراتا تھا مگر تم لوگ شک وشبہ میں ڈوب کر اسے جھٹلاتے رہے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٤﴾ أَفَسِحْرٌ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا

---

(١) التخويف من النار والتعريف بحال دار البوار ٢٢٢/١

(٢) الحج ١٩،٢٠

(٣) تفسیر ابن کثیر ٢٦٠/٧

(٤) تفسیر ابن ابی حاتم ٣٢٩٠/١٠

تُبْصِرُوْنَ ؑ ⑮ (١)

ترجمہ: جس دن انہیں دھکے مار مار کر نار جہنم کی طرف لے چلا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے، اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے؟۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۙ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۚۙ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ

بیشک (اللہ سے) ڈرنے والے امن چین کی جگہ میں ہونگے باغوں اور چشموں میں، باریک اور ریشم کے لباس پہنے ہوئے

اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۚۙ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ؕ﴿۵۴﴾

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یہ اسی طرح ہے، اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے،

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ

دل جمعی کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے، وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں ہاں پہلی موت

وَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۙ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ (الدخان ۵۱ تا ۵۷)

(جو وہ مر چکے)، انہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی سزا سے بچا دیا، یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے یہی ہے بڑی کامیابی۔

اہل کفر وفسق کے مقابلے میں اہل ایمان جو اپنے خالق ومالک پر ایمان لائے تھے، اور انہوں نے اپنا دامن کفر وفسق اور معاصی سے بچائے رکھا تھا اور دنیا میں ڈرتے ہوئے خوف ورجاء کے عالم میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزاری ہوگی اللہ کے فضل وکرم اور رحمت سے جنتوں میں قیام پذیر ہوں گے جہاں انہیں کوئی غم، کوئی پریشانی، کوئی خطرہ اور اندیشہ، کوئی مشقت اور تکلیف لاحق نہ ہوگی،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا اے جنت کے لوگو! تمہارے لئے یہ ٹھہر چکا ہے کہ تم تندرست رہو کبھی بیمار نہیں پڑو گے، اور تمہارے لئے یہ ٹھہر چکا ہے کہ اب زندگی رہو گے اور کبھی تم پر موت نہیں آئے گی، اور سدا جوان رہو گے کبھی تم پر بڑھاپا طاری نہیں ہوگا اور اب تم ہمیشہ عیش وآرام میں رہو گے تمہیں کوئی رنج نہیں ہوگا۔ (٢)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اتَّقَى اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، يَنْعَمُ فِيهَا، لَا يَبْؤُسُ، وَيَحْيَا فَلَا

---

(١) الطور ۱۳ تا ۱۵

(٢) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي دَوَامِ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۷۱۵۷، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۶، المعجم الصغیر للطبرانی ۲۱۳

يَمُوتُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا اس میں ہمیشہ خوش و خرم رہے گا اور کبھی پریشان حال نہ ہوگا زندہ رہے گا اور کبھی فوت نہیں ہوگا، نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے، اور نہ اس کا شباب کبھی ختم ہوگا۔ [1]

جنتی بڑی شان سے جنت کے سدابہار، دل فریب باغوں میں درختوں کے گھنے سائے کے نیچے جو انواع واقسام کے پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے، جن کے نیچے طرح طرح کی نہریں اور چشمے بہہ رہے ہوں گے، سبز باریک و دبیز چمکیلے ریشمی کپڑے پہنے تختوں پر بڑے طمطراق سے تکیے لگائے مکمل راحت، اطمینان کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ان کی خدمت کے لئے خوبصورت موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نوجوان خدمت گار کمر بستہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کا نکاح حسین وجمیل گوری گوری اور بڑی بڑی خوبصورت، رسیلی آنکھوں والی دو حوروں سے کر دے گا، البتہ شہید کو بہتر حوریں ملیں گی،

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الفَزَعِ الأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الوَقَارِ، اليَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الحُورِ العِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ.

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ انعامات ہیں خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے، وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ اور قیامت کے دن کی بھیانک وحشت سے مامون کر دیا جاتا ہے اور اس کے سر پر ایسے یاقوت سے جڑا ہوا وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے اور اس کا نکاح بہتر (۷۲) بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیا جائے گا اور ستّر رشتہ داروں کے معاملہ میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ [2]

موتیوں جیسی حسین اور بڑی بڑی آنکھوں والی ہم سن حوریں جن کے پاک جسم کو ان سے پہلے کسی نے نہ چھوا ہوگا، جیسے فرمایا

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ [3]

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا۔

جو حسن و جمال کے اعتبار سے چندے آفتاب و ماہتاب ہونگی، جیسے فرمایا

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ [4]

ترجمہ: ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی۔

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی ۸۰۴۵

[2] جامع ترمذی ابواب فضائل الجهادبَابٌ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ ۱۶۶۳

[3] الرحمٰن ۵۶

[4] الرحمٰن ۵۸

جنتی ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے اور ان کی عقل مبہوت رہ جائے گی، جنتی جب کبھی بھی اپنے خادموں سے انواع واقسام کے پھل اور میوے طلب کریں گے وہ ان کے سامنے بغیر کسی مشقت اور تکلیف کے حاضر کردیں گے، وہ ان پھلوں کے ختم ہونے اور ان کے کسی ضرر کے خوف سے مامون، ہر قسم کے تکدر سے پاک اور جنت سے نکالے جانے اور موت سے محفوظ ہوں گے، اس طرح ہر وقت راحت ولذت میں مشغول رہیں گے، دنیا میں انہیں جو موت آئی تھی اس موت کے بعد انہیں موت کا مزہ نہیں چکھنا پڑے گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ [1] ، وَهَؤُلاَءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ [2]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی، ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے، پھر فرشتہ آواز دے گا کہ اے اہل النار! تمام جہنمی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا فرشتہ کہے گا اے اہل جنت! اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنمیو! تمہارے لئے جہنم کا عذاب دائمی ہے تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اے نبی! اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں انہیں اس دن سے ڈرا دو جب کہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔" [3]

اور اللہ اپنے فضل سے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا دے گا اور محفوظ رکھے گا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ أَحَدًا عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ، وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] مریم: ۳۹

[2] مریم: ۳۹

[3] صحیح بخاری تفسیرسورۂ مریم بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ ۴۷۳۰، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ ۷۱۸۱، شرح السنة للبغوی ۴۳۶۶

فرمایا نہ مجھ کو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے رحمت سے ڈھانپ لے، اور جان لو کہ اللہ کا سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ [1]

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝٥٨ فَارْتَقِبْ

ہم نے اس (قرآن) کو تیری زبان میں آسان کردیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اب تو

إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ۝٥٩ (الدخان ۵۸،۵۹)

منتظر رہ یہ بھی منتظر ہیں۔

اے نبی ﷺ! ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں جو علی الاطلاق فصیح ترین اور جلیل ترین زبان ہے، جس کے الفاظ و معانی نہایت آسان ہیں سہل بنایا ہے تاکہ یہ اپنے نفع وضرر پر غور وفکر کریں، اگر اب بھی یہ لوگ دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ جس بھلائی اور نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اس کا انتظار کریں، اور وہ بھی اس عذاب کے منتظر ہیں جو ان پر نازل ہونے والا ہے۔

مضامین سورۃ الجاثیہ:

سورۃ کا آغاز توحید کے دلائل سے ہے۔

○ انسان کی اپنی جان سے لے کر آفاق میں پھیلی ہوئی تمام اشیاء کا وجود اللہ کی عظمت وجلال اور قدرت ووحدانیت کی زندہ گواہ ہیں، زمینی نباتات، حیوانات، شب و روز کا لگابندھا نظام، پانی کے ایک حقیر قطرے سے انسان کی پیدائش اور اس کی زندگی میں پیش آنے والے مختلف مراحل پر اگر بغض وعناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر غور و تدبر کیا جائے تو عقل سلیم اس بات کا قطعی فیصلہ دے گی کہ اس کائنات کا خالق اللہ ہی ہے، جس کی خالقیت، مالکیت، الوہیت، وحدانیت اور رزاقیت میں کوئی شریک نہیں۔

○ اس ضمن میں سلیم الفطرت انسان کو غور و تدبر کے لیے فرمایا کہ اس کائنات کی جس قدر چیزیں تمہاری شب و روز خدمت میں مصروف ہیں وہ ازخود تو وجود میں نہیں آگئیں اور نہ ہی تمہاری دیویوں یا دیوتاؤں نے انہیں تخلیق کیا ہے بلکہ وہ تو خود تمہارے ہاتھوں سے تراشے ہوئے ہیں، اور نہ ہی یہ بے مثال مربوط نظام خود بخود قائم ہو گیا ہے، اس بارے میں کوئی بھی انسان اگر سوچ وبچار سے کام لے تو اس کی عقل یہ فیصلہ دے گی کہ یہ اللہ ارحم الراحمین کا انعام ہے اور انسان کو اسی کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

○ مشرکین دانش ہدایت اور رحمت کے سرچشمہ کلام الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے اور اس جلیل القدر کلام کو قصے کہانیوں اور کہاوتوں کی کتاب گردانتے تھے، انہیں ملامت کی گئی کہ تم اپنی جہالت وحماقت کے سبب اللہ کے پاکیزہ کلام کا مذاق اڑاتے ہو، مگر بعد الموت اس کا انجام تمہاری تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہیں ہے، ہاں! اگر تم لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہو تو کلام الٰہی کی تعلیمات کو اپنا کر تقویٰ کی روش اختیار کرو، اہل مکہ کہتے تھے کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے، اس شک کے ازالہ کے لیے فرمایا تمہارا یہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۴، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۱۲۲/۷، مسند احمد ۲۴۹۴۱

خیال اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر ہے کہ تم نے کوئی شخص آج تک مرنے کے بعد زندہ ہوتے نہیں دیکھا تو کیا جو چیز تمہارے مشاہدے میں نہ ہو تو کیا سوچے سمجھے بغیر اس کے وجود کا انکار کر دو گے؟

○ آخرت کے بارے میں فرمایا کہ عقل وانصاف کا تقاضا ہے کہ ہر ظالم کو اس کے ظلم وستم اور ہر فرمانبردار کو اس کی اطاعت کا صلہ ملنا چاہیے، اگر تم آخرت کی زندگی کا انکار کرتے ہو تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ظالم ومظلوم، نیکوکار وبدکار، اندھا وبینا، سننے والا اور بہرہ، روشنی وتاریکی اور رات ودن سبھی کو یکساں قرار دیا جائے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت کو کسی صورت گوارا نہیں، اس روز میدان محشر میں اللہ کی بارگاہ میں تو ہر شخص خوف کے مارے گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہوگا اور اللہ رب العزت ہر انسان کے اعمال کے مطابق ہی اس کا معاملہ فرمائے گا، ان دلائل کے بعد فرمایا کہ اپنے وجود پر غور کرو اور بتاؤ کہ تمہارا یہ متناسب وجود اپنے آپ کیسے بن گیا؟ دوسری مخلوقات کے مقابلے میں تمہیں یہ عقل وشعور کس نے عطا کیا؟ یہ بہترین قابلیتیں وصلاحتیں کیسے پیدا ہوگئیں؟ تمہیں اچھائی اور برائی کی تمیز کس نے بخشی؟ یقیناً یہ کائنات اور تمہارا وجود خود بخود وجود میں نہیں آ گیا بلکہ تمہارے وجود کو تخلیق کرنے والا کوئی اور ہے، اور وہ صانع اللہ وحدہ لاشریک ہے جو تم کو عدم سے وجود میں لایا، پھر ایک وقت مقررہ پر موت دیتا ہے اور پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اعمال کا حساب لے گا اور اسی کے مطابق جزا دے گا آج تمہارا آخرت کی ابدی زندگی سے انکار اور مذاق تمہارے انجام کی تباہی کے لیے کافی ہے۔

○ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کو کہا گیا کہ دشمنان حق کی ساری زیادتیاں اور ظلم وستم دراصل اللہ تعالیٰ کی شدید پکڑ سے بے خوف ہونے کی وجہ سے ہیں، اگر تم ان مصائب اور ظلم وستم پر صبر کرو گے تو تمہارا خالق تمہیں یقیناً اس کا بے بہا اجر وثواب عنایت فرمائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ

حم، یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے، آسمانوں اور زمین میں ایمان داروں کے لیے یقیناً بہت

لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ﴿۳﴾ وَ فِیۡ خَلۡقِکُمۡ وَ مَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ

سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے، یقین رکھنے والی قوم کے لیے

یُّوۡقِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡیَا بِہِ

بہت سی نشانیاں ہیں، اور رات دن کے بدلنے میں اور جو کچھ روزی اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرما کر زمین کو اسکی موت کے بعد

الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۵﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا

زندہ کر دیتا ہے (اس میں)، اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں ہیں، یہ ہیں اللہ کی

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الجاثیۃ ا تا ٦)

آیتیں جنہیں ہم آپ کو راستی سے سنا رہے ہیں، پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔

حم، یہ کتاب قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کردہ نہیں بلکہ اس کو اللہ غفور ورحیم نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے جو زبردست اور حکیم ہے، اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے والوں کے لئے آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں جو شہادت دے رہی ہیں کہ اس عظیم الشان کائنات کا خالق، حاکم اور متصرف صرف ایک اللہ ہی ہے، اور تمہاری اپنی پیدائش اور اپنے وجود کی ساخت میں اور زمین میں پھیلے ہوئے انواع واقسام کے حیوانات کی پیدائش میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں، اور شب وروز کے باقاعدگی سے آنے جانے اور دنوں کے چھوٹے بڑے ہونے میں اور اس بارش میں جسے اللہ آسمان سے جہاں چاہتا ہے ایک خاص مقدار میں برساتا ہے، پھر اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے، اور مختلف ہواؤں کی گردش میں جس سے موسموں کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، ان کے علاوہ زمین میں بکھری ہوئی بے شمار چیزیں بانگ دہل کہہ رہی ہیں کہ کائنات میں آسمان، زمین، سورج، زمین، ہوا، پانی، نباتات اور حیوانات وغیرہ کے بہت سے الٰہ نہیں اور نہ ہی کائنات کا یہ لگا بندھا نظام خود بخود وجود میں آ گیا ہے اور چل رہا ہے بلکہ ان تمام کاموں کے پیچھے اللہ وحدہ لاشریک ہی کی حکمت ومشیت کارفرما ہے جو اس تمام نظام کو چلا رہی ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۶۴ [1]

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلنے میں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

یہ اللہ کی وحدانیت وربوبیت کے دلائل ہیں جنہیں ہم تمہارے سامنے ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں، اب آخر اللہ کے توحید کے معقول دلائل وبراہین کے بعد بھی یہ ایمان نہیں لاتے تو اور کون سی نشانیاں ہیں جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ۙ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

ویل ''اور افسوس ہے ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر، جو آیتیں اللہ کے اپنے سامنے پڑھی جاتی ہوئی سنے، پھر بھی غرور کرتا ہوا

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا

اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجئے، وہ جب ہماری آیتوں میں سے

[1] البقرۃ ۱۶۴

شَيْـًٔا اِتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؕ ۝۹ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ

کسی آیت کی خبر پالیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوائی کی مار ہے، ان کے پیچھے دوزخ ہے،

وَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جو کچھ انہوں نے حاصل کیا تھا وہ انہیں کچھ بھی نفع نہ دے گا اور نہ وہ (کچھ کام آئیں گے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا

اَوْلِيَآءَ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ؕ ۝۱۰ (الجاثیۃ ۷ تا ۱۰)

کارساز بنا رکھا تھا، ان کے لیے تو بہت بڑا عذاب ہے۔

تباہی و بربادی ہے جھوٹے، بدعمل اور غرور و تکبر میں مبتلا دنیادار لوگوں کے لئے جن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام پڑھا جاتا ہے تا کہ وہ اس پر ایمان لائیں اور اپنی زندگیوں کو اس کی ہدایت کی مطابق ڈھالیں اور عذاب جہنم سے بچ کر انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں کے مستحق قرار پائیں، وہ اس دعوت کو سنتے ہیں، ان کے دل اس کی سچائی کو تسلیم کرتے ہیں مگر محض اپنے تعصّبات اور فخر و غرور میں کفر پر اس طرح ڈٹے رہتے ہیں گویا انہیں دعوت حق دی ہی نہیں گئی، اور اپنے کفر و معصیت پر اصرار و استکبار کی وجہ سے اس قرآن کی تعلیمات میں سیدھے معنی لینے کے بجائے ٹیڑھ تلاش کرتے ہیں تا کہ اسے استہزا اور مذاق کا موضوع بنائیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ العَدُوِّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو دشمنوں کے علاقے میں لے جانے سے منع فرمایا تھا۔[1]

أُرَاهُ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ کہیں یہ دشمن (کافر) کے ہاتھ نہ لگ جائے (اور وہ اس کی اہانت و بے قدری کریں)۔

یہ لوگ آخرت سے بے فکر ہو کر کفرانہ روش پر سرپٹ گامزن ہیں اور انہیں ذرا بھی احساس نہیں کہ جہنم ان کی گھات میں لگی ہوئی ہے جس میں ذلت کا عذاب ان کا منتظر ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝۲۱ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝۲۳ [2]

ترجمہ: درحقیقت جہنم ایک گھات ہے سرکشوں کا ٹھکانا جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

آج یہ لوگ اپنے مال و دولت، مرتبہ و حیثیت، عزت و وقار، اولاد اور اپنے مضبوط جتھے پر فخر و غرور میں مبتلا ہیں مگر روز محشر دنیا میں کمائی ہوئی دولت، مرتبہ و حیثیت اور عزت و وقار کچھ کام نہیں آئے گی، جن اولاد اور جتھے پر وہ فخر کرتے ہیں انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، اور نہ

[1] صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ العَدُوِّ ۲۹۹۰، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْمُصْحَفِ إِلَى أَرْضِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وُقُوعُهُ بِأَيْدِيهِمْ ۴۸۳۹، سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي الْمُصْحَفِ يُسَافَرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ ۲۶۱۰، مسند احمد ۵۱۷۰، مسندالبزار ۵۵۸۹، السنن الكبرى للبيهقى ۱۸۲۳۹

[2] النبا ۲۱ تا ۲۳

ہی ان کی دیویاں و دیوتا، زندہ یا مردہ بزرگ، سردار، لیڈر اور امراء و حکام جن کو دنیا میں ان لوگوں نے اپنا دوست، مددگار اور معبود بنا رکھا ہے، جن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضبناک ہونے کی پرواہ نہیں کرتے وہ اس روز انہیں نظر ہی نہیں آئیں گے، نہ انہیں جہنم کے ہولناک عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ ہی اس میں تخفیف کرا سکیں گے۔

هٰذَا هُدًى ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾

یہ (سرتاپا) ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لیے بہت سخت دردناک عذاب ہے،

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو تابع بنا دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو

وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ

اور تاکہ تم شکر بجالاؤ، اور آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے، جو غور کریں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ (الجاثیۃ ۱۱ تا ۱۳)

یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کے ابن آدم پر احسانات:

یہ قرآن لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے، جیسے فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے، ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: ط۔س۔ یہ آیات ہیں قرآن اور کتاب مبین کی، ہدایت اور بشارت ان ایمان لانے والوں کے لیے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ [3]

ترجمہ: یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں ہدایت اور رحمت نیکو کار لوگوں کے لیے۔

جو انہیں کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] البقرۃ ۲

[2] النمل ۱،۲

[3] لقمان ۲،۳

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تا کہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔۔ ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تا کہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

اور جن لوگوں نے دعوت توحید پر ایمان لانے سے انکار کیا ہے ان کے لئے بڑا دردناک عذاب تیار ہے، وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم اور مشیت سے کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز اس میں چلیں اور تم تجارت، ماہی گیری، جہاز رانی اور دوسرے ذرائع سے رزق حلال حاصل کرنے کی کوشش کرو، اور تسخیر بحر کی وجہ سے جو نعمتوں تمہیں حاصل ہیں اس پر اپنے رب کا شکر ادا کرو، سورج، چاند، سیارے، ستارے وغیرہ جن کی تم سیوا کر رہے ہو وہ تو اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ نے ہی اپنے فضل خاص سے کائنات کی ساری ہی چیزوں کو تمہاری خدمت پر مامور کر دیا ہے، جیسے فرمایا

وَ مَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْہِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ (۳)

ترجمہ: اور نعمتوں میں سے جو کچھ تمہارے پاس ہے سو اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔

سمندر اور کائنات کی دوسری مسخر چیزیں واضح اشاری کر رہی ہیں کہ کائنات کی تمام اشیا کے خالق و مالک اور مدبر و منتظم بہت سے الٰہ نہیں بلکہ ایک اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جس نے ان چیزوں کو ایک قانون کا پابند بنا دیا ہے، مگر ان نشانیوں سے رہنمائی وہی حاصل کرتے ہیں جو کائنات کی تخلیق اور اس کی تسخیر پر غور و تدبر کرتے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا کَانُوْا

آپ ایمان والوں سے کہہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے، تا کہ اللہ تعالیٰ ایک

یَکْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا ۫

قوم کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ دے، جو نیکی کرے گا وہ اپنے ذاتی بھلے کے لیے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے،

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ (الجاثیۃ ۱۵،۱۴)

پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

---

(۱) الحدید ۹

(۲) الطلاق ۱۱

(۳) النحل ۵۳

مکہ مکرمہ میں کفار کے ظلم وستم پر مسلمانوں کے لئے جہاد کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے اہل ایمان کو تسلی دینے کے لئے فرمایا اے نبی ﷺ !مومن بندوں سے کہہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے امیدوار ہیں نہ گنہگاروں کے بارے میں سنت الٰہی سے خائف ہیں۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: انہوں نے فیصلہ چاہا تھا (تو یوں ان کا فیصلہ ہوا) اور ہر جبار دشمن حق نے منہ کی کھائی۔

انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود عفو ودرگزر سے کام لیں اور ان مشرکین کی ایذارسانی پر صبروتحمل کریں، اللہ تعالیٰ روز قیامت مظلوموں کے غیر متزلزل ایمان ویقین، ظالم گروہ کی زیادتیوں سے درگزر اور صبروتحمل کے صلے کے طور پر انہیں بہترین جزا سے بہرہ مند کرے گا، اور ان لوگوں کو جو دعوت کا مذاق اڑاتے ہیں، اہل ایمان کو مشرکانہ ملت پر پھیرنے کے لیے ان پر ظلم وستم کرتے ہیں، دعوت حق کا راستہ روکنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا، جو کوئی عمل صالحہ اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو کوئی برا عمل کرے گا تو وہی اس کا خمیازہ بھگتے گا، جیسے فرمایا

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ (۲)

ترجمہ: دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں، اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا، اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

پھر تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت دی تھی، اور ہم نے انہیں پاکیزہ اور نفیس روزیاں دی تھیں اور انہیں دنیا

وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ

والوں پر فضیلت دی تھی، اور ہم نے انہیں دین کی صاف صاف دلیلیں دیں، پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے

بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بعد آپس کی ضد بحث سے ہی اختلاف برپا کر ڈالا، یہ جن جن چیزوں میں اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ قیامت والے دن

(۱) ابراہیم ۱۵

(۲) الانعام ۱۰۴

(۳) حم السجدۃ ۴۶

فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿١٧﴾ (الجاثیۃ ۱۶، ۱۷)

ان کے درمیان (خود) تیرا رب کرے گا۔

اے نبی ﷺ! اللہ نے بنی اسرائیل میں پے در پے رسول مبعوث کیے، ان کی رشد و ہدایت کے لئے تورات و انجیل جیسی کتابیں نازل کیں، ان کتابوں کا علم وفہم، لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی قوت اور نبوت عطا کی تھی، ان کو ہم نے عمدہ سامان زیست سے نوازا، ان کے زمانے کے اعتبار سے تمام قوموں پر انہیں فضیلت عطا کی تا کہ وہ شیطان کے پنجوں میں گرفتار، ظلمتوں میں ڈوبے لوگوں کو دعوت دین دیں اور دین کے معاملہ میں انہیں واضح ہدایات دے دیں، مگر انہوں نے علم پانے کے باوجود اپنے بغض وعناد کا مظاہرہ کرتے اور جاہ ومنصب کے حصول کے لیے دین میں ایسے اختلاف برپا کیے اور آپس میں ایسی گروہ بندیاں کر ڈالیں جس سے وہ اس قابل نہ رہے کہ دنیا کو اللہ کے راستے پر بلا سکیں، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخۡتَلَفُوۡا‌ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ فِيۡمَا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿١٩﴾ (۱)

ترجمہ: ابتداءً سارے انسان ایک ہی امت تھے، بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنا لیے اور اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر لی گئی ہوتی تو جس چیز میں وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ کر دیا جاتا۔

وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ... ﴿١٤﴾ (۲)

ترجمہ: لوگوں میں جو تفرقہ رونما ہوا وہ اس کے بعد ہوا کہ ان کے پاس علم آ چکا تھا، اور اس بنا پر ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک وقت مقرر تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے گا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا۔

اللہ مالک یوم الدین قیامت کے روز ان معاملات کا فیصلہ فرما دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں، پھر نیکو کاروں کو بہترین جزا اور بدکاروں کو دردناک عذاب دے گا۔

ثُمَّ جَعَلۡنٰكَ عَلٰى شَرِيۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ

پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اس پر لگیں رہیں اور نادانوں کی خواہش کی پیروی میں نہ پڑیں

الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمۡ لَنۡ يُّغۡنُوۡا عَنۡكَ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا‌ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ

(یاد رکھیں) کہ یہ لوگ ہرگز اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آ سکتے (سمجھ لیں کہ) ظالم لوگ آپس میں ایک

بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ ۚ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿١٩﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ

دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیز گاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے، یہ (قرآن) ان لوگوں کے لیے بصیرت کی باتیں

(۱) یونس ۱۹

(۲) الشوریٰ ۱۴

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۲۰ (الجاثیۃ۱۸تا۲۰)

اور ہدایت ورحمت ہے اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔

اے نبی ﷺ! ہم نے تم کو دین کے ایک واضح راستے پر قائم کر دیا ہے لہذا وہی کام یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا جو بنی اسرائیل چھوڑ چکی ہے اور ادا کرنے کے اہل بھی نہیں رہے ہیں اب آپ کے سپر کیا گیا ہے لہذا آپ وحی الٰہی کے مطابق لوگوں کو راہ راست کی دعوت دیں اور ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کریں جن کی خواہشات علم کے تابع ہیں نہ علم کی پیروی کرتے ہیں، جیسے فرمایا:

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۶ [1]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ! اس وحی کی پیروی کیے جاو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے کیونکہ اس ایک رب کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے اور ان مشرکین کے پیچھے نہ پڑو۔

اگر آپ ان کو راضی کرنے کے لیے اللہ کے دین میں کسی قسم کا ردوبدل کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے، ظالم لوگ چاہے وہ یہود، عیسائی، مجوسی، ہندو اور دہریئے وغیرہ ہوں یا ان کا کوئی بھی نام ہو ایک ملت واحدہ ہیں، یہ لوگ اہل ایمان کو زک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے مگر اللہ رب العالمین پرہیز گاروں لوگوں کا رفیق وکارساز ہے، یہ قرآن کریم اور ذکر حکیم ان دلائل کا مجموعہ ہے جو احکام دین سے متعلق ہیں اور جن سے انسانی ضروریات وحاجات وابستہ ہیں دنیا کے تمام انسانوں کے لئے وہ روشنی پیش کرتا ہے جس سے حق وباطل اور حلال وحرام کا فرق نمایاں ہوجاتا ہے اور دنیا وآخرت میں رحمت الٰہی کا موجب ہے، چنانچہ اب دانائی اور ہدایت عطا کر کے تمہیں آزمایا جا رہا ہے کہ تم کس کا اتباع کرتے ہو کیونکہ تمہیں ان نعمتوں کی بابت حساب بھی دینا ہوگا کہ ان کا استعمال کیسے کیا گیا تھا، مگر قرآن سے ہدایت وہی لوگ پاتے ہیں جو اس کی صداقت پر ایمان لائیں اور انہی کے حق میں یہ شفا اور رحمت ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۲۱ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ

کا مرنا جینا یکساں ہوجائے، برا ہے وہ فیصلہ وہ جو کر رہے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا

لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۲ (الجاثیۃ۲۱،۲۲)

ہے اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کام کا پورا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔

دعوت توحید کے بعد آخرت کے بارے میں فرمایا کیا جن لوگوں نے دعوت حق کی تکذیب کی ہے، اپنے باطل معبودوں کی عقیدت میں اس پاکیزہ دعوت کا راستہ روکنے کے ہر ممکن جتن کیے ہیں، اہل ایمان کو راہ راست سے ہٹانے کے لیے ان پر ناجائز ظلم وستم ڈھائے ہیں، ان کے

---

[1] الانعام۱۰۶

علاوہ بڑی بڑی اخلاقی برائیوں کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ احکم الحاکمین انہیں اور ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو موت وزیست میں برابر کر دے گا؟ جیسے فرمایا

لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ (1)

ترجمہ: دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

کیا وہ کافروں اور فاسقوں کا اور متقین کا انجام یکساں کر دے گا؟ جیسے فرمایا

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝۱۸ (2)

ترجمہ: بھلا کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

ہر گز نہیں، کیا رات اور دن، اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا:

...اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ... ۝۱۶ (3)

ترجمہ: کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟۔

کیا دھوپ اور سایہ برابر ہیں، جیسے فرمایا:

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝۲۱ (4)

ترجمہ: نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے۔

اندھا اور بینا کبھی مساوی نہیں ہو سکتے، جیسے فرمایا

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ (5)

ترجمہ: پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝۱۹ (6)

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے۔

کیا اہل علم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا:

...قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ (7)

(1) الحشر ۲۰
(2) السجدۃ ۱۸
(3) الرعد ۱۶
(4) فاطر ۲۱
(5) الانعام ۵۰
(6) فاطر ۱۹
(7) الزمر ۹

ترجمہ: ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔
یہ لوگ اللہ کے عدل کے بارے میں بہت برے فیصلے کر رہے ہیں، اللہ نے تو آسمانوں اور زمین کو کھیل تماشے کے طور پر نہیں بلکہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام کے تحت تخلیق کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ نیکو کاروں کو ان کی نیکیوں کی جزا دی جائے اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دی جائے اور اللہ نیکو کاروں کو بڑھا چڑھا کر جزا عطا فرمائے گا مگر گناہ گاروں کو ان کے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیا جائے گا۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا

وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ

ہے، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۳ (الجاثیہ۲۳)

ہدایت دے سکتا ہے۔

اے نبی کریم ﷺ! کیا آپ نے اس گمراہ شخص کو دیکھا جس نے آخرت کے دردناک عذاب سے بے پرواہ ہو کر اللہ اور رسول کے احکام کے مقابلے میں اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے، جو شب و روز اپنی اغراض و خواہشات ہر جائز و ناجائز طریقے سے پوری کرنے کی ادھیڑ بن ہی میں لگا رہتا ہے، جس چیز کی نفس نے خواہش کی اس کا ارتکاب کر گزرتا ہے، جو نہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حرام کرتا ہے اور نہ اس کے حلال کیے ہوئے کو حلال، کیونکہ وہ شخص جاننے کے باوجود کہ بالآخر ایک روز مرنا ہے اور اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے خواہش نفس کا بندہ بن گیا اور اپنی گمراہی میں روز بروز زیادہ ہی بھٹکتا چلا گیا، اس لئے اللہ نے اسے ہدایت کے لائق نہ سمجھتے ہوئے گمراہی میں پھینک دیا اور ان کے کان اور دل پر مہر لگادی اور آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا جس سے اس کے کان وعظ و نصیحت سننے، اس کا دل رشد و ہدایت کے سمجھنے اور ان کی آنکھیں حق کی کوئی دلیل دیکھنے سے محروم ہو گئیں، جب اس نے خود پر ظلم کیا اور ایسے اعمال اختیار کیے جو اللہ کی رحمت کے مانع تھے تو اللہ نے اس پر ہدایت کے دروازے بند کر کے گمراہی کے دروازے کھول دیئے، چنانچہ کوئی شخص اب اس کو ہدایت سے بہرہ مند نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۸۶ [1]

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے، اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔
کیا تم اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں پر غور و تدبر اور تباہ شدہ اقوام کے حالات و واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے تا کہ حقیقت حال تم پر آشکارا ہو جائے۔

[1] الاعراف۱۸۶

وَ قَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ

کیااب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے،انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے،ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور

وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۲۴ (الجاثیۃ ۲۴)

ہمیں صرف زمانہ ہی مارڈالتا ہے (دراصل) انہیں اس کا علم ہی نہیں،یہ تو صرف (قیاس اور) اٹکل سے ہی کام لے رہے ہیں۔

کفار کے لئے یہ دنیا ہی سب کچھ ہے:

پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح اہل عرب بھی بغیر کسی دلیل وبرہان کے آخرت کے منکر تھے،بس ان کا ظن وگمان تھا کہ یہ دنیا کی زندگی ہی پہلی اور آخری زندگی ہے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں جس میں جزا یا سزا کا سلسلہ ہو،موت وحیات کا سلسلہ محض گردش لیل ونہار کا نتیجہ ہے،یہ نظریہ عقلی طور پر قابل قبول نہیں،

وَيَقُولُهُ الْفَلَاسِفَةُ الدَّهْرِيَّةُ الدَّوْرِيَّةُ الْمُنْكِرُونَ لِلصَّانِعِ الْمُعْتَقِدُونَ أَنَّ فِي كُلِّ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْفَ سَنَةٍ يَعُودُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ. وَزَعَمُوا أَنَّ هَذَا قَدْ تَكَرَّرَ مَرَّاتٍ لَا تَتَنَاهَى، فَكَابَرُوا الْمَعْقُولَ وَكَذَّبُوا الْمَنْقُولَ، وَلِهَذَا قَالُوا {وَمَا يُهْلِكُنَا إِلا الدَّهْرُ}

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں جیسے فلاسفہ اور علم کلام کے قائل بھی یہی کہتے تھے،یہ لوگ ابتدا اور انتہا کے قائل نہ تھے،اور فلاسفہ میں سے جو لوگ دہریہ اور دوریہ کہلاتا تھے وہ اس کائنات کے خالق کے ہی منکر ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چھتیس ہزار سال کے بعد زمانے کا ایک دور ختم ہوتا ہے اور ہر چیز دوبارہ اپنی پہلی شکل وصورت پر لوٹ آتی ہے اور ان کا یہ گمان ہے کہ ایسا بے شمار مرتبہ ہو چکا ہے،ان لوگوں نے معقول کی بھی مخالفت کی ہے اور منقول کی بھی تکذیب کی ہے اس لیے وہ کہتے تھے گردش زمانہ ہی ہلاک کرنے والی ہے نہ کہ اللہ۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے،زمانے کو برا بھلا کہتا ہے یعنی اس کی طرف افعال کی نسبت کر کے اسے برا کہتا ہے،حالانکہ (زمانہ بجائے خود کوئی چیز نہیں) میں خود زمانہ ہوں،میرے ہاتھ ہی میں تمام اختیارات ہیں،رات دن بھی میں ہی پھیرتا ہوں۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَلاَ تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ

---

[1] تفسیرابن کثیر ۲۶۹/۷

[2] صحیح بخاری تفسیرسورۂ الجاثیہ بَابُ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۴۸۲۶ ،صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ ۵۸۶۳،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسُبُّ الدَّهْرَ ۵۲۷۴، مسنداحمد۷۲۴۵، المعجم الاوسط ۸۸۵۶، مستدرک حاکم ۱۴۵۲۶،السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۲۲،السنن الکبری للبیہقی ۶۴۹۳،شرح السنة للبغوی ۸۸۸۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ نہ کہو کہ ہائے زمانہ کی نامرادی کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔[1] اس لئے اس زندگی میں جو مزے اڑا سکتے ہو اڑا لو، یہی دنیا زندگی کی معراج ہے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں جس میں کسی طرح کا حساب کتاب ہو آخرت، حیات بعد الموت، جنت و دوزخ دقیانوسی باتیں تھیں یعنی بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح اور روشن آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے پاس اس قول کے سوا کوئی دلیل نہیں

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ

ہوتی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لاؤ، آپ کہہ دیجئے! اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے پھر تمہیں

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے، اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی

وَ الْاَرْضِ ؕ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ (الجاثیۃ ٢٥ تا ٢٧)

ہے اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن اہل باطل بڑے نقصان میں پڑیں گے۔

زندگی اور موت کی حقیقت:

جب ان لوگوں کو قیامت قائم ہونے اور حیات بعد الموت کے مضبوط عقلی دلائل دیے جاتے ہیں تو لاجواب ہو کر جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ اچھا اگر موت کے بعد دوبارہ زندگی ہے تو ہمارے آباو اجداد کو زندہ کر کے دکھاو وہم اس بات پر ایمان لے آئیں گے، اللہ رب العزت نے فرمایا تم لوگ اپنا پیدا کیا جانا اور مر جانا تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ تم کچھ بھی نہ تھے، جیسے فرمایا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿١﴾ [2]

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

پھر اس نے اپنی قدرت وحکمت سے تمہیں وجود بخشا، پھر وہ تمہیں ایک وقت مقررہ پر موت سے ہمکنار کر دیتا ہے تو اللہ جو خالق الارض وسماوات ہے ابتداً مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے کیا وہ دوبارہ تمہیں پیدا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا، حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے سے

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابٌ لاَ تَسُبُّوا الدَّهْرَ ٦١٨٢، صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ ٥٨٦٦، مسند احمد ٧٩١٣، مسند البزار ٨٨٩٣، المعجم الاوسط ٥٥٥٢، السنن الکبری للبیہقی ٦٤٩١، مسند ابی یعلی ٦٠٦٦

[2] الدھر ١

آسان تر ہے، جیسے فرمایا:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ... ﴿۲۸﴾ (۱)

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ... ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

یہ دنیا تو دار عمل ہے اور دار جزا قیامت کا دن ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، جس میں اللہ تعالیٰ سب اولین وآخرین کو ان کی قبروں سے جسم وجان کے ساتھ زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا، جیسے فرمایا

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ (۳)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ اے نبی (ﷺ)! ان لوگوں سے کہو، یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

اور مالک یوم الدین فرداً فرداً ہر شخص کے اعمال کا حساب کرے گا، جیسے فرمایا:

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ (۴)

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اچھے عمل کی اچھی جزا اور برے عمل کی بری سزا ملے گی، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ (۵)

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لایا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کے گناہ جھاڑ دے گا اور ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ ہے بڑی کامیابی اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہے وہ دوزخ کے

(۱) البقرۃ ۲۸

(۲) الروم ۲۷

(۳) الواقعۃ ۴۷ تا ۵۰

(۴) مریم ۹۵

(۵) التغابن ۹، ۱۰

باشندے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

مگر یہ لوگ اس دن کی نفسا نفسی اور ہولناکی کو سمجھ نہیں رہے، مگر جس روز قیامت قائم ہو گی اس دن اللہ وحدہ لاشریک، اس کے رسولوں اور ان پر منزل کی گئی کتابوں کے منکر خسارے میں پڑ جائیں گے۔

وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

اور آپ دیکھیں گے کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہو گی، ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں

تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ

اپنے کیئے کا بدلہ دیا جائے گا، یہ ہے ہماری کتاب جو تمہارے بارے میں سچ سچ بول رہی ہے، ہم تمہارے اعمال لکھواتے

تَعْمَلُوْنَ ۝۲۹ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

جاتے تھے، پس لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت تلے لے لے گا

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۳۰ (الجاثیۃ ۲۸ تا ۳۰)

یہی صریح کامیابی ہے۔

قیامت کے روز ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہو گا:

میدان حشر میں ہر شخص چاہے وہ اپنے نبی کا اطاعت گزار تھا یا مخالف شدت وعظمت، خوف و دہشت کے مارے عاجزی کے ساتھ گھٹنوں کے بل گرا ہوا اللہ مالک یوم الدین کے فیصلے کا منتظر ہو گا، ہر شخص کو پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنا کارنامہ حیات دیکھے، جب وہ اپنا نامہ اعمال دیکھ لیں گے تو ان سے کہا جائے گا آج تم لوگوں کو ان اقوال و اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے گا جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے، یہ ہمارا تیار کرایا ہوا اعمال نامہ ہے جو تمہارے اوپر ٹھیک ٹھیک شہادت دے رہا ہے، جیسے فرمایا:

... وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ... ۝۶۹ [1]

ترجمہ: کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ [2]

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتادیا جائے گا۔

اپنا نامہ اعمال دیکھ کر جس میں ہر چھوٹا بڑا اور اچھا برا عمل درج ہو گا انسان ہک دھک رہ جائیں گے اور کہیں گے، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا

[1] الزمر ۶۹

[2] القیامۃ ۱۳

كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ [۱]

ترجمہ:اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

جو اقوال وافعال جن نیتوں اور ارادوں کے ساتھ تم کرتے تھے اسے معزز کاتبین ہمارے حکم سے لکھتے جا رہے تھے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: تَكْتُبُ الْمَلَائِكَةُ أَعْمَالَ الْعِبَادِ، ثُمَّ تَصْعَدُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُقَابِلُونَ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ فِي دِيوَانِ الْأَعْمَالِ عَلَى مَا بِأَيْدِيهِمْ مِمَّا قَدْ أُبْرِزَ لَهُمْ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ فِي كُلِّ لَيْلَةِ قَدْرٍ، مِمَّا كَتَبَهُ اللَّهُ فِي الْقِدَمِ عَلَى الْعِبَادِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ، فَلَا يَزِيدُ حَرْفًا وَلَا يَنْقُصُ حَرْفًا، ثُمَّ قَرَأَ: {اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ} .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فرشتے بندوں کے اعمال کو لکھتے ہیں اور پھر انہیں لے کر آسمانوں پر چڑھ جاتے ہیں تو دیوان اعمال کے فرشتے کراماً کاتبین کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے ان اعمال کا، ان کے ان اعمال کے ساتھ تقابل کرتے ہیں جو ہر لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے ظاہر کر دیے گئے تھے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے پیدا فرمانے سے قبل ازل ہی سے ان کے بارے میں لکھ دیا تھا تو فرشتے دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں پھر انہوں نے اس آیت کریمہ کو پڑھا" جو کچھ بھی تم کرتے تھے اسے ہم لکھواتے جا رہے تھے۔" [۲]

پھر جو لوگ دعوت حق پر ایمان لائے اور اطاعت رسول میں اعمال صالحہ کرتے رہے تھے انہیں ان کا رب اپنی رحمت یعنی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل کرے گا اور یہی صریح کامیابی ہے، جیسے فرمایا

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ [۳]

ترجمہ:(اس نے یہ کام اس لیے کیا ہے) تاکہ مومن مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ رہنے کے لیے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان کی برائیاں ان سے دور کر دے، اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " تَحَاجَّتِ الجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الجَنَّةُ: مَا لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ، قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الجَنَّةُ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی

[۱] الکہف ۴۹

[۲] تفسیرابن کثیر۲۷۱/۷،التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج۲۸۶/۲۵،الأساس في التفسير ۵۲۳۴/۹

[۳] الفتح۵

گئی ہوں اور جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں، جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی، دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دے گا، اس وقت وہ بولے گی بس، بس، بس! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔ (۱)

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ

لیکن جن لوگوں نے کفر کیا تو (میں ان سے کہوں گا) کیا میری آیتیں تمہیں سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر بھی تم تکبر کرتے

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا

رہے اور تم تھے ہی گناہ گار لوگ، اور جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے، اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں

قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

تو تم جواب دیتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں کچھ یوں ہی سا خیال ہو جاتا ہے لیکن ہمیں یقین نہیں، اور

وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الجاثیۃ:۳۱تا۳۳)

ان پر اپنے اعمال کی برائیاں کھل گئیں اور جس کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تھا اللہ تعالیٰ ان سے بطور توبیخ کہے گا کیا میری آیات تم کو نہیں سنائی جاتی تھیں؟ جن میں سراسر تمہاری بھلائی ہی بھلائی تھی، یقیناً اللہ کے پیغمبروں نے اللہ کا کلام پہنچانے میں حق ادا کر دیا تھا مگر تم نے غرور ونخوت میں آ کر اللہ کی آیات کے مطیع فرمان بن جانا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور مجرم بن کر رہے، اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک شبہ نہیں تو تم پلٹ کر کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے، ہم تو اس کے بارے میں ایک ظن وتخمین سا رکھتے ہیں مگر ہمیں یقین نہیں ہے کہ قیامت قائم ہوگی، اس وقت ان پر ان کے باطل اقوال واعمال کی سزا ظاہر ہو جائے گی اور وہ اسی عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں گے جس کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے۔

وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ

اور کہہ دیا گیا کہ آج ہم تمہیں بھلا دیں گے جیسے کہ تم نے اپنے اس دن سے ملنے کو بھلا دیا تھا، تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ ق بَابُ قَوْلِهِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ۴۸۵۰، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ مسند احمد ۸۱۶۴

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

مددگار کوئی نہیں، یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اڑائی تھی اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ (الجاثیۃ ٣٤،٣٥)

رکھا تھا، پس آج کے دن نہ تو یہ (دوزخ) سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے عذر و معذرت قبول کیا جائے گا۔

اور مجرمین سے کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم بھی اسی طرح تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: فَيَلْقَى الْعَبْدَ، فَيَقُولُ: أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي، ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَيَقُولُ: أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ، وَتَرْبَعُ، فَيَقُولُ: بَلَى، أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر حق تعالیٰ حساب کرے گا، بندے سے کہے گا اے فلاں بندے! بھلا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی اور تجھ کو سردار نہیں کیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع فرمان نہیں کیا اور تجھ کو چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی سرداری بھی کرتا تھا اور چوتھائی حصہ چنگی بھی وصول کرتا تھا، بندہ عرض کرے گا ہاں میرے رب! یہ سچ ہے، بیشک تیرے یہ تمام احسانات مجھ پر تھے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو حق تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھ کو میری ملاقات کا یقین تھا؟ بندہ کہے گا کہ نہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں بھی تجھ کو (جہنم میں ڈال کر) بھول جاؤں گا (یعنی تیری خبر نہ لیں گے اور تجھ کو عذاب سے نہ بچائیں گے) جیسے تو دنیا کی رنگینیوں میں مجھے بھولا رہا۔[1]

تمہارا اٹھکانا اب دوزخ ہے اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے، یہ تمہارا انجام اس لئے ہوا ہے کہ تم نے اللہ کی آیات و احکام کا مذاق بنالیا تھا اور دنیا کی چکا چوند اور لذات و شہوات نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تھا، لہذا آج نہ یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ توبہ تو دنیا کی زندگی تک ہے، موت کے آثار شروع ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ

پس اللہ کی تعریف ہے جو آسمانوں اور زمین اور تمام جہان کا پالنہار ہے، تمام (بزرگی اور) بڑائی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾ (الجاثیۃ ٣٦،٣٧)

اور زمین میں اسی کی ہے، اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

تمام حمد و ستائش جیسی کہ اس کے جلال اور اس کی عظمت سلطان کے لائق ہے کائنات کے خالق و مالک ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنة للكافر٧٤٣٨،صحیح ابن حبان ٤٦٤٢،شعب الایمان ٢٦٢،شرح السنة للبغوی ٤٣٢٨

کی مخلوقات کا روزی رساں ہے، اسی کی کبریائی یعنی سلطنت اور بڑائی آسمانوں اور زمینوں میں ہے، وہ بڑی عظمت وجلال اور بزرگی والا ہے، ہر چیز اس کے سامنے پست ہے، وہ غنی ہے اور ہر مخلوق اس کے در کی محتاج ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے بڑائی میری (اوپر کی) چادر ہے اور عظمت میری (نیچے کی) چادر ہے (یعنی یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں) چنانچہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی کھینچنے کی کوشش کرے گا (میرا شریک ہونے کی کوشش کرے گا) میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا۔[1]

وہ غالب ہے یعنی وہ کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا، کسی کے پاس کوئی طاقت وقوت اور اختیار نہیں جو اس کے حکمت پر مبنی فیصلوں پر روک ٹوک کر سکے، وہ حکمت والا ہے، اس نے ہر چیز کو اپنے اپنے مقام پر رکھا ہے، اس نے جو چیز بھی مشروع فرمائی حکمت کے تحت مشروع کی، جو چیز بھی پیدا کی وہ فائدے اور منفعت کے لئے پیدا فرمائی ہے۔

مضامین سورۂ الطارق:

اس سورت میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

○ آسمان اور رات کو چمکنے والے ستارے کی قسم کھا کر فرمایا کہ اس عظیم الشان کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ایک ہستی کی نگہبانی کے بغیر اپنی جگہ قائم اور باقی رہ سکتی ہو، اور پھر انسانوں کو اپنے وجود پر غور کرنے کی دعوت دی جو ابتدا میں ایک حقیر اور بدبودار پانی کی بوند تھا اور اللہ نے مختلف مراحل سے نکال کر اسے ایک تنومند، بے شمار صلاحیتوں اور قابلیتوں کا حامل انسان بنایا، جو خالق اس طرح انسان کی تخلیق کر سکتا ہے وہ یقیناً اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے، اور یہ دوبارہ زندگی اس لیے ہوگی تاکہ ہر انسان کو یہ بتایا جا سکے کہ دنیا میں اس کے اعمال پر ایک پردہ ڈالا گیا تھا اور آج ان اعمال کی جزاء اور بدلہ اس کو ملنے والا ہے اور جب اس کو سزا ملے گی تو انسان نہ اپنے بل بوتے پر بچ سکے گا اور نہ کوئی اس کی مدد ہی کر سکے گا۔

○ قرآن مجید کے برحق اور قول فیصل ہونے کا ذکر ہے، اس ضمن میں چند حقائق بیان کئے گئے مثلاً آسمان سے بارش کا برسنا اور پھر زمین سے انواع اقسام کے درختوں اور فصلوں کا اگنا، جس طرح ان سب چیزوں کو اللہ رب العالمین نے پیدا کیا ہے اسی طرح قرآن مجید اللہ کا کلام برحق ہے جو دلوں کو سیراب کرتا ہے اور ان دلوں سے اعمال صالحہ کی جو پاکیزہ فصل اگتی ہے اور اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا، کفار ومشرکین ان حقائق کو دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی ایمان نہیں لائیں گے اور مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے اور دعوت حق کو جھٹلانے کی نت نئی تدبیریں کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام سازشوں کو ناکام کرنے کی ایک ہی تدبیر کرے گا اور پھر کفار کی سب چالیں دھری کی دھری رہ جائیں گی، اور ایک معین دن اللہ کی بارگاہ میں اعمال کی جوابدہی کے لئے پیش ہونا ہوگا۔

[1] صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ ٦٦٨٠ ،سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ٤٠٩٠،شعب الایمان ٧٨٠٨،المعجم الاوسط ٤٦٩٥، مسند البزار ٨٢٧١،مسند احمد ٩٣٥٩

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی، تجھے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟

النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡہَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾

وہ روشن ستارہ ہے، کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو، انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے،

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّہٗ عَلٰی رَجۡعِہٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾

وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے، بیشک وہ اسے پھیر لانے پر یقیناً قدرت

یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَہٗ مِنۡ قُوَّۃٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ (الطارق ۱تا۱۰)

رکھنے والا ہے، جس دن پوشیدہ باتوں کی جانچ پڑتال ہوگی، تو نہ ہوگا اس کے پاس کچھ زور نہ مددگار۔

قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی، اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ وہ رات کو آسمان میں بے حد وحساب چمکتے ہوئے تارے اور سیارے ہیں، جو اپنے وجود سے یہ شہادت دے رہے ہیں کہ ایک قدرت کاملہ رکھنے والی ہستی نے انہیں تخلیق کر کے روشن کر دیا ہے اور پھر فضا میں معلق ایک قانون گردش کے تحت اپنے مدار میں تیرتا ہوا چھوڑ دیا ہے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ ﴿۴۰﴾ [2]

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

اور اس طرح ان کی حفاظت و نگہبانی کر رہا ہے کہ کوئی اس قانون سے سرتابی کر کے اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتا، اور انسان جو اللہ کے بارے میں بڑھ بڑھ کر بولتا ہے ذرا اپنی ہستی کی طرف بھی غور کر لے کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے، اللہ نے اسے باپ اور ماں کی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے اندر سے نکلنے والے مادہ تولید سے پیدا کیا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ} صُلْبِ الرَّجُلِ وَتَرَائِبِ الْمَرْأَةِ، أَصْفَرَ رَقِيقٍ لَا يَكُونُ الْوَلَدُ إِلَّا مِنْهُمَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ "جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔" کی تفسیر میں روایت ہے پانی مرد کی پشت سے

[1] الانبیاء ۳۳

[2] یٰسین ۴۰

نکلتا ہے اور عورت کے سینے سے عورت کا پانی پیلے رنگ کا اور پتلا ہوتا ہے اور بچہ دونوں پانیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱)

پھر وہی ماں کے پیٹ میں درجہ بدرجہ اسے نشو ونما دیتا ہے، اللہ ہی رحم مادر میں اس کے جسم کی ساخت اور اس کی جسمانی صلاحیتوں کا تناسب قائم کرتا ہے اور پھر ایک وقت مقررہ پر اسے ایک زندہ بچے کی شکل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکال لاتا ہے، پھر اسے ایک تنومند جسم اور عقل وشعور سے بہرہ ور کرتا ہے، اور پیدائش سے موت تک اس کو رزق پہنچاتا اور آفات سے مسلسل نگہبانی کرتا ہے، جیسے فرمایا:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ... ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

اب سوچو، وہ خالق جس نے تمہیں پہلی مرتبہ وجود اور زندگی بخشی ہے کیا وہ تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟ جیسے فرمایا:

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ: اور سب کے سب تمہارے رب کے حضور صف در صف پیش کیے جائیں گے، لو دیکھ لو، آ گئے نا تم ہمارے پاس اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔

یقیناً اللہ وحدہ لاشریک تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ... ؕ ﴿۲۷﴾ (۴)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

دنیا کے اندر بہت سی چیزیں پوشیدہ رہتی تھیں اور لوگوں کے سامنے عیاں نہیں ہوتی تھیں، مگر پچاس ہزار سال لمبے اس دن میں ابراروں کی نیکیاں اور فاجروں کا فسق وفجور سب پوشیدہ اسرار ورموز کھل کر سامنے آجائیں گے، اور ان کی جانچ پڑتال ہوگی کہ کس شخص نے کونسا عمل کس وجہ، کس غرض، کس نیت اور کس مقصد سے کیا تھا، اس نے جو اعمال و اقوال دنیا میں چھوڑے اس کے کیا اچھے یا برے اثرات مرتب ہوئے ، فیصلہ سنایا جائے گا جس سے اچھائی یا برائی سب چہروں کے صفحات پر آشکارہ ہو جائے گی، جیسے فرمایا:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ... ﴿۱۰۶﴾ (۵)

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۵،۳۴۱۵

(۲) الرعد ۱۱

(۳) الکہف ۴۸

(۴) الروم ۲۷

(۵) آل عمران ۱۰۶

القِيامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمایا ہر غدر (بدعہدی) کرنے والے کے سرین کے پاس جھنڈا اگاڑ دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔ [۱]

اس روز اللہ کی بارگاہ میں ہر شخص بے بس و بے کس ہو گا کسی میں اتنی قوت نہ ہو گی کہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے اور نہ ہی کوئی اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے گا اور نہ ہی مدد کرنے پر قادر ہو گا۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾

بارش والے آسمان کی قسم، اور پھٹنے والی زمین کی قسم، بیشک یہ (قرآن) البتہ دو ٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے، یہ

وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ

ہنسی کی (اور بے فائدہ) بات نہیں، البتہ کافر داؤ گھات میں ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں تو کافروں کو مہلت

اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ (الطارق ۱۱ تا ۱۷)

دے انہیں تھوڑے دن چھوڑ دے۔

قسم ہے بار بار موسم میں اور کبھی خلاف موسم بارش برسانے والے آسمان کی، اور چشمہ و نباتات اگتے وقت پھٹ جانے والی زمین کی، جس طرح آسمان سے بارشوں کا برسنا اور زمین کا شق ہو کر نباتات کو اپنے اندر سے اگلنا بے مقصد نہیں، بلا شبہ یہ قرآن حق، صادق اور واضح ہے، یہ کوئی بے ہودہ کلام نہیں، بلکہ سنجیدہ کلام ہے، کفار و مشرکین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ناکام بنانے اور آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کی سر بلندی کے لئے طرح طرح کی چالیں چل رہے ہیں، لوگوں کو اس دعوت سے متنفر کرنے کے لئے ان کے دلوں میں شک و شبہات کے بیج بو رہے ہیں، مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لئے انسانیت سوز ظلم و ستم کر رہے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کو یہ سیرت و کردار کی بنا پر صادق اور امین کہتے تھے، جس کی امانت و دیانت کے یہ خود گواہ تھے اس پر جھوٹے الزام تراش رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی چالوں اور سازشوں سے غافل نہیں ہے، حق کو غالب کرنے اور ان کی تمام سازشوں کو ناکام کرنے کے لئے اللہ بھی ایک خفیہ تدبیر کر رہا ہے، اور اللہ کی تدبیر سے بہتر کس کی تدبیر ہو سکتی ہے، بالآخر یہ لوگ منہ کی کھائیں گے اور وہ نور جسے یہ اپنی پھونکوں سے بجھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ہر سو پھیل کر رہے گا، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان کفار و مشرکین کے لئے تعجیل عذاب کا سوال نہ کر بلکہ انہیں ذرا مہلت دے دو، اس دعوت کو روکنے کی جو کوششیں یہ کرنا چاہتے ہیں کر دیکھیں، آخر ایک روز انہیں محاسبے کے لئے اللہ کے حضور پیش ہونا ہو گا اور انہیں اپنے انجام کا علم ہو جائے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ [۲]

[۱] صحیح بخاری کتاب الجزیۃ بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ ۳۱۸۸، صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ ۴۵۲۹، ۴۵۳۲

[۲] الاعراف ۱۸۳، ۱۸۲

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے، تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی، میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں، میری چال کا کوئی توڑ نہیں ہے۔

خَالِدِ الْعَدْوَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَبْصَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرِقِ ثَقِيفٍ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَوْسٍ، أَوْ عَصًا حِينَ أَتَاهُمْ يَبْتَغِي عِنْدَهُمُ النَّصْرَ، قَالَ:فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ حَتَّى خَتَمَهَا ، قَالَ: فَوَعَيْتُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا مُشْرِكٌ، ثُمَّ قَرَأْتُهَا فِي الْإِسْلَامِ،

خالد بن ابوجبل عدوانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازار ثقیف میں کمان یا لاٹھی کے سہارے پر کھڑے دیکھا، آپ میرے پاس مدد حاصل کرنے آئے تھے میں نے وہاں آپ سے سورہ الطارق سنی، میں نے اسے یاد کر لیا دراں حالیکہ میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے مجھے اسلام سے نواز دیا اور میں نے اسلام کی حالت میں اسے پڑھا۔ [1]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: صَلَّى مُعَاذٌ الْمَغْرِبَ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَالنِّسَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ، مَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقْرَأَ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا؟

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں سورۃ البقرہ اور نساء پڑھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا اے معاذ! تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ اے معاذ تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ تجھے یہی کافی تھا کہ سورہ الطارق اور سورہ الشمس اور اس جیسی سورتیں پڑھتا۔ [2]

---

[1] مسند احمد ۱۸۹۵۸، مجمع الزوائد ۱۱۴۸۳

[2] السنن الکبریٰ للنسائی ۱۱۶۰۰

۸ بعثتِ نبوی

مضامین سورۂ یٰسین:

سورت کے شروع میں قرآن حکیم کی قسم کھا کر محمد ﷺ کی رسالت کی سچائی بیان کی گئی ہے ، پھر سورۂ میں اسلامی عقائد توحید، آخرت وغیرہ کو زوردار طریقہ پر اور پوری وضاحت سے بیان کیا گیا اور اس سلسلہ میں انسان کے اپنے وجود اور مردہ زمین جسے بارش سے زندہ کر دیا جاتا ہے، گردش لیل ونہار اور شمس وقمر، کشتیاں اور جہاز جو سمندر میں رواں دواں ہوتے ہیں سے استدلات کیے گئے ہیں، پچھلے انبیاء اکرم کی طرح رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے بارے میں بھی وہی کہا گیا جو ہمیشہ سے انبیاء کہتے چلے آرہے تھے کہ میں رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں اور تمہیں اللہ رب العالمین کے حکم سے دنیاوی فلاح اور آخروی بھلائی کی طرف دعوت ہوں اور میری ساری تگ ودو اور وعظ وتبلیغ بغیر کسی غرض اور لالچ کے ہے، میں تم سے کسی بھی طرح کا معاوضہ، عہدہ اور اقتدار نہیں مانگتا، اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں اس کی رضا وخوشنودی کے لئے خرچ کرنے کی فضیلت، رب کریم نے جو ان گنت نعمتیں انسان کو عطا کی ہوئی ہیں ان کا شکر بجالانے کی تلقین فرمائی اور اس سلسلہ میں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہم نے اپنے رحم وکرم سے تمہیں سب نعمتیں دیں ہیں تو اپنے اموال مساکین ویتیموں پر خرچ کرو اور انہیں کھانا کھلاو، مکہ میں جو کفر وشرک کے علمبردار بنے ہوئے تھے اور دین کا مذاق اڑانا جن کا شیوہ تھا ان کے برے انجام کو بطور عبرت بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کے بارے میں فرمایا کہ آج یہ لوگ قیامت کو بعید از امکان سمجھ کر اس کے متعلق سوال کرتے ہیں مگر ایک وقت مقررہ پر بس ایک دھما کا ہوگا اور اس عظیم الشان کائنات کا تمام نظام فنا ہو جائے گی، آج یہ کہتے ہیں کہ ہماری بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا، فرمایا ان کو وہی قادر مطلق زندہ کرے گا جس نے اس کائنات کا پیدا کیا ہے، جس نے زمین کی نباتات، جمادات اور خود ان کے جوڑے بنائے ہیں، پھر یہ صور کی زوردار آواز سن کر یہ اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں حاکم حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے کراماً کاتبین کے تیار کردہ اعمال نامہ کے علاوہ ان کے اعضاء خود ان کے خلاف گواہی دیں گے، پھر اس روز نیکو کاروں کو جنت کے عیش وآرام اور بدکاروں کو جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۴﴾

یٰسین، قسم ہے قرآن با حکمت کی کہ بیشک آپ پیغمبروں میں سے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں،

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ

یہ قرآن اللہ زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے

فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

گئے تھے، سو (اسی وجہ سے) یہ غافل ہیں، ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے،

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے انکے سر اوپر الٹ گئے ہیں، اور ہم نے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے،

وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یٰسین ۱تا۱۰)

اور آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی:

مشرکین مکہ اپنے جاہلانہ خیالات میں پوری شدت سے حیات بعد از موت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے تھے، حالانکہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام جنہیں یہ رسول تسلیم کرتے تھے اور ان کی راہ پر چلنے کے دعوے دار بھی تھے، بشر رسول ہی تھے مگر اس کے باوجود قدیم قوموں کی طرح وہ یہ عقیدہ تسلیم کرنے کو تیار ہی نہ ہوتے تھے کہ کوئی بشر رسول بھی ہوسکتا ہے، اور کہتے تھے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ... ۝ (۱)

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کہ تم اللہ کے بھیجے ہوئے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے شرف و فضل کے اظہار کے لیے قسم کھا کر فرمایا اے نبی ﷺ! ہم یہ تصدیق کرتے ہیں کہ آپ یقیناً جملہ انبیاء و مرسلین میں شامل ہیں اور اس راستے پر ہیں جو سیدھا منزل مقصود یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اکرام و تکریم کے گھر تک پہنچانے والا ہے، جیسے فرمایا:

... وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ... ۝ (۲)

ترجمہ: یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو، اس خدا کے راستے کی طرف جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔

---

(۱) الرعد ۴۳

(۲) الشوریٰ ۵۳،۵۲

اور یہ قرآن جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا ہے سراسر حکمت سے لبریز ہے، جسے دنیا کا کوئی انسان تصنیف کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا آپ کی رسالت کی کھلی شہادت دے رہا ہے مگر اس کے باوجود جولوگ آپ کی رسالت کے منکر ہیں وہ یقینا بھٹکے ہوئے، گمراہ ہیں، یہ تو اللہ کی رحمت ومہربانی ہے کہ ان لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے رسول کو بھیجا ہے، جس پر کتاب عظیم نازل کی ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انسانوں کی رہنمائی کرتی ہے تاکہ لوگ ان ہدایات واحکامات کی روشنی میں پاکیزہ زندگی گزاریں اور صراط مستقیم پر چل کر دنیا وآخرت میں کامیابیوں سے ہمکنار ہوجائیں، چونکہ ایک عرصہ دراز سے (اسماعیل علیہ السلام کے بعد) ان میں براہ راست کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کیا گیا اس لئے یہ لوگ دین حق سے بے خبر ہیں، گمراہی ان پر چھائی ہے، جہالت نے ان کو اندھا کر دیا ہے اور یہ اپنے اوپر اور اپنی بے وقوفی پر جگ ہنسائی کا باعث بنے ہوئے ہیں، آپ اپنے فرض منصبی کے مطابق انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں، اور رب سے بے خوفی، شرک کے انجام، حدود اللہ سے تجاوز، قتل ناحق، اللہ کے کمزور بندوں پر ظلم وستم، یتیموں، بیواؤں کی حق تلفی، وعدہ خلافی وخیانت وغیرہ سے اللہ کی شدید پکڑ اور عذاب جہنم سے ڈرائیں، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ جیسے ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بے خوفی، حق واضح ہونے کے باوجود حق سے انحراف ونفرت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد ومخالفت، تعصّبات اور کبر ونخوت میں مبتلا ہو کر گمراہی کے اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ہرگز ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور اپنی شامت اعمال کے نتیجے میں جنت میں داخل ہونے سے انکار کرکے جہنم کا ایندھن بنیں گے، جیسے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ [1] ﴿٩٦﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے، ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آجائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور دعوت حق سے نفرت، تکبر ونخوت، تعصّبات اور ہٹ دھرمی نے ان کو اندھا کر دیا ہے جس کی وجہ سے انہیں کھلے کھلے حقائق نظر نہیں آتے، اور نہ یہ پچھلی تاریخ سے کوئی سبق لیتے ہیں اور نہ مستقبل کے نتائج پر کبھی غور وفکر کرتے ہیں اور یہی چیز ان کے اور ایمان کے درمیان مانع اور حجاب ہے، آخرت کا تصور ان کے ذہنوں سے نکال دیا گیا ہے، اس وجہ سے نہ یہ نصیحت قبول کرتے ہیں اور نہ اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ

بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر

وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ

کی خوش خبریاں سنا دیجئے، بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں اور وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں

وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ (یٰسین ۱۱،۱۲)

اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔

[1] یونس ۹۶

نامہ اعمال کی تیاری:

اے نبی اکرم ﷺ! جو لوگ اپنی ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار و استکبار اور عناد و مخالفت پر جمے ہوئے ہیں، ان کی روش سے دل برداشتہ ہو کر اپنے کام سے غافل نہ ہو جائیں بلکہ ان ہٹ دھرموں کو چھوڑ کر اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہیں، کیونکہ وعظ و نصیحت سے فائدہ تو اسی شخص کو ہوتا ہے جو حق کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے اور جب اسے حق نظر آتا ہے تو خشیت الٰہی سے ڈر کر راہ راست اختیار کرتا ہے، یہی لوگ ہیں جو آپ کی رسالت سے فیض یاب اور آپ کی تعلیم سے تزکیہ نفس کر سکتے ہیں، تم اس کے ایمان اور نیک اعمال کے سبب گناہوں سے بخشش مغفرت اور آخرت میں اجر کریم کی بشارت دے دو، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ [1]

ترجمہ: جو لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، یقیناً ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر۔

اللہ تعالیٰ نے پھر اس بات کا اثبات کیا کہ یقیناً اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جو دائمی زندگی ہو گی، جس میں موت نہیں ہو گی، ہر شخص اس زندگی میں جن خیالات، نیتوں اور ارادوں کے ساتھ جو اعمال کرے گا اور معاشرے میں جو بھلائیاں یا برائیاں بھی اس نے پھیلائی ہوں گی اور اس کے بعد اس کی اقتدا میں لوگ وہ اعمال بجا لائیں گے اس کا پورا ریکارڈ لکھا جا رہا ہے، اور ان کے مطابق جزا یا سزا سنائی جائے گی اور وہ شخص جنت یا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا،

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

منذر بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا (بشرطیکہ وہ کام شریعت میں موجود ہو، اگر کوئی شخص ایسا کام جاری کرے جو شریعت میں موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہو گی خواہ وہ ظاہر میں نیک کام ہی نظر آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دین میں ایسا کام رائج کرے جو دین سے نہ ہو تو وہ مردود ہے، کیونکہ اس طرح دین میں تحریف ہو جائے گی اور دین کی اصل شکل و صورت قائم نہیں رہے گی) اس کے لئے اس کا اجر بھی ہے اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کے اجر میں کمی ہو اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کے اپنے گناہ کا بھی بوجھ ہو گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کے بوجھ میں کمی ہو۔ [2]

---

[1] الملک ۱۲

[2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ ۲۳۵۱، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ ۲۵۵۵، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً ۲۰۳، مسند احمد ۱۹۱۵۶، مسند البزار ۲۹۶۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳۷۲، شعب الایمان ۳۰۴۸، السنن الکبری للنسائی ۲۳۴۶، السنن الکبری للبیہقی ۷۷۴۱، السنن الصغیر للبیہقی ۱۲۴۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۹۸۰۳، شرح السنۃ للبغوی ۱۶۶۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو سوائے تین چیزوں کے اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، صدقہ جاریہ جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ فیض یاب ہوں، علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، نیک اولاد جو مرنے والے کے لئے دعا کریں۔[1]

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ ﴿۱۳﴾

اور آپ ان کے سامنے ایک مثال (یعنی ایک) بستی والوں کی مثال (اس وقت کا) بیان کیجئے جبکہ اس بستی میں (کئی) رسول

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

آئے جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تائید کی سو ان تینوں

اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ

نے کہا کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں، ان لوگوں نے کہا تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل

مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

نہیں کی، تم نرا جھوٹ بولتے ہو، ان (رسولوں) نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں

وَ مَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ (یٰسین ۱۳تا۱۷)

اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچادینا ہے۔

ایک قصہ پارینہ:

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رسالت کی تکذیب کرنے اور آپ کی دعوت کو ٹھکرادینے والوں کے سامنے یہ مثال بیان کردیں تاکہ ان کو عبرت ہو اور شاید یہ اللہ کے دردناک عذاب سے ڈر کر راہ راست اختیار کرلیں، یہ ان بستی والوں کی مثال ہے جب اس بستی میں اللہ کے کئی رسول مبعوث ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے اپنے دو رسولوں کو کفروشرک، فتنہ وفساد دور کرنے اور رشد وہدایت کی تبلیغ ودعوت کے لئے کھڑا کیا مگر وہ قوم ان کی بات تک سننے کو تیار نہ تھی انہوں نے بھی حسب سابق قوموں کی روش پر چلتے ہوئے ان کی تکذیب کی پھر اللہ ارحم الرحمین نے تیسرے رسول کو ان کی مدد کے لئے بھیجا اب تینوں رسولوں نے قوم کے لوگوں کو وعظ وتبلیغ کرتے ہوئے کہا اے لوگو! اللہ رب ارض وسماوات نے ہمیں تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور اس کا پیغام ہے کہ تم اس وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، اور اللہ کے حکم سے ہماری اطاعت کرو، کیا تم اپنے خالق کی نافرمانی کرتے ہو جس نے تمہیں پہلے پہل مٹی سے تخلیق فرمایا اور پھر مرد و

[1] صحيح مسلم كتاب الوصية بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۴۲۲۳

عورت سے تمہارا سلسلہ افزائش جاری کیا، تمہاری پہچان کے لئے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے، تمہیں اولادیں، مال و دولت اور عزت و مرتبہ سے نوازا، جو تمہارا اور تمام جانداروں کا رزاق ہے، جو علیم و بصیر ذات جو اپنے بندوں سے بڑی محبت اور پرورش کرتا ہے اور تمہارے دکھ درد اور ضرورتوں کو جانتا ہے، اور ہر لمحے چاہے رات ہو یا دن تمہاری پکار کو بغیر کسی واسطے یا وسیلے کے سنتا اور پورا کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے، تم پر اپنی رحمت نازل کرتے ہوئے ہمیں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تا کہ ہم تمہیں کفر و شرک کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کر دیں، پس تم دعوت توحید کو قبول کرو اور اپنے خالق و مالک رب کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی ہی عبادت کرو جس کی عبادت کرنا تم پر حق ہے ۔اس پاکیزہ دعوت اور بلا مانگی ہوئی بے شمار نعمتوں پر اس رب کا شکر بجالاؤ اور دنیا و آخرت میں اس کی رحمتوں کے امیدوار بن جاو، تمہارے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھروں کے یہ معبود جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ تو خود اللہ کی ایک بے بس بے شعور ادنیٰ مخلوق ہے جو نہ سن سکتے نہ دیکھ سکتے اور نہ بول کر تمہاری کوئی رہنمائی کر سکتے ہیں الغرض یہ دنیا و آخرت میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتے، تم لوگوں نے ہی اپنی جہالت و گمراہی سے ان بتوں سے الوہیت و ربوبیت کی صفات منسوب کر دی ہیں ورنہ تمہارے پاس ان کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے، تم پہلی قوموں کے وطیرہ کی طرح اس گمراہی کی راہ پر چل کر رب حقیقی سے بغاوت اور اس کی عطا کردہ نعمتوں پر ناشکری کرتے ہو اور خود ہی رب کے قہر و غضب کو للکار رہے ہو، بھائیو! گمراہیوں کے اندھیروں میں ٹھوکریں نہ کھاو، اپنے باطل عقاید سے تائب ہو جاو اور اپنی ہر پریشانی، تکالیف و مصائب میں اپنے خالق کو پکارو اور اس سے امید اور اس پر بھروسہ کرو، اپنی زندگی گزارنے کے طریقے اور رب کی عبادات اپنی من مرضی پر نہیں بلکہ اس کے فرمانوں کے مطابق سرانجام دو چاہئے ان کی حکمتیں تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں جس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے، یہ دنیا تو چند روزہ ہے اور ایک وقت معین پر جس کا علم سوائے رب کے کسی کے پاس نہیں اس نے ختم ہو جانا ہے، اگر صاحب ایمان ہو جاؤ گے تو وہ رب اس دنیا میں بھی تمہیں اپنی بے بہا نعمتوں سے نوازے گا اور روز آخرت جب نفسا نفسی کا عالم ہو گا جہاں کوئی گروہ بندی، خاندان، حیثیت و مرتبہ، مال و دولت اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی بلکہ صرف تمہارے عمل صالحہ کی قدر ہو گی اور اسی کے مطابق انعامات دیئے جائیں گے، اس وقت وہ تمہیں اپنی رحمت سے اپنی جنتوں میں داخل فرمائے گا جس میں تم عیش و نشاط کے مزے اڑاو گے، اور اگر پچھلی قوموں کی طرح اپنے باطل معبودوں پر تکیہ کرو گے تو تمہارا انجام بڑا دردناک ہو گا اللہ تعالیٰ تمہیں باعث عبرت بنادے گا اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تمہارا اوڑھنا بچھونا ہو گی، مگر وائے قسمت! ان لوگوں نے بھی رسولوں کی قدر نہ کی، ان کی دردمندانہ خیر خواہی کو ٹھکرا دیا، اللہ خالق کائنات نے جب سے اس عظیم الشان کائنات کو وجود میں لایا ہے، اور انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے بشر رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا ہے ہر زمانے کے کفار و مشرکین کے لیے اپنے ہی جیسے ایک بشر کو رسول تسلیم کرنا مشکل ہی رہا ہے،

جیسا کہ قوم نوح کے سرداروں نے اسی بات پر نوح علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا تھا۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۴ [1]

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا، اس کی غرض یہ ہے کہ

[1] المومنون ۲۴

تم پر برتری حاصل کرے، اللہ کو اگر بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا یہ بات تو ہم نے کبھی اپنے باپ دادا کے وقتوں میں سنی ہی نہیں (کہ بشر رسول بن کر آئے)۔

ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی اعتراض کیا تھا۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ (۱)

ترجمہ: یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا، جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے، اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کر لی تو تم گھاٹے ہی میں رہے۔

قوم ثمود نے بھی صالح علیہ السلام کے بارے میں انہی خیالات کا اظہار کیا تھا

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور کہنے لگے! ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں، اگر اس کا اتباع ہم قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے ہیں اور ہماری عقل ماری گئی ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا... ﴿۶﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تمہیں ان لوگوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا اور پھر اپنی شامت اعمال کا مزہ چکھ لیا؟ اور آگے ان کے لیے ایک دردناک عذاب ہے، اس انجام کے مستحق وہ اس لیے ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے مگر انہوں نے کہا کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا۔

ایک مقام پر فرمایا

...قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا... ﴿۱۰﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں، تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ دادا سے ہوتی چلی آرہی ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ (۵)

---

(۱) المومنون ۳۳،۳۴

(۲) القمر ۲۴

(۳) التغابن ۵،۶

(۴) ابراہیم ۱۰

(۵) بنی اسرائیل ۹۴

ترجمہ:لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اسی قول نے کہ کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا؟۔

پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح بستی والوں نے رسولوں کے ساتھ بحث وتمحیص کی اور وہی جواب دیا جو انبیاء ومرسلین کی دعوت ٹھکرانے والے دیتے چلے آئے ہیں،انہوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے معمولی انسان ہو،تم کو ہم پر کوئی فضیلت اور خصوصیت حاصل نہیں،تم ہماری طرح چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، کاروبار کرتے،شادی بیاہ کرتے ہو پھر تم میں وہ کیا خاص بات پیدا ہوگئی کہ تم اللہ کے رسول بن کر آ گئے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے اور رسالت کی عمومیت کا انکار کرتے ہوئے کہا اللہ نے ہماری ہدایت کے لیے کچھ نازل نہیں کیا تم ہم سے جھوٹ وفریب کر رہے ہو اگر اللہ کو کوئی رسول بھیجنا ہوتا تو کسی فرشتے کو بھیجتا،رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں،جیسے فرمایا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ:(اے نبی ﷺ!) کہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کے لیے کافی ہے،وہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ جانتا ہے۔

اگر ہم جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں سرعام رسوا کر دیتا اور ہمیں فوراً سزا دے دیتا،ہمارا تم پر کوئی زور نہیں،ہمارا کام تو رب کی صراط مستقیم کی دعوت پوری امانت و دیانت اور پورے دلائل و براہین کے ساتھ تم تک پہنچا دینا ہے،ہماری دعوت میں زور زبردستی ہرگز نہیں ان روشن اور واضح دلائل پر ایمان لانا ہے یا نہیں لانا اس کا آزادنہ فیصلہ تم نے کرنا ہے،اگر ایمان لاو گے تو اپنے فائدہ کے لئے اور اگر تکذیب کرو گے تو تم ہی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے،تمہارے ایمان لانے یا نہ لانے سے رب کی خدائی میں ذرہ بھر فرق نہیں آئے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ

انہوں نے کہا کہ ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَاىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ

سے سخت تکلیف پہنچے گی،ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے ، کیا

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (یٰسین۱۸،۱۹)

اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جائے بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔

انبیاء ورسل سے کافروں کا رویہ:

چنانچہ پچھلی قوموں کی طرح کچھ غریب مگر صالح فطرت لوگ ان رسولوں پر ایمان لائے ہوں گے اور اکثرت نے تکذیب کی روش اختیار کی ہوگی،اور ہمیشہ کی طرح قوم دو گرہوں میں بٹ گئی ہوگی،جیسے فرمایا:

[1] العنکبوت ۵۲

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ فَرِیۡقٰنِ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو تو یکایک وہ دو متخاصم فریق بن گئے۔

ممکن ہے رب نے اپنی سنت کے مطابق انہیں راہ راست پر لانے کے لئے تا کہ وہ سوچیں اور شاید ایمان لے آئیں چھوٹے موٹے عذاب جیسے بارش کا رک جانا، دریاؤں کا سوکھ جانا، فصلوں اور ثمرات کا پیدا نہ ہونا اور قحط سالی کا پھیل جانا، جانوروں کا مر جانا وغیرہ نازل کئے ہوں، چنانچہ تکذیب کرنے والے گروہ نے اہل ایمان و تقویٰ رسولوں سے کہا تمہارے آنے سے ہمیں کوئی خیر و برکت نہیں بلکہ مصیبتیں ہی ملی ہے، ہم تو تمہیں اپنے لئے بدشگون سمجھتے ہیں،

قوم ثمود بھی صالح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں یہی کہتے تھے،

قَالُوا اطَّیَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم نے تو تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو بدشگونی کا نشان پایا ہے، صالح علیہ السلام نے جواب دیا تمہارے نیک و بد کا سر رشتہ تو اللہ کے پاس ہے اصل بات یہ ہے کہ تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے۔

فرعون کی قوم بھی موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے بارے میں یہی کہتے تھے،

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوۡا بِمُوۡسٰی وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب اچھا زمانہ آتا تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لیے فالِ بد ٹھہراتے حالانکہ درحقیقت ان کی فالِ بد تو اللہ کے پاس تھی مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے۔

اور دھمکا کر کہنے لگے اگر تم اپنی واعظ و نصیحت سے باز نہ رہے تو ہم تمہیں بڑی دردناک اور عبرت ناک سزادیں گے اور پتھروں سے مار مار کر موت کے گھاٹ اتار کر تمہارا کام تمام کر دیں گے،

شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی کہا تھا

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَهُ كَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡنَا ضَعِیۡفًا ۚ وَلَوۡلَا رَهۡطُكَ لَرَجَمۡنٰكَ ۫ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡنَا بِعَزِیۡزٍ ﴿۹۱﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے شعیب! تم جو کچھ کہتے ہو اس میں سے بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں بلاشبہ ہم تم کو اپنے درمیان (بہت ہی) کمزور پاتے ہیں، اور اگر تمہاری برادری نہ ہوتی تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیتے، ہم پر تمہارا دباؤ تو ہے نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے والد نے بھی یہی کہا تھا۔

(۱) النمل ۴۵

(۲) النمل ۴۷

(۳) الاعراف ۱۳۱

(۴) ھود ۹۱

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ (۱)

ترجمہ: باپ نے کہا ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر ڈالوں گا بس تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہو جا۔

رسولوں نے جواب دیا کیا تم ہماری خیر خواہی اور رب کی رحمت کو نحوست سمجھتے ہو، تمہاری نحوست تو تمہارے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے جو تمہاری گردن میں لٹکا ہوا ہے، جیسے فرمایا

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ حد سے گزر جانے والے ہو اور جو لوگ حد سے گزر جاتے ہیں رب کے عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں جن کے لئے رب نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں وہ نہ جی سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی۔

وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور ایک شخص (اس) شہر کے آخری حصے سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ پر چلو،

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ

ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں، اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً

نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر

اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾

(اللہ) رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ مجھے بچا سکیں،

اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ (یٰسین ۲۰ تا ۲۵)

پھر تو یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں، میری سنو! میں تو (سچے دل سے) تم سب کے رب پر ایمان لا چکا۔

(۱) مریم ۴۶

(۲) بنی اسرائیل ۱۳

ایک مسلمان کی شان:

ایک مسلمان شخص کو (جس کا نام حبیب نجار بیان کیا جاتا ہے) جو شہر سے دور دراز ایک گوشے پر رہتا تھا جب پتہ چلا کہ اس کی گمراہ قوم پیغمبروں کی پاکیزہ دعوت حق کو نہیں اپنا رہی اور رسولوں کو خطرناک دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں تو وہ اپنے گھر سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آ کر اپنی قوم کو رسولوں کی حمایت اور ان کی اتباع کی ترغیب دی، قوم کے لوگ اس سے کہنے لگے کیا تو بھی اس معبود کی عبادت کرتا ہے جس کی طرف یہ مرسلین ہمیں بلا رہے ہیں؟ ان کے جواب میں وہ حق پرست مسلمان کہنے لگا اے میری قوم! وہ اللہ رب العالمین کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں اس لیے ان کی اتباع و پیروی کرو، رسولوں کی راہ پر چلو جو راہ راست پر ہیں، اس راہ پر چلو جو سچ کی راہ ہے اور سیدھی اپنی منزل پر پہنچتی ہے جس میں کوئی ڈر و خوف نہیں، جس میں تمہارے لئے انعامات اور خوشخبریاں ہیں، اور پھر اس بھلائی کو دینے کے لئے وہ تم سے کسی قسم کے مال و متاع یا مرتبہ کا لالچ نہیں رکھتے، تم لوگوں سے قوم کی سرداری نہیں مانگتے بلکہ تمہیں جہنم کے اندھے گڑھوں میں گرنے سے بچانے میں تمہارے سچے خیر خواہ ہیں، اگر تم لوگ انکی دعوت کو تسلیم کر لو گے تو دنیا و آخرت میں رب کی رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی، اور اے لوگو! تم خود تعصب، بے جا غرور و تکبر سے ہٹ کر سوچو آخر ہم اس اللہ کی بندگی کیوں نہ کریں؟ اور اس کی نازل کردہ ہدایات و احکامات کے تحت زندگی کیوں نہ گزاریں؟ جس نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ... ﴿۳۸﴾ [1]

ترجمہ: ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿۹﴾ [2]

ترجمہ: اگر تم ان لوگوں سے پوچھو زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ انہیں اسے زبردست علیم ہستی نے پیدا کیا ہے۔

جو ہمیں اور دوسری مخلوقات کو آسمانوں اور زمین سے رزق بہم پہنچاتا ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللّٰهُ... ﴿۲۴﴾ [3]

ترجمہ: پوچھیئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے؟ (خود) جواب دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ۔

مشکلات اور مصیبتوں میں ہماری دادرسی فرماتا ہے، جس کی پیدا کردہ ہر چیز اپنی مثال آپ ہے، جیسے فرمایا

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ... ﴿۷﴾ [4]

ترجمہ: جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی۔

جس میں کوئی نقص نہیں، جیسے فرمایا:

[1] الزمر ۳۸

[2] الزخرف ۹

[3] سبا ۲۴

[4] السجدة ۷

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ (۱)

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے، تم رحمن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑ آؤ، تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

کیا ان چیزوں کو تمہارے پتھر کے بے جان کے معبودوں نے پیدا کئے ہیں؟ جنہیں تم نے خود اپنی من مرضی کی شکل پر تراش کر اپنی مرضی کی صفات منسوب کی ہوئی ہیں، جو اتنے بودے اور اتنے لاچار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک ادنیٰ مخلوق مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے اور اگر ایک مکھی ان سے کوئی چیز اٹھا کر لے جائے اس سے واپس نہیں لے سکتے، آسمان وزمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے کیا تخلیق کریں گے؟ جیسے فرمایا:

... وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

... اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ وَ اِنۡ یَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ... ﴿۷۳﴾ (۳)

ترجمہ: جن معبودوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔

اور نہ ہی یہ تمہاری پکار کو سن سکتے ہیں، جب سن ہی نہیں سکتے تو تمہاری مرادیں کیا پوری کریں گے؟

جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے یہی تو فرمایا تھا

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا ﴿۴۲﴾ (۴)

ترجمہ: (انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا ابا جان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟۔

اگر تمہارے پاس ان کی قدرت وطاقت کی کوئی کوئی دلیل ہے تو لاؤ؟ جیسے فرمایا::

... قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ (۵)

ترجمہ: ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

(۱) الملک ۴،۳

(۲) فاطر ۱۳

(۳) الحج ۷۳

(۴) مریم ۴۲

(۵) البقرة ۱۱۱

...ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۶۴﴾ (۱)

ترجمہ: کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (ان کاموں میں حصہ دار) ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ... ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: کیا اسے چھوڑ کر انہوں نے دوسرے الٰہ بنا لیے ہیں؟ اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کہ لاؤ اپنی دلیل۔

اس رب نے یہ دنیا محض کھیل تماشہ کے لئے نہیں بنائی اور نہ ہی اللہ اسے لایعنی کام کرتا ہے، جیسے فرمایا:

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا بَاطِلًا ...ؕ ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے۔

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ﴿۳۸﴾ (۴)

ترجمہ: یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنا دی ہیں۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی چھوڑ دیا ہے اور وہ تمہارے اعمال کا محاسبہ نہیں کرے گا؟ جیسے فرمایا:

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى ؕ ﴿۳۶﴾ (۵)

ترجمہ: کیا انسان یہ سمجھتا ہے کے اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔

ایسا نہیں ہے بلکہ یہ چند روزہ دنیا تو تمہاری امتحان گاہ ہے، تمہارے چھوٹے بڑے، چھپے ہوئے اور ظاہر اعمال لکھے جا رہے ہیں کہ تم اپنے خالق کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں، اعمالِ صالحہ اختیار کرتے ہو یا اعمالِ خبیثہ، اس کے شکر گزار بندے بنتے ہو یا اس کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہو، روزِ محشر وہ تمہارا نامہ اعمال تمہارے ہاتھوں میں تھما کر تم سے تمہارے اعمال کی بابت باز پرس کرے گا، اس وقت یہ بودے معبود مجھے اللہ کی گرفت سے بچا نہ سکیں گے، اگر میں تمہاری طرح اندھا اور بے وقوف بن کر ان کی عبادت کرتا رہوں تو پھر میں یقیناً کھلی گمراہی میں جا گروں گا اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے جو دردناک ٹھکانہ ہے، میرا ایمان تو اسی رب پر ہے جو تمہارا بھی رب ہے، جو جہانوں کا رب ہے جس کے حکم سے یہ آسمان و زمین قائم ہیں، جس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا، ہر طرح کے اختیارات اور قدرتیں اسی کے پاس ہیں، اب تم جو چاہو کر گزرو لیکن میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ تم لوگ بھی شیطان کی راہ چھوڑ کر صراطِ مستقیم اختیار کرو۔

---

(۱) النمل ۶۴

(۲) الانبیاء ۲۴

(۳) ص ۲۷

(۴) الدخان ۳۸

(۵) القیامۃ ۳۶

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ

(اس سے) کہا گیا کہ جنت میں چلا جا، کہنے لگا کاش! میری قوم کو بھی علم ہو جاتا کہ مجھے رب نے بخش دیا اور مجھے

مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ

باعزت لوگوں میں سے کر دیا، اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا اور نہ اس طرح

وَ مَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً

ہم اتارا کرتے ہیں وہ تو صرف ایک زور کی چیخ تھی کہ یکایک وہ سب کے سب بجھ بجھا گئے، (ایسے) بندوں پر افسوس!

عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

کبھی بھی کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا جس کی ہنسی انہوں نے نہ اڑائی ہو، کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

بہت سی قوموں کو ہم نے غارت کر دیا کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، اور نہیں ہے کوئی جماعت مگر یہ کہ وہ جمع ہو

مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (یٰسین ۲۶ تا ۳۲)

کر ہمارے سامنے حاضر کی جائے گی۔

حق کی پاداش میں قتل:

مشرک قوم کھلم کھلا اپنے معبودوں کی بے بسی اور لاچاری کا اعلان کیسے سن سکتی تھی اس کی زبان بند کرنے کے لئے فوراً اس مسلمان پر ٹوٹ پڑی، کوئی ان کا ہاتھ روکنے والا نہ تھا اور اس کو حق بات کہنے کی پاداش میں اتنا زدوکوب کیا کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا، قدردان رب نے اس کے ایمان و یقین کو قبول فرمایا اور اسے جنت میں داخل کر دیا، وہ شخص اپنی قوم کے ساتھ اتنا مخلص اور خیر خواہ تھا کہ جنت میں پہنچ کر کہنے لگا کاش! میری گمراہ قوم کو علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ایمان اور اس پر استقامت کی وجہ سے میری بخشش و مغفرت کر دی اور مجھے اپنی لازوال اور انواع و اقسام کی نعمتوں بھری جنت میں باعزت لوگوں کے ساتھ داخل کر دیا ہے تاکہ وہ بھی ایمان و توحید کی روش اپنائیں، رسولوں کی پیروی کریں اور اللہ کی مغفرت اور اس کی بے بہا نعمتوں کی مستحق ہو جائیں، آخر اللہ نے اس قوم کو جن کو اپنی طاقت، قوت واختیار پر گھمنڈ تھا، جن کے دلوں میں دین حق کے خلاف جوش و خروش، بغض و عناد تھا، جن کو اپنے معبودوں کی طاقت واختیار اور قدرت پر مکمل بھروسہ تھا ان کی سرکوبی کے لئے کوئی لشکر نازل نہ فرمایا اور نہ ہی فرشتے نازل نہیں فرمائے بلکہ ایک معمولی سے دھماکے سے نیست و نابود کر دیا، اور ان کی تہذیب و تمدن اور ان کی نسلوں کا نشان تک باقی نہ چھوڑا، اللہ رب العزت نے بندوں کے حال پر افسوس کرتے ہوئے

فرمایا ہم نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے جو رسول بھی بھیجا انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کی رسالت، اس کی تعلیمات اور عقیدہ آخرت کا مذاق اڑاتے اور دعوت حق کو روکنے کی کوششیں ہی کرتے رہے، جیسے فرمایا:

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ (۱)

ترجمہ: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

مگر قیامت کے روز اللہ کا عذاب دیکھ لینے کے بعد یہ منکرین حق حسرت وندامت کا اظہار کریں گے کہ کاش! انہوں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی نہ کی ہوتی، کاش! شیطان کے ساتھی بن کر رسول کی دعوت توحید کا مذاق نہ اڑایا ہوتا، مگر اس وقت یہ افسوس وندامت ان کے کسی کام نہ آسکے گی اور ایسے لوگ اپنے گرو شیطان کے ساتھ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، اور اہلیان مکہ کو دھمکی دی کہ اللہ ورسول کی تکذیب واستہزا اور معبودان باطلہ کی طاقت، قوت واختیار پر بھروسہ کی وجہ سے جس طرح پچھلی بے شمار قومیں تباہ ہوئیں اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا اسی طرح تم لوگوں پر بھی عذاب نازل کیا جا سکتا ہے، تمہیں بھی صفحہ ہستی سے نیست ونابود کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے اللہ کو کوئی خاص بندوبست کرنے کی ضرورت نہیں، جس قوم کا تمہیں واقعہ سنایا گیا ہے انہیں کی طرح ایک چیخ سے تمہیں بھی صفحہ ہستی سے مٹایا جا سکتا ہے، اور جس طرح پچھلی اقوام واپس پلٹ کر دنیا میں نہیں آئیں تم بھی دنیا کی طرف کبھی پلٹ کر نہ آؤ گے؟ پھر ایک وقت مقررہ پر اولین وآخرین تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، جہاں عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کے مطابق ان کے اعمال کا حساب کتاب ہو گا اور اسی کے مطابق جزا یا سزا سنائی جائے گی، جیسے فرمایا:

وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (۲)

ترجمہ: اور یہ بھی واقعہ ہے کہ تیرا رب انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہے گا، یقیناً وہ ان کی سب حرکتوں سے باخبر ہے۔

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝۳۳

اور ان کے لیے ایک نشانی (خشک) زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کر دیا اور اس سے غلہ نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں،

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۝۳۴

اور ہم نے اس میں کھجوروں کے اور انگور کے باغات پیدا کر دیئے اور جن میں ہم نے چشمے بھی جاری کر دیئے ہیں

لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝۳۵ (یٰسین ۳۳تا۳۵)

تاکہ (لوگ) اس کے پھل کھائیں، اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے۔

(۱) الحجر ۱۱

(۲) ھود ۱۱۱

وجود باری تعالیٰ کی ایک نشانی:

کفار مکہ کو انکار و تکذیب اور مخالفت حق کے رویہ پر ملامت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور عقیدہ آخرت پر چند دلائل پیش کر کے غور و فکر کی دعوت دی، زمین کی روئیدگی کو دلیل کے طور پر پیش کر کے فرمایا تم لوگوں کے لئے بے جان زمین اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کے وحدہ لاشریک ہونے، اس کی قدرت تامہ اور مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے، حساب کتاب اور اعمال کی جزا و سزا پر ایک نشانی ہے، ہم اپنی رحمت سے آسمان سے بارش برسا کر اس مردہ زمین کو زندگی بخشتے ہیں اور اپنی قدرت سے ایک دانے اور ایک گھٹلی سے اس سے بکثرت انواع و اقسام کے غلہ جات، مختلف ذائقوں، رنگوں اور خصوصیات کے لذیذ پھل، میوہ جات اور مختلف نباتات نکال لاتے ہیں، جو شب و روز ان کی اور ان کے مویشیوں کی خوراک کے کام آتے ہیں، ہم نے اس مردہ زمین میں بے شمار درخت اور خاص طور پر کثیر المنافع کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے ہیں، اور ہم اپنی عظیم حکمت و قدرت سے زمین کے اندر سے بعض جگہ چشمے اور نہریں رواں کر دیتے ہیں جن کا پانی ان کے باغوں، کھیتوں کو سیراب کر کے سرسبز و شاداب کرتا ہے، تاکہ یہ اس کے میٹھے پانی سے پیدا ہونے والے غلہ جات اور پھل کھائیں، کھیتوں اور باغات سے نفع حاصل کریں، یہ سب کچھ تو اللہ احکم الحاکمین اور خیر الرازقین کی قدرت سے پیدا ہو رہے ہیں، اللہ کے سوا کسی کو یہ قدرت نہیں کہ وہ ان چیزوں کو تخلیق کر سکے، اور ان میں تمہاری کوئی صنعت کاری ہے نہ ان کی کسی کاری کا عمل دخل، تو پھر جس ہستی نے تمہاری زندگی کے سر و سامان کے لیے یہ سب کچھ تخلیق کیا ہے تم لوگ اس کی بے شمار نعمتوں کا شکر کیوں ادا نہیں کرتے؟ جو قادر مطلق یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، تو بغض و عناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر سوچو تم اپنے رب کی عطا کی ہوئی ان گنت نعمتیں کھا کر دوسروں کا شکر کیوں ادا کرتے ہو؟ اپنے مالک حقیقی کے حضور پیشانی جھکانے کے بجائے جھوٹے معبودوں کے آگے کیوں سجدہ ریز ہوتے ہو جو ایک تنکا بھی پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ

وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں

وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡهُ النَّهَارَ

خواہ وہ (چیزیں) ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں، اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے، جس سے ہم دن کو کھینچ دیتے ہیں تو یکایک

فَاِذَا هُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾

اندھیرے میں رہ جاتے ہیں، اور سورج کے لیے جو مقرر راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے، یہ ہے مقرر کردہ غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا

وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ

اور چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ

اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۴۰﴾ (یٰسین ۳۶ تا ۴۰)

،چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔

گردش شمس وقمر:

وہ ہستی ہر نقص سے پاک ہے جس نے نوع انسانی، زمین کی پیداوار، پانی میں رہنے والی تمام مخلوقات اور ان تمام مخلوقات کے جوڑے (نر اور مادہ) بنائے ہیں جن کو انسان جانتے تک نہیں ہیں، جیسے فرمایا

وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ [1]

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی یکتائی، اس کی قدرت کاملہ اور مشیت کے نفاذ کی ایک روشن دلیل یہ رات ہے جس سے ہم دن کو کھینچ دیتے ہیں تو وہ اندھیروں میں ڈوب جاتے ہیں، پھر ہم سورج کو طلوع ہونے کا حکم دیتے ہیں تو دن کا اجالا پھیل جاتا ہے، اس طرح رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے چلے آرہے ہیں، جیسے فرمایا:

...يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا... ﴿۵۴﴾ [2]

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ ﴿۶۱﴾ [3]

ترجمہ: وہ اس لیے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

مشرکین چاند وسورج اور دوسرے ستاروں کی بھی پرستش کرتے ہیں ان کو فرمایا کہ یہ چمکتا دھمکتا ہوا سورج بھی الٰہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ایک مخلوق ہے جو ساکن نہیں بلکہ اپنے رب کے حکم سے دائمی طور پر بیس کلومیٹر فی سکینڈ کے حساب سے اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے اور اس کی منزل عرش کے نیچے ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ:أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ؟، قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ العَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ، فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {وَالشَّمْسُ تَجۡرِىۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ} [4]

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب سورج غروب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور وہاں سے

[1] الذاریات ۴۹

[2] الاعراف ۵۴

[3] الحج ۶۱

[4] یس: ۳۸

طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، پھر اسے (طلوع ہونے کا) حکم دیا جاتا ہے اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ یہ (جاکر) سجدہ کرے گا تو وہ مقبول نہ ہوگا اور (طلوع ہونے کی) اجازت چاہے گا تو اجازت نہ ملے گی بلکہ اسے حکم ہوگا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا اس وقت یہ مغرب سے طلوع ہوگا اور یہی اس آیت کریمہ کا مطلب ہے "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست ہے علم والا ہے۔"(1)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى :وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا، قَالَ:مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ العَرْشِ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ "اور سورج کے لئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔(2)

سورج وچاند اور ستاروں کی گردشوں کا یہ بے داغ نظام ایک زبردست علیم ہستی نے قائم کیا ہے، اور اس نے اپنی حکمت کاملہ سے چاند کی بھی ۲۸ منزلیں مقرر کر دی ہیں، وہ روزانہ ایک منزل طے کرتا ہے اور بڑھتا ہوا بدر کامل بن جاتا ہے پھر گھٹتا ہوا جب آخری منزل پر پہنچتا ہے تو کھجور کی سوکھی ٹہنی کے مانند نظر آتا ہے، جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات تخلیق فرمائی ہے چاند کا یہ حساب پوری باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے اور اس کی مقررہ منزلوں میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا، چاند کی انہی گردشوں سے انسان مہینوں، سالوں اور اپنی عبادت کے اوقات متعین کرتے ہیں، جیسے فرمایا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ... ﴿۱۸۹﴾ (3)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ... ﴿۵﴾ (4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بھڑنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تا کہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا

(1) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ۳۱۹۹ ، وکتاب التفسیر سورہ یٰسین بَابُ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ العَزِيزِ العَلِيمِ ۴۸۰۲ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ ۳۹۹، مسند احمد ۲۱۳۵۲

(2) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ یٰسین بَابُ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ العَزِيزِ العَلِيمِ ۴۸۰۳

(3) البقرۃ۱۸۹

(4) یونس ۵

عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ... ﴿۱۲﴾ [۱]

ترجمہ: دیکھو ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے، رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور ماہ و سال کا حساب معلوم کر سکو۔

مدبر کائنات کے وجود کی یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو اپنی طرف کھینچ لے یا خود اس کے مدار میں داخل ہو کر اس سے جا ٹکرائے اور نہ رات کے بس میں ہے کہ وہ دن سے پہلے آ جائے بلکہ یہ بھی ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، جیسے فرمایا:

...یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّهَارَ یَطۡلُبُهٗ حَثِیۡثًا... ﴿۵۴﴾ [۲]

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

چاند ہو یا سورج یا پورا نظام شمسی سب دائمی طور پر اپنے اپنے مدار میں مقررہ رفتار سے تیر رہے ہیں اور ان کا باہمی ٹکراؤ نہیں ہوتا،

عَنْ قَتَادَةَ، {لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ} لِكُلٍّ مِنْهُمَا حَدٌّ لَا يَعْدُوهُ وَلَا يَقْصُرُ دُونَهُ، إِذَا جَاءَ سُلْطَانُ هَذَا ذَهَبَ هَذَا وَإِذَا ذَهَبَ سُلْطَانُ هَذَا جَاءَ سُلْطَانُ هَذَا

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کے بارے میں کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی حد مقرر ہے جس سے وہ نہ تجاوز کر سکتا ہے اور نہ اس سے پیچھے رہ سکتا ہے، جب ایک کی بادشاہی کا وقت آتا ہے تو دوسرا چلا جاتا ہے اور جب دوسرے کی بادشاہی کا وقت چلا جاتا ہے تو پہلا آ جاتا ہے۔ [۳]

خالق کائنات نے یہ سائنسی نقطہ اس وقت بیان فرمایا جب زمین کو چپٹا سمجھا جاتا تھا، اس کے گول ہونے یا اس کے سیارہ ہونے یا اس کی حرکت کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا، قرآن کریم نے سورج، چاند اور زمین سب کو سیارگان قرار دیا اور کہا کہ ہر ایک کا اپنا اپنا فلک ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا مدار ہے اور یہ مقررہ رفتار سے تیر رہے ہیں۔

وَ اٰیَةٌ لَّهُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّیَّتَهُمۡ فِی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقۡنَا لَهُمۡ

اور ان کے لیے ایک نشانی (یہ بھی) ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ان کے لیے اسی جیسی اور

مِّنۡ مِّثۡلِهٖ مَا یَرۡكَبُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنۡ نَّشَاۡ نُغۡرِقۡهُمۡ فَلَا صَرِیۡخَ لَهُمۡ وَ لَا هُمۡ یُنۡقَذُوۡنَ ﴿۴۳﴾

چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں، اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے پھر نہ تو کوئی ان کا فریادرس ہوتا نہ بچائے جائیں،

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۴۴﴾ (یٰسین ۴۱ تا ۴۴)

لیکن ہم اپنی طرف سے رحمت کرتے ہیں اور ایک مدت تک کے لیے انہیں فائدے دے رہے ہیں۔

[۱] بنی اسرائیل ۱۲
[۲] الاعراف ۵۴
[۳] تفسیر طبری ۲۰/ ۵۲۰

سمندر کی تسخیر:

اللہ نے اپنے احسان کا تذکرہ فرمایا کہ ہم نے ہی ان وسیع و عریض گہرے سمندروں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے اور ہم نے ہی بندوں کو کشتی کی نعمت اور اس کی تعلیم سے نوازا ہے تا کہ وہ مسافروں کے ساتھ ساتھ بھاری سامان کی ترسیل کر سکیں، ہم نے بحری جہازوں کے علاوہ خشکی میں سفر کرنے کے لیے دوسری چیزیں مثلاً ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں، بسیں، کاریں اور دیگر نقل و حمل کی اشیا بھی پیدا کیں ہیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں، مگر ہم جب چاہیں ان کو سمندروں میں غرق کر دیں یا خشکی میں تباہ و برباد کر دیں، پھر مشکلات و آزمائش کی اس کٹھن گھڑی میں اللہ کے سوا تمہارے معبود نہ تو تمہاری درد بھری التجائیں سن سکیں گے اور نہ ہی تمہارے کسی کام نہ آ سکیں گے، خشکی و تری کے یہ سفر تم صرف اللہ کی رحمت اور لطف و کرم سے ہی طے کر رہے ہوتا کہ اللہ نے تمہیں زندگی کی جو سانسیں عطا فرمائی ہوئی ہیں انہیں پورا کرو اور جو رزق عنایت کیا ہوا ہے اسے کھاؤ، اور جو چیزیں تمہاری خدمت کے لئے مسخر کر دی گئیں ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ

اور ان سے جب (کبھی) کہا جاتا ہے کہ اگلے پچھلے (گناہوں) سے بچو تا کہ تم پر رحم کیا جائے، اور ان کے پاس تو ان کے

مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ

رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ برتتے ہوں، اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو تو یہ کفار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیوں کھلائیں؟

مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ (یٰسین ۴۵ تا ۴۷)

جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا، تم تو ہو ہی کھلی گمراہی میں۔

کفار کا تکبر و عناد:

جب ان لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اور منزل کتاب پر ایمان لاؤ، اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ مانگو اور اعمال صالحہ اختیار کر کے برزخ، قیامت کے احوال اور دنیاوی سزاؤں سے بچنے کی تگ و دو کرو تا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمہیں عذابوں سے بچا لے، مگر ان کی سرکشی اور نادانی کی انتہا یہ ہے کہ اس نصیحت کو سنی ان سنی کر جاتے ہیں جس میں خود ان کا ہی فائدہ ہے، اور جب ان کے سامنے اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی دلیل اور گزشتہ تباہ شدہ اقوام کا کوئی عبرت ناک واقعہ بیان کیا جاتا ہے تو اس پر غور و فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے بجائے اعراض کرتے ہیں، رزق اللہ ہی عطا فرماتا ہے اگر اللہ چاہتا تو اپنے خزانوں کو تمام انسانوں میں برابر برابر تقسیم کر سکتا تھا اور اس کے خزانوں میں قطعاً کوئی کمی واقع نہ ہوتی مگر یہ اس کی حکمت و مصلحت ہے کہ کسی کو اس نے زیادہ عطا فرمایا ہوا ہے اور کسی کو کم، جس کو زیادہ عنایت فرمایا ہے اس پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں ان کو روز آخرت اس دولت کا حساب بھی دینا ہو گا کہ اللہ کے عطا کردہ

فضل کو کس راہ پر خرچ کیا گیا تھا، اگر اللہ کی راہ میں خرچ کیا گیا ہوگا تو اللہ کے وعدے کے مطابق کئی گنا بڑھ کر مل جائے گا اور اگر بے جا اصراف اور نمود و نمائش پر خرچ کیا ہوگا تو اس کا بھی حساب دینا ہوگا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفَ يَوْمٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفلس جنت میں اغناء سے آدھا دن پیشتر داخل ہوں گے (امراء تو اپنا حساب دے رہے ہوں گے) اور وہ پانچ سو برس کا دن ہے۔[1]

چنانچہ جب مشرکین کو نصیحت کی جاتی کہ اللہ کے عنایت فرمائے گئے رزق سے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کے لئے اپنے اعزاء و اقارب میں سے غریبوں، یتیموں اور بے کسوں پر بھی کچھ خرچ کر دیا کرو تا کہ روز آخرت کچھ زاد راہ کے کام آئے تو حق کی مخالفت اور اپنی فطری بخل سے اس کا الٹا جواب دیتے کہ ہم اپنے مال کیوں ان محتاجوں، ضرورت مندوں کے نان و نفقہ پر خرچ کریں، انہیں کیوں کھلائیں پلائیں اگر اللہ خود ان کی بہتری چاہتا تو خود ہی ان کے رزق میں اضافہ کر دیتا ہم ان کو دے کر اللہ کی مشیت کی خلاف ورزی کیوں کریں، کیا تم لوگ بالکل ہی سٹک گئے ہو کہ اتنی سی بات بھی تم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ بیوقوف نظام دنیا کے بارے میں اتنی سے بات نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کھانے پینے کے لیے بنائی ہے نہ کھلانے پلانے کے لیے، یہ رنگ برنگی دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے، یہاں کچھ لوگوں کو بھوکا رکھ کر اور کسی کو کھلا پلا کر آزمایا جارہا ہے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً

وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا سچے ہو تو بتلاؤ؟ انہیں صرف ایک چیخ کا انتظار ہے جو انہیں آپکڑے گی

وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً

اور یہ باہم لڑائی جھگڑے میں ہی ہوں گے، اس وقت نہ تو یہ وصیت کرسکیں گے

وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ (یٰسین ۴۸تا۵۰)

اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ سکیں گے۔

حشر کی منظر کشی:

توحید باری تعالیٰ کے بعد دوسرا بڑا مسئلہ جس پر کفار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نزاع برپا تھا وہ آخرت کا مسئلہ تھا، وہ حیات بعد الموت، اعمال کی جزاوسزا کے عقیدے اور جنت وجہنم کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اس لیے محض کج بحثی اور تمسخرانہ انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ اچھا یہ تو بتلائیں وہ قیامت جس کے بارے میں آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں کب قائم ہوگی؟ ان کے سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی تاریخ بتلانے کے بجائے عالم آخرت کا ایک عبرتناک نقشہ ان کے سامنے پیش کر کے بتلایا کہ جس قیامت کے متعلق تم بے

---

[1] جامع ترمذی ابواب الزهد بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ ۲۳۵۵ ،مسند احمد ۱۰۶۵۴،شعب الایمان ۹۸۹۷

دھڑک ہو کر سوال کرتے ہو وہ تم سے دور نہیں بلکہ قریب ہے، جیسے فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝۱۷ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ یہ کتاب اور میزان نازل کی ہے اور تمہیں کیا خبر شاید کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہی آ لگی ہو۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۔۔ۚ ۝۴۰ [۲]

ترجمہ: ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب آ لگا ہے۔

اور اس طرح اچانک وارد ہو گی کہ تمہارے حاشیہ خیال میں بھی یہ تصور نہیں ہو گا کہ دنیا کے خاتمے کی گھڑی آ پہنچی ہے، بس اچانک ایک زوردار آواز بلند ہو گی پھر نہ تم لوگ کوئی وصیت کر سکو گے اور نہ تم میں گھروں کو واپس جانے کی طاقت ہو گی، بس اس آواز کے ساتھ ہی تم وہیں ڈھیر ہو کر رہ جاؤ گے، جیسے فرمایا:

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۷۷ [۳]

ترجمہ: اور زمین و آسمان کے پوشیدہ حقائق کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے بلکہ اس سے بھی کچھ کم، حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ، فَمَا يَصِلُ الْإِنَاءُ إِلَى فِيهِ حَتَّى تَقُومَ، وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ، فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتَّى تَقُومَ، وَالرَّجُلُ يَلِطُ فِي حَوْضِهِ، فَمَا يَصْدُرُ حَتَّى تَقُومَ

ابوہریرہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا قیامت قائم ہو جائے گی اور مرد اونٹنی دوہتا ہو گا برتن اس کے منہ تک نہ پہنچے گا کہ قیامت آ جائے گی، اور دو مرد بازار میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، کپڑے کی خرید و فروخت نہ کر چکے ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی، اور کوئی مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوں ابھی اس کو درست کر کے واپس نہ آئے گا کہ قیامت آ جائے گی۔ [۴]

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝۵۱ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا

توصور کے پھونکے جاتے ہی سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے، کہیں گے ہائے ہائے!

مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۲

ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا، یہی ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا،

[۱] الشوری ۱۷

[۲] النبا ۴۰

[۳] النحل ۷۷

[۴] صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ ۷۴۱۳ ،مسندابی یعلی ۶۲۷۱

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ

یہ نہیں ہے مگر ایک چیخ کہ یکایک سارے کے سارے ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے، پس آج کسی شخص پر کچھ

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ (یٰسین ۵۱ تا ۵۴)

بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں انہیں بدلہ دیا جائے گا، مگر صرف ان ہی کاموں کا جو تم کیا کرتے تھے۔

قیامت کا دوسرا نفخہ:

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا زمین وآسمان اور ان کے طبعی قوانین کو بدل دے گا، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ... ﴿٤٨﴾ [1]

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔

اور اللہ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا جس کی آواز کے ساتھ تمام جن وانس اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے دنیاوی جسم وجان کے ساتھ زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور آواز دینے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ [2]

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑ رہے ہوں۔

اور پھر قبر کے عذاب کی نسبت میدان محشر کے ہول وشدت اور تکلیف ومصیبت کو دیکھ کر حواس باختہ ہو جائیں گے اور حسرت وندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! یہ کس نے ہمیں ہماری قبروں میں نیند سے اٹھا کھڑا کیا؟ پھر یا تو انہیں خود حقیقت حال کا ادراک ہو جائے گا یا اہل ایمان یا فرشتے انہیں جواب دیں گے کہ یہ تو وہی چیز ہے جس کا اللہ رحمان نے وعدہ کیا تھا اور جس کی خبر اللہ کے رسول ہمیں دیتے تھے اور ہم اسے جھٹلاتے تھے، جیسے فرمایا:

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾ [3]

ترجمہ: اس وقت یہ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! یہ تو یوم الجزا ہے (ارشاد ہو گا ہاں) یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ایک ہی زور کی آواز بلند ہو گی اور اولین وآخرین سب ہماری بارگاہ میں پیش کر دیئے جائیں گے، جیسے فرمایا:

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ [4]

ترجمہ: حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

---

[1] ابراہیم ۴۸

[2] المعارج ۴۳

[3] الصافات ۲۰، ۲۱

[4] النازعات ۱۳، ۱۴

...وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ [1]

ترجمہ: اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے بلکہ اس سے بھی کچھ کم، حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

اس دن حقیقی اقتدار صرف رحمٰن کا ہوگا، جیسے فرمایا:

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی اور وہ منکرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔

اور تمام آوازیں رحمٰن کے آگے دب جائیں گی۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ [3]

ترجمہ: اس روز سب لوگ منادی کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے، کوئی ذرا اکڑ نہ دکھا سکے گا اور آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی، ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے۔

اللہ مالک یوم الدین کفار و مشرکین اور فساق و مجرمین سے فرمائے گا آج نہ تمہاری نیکیوں میں کوئی کمی کی جائے گی نہ تمہاری برائیوں میں کوئی اضافہ کیا جائے گا بلکہ دنیا میں جس خیر و شر کا تم ارتکاب کرتے رہے ہو اس کی تمہیں جزا و سزا دی جائے گی، پس جو بھلائی پائے وہ اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرے اور جسے اس کے علاوہ ملے تو اسے صرف اپنے نفس کو ملامت کرنی چاہیے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ

جنتی لوگ آج کے دن اپنے (دلچسپ) مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں، وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر

عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾

تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، ان کے لیے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں،

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ (یٰسین ۵۵تا۵۸)

مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

پرہیز گار لوگوں کو بلا حساب یا ہلکا حساب لے کر جلد از جلد جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا پھر اللہ مالک یوم الدین مجرموں کو کہے گا جن اہل ایمان اور پرہیز گار لوگوں کا تم حقارت سے مذاق اڑاتے تھے، آنکھوں ہی آنکھوں میں جن کی طرف اشارے کرتے تھے، جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ [4]

[1] النحل ۷۷

[2] الفرقان ۲۶

[3] طٰہٰ ۱۰۸

[4] المطففین ۳۰،۲۹

ترجمہ: مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے۔

جن کی مفلسی کی بدولت تم قابل التفات ہی نہیں سمجھتے تھے وہ لوگ تو ہماری جنتوں میں ہشاش بشاش اور گوناں گوں نعمتوں اور راحتوں میں مشغول ہیں، وہ اور ان کی خوبصورت چہروں، آنکھوں، بدنوں اور خوبصورت سیرت والی بیویاں شاہانہ شان سے جنت کے گھنے اور ٹھنڈے سایوں والے درختوں کے نیچے خوبصورت چادروں سے مزین مسندوں پر گاؤ تکیوں پر ٹیک لگائے ہوئے کمال راحت اور طمانیت کے ساتھ اللہ کی مہمانداری سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، ان کے موتیوں کی طرح خوبصورت نوجوان خدمت گار ان کو ہر قسم کے من پسند میوہ جات اور لذیذ پھل وغیرہ پیش کر رہے ہیں، اور جو کچھ بھی وہ تمنا کریں گے ان کو پیش کر دیا جائے گا، اور تم لوگ دنیا میں اپنے مال واسباب کے غرور میں اپنے آپ کو بڑا زیرک و دانا سمجھتے تھے یہاں کھڑے اپنے جرائم کی جواب دہی کر رہے ہو، اور فرشتے اہل جنت کو رب رحیم کی طرف سے سلام پہنچائیں گے، جیسے فرمایا:

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ [۱]

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا اور ان کے لیے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

وَ امْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا

اے گناہ گارو! آج تم الگ ہو جاؤ، اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا

الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور میری عبادت کرنا سیدھی راہ یہی ہے،

وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

شیطان نے تم میں سے بہت ساری مخلوق کو بہکا دیا کیا تم عقل نہیں رکھتے، یہی وہ دوزخ ہے

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ (یٰسین ۵۹ تا ۶۴)

جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لیے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔

مجرموں کی چھانٹ:

جب سب لوگ میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اہل توحید اور کفار ومشرکین سے کہیں گے کہ موت کے ساتھ ہی تمہارے سارے دنیاوی رشتے اور تعلقات کاٹ دیئے گئے ہیں، لہٰذا اب تم میں سے ہر شخص کو تنہا اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی اس لیے اب تم دونوں گروہ الگ الگ ہو جاؤ، چنانچہ اہل ایمان اور کفار ومشرکین الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے اور ہر ایک گھٹنوں کے بل

---

[۱] الاحزاب ۴۴

گر پڑے گا جیسے فرمایا:

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس دن (سب انسان) الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

... يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿۴۳﴾ (۲)

ترجمہ: اس دن لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔

پھر اللہ رب العزت مجرموں کو ڈانٹ کر کہیں گے اے اولاد آدم! کیا ہم نے عہد الست کے وقت تمہیں خبردار نہیں کر دیا گیا تھا کہ صرف میری عبادت کرنا اور میری مخلوق میں سے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا، اور یہ کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اس کے حکم کی تابعداری نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں راہ راست سے بھٹکا دے گا، ہم نے اپنے فضل و کرم سے اس وعدہ الست کی یاددہانی اور شیطان کے خطرناک واروں سے بچانے کے لئے ہر بستی میں پیغمبر مبعوث فرمائے، تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لیے کتابیں نازل کیں، انبیاء و مرسلین نے اپنی اپنی قوموں کو دلائل و براہین سے باور کرایا کہ صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کرو، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں جو ہر طرح کی طاقت، قوت و اختیار کا مالک ہے، اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو کوئی قوت، طاقت و اختیار نہیں سونپا، شیطان مردود نے تمہیں صراط مستقیم سے گمراہ کر دیا ہے، حقیقت کو پہچانو اور معبودان باطلہ کی پرستش سے تائب ہو کر اللہ سے مغفرت چاہو، وہ غفور و رحیم ہے اور اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دینا پسند کرتا ہے وہ تمہیں بخش دے گا، مگر تم لوگوں نے میرے عہد کی حفاظت کی نہ میری وصیت پر عمل کیا بلکہ رسولوں کے وعظ و نصیحت اور میری کتابوں کو جھٹلایا اور عقل کو خیرباد کہہ کر شیطان کے اطاعت گزار ساتھی بن کر دعوت حق کا راستہ روکنے کے لیے ان کے مقابل کھڑے ہو گئے، چنانچہ اپنی عہد شکنی، اللہ وحدہ لاشریک سے کفر و شرک اور دوسرے گناہوں کی پاداش میں کے لئے جہنم میں داخل ہو جاؤ، جو باغیوں اور نافرمانوں کی جگہ ہے، جس کی ہولناکی کے بارے میں پیغمبر تمہیں ڈراتے تھے مگر تم لوگ دنیا میں ہی مست رہے اور آخرت کے لئے کوئی تگ و دو نہ کی، عذاب کی شدت سے تم چیخو چلاؤ گے مگر تمہاری چیخ و پکار کو سننے والا اور مدد کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ

ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے، اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیتے پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے پھرتے

فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا

لیکن انہیں کیسے دکھائی دیتا؟ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی جگہ ہی پر ان کی صورتیں مسخ کر دیتے پھر وہ چل پھر سکتے

(۱) الروم ۱۴

(۲) الروم ۴۳

وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ (یٰسین ۶۵ تا ۶۸)

اور نہ لوٹ سکتے، اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائشی حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے۔

اعضاء کی گواہی:

جب مجرم غیض وغضب سے پھٹتی جہنم کو اپنے سامنے دیکھیں گے جس میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا تو کانپ جائیں گے، خوف سے ان کی آنکھیں نیلی پڑ جائیں گی، اس لئے جہنم سے بچنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عدالت میں قسمیں کھا کر اپنے جرائم کا اقبال کرنے سے انکار کر دیں گے، انبیاء، فرشتوں اور صالح انسانوں کی گواہی کو جھٹلائیں گے، کراماً کاتبین کے تیار کردہ نامہ اعمال کی صحت تسلیم نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے عذاب جہنم سے بچنے کے لئے کراماً کاتبین کے تیار کردہ نامہ اعمال اور گواہوں کو جھٹلا دیا تو اب ہم تمہارے اعضاء سے ہی تمہارے اعمال کی گواہی لے لیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا جس سے وہ کفر وتکذیب پر مبنی اپنے اعمال کا انکار کرنے پر قادر نہیں ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے اعضائے انسانی کو قوت گویائی عطا فرما دے گا اور اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں، آنکھیں، کان، زبان، ہونٹ اور جسم کی کھال تک سچ سچ گواہی دے گی کہ اس ظالم شخص نے تیری مرضی کے خلاف ہمیں کہاں کہاں استعمال کیا تھا، جیسے فرمایا:

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ [1]

ترجمہ: وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ [2]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

پھر ان کی زبان کھول دی جائے گی تو یہ اپنے بدن کی کھالوں سے کہیں گے۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ... ﴿٢١﴾ [3]

ترجمہ: وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔

ان کے اعضاء جواب دیں گے،

قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا

[1] النور ۲۴

[2] حم السجدۃ ۲۰

[3] حم السجدۃ ۲۱

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِيۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰىكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ:وہ جواب دیں گی ہمیں اسی اللہ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے،اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھااور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو،تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے،تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ:هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟قَالَ قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ:كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو میں کس واسطے ہنسا؟ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے میں بندے کی گفتگو پر ہنستا ہوں جو وہ اپنے مالک سے کرے گا بندہ کہے گا اے میرے مالک! کیا تو مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دے چکا ہے (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں،فرمایا پھر بندہ کہے گا کہ میں سوائے اپنی ذات کی گواہی کے کسی کی گواہی کو اپنے اوپر جائز نہیں رکھتا،پروردگار فرمائے گا اچھا تیری ذات کی گواہی تجھ پر آج کے دن کفایت کرتی ہے اور کراما کاتبین کی گواہی،فرمایا پھر بندہ کے منہ پر مہر لگ جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں سے کہا جائے گا تم بولو،وہ اس کے سارے اعمال بول دیں گے پھر بندہ کو بات کرنے کی اجازت دی جائیگی،بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا چلو دور ہو جاؤ،اللہ کی مار تم پر میں تو تمہارے ہی فائدے کے لیے جھگڑا کر رہا تھا۔ ⁽²⁾

ہم چاہیں تو ایک اشارے سے ان کی بینائی سلب کر لیں پھر یہ راستے کی طرف بڑھیں تو اس تک پہنچ نہیں پائیں گے لیکن یہ ہمارا حلم و کرم ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا،ہم چاہیں تو ایک اشارے سے انہیں ان کے مکانوں ہی پر ان کی صورتیں بدل دیں،یعنی ہم ان کی حرکت سلب کر لیں تو پھر یہ نہ آگے چل سکیں گے نہ پیچھے پلٹ سکیں گے بلکہ پتھر کے ایک بے جان بت کی طرح ایک جگہ پڑے رہیں گے،جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کے قویٰ اور عقل میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے حتی کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے اور اس کی سمجھ بوجھ ایک بچے کی طرح ہو جاتی ہے،اور وہ ناسمجھی کی باتیں کرنے لگتا ہے،جیسے فرمایا:

...وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا... ﴿۵﴾ ⁽³⁾

⁽¹⁾ حم السجدة ۲۱تا۲۳

⁽²⁾ صحيح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن لمومن وجنة للكافر ۷۴۳۹، صحيح ابن حبان ۷۳۵۸،شعب الایمان ۲۶۱،السنن الكبرىٰ للنسائی ۱۱۵۸۹

⁽³⁾ الحج ۵

ترجمہ:اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

پھر غور و تدبر کرو جو اللہ ایک پانی کے ایک حقیر قطرے سے بچے کو پیدا کر سکتا ہے، جو بہت ناتواں ہوتا ہے، پھر وقت کے ساتھ ساتھ اللہ اسے نشو نما دے کر ایک طاقت ور جوان بنا دیتا ہے، پھر جوانی سے انتہائی بوڑھا کر دیتا ہے حتی کہ اس کی گفتگو میں بھی بچپنا جھلکتا ہے، ایسی عمر جب انسان معذور ہو جائے، اس کی قویٰ مختل ہو جائیں، عقل جاتی رہے، نہ کسی کو ٹھیک طرح سے پہچان سکے، نہ کسی کے ساتھ ٹھیک طرح بات کر سکے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے، حتی کہ رفع حاجت تک میں محتاج ہو جائے، کیا اس عظیم الشان کائنات کا خالق انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا؟

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۹﴾

نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے، وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ (یٰسین ۶۹،۷۰)

تاکہ وہ ہر شخص کو آگاہ کر دے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کو بے وزن ٹھہرانے کے لیے مختلف قسم کے بہتان لگاتے رہتے تھے، ان میں ایک بہتان یہ بھی تھا کہ آپ شاعر ہیں اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ آپ کی شاعرانہ تک بندی ہے، جیسے فرمایا:

بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ [۱]

ترجمہ:وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہے بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو شاعری سے منزہ قرار دیا اور مشرکین کو سمجھایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ تمہیں توحید و آخرت، حیات بعد از موت، میدان محشر کے احوال اور جزاوسزا کے لئے نعمتوں بھری جنت و ہولناک جہنم کی جو باتیں تمہیں سمجھاتے ہیں وہ شعر و شاعری نہیں اور نہ ہی اللہ کے پیغمبروں کو شعر و شاعری زیب دیتی ہے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے تمہاری رشد و ہدایت کے لئے منزل کتاب ہے، جیسے فرمایا:

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ [۳]

ترجمہ:باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

---

[۱] الانبیاء۵

[۲] الطور۳۰

[۳] حم السجدۃ۴۲

تا کہ وہ اس کے ذریعے سے ہر سوچنے سمجھنے والے شخص کو آخرت کے حالات سے خبردار کر دے، جیسے فرمایا:

...وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ... ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔

اور جو اللہ کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب کو اللہ کی منزل کتاب تسلیم نہ کرے وہ جہنمی ہے۔

...وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ... ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

تا کہ عقل وبصیرت رکھنے والے لوگ اس پاکیزہ کلام کے دلائل وبراہین میں غور فکر کریں اور طاغوتی راستہ چھوڑ کر اپنی آخرت کی دائمی زندگی کی فکر کریں، اور ان لوگوں پر اتمام حجت قائم ہو جائے جن کو خواہ کتنی ہی معقولیت اور دردمندی سے دعوت حق پیش کی جائے وہ اپنے بغض وعناد، تکبر وغرور میں حقائق کو تسلیم نہیں کرتے، تا کہ روز آخرت وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہمارے پاس ہمیں ڈرانے اور خوشخبری دینے والا کوئی نہیں بھیجا گیا تھا۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ

کیا وہ نہیں دیکھتے ہم نے اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے چوپائے (بھی) پیدا کئے جن کے کہ یہ

لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾

مالک ہو گئے ہیں اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کے تابع فرمان کر دیا ہے جن میں سے بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت

وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

کھاتے ہیں، انہیں ان میں سے اور بھی بہت سے فائدے ہیں، اور پینے کی چیزیں، کیا پھر (بھی) یہ شکر ادا نہیں کریں گے؟

وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ

اور وہ اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں تا کہ وہ مدد کئے جائیں، (حالانکہ) ان میں ان کی مدد کی طاقت ہی نہیں،

وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

(لیکن) پھر بھی (مشرکین) ان کے لیے حاضر باش لشکری ہیں، پس آپ کو ان کی بات غمناک نہ کرے ہم ان کی پوشیدہ

وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ (یٰسین ۷۱ تا ۷۶)

اور اعلانیہ سب باتوں کو (بخوبی) جانتے ہیں۔

(۱) الانعام ۱۹

(۲) ھود ۱۷

مویشیوں کے فوائد:

اور اللہ نے دوسری مخلوقات کے علاوہ پالتو مویشی پیدا فرمائے اور انہیں انسانوں کے لئے مسخر فرمادیا ہے جن سے تم لوگ خوش ذائقہ، حیات بخش دودھ حاصل کرتے ہو، ان کا گوشت کھاتے ہو، ان کی کھالوں سے پہننے کے لئے جوتے اور موسمی اثرات سے بچنے کے لئے خیمے تیار کرتے ہو، ان کی خرید وفروخت سے فائدے حاصل کرتے ہو، کیا ان کی یا کائنات کی دوسری مخلوقات کی پیدائش میں (نعوذ باللہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور شامل تھا، یہ بات تم لوگ تسلیم کرتے ہو کہ تمام کائنات اور اس کے اندر جو کچھ ہے کی پیدائش میں تمہارا کوئی معبود شامل نہیں تھا تو پھر تم لوگوں نے اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کیوں دوسرے معبود بنالئے ہیں؟ منعم حقیقی کی نعمتوں کا کفران کیوں کرتے ہو؟ اللہ کو چھوڑ کر کیوں خودساختہ معبودوں کے حضور نذر ونیاز پیش کرتے ہو؟ ان کے آستانوں یا قبروں پر کیوں چڑھاوے چڑھاتے ہو؟ ان کی قبروں پر کیوں قربانیاں کرتے ہو، کیوں ان کے لئے جانوروں کو پن کرتے ہو؟ اور ان گونگے، بہرے اندھے بے بس معبودوں سے جنہوں نے کچھ بھی تخلیق نہیں کیا، جن کے اختیار میں برائے نام بھی کچھ نہیں ان سے یہ امید بھی رکھتے ہو کہ وہ تمہاری پکار کو سن کر تمہاری دادرسی بھی کریں گے، تمہاری رسومات عبادت کی وجہ سے روزی میں برکت ڈالیں گے، اولادوں سے نوازیں گے، عزت ووقار عطا کریں گے، یادرکھو یہ کچھ بھی نہیں کرسکتے، یہ بے جان ٹکڑے تو خود عبادت گزاروں کے محتاج ہیں، یہ تو تم لوگ ہی ان کی بارگاہیں بنا اور سجا کر ان کے حضور حاضر باش بنے ہوئے ہو، اور خود ہی انہیں اختیارات عطا فرما کر پروپیگنڈا کرتے ہو، ان کی حمایت میں لڑتے اور جھگڑتے ہو کہ یہ ایسی کرنے والے ہیں اور ویسی کرنے والے ہیں، تم لوگوں نے شیطان کے جھانسے میں الجھ کر ان کی خدائی کو قائم رکھا ہوا ہے اگر تم لوگ ان سے کنارہ کش ہو جاؤ تو ان کی خدائی ایک لمحے میں ختم ہو جائے، بہر حال تم لوگ اپنی زبانوں سے رب حقیقی کو مانو یا نہ مانو جس کے اختیار میں سب کچھ ہے، کائنات کی ہر شے جس کی حمد وستائش کر رہی ہے، تمہارے دل ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں مگر صرف تعصّبات، فخر وغرور، بغض و حسد سے انکار کرتے ہو، لوگوں کو اللہ کے رسول سے بدگمان کرنے کے لئے کاہن، ساحر، مجنون وغیرہ القاب دیتے ہو، دعوت حق کو زک پہنچانے کے لئے جھوٹی باتیں گھڑتے ہو، سچائی کا مقابلہ جھوٹ وفریب سے کرتے ہو، مگر جھوٹ، سچائی کے مقابلہ میں کبھی بھی سر بلند نہیں ہوسکتا، اللہ کا نام بلند ہے اور ہمیشہ بلند ہی رہے گا، جیسے فرمایا:

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا... ۝۴۰ [۱]

ترجمہ: اور بلند وعزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔

تم لوگ دعوت حق کو روکنے کی لاکھ کوششیں کرلو مگر ناکام ونامراد ہی رہو گے، پھر اس دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہو گے اور آخرت میں بھی اپنا برا انجام دیکھ لو گے، اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کفار آپ کی دعوت کا راستہ روکنے کے لیے پروپیگنڈے کا جو طوفان اٹھا رہے ہیں، اس سے تم رنجیدہ خاطر نہ ہو ہم ان کی ہر چھپی اور کھلی سب باتوں کو خوب جانتے ہیں۔

---

[۱] التوبۃ۴۰

اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾

کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکایک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھا،

وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا کہنے لگا ان کی گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ

آپ جواب دیجئے! کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے اول مرتبہ پیدا کیا ہے، جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے

مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

والا ہے، وہی جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی جس سے تم یکایک آگ سلگاتے ہو، جس نے آسمانوں

وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾

اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ان جیسوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں، بیشک قادر ہے، اور وہی پیدا کرنے والا دانا (بینا)

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ (یٰسین ۷۷ تا ۸۲)

ہے، وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

آخرت پر قوی دلائل:

اسلام کے چھ بنیادی عقائد میں پانچواں عقیدہ حیات بعد الموت ہے لیکن کفار و مشرکین اس عقیدے کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے،

وَقَتَادَةُ: جَاءَ أُبَي بْنُ خَلَفٍ [لَعَنَهُ اللَّهُ] إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ عَظْمٌ رَمِيمٌ وَهُوَ يُفَتِّتُه وَيُذْرِيهِ فِي الْهَوَاءِ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ هَذَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، يُمِيتُكَ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ يَبْعَثُكَ، ثُمَّ يَحْشُرُكَ إِلَى النَّارِ. وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ "يس": {أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ}، إِلَى آخِرِهِنَّ.

چنانچہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مشرکین مکہ کا ایک سردار عاص بن وائل یا ابی بن خلف اللہ اس پر لعنت کرے بطحاء مکہ سے ایک بوسیدہ ہڈی اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی مردے کی اس پرانی ہڈی کو ہاتھوں سے مسل کر اس کے ذرات کو ہوا میں اڑا دیا اور تمسخر اور استہزا کے لہجے میں کہا کیا اللہ تعالیٰ اس خاک سے انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تجھے موت دے گا پھر تجھے زندہ کرے گا اور پھر تجھے تیرے گندے عقیدے اور بد اعمالیوں کے سبب جہنم میں داخل کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے تمسخر اور استہزا کا جواب دیا" یہ قیامت کا منکر انسان اپنی اصل حقیقت پر غور و تدبر نہیں کرتا کہ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے ماں

کے پیٹ میں پانی کے ایک بدبو دار حقیر قطرے سے آہستہ آہستہ مختلف مراحل سے گزار کر اسے پیدا کیا۔'' [۱]

جیسے فرمایا:

أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ [۲]

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا؟۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٢﴾ [۳]

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ: بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفِّهِ، ثُمَّ وَضَعَ أُصْبُعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَّى تُعْجِزُنِي ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هَذِهِ، فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟

بسر بن جحاش قرشی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا پھر اس پر شہادت کی انگلی رکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم کیا تو مجھے عاجز کر سکتا ہے؟ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا کیا پھر جب ٹھیک ٹھاک درست اور چست کر دیا اور تو ذرا کس بل والا ہو گیا تو تو نے مال جمع کرنا اور مسکینوں کو دینے سے روکنا شروع کر دیا، ہاں جب دم نرخرے میں اٹکا تو کہنے لگا اب میں اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، بھلا اب صدقے کا وقت کہاں؟۔ [۴]

اور جب اس میں شعور و تعقل اور بحث و استدلال اور تقریر خطابات کی قابلیتیں پیدا ہو گئیں تو اپنے خالق کے منہ کو آنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول کر مخلوقات کی طرح ہمیں عاجز سمجھنے لگا، کیا وہ نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کتنے مراحل سے گزار کر ہم نے اس کو پیدا کیا ہے، اس کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی خوراک کا بندوبست کیا ہے، کس طرح ماں باپ کے دل میں اس کی محبت ڈال دی کہ وہ اسے اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں اور اس کی پرورش کرتے ہیں، اور اب یہ ہماری بے پناہ قدرتوں پر انگلی اٹھا کر کہتا ہے ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات عالیہ کی دوسری دلیل بیان فرمائی کہ اس احسان فراموش سے کہو ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ بغیر کسی نمونے کے پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کے ہر کام کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کی تیسری دلیل بیان فرمائی کہ انہیں وہی اللہ زندہ کرے گا جس نے اپنی قدرت سے تمہارے لئے ہرے بھرے درخت مرخ اور عفار سے آگ پیدا کر دی اور تم اس سے اپنے چولہے روشن کرتے ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کی چوتھی دلیل بیان فرمائی کہ جس ہستی نے آسمانوں اور زمین

---

[۱] تفسیرابن کثیر ۶؍۵۹۳

[۲] المرسلات ۲۰

[۳] الدھر ۲

[۴] سنن ابن ماجہ کتاب الوصایابَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۲۷۰۸، مسنداحمد ۱۷۸۴۴

کو وسعت اور عظمت کے باوجود چند دنوں میں تخلیق فرمایا ہے کیا وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ ان جیسوں کو دوبارہ پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، وہ ان کو دوبارہ وجود بخشنے پر قادر ہے، کیونکہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسان کی تخلیق سے زیادہ مشکل اور زیادہ بڑی ہے، جیسے فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ [2]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا، وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

اور پانچویں خاص دلیل بیان فرمائی کہ وہ ماہر خلاق ہے یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹی بڑی مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے، خواہ وہ پہلے گزر چکی ہوں یا آنے والی ہوں، سب کی سب اس کی تخلیق اور قدرت کے آثار ہیں،

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ المَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي اليَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ: وَكَانَ نَبَّاشًا

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک شخص کی جب موت کا وقت آ گیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی، جب میری موت ہو جائے تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگا دینا جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہا دینا، اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا، اللہ قادر مطلق نے اس کی ساری راکھ جمع کر کے اسے زندہ کر دیا اور اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کروایا تھا؟ اس شخص نے جواب دیا اے اللہ تیرے خوف سے، اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی، اسے معاف فرما دیا، عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ شخص کفن چور تھا۔ [3]

اس کی شان اور اس کی قدرتوں کا کمال تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے،

---

[1] المومن ۵۷

[2] الاحقاف ۳۳

[3] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۵۰، وکتاب الرقاق بَابُ الخَوْفِ مِنَ اللَّهِ ۶۴۸۰، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ ۴۲۵۵، مسنداحمد ۲۳۳۵۳، مسند البزار ۲۸۲۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۴۲، شعب الایمان ۶۷۶۰، شرح السنة للبغوی ۴۱۸۳

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ: يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ، إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ، فَسَلُونِي الْمَغْفِرَةَ فَأَغْفِرَ لَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ، فَاسْتَغْفَرَنِي بِقُدْرَتِي غَفَرْتُ لَهُ، وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ، إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَسَلُونِي الْهُدَى أَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ، إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ، فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ، وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ، وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ، وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ، وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا،

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اے میرے بندو! تم سب کے سب گنہگار ہو سوائے اس کے جسے میں عافیت عطاء کر دوں اس لئے مجھ سے معافی مانگا کرو میں تمہیں معاف کر دوں گا اور جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مجھے معاف کرنے پر قدرت ہے اور وہ میری قدرت کے وسیلے سے مجھ سے معافی مانگتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا، تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تم کو ہدایت عطاء کروں گا، تم میں سے ہر ایک فقیر ہے سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں ،لہٰذا مجھ سے غناء مانگا کرو میں تم کو غناء عطاء کروں گا، اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب کے سب میرے سب سے زیادہ شقی بندے کے دل کی طرح ہو جائیں تو میری حکومت میں سے ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کر سکتے،

فَكَانُوا عَلَى قَلْبِ أَتْقَى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي، لَمْ يَزِدْ فِي مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلَى قَلْبِ أَشْقَى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي، لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ، وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ، وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ، وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا، فَسَأَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ، مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِي، إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ، فَغَمَسَ فِيهَا إِبْرَةً، ثُمَّ نَزَعَهَا، ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ، عَطَائِي كَلَامٌ، إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ

اور اگر وہ سب کے سب میرے سب سے زیادہ متقی بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب جمع ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے اتنا مانگے جہاں تک اس کی تمنا پہنچتی ہو اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق مطلوبہ چیزیں دیتا جاؤں تو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی واقع نہ ہو گی کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ساحل سمندر سے گذرے اور اس میں ایک سوئی ڈبوئے اور پھر نکالے میری حکومت میں اتنی بھی کمی نہ آئیگی کیونکہ میں بے انتہا سخی، بزرگ اور بے نیاز ہوں میری عطاء بھی ایک کلام سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام سے آجاتا ہے، میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو کن کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ [1]

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ (یٰسین ۸۳)

پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

اپنی قدرتوں کی چھٹی دلیل بیان فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک، کوئی ساجی نہیں اور اس عظیم الشان کائنات میں اسی وحدہ لاشریک کی ہی حکومت ہے، کائنات کی تمام چیزیں اس کی ملکیت اور اس کے در کے سوالی ہیں، اور اس کے

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ ۴۲۵۷، جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ۱۵۱۴، ح ۲۴۹۵، مسند احمد ۲۱۳۶۷، مسند البزار ۳۹۹۵

دست تدبیر کے تحت مسخر ہیں، جیسے فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ① [1]

ترجمہ: نہایت بزرگ و برتر ہے وہ (ذات) جس کے ہاتھ میں (اس کائنات کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اس دنیاوی زندگی کی مقررہ سانسیں گزارنے کے بعد تمہیں موت آئے گی اور پھر جب اللہ مالک یوم الدین چاہے گا تمہیں حساب کتاب کے لئے دوبارہ جسم وجان کے ساتھ قبروں سے زندہ کرئے گا اور تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں اچھی یا بری جزادے گا اور وہاں تمہیں کوئی پناہ دینے والا بھی نہ ہوگا۔

مضامین سورۃ اللھب:

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام مخالف لوگوں کی کمی نہیں تھی مگر قرآن مجید میں آپ ﷺ کے چچا

اسْمُهُ: عَبْدُ العُزّى بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو عُتبة. وَإِنَّمَا سُمِّيَ أَبَا لَهَبٍ لِإِشْرَاقِ وَجْهِهِ

جن کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور جس کی کنیت ابوعتبہ تھی، مگر چہرے کی خوبصورتی اور سرخ وسفید رنگت کی وجہ سے ابولہب کہا جاتا تھا۔ کی مذمت کی گئی ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں۔

نبوت کے ابتدائی دور میں جب رسول اللہ ﷺ کو دعوت اسلام عام کرنے کا حکم دیا گیا سب سے پہلے اپنے قریب ترین رشتہ داروں ، عزیزوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تو آپ ﷺ نے قریش کو جمع کرنے کے لئے صبح کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے یا صباہ یا صباہ پکارا، عرب میں یہ صدا خطرے کی علامت سمجھی جاتی تھی، آپ ﷺ کی آواز پہچان کر قریش کے تمام خاندان وہاں اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے تمام قبیلوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے بنی ہاشم، اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہر ،اے بنی فلاں، اے بنی فلاں

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الجَبَلِ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا،قَالَ:فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ،فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ

اگر میں تمہیں خبردار کروں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سبھی نے ایک زبان ہو کر کہا کیوں نہیں، ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا، لوگوں کا جواب سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تو میں تمہیں تمہارے اعمال کے سبب اللہ کے آنے والے اللہ کے سخت عذاب سے خبردار کرتا ہوں، ابھی بات یہیں تک پہنچی تھی کہ ابولہب بولا تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں! کیا تو نے اس بات کے لئے ہمیں جمع کیا۔ [2]

کہا جاتا ہے کہ ابولہب نے یہ گستاخی کی کہ غصہ میں آپ ﷺ کو مارنے کے لئے پتھر اٹھایا، اس کے بعد جب بھی اسے موقع ملتا وہ آپ ﷺ کو اذیت اور تکلیف پہنچانے سے گریز نہ کرتا تھا۔

كَانَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ، وَأُمّ كُلْثُومٍ تَحْتَ عُتَيْبَةَ، فَطَلَّقَاهُمَا بِعَزْمِ

[1] الملک ۱

[2] صحیح بخاری تفسیرسورۂ تبت یداابی لھب بَابُ قَوْلِهِ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ عن ابن عباس w ۴۹۷۲

أَبِيهِمَا عَلَيْهِمَا وَأُمِّهِمَا

نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں میں سے رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عتیبہ سے ہو چکا تھا مگر جب رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب تک تم دونوں کو طلاق نہ دے دو میرا تم سے ملنا حرام ہے، چنانچہ ان دونوں نے ماں باپ کے کہنے پر اس عظیم نعمت کو ٹھکرا دیا۔ (١)

ثُمَّ تَفَلَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ ابْنَتَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ , فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ وَخَرَجُوا إِلَى الشَّامِ فَنَزَلُوا مَنْزِلًا فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمُ الرَّاهِبُ مِنَ الدَّيْرِ , فَقَالَ لَهُمْ: هَذِهِ أَرْضُ مَسْبَعَةٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَعِينُونَا هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْهِ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ فَجَمَعُوا أَحْمَالَهُمْ فَفَرَشُوا لِعُتَيْبَةَ عَلَيْهَا وَنَامُوا حَوْلَهُ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَجَعَلَ يَتَشَمَّمُ وُجُوهَهُمْ ثُمَّ ثَنَى ذَنَبَهُ فَوَثَبَ فَضَرَبَهُ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَأَخَذَهُ فَخَدَشَهُ

اور اس کا بیٹا عتیبہ تو حد ہی پار کر کے گیا ایک دن اس نے آپ ﷺ پر تھوک دیا جو آپ پر نہیں پڑا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی اے پروردگار! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے، اس کے بعد عتیبہ اپنے والد کے ساتھ شام روانہ ہو گیا، سفر کے دوران قافلہ نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں درندوں کی بھرمار تھی، ابولہب کو کہا گیا کہ یہاں درندوں کی بھرمار ہے، ابولہب کو رسول اللہ ﷺ کی بد دعا کا علم تھا اسے خوب علم تھا کہ آپ کی دعا رائیگاں نہیں جائے گی اس لئے درندوں کا سن کر اسے اپنے بیٹے کی زندگی کو خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کہا اے گروہ قریش! آج رات خبردار رہنا مجھے رسول اللہ ﷺ کی بد دعا کے بارے میں خطرہ ہے چنانچہ ساتھیوں نے درندوں سے حفاظت کے لئے رات کے وقت عتیبہ کے چاروں طرف اونٹ بیٹھا دیے اور بے فکر ہو کر سو گئے، رات کو اللہ کے حکم سے ایک شیر اس تک سونگتا ہوا پہنچا اور پلک جھپکتے ہی اپنے پنجوں سے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ (٢)

یہ ضعیف و مضطرب روایت ہے۔ (مشہور واقعات کی حقیقت ١٤٩)

ابولہب آپ ﷺ کا قریب ترین ہمسایہ تھا، اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے گھر کے درمیان ایک دیوار واقع تھی، اس کے علاوہ حکم بن عاص (مروان کا والد) عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمرا، ابن الاصداء الہذلی بھی آپ ﷺ کے ہمسائے تھے، مگر حق ہمسائیگی ادا کرنے کے بجائے یہ لوگ آپ ﷺ کو خوب ستاتے، کبھی یہ لوگ صحن میں پکتے سالن میں غلاظت پھینک دیتے،

يَطْرَحُ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ الشَّاةِ وَهُوَ يُصَلِّي،وَكَانَ أَحَدُهُمْ يَطْرَحُهَا فِي بُرْمَتِهِ إِذَا نُصِبَتْ لَهُ، يَخْرُجُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعُودِ، فَيَقِفُ بِهِ عَلَى بَابِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَيُّ جِوَارٍ هَذَا! ثُمَّ يُلْقِيهِ فِي الطَّرِيقِ

کبھی نماز کی حالت میں آپ پر اوپر سے بکری کی اوجھڑی اور آنتیں پھینک دیتے، کوئی اپنے گھر کا کوڑا رسول اللہ ﷺ پر ڈال دیتا، جب کوئی شخص ایسی چیز آپ ﷺ پر ڈالتا تو آپ اس کو لے کر دروازے پر آتے اور ان لوگوں سے فرماتے اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی

(١) الروض الانف ١٢٨،٥

(٢) دلائل النبوۃلابی نعیم ٣٨١، ٤٥٤،١

ہے؟ پھر اس کو راستہ پر ڈال دیتے۔ (۱)

ابوسفیان کی بہن اروی جو ابولہب کی بیوی تھی اور اس کی کنیت ام جمیل تھی وہ بھی کفر وعناد اور سرکشی ودشمنی میں اپنے شوہر سے کسی طرح کم نہ تھی،

تَحْمِلُ الشَّوْكَ فَتَطْرَحَهُ عَلَى طَرِيقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يَمُرُّ

اس کا تو مستقل وطیرہ ہی یہ تھا کہ رات کو آپ کے گھر کے دروازے پر خاردار جھاڑیاں لاکر ڈال دیتی تاکہ صبح اندھیرے میں جب آپ باہر نکلیں تو وہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاؤں میں چبھیں جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ (۲)

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عِبَادٍ، قَالَ:وَاللَّهِ إِنِّي لَأَذْكُرُهُ يَطُوفُ عَلَى الْمَنَازِلِ بِمِنًى، وَأَنَا مَعَ أَبِي غُلَامٌ شَابٌّ، وَوَرَاءَهُ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، أَحْوَلُ ذُو غَدِيرَتَيْنِ، كُلَّمَا وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَقُولُ الَّذِي خَلْفَهُ: إِنَّ هَذَا يَدْعُوكُمْ إِلَى أَنْ تُفَارِقُوا دِينَ آبَائِكُمْ، وَأَنْ تَسْلُخُوا اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَحُلَفَاءَكُمْ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالِ،قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا عَمُّهُ أَبُو لَهَبٍ عَبْدُ الْعُزَّى بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ربیعہ سے مروی ہے میں نے نوجوانی میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ذی المجاز نامی بازار میں لوگوں کے مختلف قبیلوں میں جا جا کر ان کے سامنے اپنی دعوت پیش کرتے ہوئے دیکھا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی بھی تھا اس کی رنگت اجلی اور بال لمبے تھے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک قبیلے کے پاس جاکر رکتے اور فرماتے اے بنی فلاں میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر ہوں میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ میری تصدیق کرو اور میری حفاظت کرو تاکہ اللہ کا پیغام پہنچا سکوں، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب اپنی بات سے فارغ ہوتے تو وہ آدمی پیچھے سے کہتا اے بنو فلاں یہ شخص چاہتا کہ تم سے لات عزی اور تمہارے حلیف قبیلوں کو چھڑا دے اور اپنے نوایجاد دین کی طرف تمہیں لے جائے اس لیے تم اس کی بات نہ سننا اور نہ اس کی پیروی کرنا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ پیچھے والا بھینگا آدمی کون ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب ہے۔ (۳)

اس کے علاوہ یہ آپ کو پتھر مارتا جس سے آپ کی ایڑیاں خون سے تر ہو جاتیں۔

الولہب کے خبث نفس کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پہلے بیٹے قاسم کے بعد جب دوسرے بیٹے عبد اللہ کی وفات ہوئی تو اپنے حقیقی بھتیجے کے غم میں شریک ہونے کے بجائے خوشی خوشی قریشی سرداروں کے پہنچا اور کہا آج محمد بے نام ونشان ہو گئے ہیں۔

دور جاہلیت میں پورے عرب میں قتل وغارت اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی، کسی شخص کے لئے اپنے خاندان اور خونی رشتہ داروں کی حمایت کے سوا جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ نہ تھی، اس لئے صلہ رحمی کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور قطع رحمی کو بہت بڑا گناہ تصور کیا جاتا تھا اسی وجہ سے خاندان کے کسی فرد کو کسی حالت میں دشمنوں کے حوالے نہیں کیا جاتا تھا، مگر جب قریش نے بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب کا معاشی مقاطعہ کیا تو شعب بنو ہاشم میں یہ دونوں خاندان خونی رشتہ کی بنا پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حمایت پر ثابت قدم رہے حالاں کہ ان میں کئی لوگ

(۱) ابن ہشام ۱/۴۱۶

(۲) ابن ہشام ۱/۳۵۱

(۳) مسند احمد ۱۶۰۲۷

مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر تنہا ابولہب نے خاندانی آداب و روایات کے مطابق اپنے خاندان کا ساتھ نہیں دیا بلکہ تین سال تک قریش کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا رہا اور مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی حالت زار پر خوش ہوتا رہا، ان وجوہات کی بنا پر اس سورۂ میں اس کا نام لے کر مذمت کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا، نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی،

سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ﴿ۚ۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿ۚ۴﴾

وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے،

فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ (اللھب ۱تا۵)

اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے پیشین گوئی فرمائی کہ قریش کے سردار اور آپ ﷺ کا چچا ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک و برباد ہوگیا، چنانچہ یہ بات پوری ہوکر رہی، اس سورۂ کے نزول پر سات آٹھ سال ہی گزرے تھے کہ غزوہ بدر میں قریش کے ستر بڑے بڑے سردار جہنم واصل ہوگئے، جب مکہ میں قریش کی شکست کی خبر پہنچی تو ابولہب کو اپنے ساتھیوں کے قتل کا اتنا رنج ہوا کہ ایک ہفتہ سے زیادہ زیادہ نہ رہ سکا اور ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگیا اس کی موت بھی بڑی عبرتناک تھی، اسے عدسیہ (طاعون کی طرح ایک گلٹی) کی بیماری ہوگئی، اس مہلک بیماری کی وجہ سے اس کے گھر والوں نے اس سے دوری اختیار کرلی، چنانچہ اس کے مرنے کے بعد تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی اور چھوت کے خوف سے اس کا کوئی بیٹا بھی اس کے قریب نہیں گیا، اس عرصہ میں لاش سڑ گئی اور اس کی بو پھیلنے لگی اور لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیے، تو ایک روایت کے مطابق کچھ حبشیوں نے اجرت لیکر اس کی لاش اٹھائی اور انہوں نے ہی اس کو دفن کر دیا۔

ایک روایت ہے کہ بیٹوں نے ایک گڑھا کھدوایا اور دور سے لکڑیوں کی مدد سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گھڑے میں پھینکا اور اوپر سے مٹی پتھر ڈال کر گڑھا برابر کر دیا، یعنی اولاد نے دولت مند ہاشمی سردار کا عزت سے جنازہ تک نہ اٹھایا۔

ابولہب سخت بخیل اور زر پرست انسان تھا، وہ قریش کے ان چار لوگوں میں سے ایک تھا جو ایک قنطار سونے کے مالک تھے (ایک قنطار میں دو سو اوقیہ ہوتے ہیں، اور ایک اوقیہ ساڑھے تین تولہ کا ہوتا ہے) یعنی تقریباً ۵۷۵ تولہ سونا اس کے پاس موجود تھا مگر جب اللہ نے اس پر گرفت کی تو اس کی کمائی ہوئی دولت جس نے اس کو سرکش بنا دیا تھا اس کے کام آئی اور نہ ہی اس کی اولاد، جس دین کو روکنے کے لئے اس نے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی اسی دین کو اس کی اولاد نے قبول کرلیا، سب سے پہلے اس کی بیٹی درہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچی اور اسلام قبول کرلیا، پھر فتح مکہ کے موقع پر اس کے دونوں بیٹے عتبہ اور معتب نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

عنقریب وہ اپنی بیوی کے ساتھ جو چغلیاں کھا کر فساد کی آگ بھڑکانے والی اور گناہ اور ظلم میں اپنے خاوند کے ساتھ تعاون کرنے والی ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کیا جائے گا، وہ اپنے گلے میں ایک نفیس ہار پہنے رکھتی تھی اور کہتی تھی کہ میں اسے فروخت کر کے محمد ﷺ کی مخالفت میں خرچ کروں گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہنم میں اس کے گلے میں کھجور، یا مونجھ یا اونٹ کے بالوں سے خوب مضبوط بٹی ہوئی رسی ہو گی۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:لَمَّا نَزَلَتْ {تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَب وَتب}جَاءَتِ الْعَوْرَاءُ أُمُّ جَمِيلٍ وَلَهَا ولوَلة، وَفِي يَدِهَا فِهْر

اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے جب ابو لہب اور اس کی بیوی کی مذمت میں یہ سورت نازل ہوئی تو یہ بھینگی عورت ام جمیل بنت کرب اپنے ہاتھ میں نوکدار مٹھی پتھر لئے یہ اشعار پڑھتے ہوئے تلاش میں نکلی،

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا	وَأَمْرَهُ أَبَيْنَا	وَدِينَهُ قَلَيْنَا
مذمت کی ہم نے نافرمانی کی	اور اس کے حکم سے انکار کیا	اور اس کے دین کو قبول نہیں کیا۔

وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا رَآهَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ أَقْبَلَتْ وَأَنَا أَخَافُ عَلَيْكَ أَنْ تَرَاكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهَا لَنْ تَرَانِي، وَقَرَأَ قُرْآنًا اعْتَصَمَ بِهِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى :وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا، فَأَقْبَلَتْ حَتَّى وَقَفَتْ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَلَمْ تَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ صَاحِبَكَ هَجَانِي؟ قَالَ: لَا وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ مَا هَجَاكِ،فَوَلَّتْ وَهِيَ تَقُولُ: قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي ابْنَةُ سَيِّدِهَا

اور رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے، اسے اس حالت میں دیکھ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آرہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ کر کوئی بیہودگی کرے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مجھے دیکھ نہیں سکے گی، پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی تا کہ اس سے بچ جائیں، خود قرآن فرماتا ہے ''جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک (مخفی) پردہ حائل کر دیتے ہیں۔'' یہ آکر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی گو آپ ﷺ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہی بالکل سامنے بیٹھے ہوئے تھے لیکن قدرتی حجابوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی، چنانچہ اس نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے ساتھی نے میری ہجو کی ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں نہیں اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تو تمہاری کوئی ہجو نہیں کی ہے، (یعنی رسول اللہ ﷺ نے نہیں اللہ نے تمہاری ہجو کی ہے) یہ سن کر وہ یہ کہتی ہوئی لوٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔ [1]

ضعیف روایت ہے۔ [2]

[1] مستدرک حاکم ۳۳۷۶، ابن ہشام ۳۵۵/۱، تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۳۴۷۲، ۱۹۵۲۲/۱۰، تفسیر ابن کثیر ۵۱۶/۸، تفسیر القرطبی ۲۳۴/۲۰

[2] مشہور واقعات کی حقیقت ۱۵۳

۹ بعثتِ نبوی

مضامین سورۂ القمر:

رسول اللہ ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ کی طرف اور دوسرا دوسرے پہاڑ کی جانب چلا گیا اور کچھ لمحوں کے بعد پھر یہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے، اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ میں اس حیرت انگیز واقعہ کو بیان فرما کر کئی باتیں واضح فرمائیں۔

○ یہ کہ یہ نظام کائنات ازلی وابدی اور غیر فانی نہیں ہے، اللہ کے حکم سے یہ بڑے بڑے سیارے اور ستارے کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں اور اپنے مرکز سے جدا ہو کر آپس میں ٹکرا بھی سکتے ہیں اور ایک مقررہ وقت پر یہ عظیم الشان نظام تباہ و برباد بھی ہو سکتا ہے، مگر اہل مکہ نے اس عظیم واقعہ کو جادو قرار دیا اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

○ ہر طرح کے دلائل وبراہین کے باوجود اہل مکہ قیامت کے وقوع، حیات بعد الموت اور جزاوسزا کو بعید از امکان اور بعید از عقل سمجھتے تھے، ان کے بارے میں فرمایا تم لوگ اس حقیقت کو تسلیم کر و یا نہ کر و مگر ایک وقت مقررہ پر قیامت ضرور واقع ہو گی جس کا وقت بالکل قریب آچکا ہے،

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ، أَوْ: كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى

سہل رضی اللہ عنہ بن سعد الساعدی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی اٹھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو یوں بھیجا گیا ہے۔[1]

پھر لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل آئیں گے، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی اور چہروں پر ذلت کی سیاہی چھائی ہوئی ہو گی، اور پھر یہ پکارنے والے کی آواز پر دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، اور خود کہیں گے کہ یہ دن تو ہمارے لیے بڑا سخت ثابت ہوا ہے، ابھی اگر یہ لوگ اس عظیم خبر کو بعید از امکان سمجھتے ہیں تو قوم نوح، قوم عاد وثمود، قوم لوط اور آل فرعون بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، ان کے غلط عقائد و نظریات اور اعمال بد کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان پر دردناک عذاب نازل کیا اور بعد والی اقوام کے لیے انہیں نشان عبرت بنا دیا، اگر یہ لوگ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کریں گے اور انہی جرائم کا ارتکاب کریں گے جن جرائم کا وہ ارتکاب کرتے تھے تو ان کا انجام بھی انہی اقوام جیسا ہی ہو گا، البتہ یہ لوگ مہلت کی ان گھڑیوں سے فائدہ اٹھا کر طاغوت کی بندگی سے توبہ کر کے اعمال صالحہ اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت میں انہیں خاص جگہ دی جائے گی۔

○ اگر یہ لوگ عقائد و نظریات اور اعمال میں سابقہ مغضوب اقوام کے نقش قدم پر ہی چلیں گے تو یہ لوگ کسی امتیازی سلوک کے حقدار کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو ہر دور میں لوگوں کے لیے یکساں قوانین ہی رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو ذکر کے

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ اللِّعَانِ۵۳۰۱، صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ۷۴۰۲

لیے آسان بنادیا ہے کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے، اور اگر یہ لوگ اپنی جمعیت و قوت کے گھمنڈ میں دعوت حق قبول نہیں کرتے تو عنقریب ان کی جمعیت شکست کھائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔

○ سورۃ کے اختتام پر فرمایا کہ قیامت اور عذاب کا مشاہدہ تو ہر انسان کرتا ہے کہ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے یا کوئی قوم اللہ کے عذاب کا شکار ہوتی ہے تو باقی رہنے والے لوگوں کے لیے یہ مشاہدہ باعث عبرت ہوتا ہے۔

○ قیامت کے روز ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال تھما کر اس کی آخری منزل کی جانب روانہ کر دیا جائے گا، کفار و مشرکین اور منافقین کے لیے دہکتی ہوئی جہنم اور مومن و متقی کے لیے انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنت ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ ﴿۱﴾ وَ اِنۡ یَّرَوۡا اٰیَۃً یُّعۡرِضُوۡا وَ یَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ

"قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا

مُّسۡتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَ کَذَّبُوۡا وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ وَ کُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ ﴿۳﴾ وَ لَقَدۡ جَآءَہُمۡ

جادو ہے، انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے، یقیناً ان کے پاس

مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِیۡہِ مُزۡدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِکۡمَۃٌۢ بَالِغَۃٌ فَمَا

وہ خبریں آچکی ہیں جن میں ڈانٹ ڈپٹ (کی نصیحت) ہے، اور کامل عقل کی بات ہے لیکن ان ڈراونی باتوں نے

تُغۡنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ (القمر ۱ تا ۵)

بھی کچھ فائدہ نہ دیا۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ اور انہوں نے کہا کہ آپ ان میں سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھا کرتے تھے۔[1]

اسی طرح بڑی بڑی محفلوں میں بھی آپ ان دونوں سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے،

[1] صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۲۰۵۹، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ۱۱۵۴، جامع ترمذی ابواب العیدین بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ ۵۳۴، سنن نسائی کتاب صلاۃ العیدین بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِقَافٍ وَاقْتَرَبَتْ ۱۵۶۸، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۱۲۸۲

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ، وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى حَتَّى ذَهَبَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُ، خَلْفَ الجَبَلِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اشْهَدُوا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رات کے وقت جبکہ چودھویں کا چاند ابھی طلوع ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منٰی میں تشریف فرما تھے، یکا یک چاند پھٹا اور دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور دونوں ٹکڑے اس طرح الگ الگ ہوئے کہ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان کی جانب نظر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا دیکھو اور گواہ رہنا۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: هَذَا سِحْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، قَالَ: وَقَالُوا: انْتَظِرُوا مَا تَأْتِيكُمْ بِهِ السُّفَّارُ فَإِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ قَالَ: فَجَاءَ السُّفَّارُ فَقَالُوا ذَاكَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا مگر قریش نے اپنی ہٹ دھرمی اور بغض وعناد کے سبب کہا یہ ابن ابی کبیشہ کا جادو ہے، لیکن ان کے سمجھداروں نے کہا ان لوکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے لیکن ساری دنیا پر تو جادو نہیں ہوسکتا اب ملک کے دوسرے حصے سے بھی لوگوں کو آنے دو اور ان سے دریافت کرو کہ کیا انہوں نے بھی اس رات چاند کو دو ٹکڑوں کی شکل میں دیکھا تھا چنانچہ بعد میں متعدد لوگوں نے بھی اس معجزے کی تصدیق کی مگر اہل مکہ نے پھر بھی پیغام ہدایت کو قبول نہ کیا اور اعراض کی روش برقرار رکھی۔[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ القَمَرَ شِقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دکھایا حتی کہ مکہ والوں نے دیکھا کہ حراء چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان ہے۔[3]

عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله {اقْتَرَبت السَّاعَة وَانْشَقَّ الْقَمَر} قَالَ:اجْتمع الْمُشْركُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُم الْوَلِيد بن الْمُغيرَة وَأَبُو جهل بن هِشَام والعاصي بن وَائِل والعاصي بن هِشَام وَالْأسود بن عبد يَغُوث وَالْأسود بن الْمطلب وَزَمعَة بن الْأسود وَالنضْر بن الْحَرْث فَقَالُوا للنَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَشُقَّ لَنَا الْقَمَرَ فِرْقَتَيْنِ نصفا على أبي قُبَيْس وَنصفا على قعيقعان، فَقَالَ لَهُم النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِن فعلت تؤمنوا قَالُوا: نعم ،وَكَانَت لَيْلَة بدر، فَسَأَلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ انْشِقَاقِ القَمَرِ ۳۸۶۹، وتفسیرسورۂ القمر بَابُ وَانْشَقَّ القَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا ۴۸۶۴، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ ۷۰۷۲، جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ القَمَرِ ۳۲۸۵ ، مسند احمد ۴۳۶۰، صحیح ابن حبان ۶۴۹۵

[2] مسندابوداودطیالسی ۲۹۳

[3] صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ انْشِقَاقِ القَمَرِ ۳۸۶۸

ربه أن يُعْطِيهِ مَا سَأَلُوا فأمسى الْقَمَر قد مثل نصفا على أبي قبيس وَنصفا عَلَى قُعَيْقِعان،وَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادي يَا أَبَا سَلمَة بن عبد الْأَسد والأرقم بن أبي الأرقم اشْهَدُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے بارے میں کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مشرکین جن میں ولید بن مغیرہ،ابوجہل بن ہشام،عاص بن ہشام،عاص بن وائل،عاص بن ہشام،اسود بن عبد یغوث،اسود بن مطلب،زمعہ بن اسود اور نضر بن حرث شامل تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور کہا اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دیکھا دو،ایک ٹکڑا اکٹ کر جبل ابی قبیس پر اور دوسرا ٹکڑا اکٹ کر جبل قعیقعان پر چلا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تمہارے مطالبہ کو پورا کر دوں تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟انہوں نے کہا ہاں ہم ایمان لے آئیں گے،وہ چودھویں کی چاند رات تھی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی کہ ان لوگوں کے مطالبہ کے مطابق چاند کو دو ٹکڑے کر دے چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور اس کا ایک ٹکڑا جبل قبیس پر اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر چلا گیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا اے ابوسلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ارقم گواہ رہو۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا کا زیادہ وقت بیت گیا اور قیامت کی گھڑی قریب آ گئی،اور چاند جیسا عظیم کرہ شق ہو کر دو ٹکڑے ہو گیا جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ زمین بھی شق ہو سکتی ہے اور افلاک کا سارا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے،جیسے فرمایا:

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ۚ (۲)

آ گیا اللہ کا فیصلہ،اب اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ۔

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ (۳)

ترجمہ:قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

مگر مشرکین کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی صریح نشانی دیکھ لیں،ان کے دل اس حقیقت کو تسلیم کر لیں مگر پھر بھی تکذیب کرتے ہیں اور پچھلی قوموں کے ہم زبان ہو کر کہتے ہیں یہ تو جادو کا کرشمہ ہے،

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هَكَذَا وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا

سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت اتنے نزدیک نزدیک بھیجے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔ (۴)

عَن أَنَس؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ أَصْحَابَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، وَقَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ

---

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۶۷۱/۷

(۲) النحل ۱

(۳) الانبیاء ۱

(۴) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ۶۵۰۳،صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ ۷۴۰۳

فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا شِفٌّ يَسِيرٌ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ، وَمَا نَرَى مِنَ الشَّمْسِ إِلَّا يَسِيرًا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو خطبہ دیا جبکہ سورج کے ڈوبنے کا وقت تھوڑا سا ہی باقی رہ گیا تھا جس میں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا کے گزرے ہوئے حصے میں اور باقی ماندہ حصے میں وہی نسبت ہے جو اس دن کے گزرے ہوئے اور باقی بچے ہوئے حصے میں ہے، پھر جلد ہی سورج غروب ہوگیا۔ [1]

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ عَلَى قُعَيْقِعَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ:مَا أَعْمَارُكُمْ فِي أَعْمَارِ مَنْ مَضَى، إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا مَضَى مِنْهُ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ نماز عصر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سورج ابھی جبل قعیقعان پر تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گذشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلے میں تمہاری عمریں ایسی ہیں جیسے دن کا یہ باقی حصہ کہ گذشتہ حصے کی نسبت بہت تھوڑا ہے۔ [2]

عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ،فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِصَرْمٍ وَوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْإِنَاءِ، يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَإِنَّكُمْ مُنْتَقِلُونَ مِنْهَا إِلَى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْقَى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ، فَيَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَوَاللهِ لَتُمْلَأَنَّ، أَفَعَجِبْتُمْ؟ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيظٌ مِنَ الزِّحَامِ

خالد بن عمیر العدوی کہتے ہیں عتبہ بن غزوان (امیر بصرہ) نے خطبہ فرمایا جس میں انہوں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا امابعد دنیا کے خاتمہ کا اعلان ہو چکا ہے، یہ پیٹھ پھیر کر بھاگی جارہی ہے اور جس طرح برتن کا کھانا کھالیا جائے اور کناروں میں کچھ باقی لگا پڑا رہ جائے اسی طرح دنیا کی عمر کا کل حصہ نکل چکا ہے صرف برائے نام باقی رہ گیا ہے تم یہاں سے ایسے جہان کی طرف جانے والے ہو جسے فنا نہیں، پس تم سے جو ہو سکے بھلائیاں اپنے ساتھ لے کر جاؤ، سنو ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے جو برابر ستر سال تک نیچے کی طرف جاتا رہے گا لیکن پیندے تک نہ پہنچے گا، اللہ کی قسم! جہنم کا یہ گڑھا انسانوں سے پر ہونے والا ہے، تم اس پر تعجب نہ کرو، اللہ کی قسم! ہم نے یہ بھی ذکر سنا ہے کہ جنت کی چوکھٹ کی دو لکڑیوں کے درمیان چالیس سال کا راستہ ہے اور وہ بھی ایک دن اس قدر پر ہوگی کہ بھیڑ بھاڑ نظر آئے گی۔ [3]

---

[1] مسند البزار ۲۴۲۷

[2] مسند احمد ۵۹۶۶

[3] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیا سجن للمومن وجنة للكافر ۷۴۳۵

ان لوگوں نے بھی قیامت پر ایمان لانے کے بجائے اپنی خواہشات نفس ہی کی پیروی کی، جیسے فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ... ۝۵۰ [1]

ترجمہ: اب اگر وہ تمہارا یہ مطالبہ پورا نہیں کرتے تو سمجھ لو کہ دراصل یہ اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔

ہر کام کی ایک غایت اور انتہا ہے، وہ کام اچھا ہو یا برا بالآخر ایک دن اس کا نتیجہ ضرور نکلے گا، اچھے کام کا نتیجہ اچھا اور برے کام کا برا، اگر اللہ کی مشیت ہو تو اس نتیجے کا ظہور دنیا میں بھی ہو سکتا ہے ورنہ آخرت میں تو یقینی ہے، ان لوگوں کے سامنے پچھلی تباہ شدہ قوموں کے عبرت ناک حالات بیان کیے جا چکے ہیں، اگر کوئی ان سے سبق حاصل کر کے شرک و معصیت سے بچنا چاہتا ہے تو بچ سکتا ہے مگر جس کے لئے اللہ نے شقاوت لکھ دی ہو اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہو اس کو پیغمبروں کی تنبیہات کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں، جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ [2]

ترجمہ: جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبر دار کرو یا نہ کرو۔

ایک مقام پر فرمایا:

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۴۹ [3]

ترجمہ: پھر کہو (تمہاری اس حجت کے مقابلہ میں) حقیقت رس حجت تو اللہ کے پاس ہے، بے شک اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

ایک مقام پر فرمایا:

... وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱ [4]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لیے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں؟۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ

پس (اے نبی) تم ان سے اعراض کرو جس دن ایک پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، یہ جھکی آنکھوں

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ

قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے کہ گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دل ہے، پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے

يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ (القمر ۶ تا ۸)

اور کافر کہیں گے کہ یہ دن تو بہت سخت ہے۔

[1] القصص ۵۰

[2] البقرۃ ۶

[3] الانعام ۱۴۹

[4] یونس ۱۰۱

پس اے نبی ﷺ !ان لوگوں کو تمام معقول طریقوں سے سمجھایا جا چکا ہے، گزشتہ قوموں کے احوال بیان کیے جا چکے ہیں جو انکار حق کی تکذیب کے باعث نشان عبرت بنا دی گئیں،ان کے حال پر چھوڑ دو اور انہیں قیامت کے انتظار میں رہنے دو، جس روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو یہی لوگ دہشت ناک نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح پھیل جائیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں،اور میدان محشر کی طرف دوڑتے جا رہے ہوں گے اور وہی منکرین جو دنیا میں حیات بعد الموت، حساب کتاب اور جزا و سزا کا انکار کرتے تھے جب اس ہولناکی کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ تو بڑا بھاری، وحشت ناک، ہولناک اور بے حد سخت دن ہے، جیسے فرمایا

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ [1]

ترجمہ: وہ دن بڑا ہی سخت دن ہو گا کافروں کے لئے ہلکا نہ ہو گا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗۤ

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی ہمارے بندے کو جھٹلایا تھا اور دیوانہ بتلا کر جھڑک دیا گیا تھا، پس اس نے

اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝

اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد کر، پس ہم نے آسمان کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا

وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَ حَمَلْنٰهُ

اور زمین سے چشموں کو جاری کر دیا پس اس کام کے لیے جو مقدر کیا گیا تھا (دونوں) پانی جمع ہو گئے،اور ہم نے اسے

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝

تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر لیا جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، بدلہ اس کی طرف سے جس کا کفر کیا گیا تھا،

وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ۝

اور بیشک ہم نے اس واقعہ کو نشانی بنا کر باقی رکھا پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا ہےتو میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں کیسی رہیں؟

وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر ۹ تا ۱۷)

اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

دیرینہ انداز کفر:

جس طرح آج یہ مکذبین تمہاری رسالت، قیامت اور اعمال کی جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں، تمہیں جھوٹا اور دیوانہ کہتے ہیں،اسی طرح قوم نوح علیہ السلام بھی اپنے زعم باطل میں رسالت، قیامت، حیات بعد الموت، حساب کتاب اور اعمال کی جزا و سزا کو جھٹلا چکی ہے،انہوں نے بھی

[1] المدثر ۱۰

ہمارے بندے ورسول کو جھوٹا اور دیوانہ قرار دیا تھا، اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں صاف طور پر ہمارے پیغمبر کو دھمکی دی کہ اگر تو اپنی دعوت سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے، جیسے فرمایا:

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ ①

ترجمہ: انہوں نے کہا اے نوح! اگر تو باز نہ آیا تو پھٹکارے ہوئے لوگوں میں شامل ہو کر رہے گا۔

جب ہر طرح کے دلائل اور ترغیبات کے باوجود قوم دعوت حق کو قبول کرنے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ ②

ترجمہ: انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

تو آخر کار وہ اپنی قوم سے مایوس ہو گیا اور اس نے اپنی مغلوبیت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار! ان کے مقابلے میں میں ناتواں وضعیف ہوں اب تو میری مدد کر اور مجھے غلبہ عطا فرما، ہم نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور پھر ہم نے چالیس دن تک آسمان سے موسلا دھار بارش کے دروازے کھول دیئے اور دجلہ وفرات کی زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور آسمان وزمین کے پانی نے مل کر وہ کام پورا کر دیا جو قضا وقدر میں لکھ دیا گیا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ } كَثِیرٍ لَمْ تُمْطِرِ السَّمَاءُ قَبْلَ ذَلِكَ الْیَوْمِ وَلَا بَعْدَهُ، وَلَا مِنَ السَّحَابِ؛ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ بِالْمَاءِ مِنْ غَیْرِ سَحَابٍ ذَلِكَ الْیَوْمَ، فَالْتَقَى الْمَاءَانِ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ”پس ہم نے آسمانوں کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا۔“ کے بارے میں روایت ہے مُّنْهَمِرٍ کے معنی بہت زیادہ کے ہیں، اس سے پہلے یا بعد میں جب بھی پانی برسا تو بادلوں سے برسا لیکن اس دن بادلوں کے بغیر ہی آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور ایک مقررہ فیصلے کے مطابق آسمان وزمین کا پانی باہم مل گیا۔ ③

اور عذاب کے وقت ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کشتی پر سوار کر دیا جو طوفان سے پہلے ہماری ہدایت کے مطابق تختوں اور کیلوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی اور ہماری حفاظت میں پانی پر تیر رہی تھی اور باقی قوم کو غرق کر دیا، یہ اس شخص کی خاطر بدلہ لینے کے لئے کیا گیا جس کی دعوت کی تکذیب کی گئی تھی، اور اس کشتی کو ہم نے عبرت کی داستان بنا کر چھوڑ دیا جس کا وجود ایک بلند وبالا پہاڑ پر سینکڑوں ہزاروں برس تک لوگوں کو اللہ کے غضب سے خبردار کرتا رہا، پھر کوئی ہے، جیسے فرمایا

وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ④

① الشعراء ۱۱۶
② نوح ۲۳
③ الدر المنثور ۷، ۶۷۵
④ یسین ۴۱، ۴۲

ترجمہ: ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے اس کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ (١)

ترجمہ: جب پانی کا طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تھا تا کہ اس واقعہ کو تمہارے لئے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں۔

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً} قَالَ: أَلْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ عَلَى الْجُودِيِّ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور بیشک ہم نے اس واقعہ کو نشانی بنا کر باقی رکھا۔'' کے بارے میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑی پر باقی رکھا حتی کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے بھی اسے دیکھا تھا۔ (٢)

دیکھ لو میرے رسولوں کی تکذیب کرنے اور میری نصیحت سے سبق حاصل نہ کرنے والوں پر کیسا عذاب نازل کیا اور اپنے رسولوں کے دشمنوں سے کیسا بدلہ لیا تھا، اس قرآن کو جو اعجاز و بلاغت کے اعتبار سے نہایت اونچے درجے کی کتاب ہے مگر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہم نے اس کے مطالب و معانی کو سمجھنے کے لئے ہر طالب علم پر آسان بنا دیا ہے، پھر عذاب پر اصرار کرنے کے بجائے قرآن کے دلائل و براہین اور نصیحت سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے، جیسے فرمایا

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ (٣)

ترجمہ: یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی!) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ﴿٩٧﴾ (٤)

ترجمہ: پس اے نبی! اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ تم پرہیزگاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈراؤ۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا

قوم عاد نے بھی جھٹلایا پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں، ہم نے ان پر تیز و تند مسلسل چلنے والی ہوا ایک منحوس

(١) الحاقۃ ۱۲،۱۱

(٢) تفسیر طبری ۲۲/۵۸۴

(٣) ص ۲۹

(٤) مریم ۹۷

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ

دن میں بھیج دی جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر دے پٹختی تھی گویا کہ وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے ہیں پس کیسی

كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ (القمر ۱۸تا۲۲)

رہی میری سزا اور میرا ڈرانا، یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

یمن کے ایک معروف قبیلے عاد نے بھی قیامت، حیات بعد الموت، حشر نشر اور اعمال کی جزا و سزا، دعوت حق اور ہمارے رسولوں کو جھٹلایا اور ہماری تنبیہات کی کوئی پرواہ نہ کی، جب وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے تو ہم نے ایک بدبختی والے دن (کہتے ہیں بدھ کے دن عذاب نازل ہوا تھا) ان پر سخت ٹھنڈی اور طوفانی ہوا بھیج دی، ایک مقام پر فرمایا:

...فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ... ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: چند منحوس دنوں میں۔

ایک مقام پر فرمایا:

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا... ﴿۷﴾ [2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔

یہ طوفانی ہوا مجرموں کو جنہیں اپنی قوت وطاقت پر بڑا گھمنڈ تھا اٹھا اٹھا کر زمین پر اس طرح پٹخ رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں، اور یہ عذاب اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ پوری قوم ہلاک نہیں ہوگئی، پس دیکھ لو مجرمین پر میرا کیسا دردناک عذاب نازل ہوا جنہوں نے ہماری تنبیہات کی کوئی پرواہ نہ کی تھی، ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ

قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کیا ہمیں میں سے ایک شخص کی ہم فرماں برداری کرنے لگیں؟ تب تو ہم

ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ

یقیناً غلطی اور دیوانگی میں پڑے ہوئے ہوں گے، کیا ہمارے سب کے درمیان صرف اسی پر وحی اتاری گئی؟ نہیں بلکہ وہ

كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ

جھوٹا شیخی خور ہے، اب سب جان لیں گے کل کو کہ کون جھوٹا اور شیخی خور تھا؟ بیشک ہم ان کی آزمائش کے لیے اونٹنی بھیجیں گے،

---

[1] حم السجدة۱۶

[2] الحاقة۷

فَارْتَقِبْهُمْ وَ اصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾

پس (اے صالحؑ) تو ان کا منتظر رہ اور صبر کر، ہاں انہیں خبردار کر دے کہ پانی ان میں تقسیم شدہ ہے ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا،

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ﴿٣٠﴾

انہوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی جس نے (اونٹنی پر) وار کیا اور (اس کی) کوچیں کاٹ دیں پس کیونکر ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی پس ایسے ہو گئے جیسے باڑ بنانے والے کی روندی ہوئی گھاس، اور ہم نے نصیحت کے لیے قرآن

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ (القمر ۲۳تا۳۲)

کو آسان کر دیا پس کیا ہے کوئی جو نصیحت قبول کرے۔

فریب نظر کے شکار لوگ:

حجر کے علاقے میں آباد قوم ثمود نے بھی اللہ کی تنبیہات کو جھٹلایا اور شجر و حجر اور بتوں کے پجاری تکبر سے کہنے لگے کیا ہم اپنی ہی قوم کے ایک بشر کی پیروی کریں؟ جو انسانیت سے بالاتر نہیں، اگر ہم ایک بشر کی اتباع قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے ہیں اور ہماری عقل ماری گئی ہے، کیا ہماری رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب اس پر پڑی ہے جس کے ساتھ کوئی بڑا جتھا نہیں، جس کی کوئی شان و شوکت نہیں، ہرگز نہیں، بشر رسول نہیں ہو سکتا، رسول کے لئے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے، اور ظالمانہ حکم لگایا کہ صالح علیہ السلام جس نے رسالت کا دعویٰ کیا ہے پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے، ہم نے اپنے پیغمبر سے کہا بہت جلد انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے، ہم ان کے مطالبہ پر دن دھاڑے ان کی آنکھوں کے سامنے معجزانہ طور پر پہاڑ سے برآمد ایک گابھن اونٹنی کو ان کے لئے آزمائش اور امتحان کے طور پر بھیج رہے ہیں، اب ذرا صبر کے ساتھ دیکھ کہ یہ اپنے وعدے کے مطابق ایمان کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں، اور ان کو واضح طور پر آگاہ کر دے کہ ایک دن یہ اونٹنی اس کنوئیں سے پانی پیئے گی اور ایک دن قوم اور اس کے جانور اس سے پانی پییں گے اور اس روز صرف وہی پانی پر آئے گا جس کی باری ہو گی اور جس کی باری نہ ہو گی اس کے لئے پانی پر آنے کی ممانعت ہو گی، جیسے فرمایا:

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ [1]

ترجمہ: صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے ایک دن اس کے پینے کا ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کا۔

چنانچہ اللہ کی اونٹنی ایک مدت تک ان کی بستیوں میں دندناتی پھری اور کسی میں اتنی جرات نہ ہوتی تھی کہ اونٹنی کے پانی کے دن کنوئیں پر آئے، مگر آخر قوم اس بندش سے عاجز آ گئی اور انہوں نے اپنے قبیلے کے بدترین آدمی قدار بن سالف کو اس اونٹنی کا قصہ تمام کرنے کے لئے بلایا،

[1] الشعراء ۱۵۵

قَالَ الْمُفَسِّرُونَ: هُوَ عَاقِرُ النَّاقَةِ، وَاسْمُهُ قُدَّار بْنُ سَالِفٍ، وَكَانَ أَشْقَى قَوْمِهِ. كَقَوْلِهِ: {إِذِ انۢبَعَثَ أَشْقَاهَا} ①.

مفسرین نے لکھا ہے کہ اسی نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا نام قدار ابن سالف تھا اور یہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بد بخت تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِذِ انۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ ②

ترجمہ: جب اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا۔ ③

اور قوم کے بڑھاوے چڑھاوے دینے پر اس نے اونٹنی کا قصہ تمام کرنے کا بیڑا اٹھالیا، اور پھر اس بد بخت نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے ذبح کر دیا، پھر دیکھ لو ہم نے ان لوگوں پر کیسا دردناک عذاب نازل کیا جنہوں نے ہماری تنبیہات کا مذاق اڑایا تھا، ہم نے ان پر بس ایک سخت چنگھاڑ اور زلزلہ بھیجا جس سے پوری قوم ایک لحظہ میں باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئی، ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے اب ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا بیشک ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی سوائے لوط (علیہ السلام) کے گھر والوں کے،

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ

انہیں ہم نے سحر کے وقت نجات دی اپنے احسان سے، ہر ہر شکر گزار کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، یقیناً (لوط (علیہ السلام)

اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ

نے انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن انہوں نے ڈرانے والے کے بارے میں (شک وشبہ اور) جھگڑا کیا اور ان (لوط (علیہ السلام)

عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۷﴾

کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پھسلایا پس ہم نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور کہہ دیا میرا ڈرانا اور میرا عذاب چکھو،

وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ

اور یقینی بات ہے کہ انہیں صبح سویرے ہی ایک جگہ پکڑنے والے مقررہ عذاب نے غارت کر دیا پس میرے عذاب اور

---

① الشَّمْسِ: ۱۲

② الشمس ۱۲

③ تفسیر ابن کثیر ۷/۴۷۹

وَ نُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ (القمر ۳۳تا۴۰)

میرے ڈراوے کامزہ چکھو، اور یقیناً ہم نے قرآن کو پند و واعظ کے لیے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

ہم جنس پرستوں کی ہلاکت و بربادی:

قوم لوط نے ہماری گرفت سے بے خوف ہو کر ڈرانے والوں کی تکذیب کی اور اپنے شرک اور فواحش پر جمے رہے، جس کی پاداش میں ہم نے ان کی بستیوں کو تلپٹ کر کے نچلے کو الٹ کر اوپر کر دیا اور پھر ان پر نشان زدہ کھنگر پتھروں کی بارش برسائی جس سے پوری قوم نشان عبرت بن گئی، اور صرف لوط علیہ السلام اور ان کی دو بیٹیاں اس عذاب سے محفوظ رہیں، جیسے فرمایا:

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ [۱]

ترجمہ: پھر ہم نے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے، اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

ان کو ہم نے اپنے رحمت اور احسان سے رات کے آخری حصہ میں بچا کر نکال دیا تھا، جیسے فرمایا

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ ... ﴿۸۱﴾ [۲]

ترجمہ: تب فرشتوں نے اس سے کہا کہ اے لوط! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے بس تو کچھ رات رہے اپنے اہل و عیال کو لے کر نکل جا۔

اس طرح ہم ہر اس شخص کو یہ جزا دیتے ہیں جو شکر گزار ہوتا ہے، لوط نے عذاب نازل ہونے سے پہلے اپنی قوم کو ہماری سخت گرفت سے ڈرایا تھا مگر انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور ہماری تنبیہات کو مشکوک سمجھ کر مذاق اڑاتے رہے، پھر جب بھیجے گئے فرشتے (جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام) خوبرو نوجوانوں کی شکل و صورت میں لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اور قوم کو معلوم ہوا تو قوم دیوانہ وار لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑ پڑی، اور لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ان نوجوانوں کو بدفعلی کے لئے ان کے سپرد کر دیا جائے، لوط علیہ السلام نے مہمانوں کی حفاظت کے پیش نظر ان لوگوں کی بڑی منت سماجت کی، مگر لاحاصل اور پھر انہوں نے گھر میں گھس کر زبردستی مہمانوں کو نکال لینے کی کوشش کی، یہ صورت دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کا ایک حصہ انہیں مارا جس سے ان کی آنکھوں کے ڈھیلے باہر نکل آئے، اور پھر صبح سویرے عذاب مستقر نازل ہوا، جس نے اس بدکار قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا، چکھو اب میرے عذاب اور میری تنبیہات کا مزا، ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ

اور فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والے آئے انہوں نے ہماری تمام نشانیاں جھٹلائیں پس ہم نے بڑے غالب قوی پکڑنے

[۱] الذاریات ۳۵،۳۶

[۲] ہود ۸۱

اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۴۲ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓىِٕكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ

والے کی طرح پکڑ لیا (اے قریشیو!) کیا تمہارے کافران کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمہارے لیے اگلی کتابوں میں چھٹکارا

فِي الزُّبُرِ ۴۳ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۴۴ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۴۵

لکھا ہوا ہے؟ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں، عنقریب یہ جماعت شکست دی جائے گی اور پیٹھ دے کر بھاگے گی،

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ۴۶ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۴۷

بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کے وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے، بیشک گناہ گار گمراہی میں اور عذاب میں

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۴۸ (القمر ۴۱ تا ۴۸)

ہیں، جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔

سچائی کے دلائل سے اعراض کرنے والی قوم:

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو واضح دلائل اور بڑے بڑے معجزات کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی رسالت کی حقانیت وصداقت میں انہیں نو معجزے دکھائے مگر انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلا دیا، تب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک غالب اور قدرت رکھنے والی ہستی کی مانند عذاب کی گرفت میں لے لیا، اور بنی اسرائیل کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو اس کے سرداروں اور لشکروں سمیت سمندر میں غرق کر دیا تو اے اہل عرب! کیا تمہارے کفار ومشرکین کچھ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم فرعون سے بہتر ہیں؟ جب ان قوموں کو جو تعداد، قوت اور وسائل میں تم سے بڑھ کر تھے کفر وشرک، تکذیب اور ہٹ دھرمی کی پاداش میں عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تو تم سلامتی کی کیوں امید لگائے بیٹھے ہو؟ جیسے فرمایا:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۳۶ [1]

ترجمہ: ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا پھر کیا وہ کوئی جائے پناہ پا سکے؟۔

جب تم بھی وہی روش اختیار کرو گے تو ہم تمہیں کیوں چھوڑ دیں گے؟ یا یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ صحیفوں میں تمہارے ساتھ کوئی عہد اور میثاق کر رکھا ہے کہ کفر وشرک کے ساتھ اللہ کی زمین پر جو بداعمالیاں چاہو کرتے رہو، ہم اس پر گرفت نہیں کریں گے؟ یا ان لوگوں کا گمان باطل یہ ہے کہ کثرت تعداد اور وسائل قوت کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے اپنا بچاؤ کر لیں گے؟ ہرگز نہیں، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ببانگ دہل اعلان کر دو بہت جلد قریشیوں کا یہ مضبوط جتھا شکست فاش کھائے گا اور یہ سب میدان میں جم کر کھڑے ہونے کے بجائے پیٹھ

[1] ق ۳۶

پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے، چنانچہ اس پیش گوئی کے سات سال بعد غزوہ بدر برپا ہونے سے پہلے جب آپ ﷺ نے ساری رات رب کے سامنے بہت الحاح وزاری کر لی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی زبان پر یہی آیت تھی

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ: عنقریب یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔ (١)

اور پھر جب میدان جنگ سج گیا تو قریشیوں نے تعداد اور وسائل میں بہتر ہونے کے باوجود ہزیمت اٹھائی اور ظہر سے پہلے نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں قریشیوں کے ستر وسائے شرک اور اساطین کفر قتل ہو چکے تھے اور کئی گرفتار بھی ہوئے، فرمایا دنیا کی اس ذلت آمیز سزا کے بعد اصل سخت سزائیں تو انہیں روز قیامت کو دی جائیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور قیامت کی وہ ساعت بڑی آفت اور زیادہ تلخ چیز ہے، یہ مجرمین جن کی عقل ماری گئی ہے درحقیقت غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کوئی قیامت نہیں، اعمال کی کوئی جزاوسزا نہیں ہے مگر میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بعد جب یہ مجرمین منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے، جیسے فرمایا:

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ (٢)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی و ناصر نہیں پا سکتا، ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے اندھے، گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ (٣)

ترجمہ: جو لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جانے والے ہیں ان کا موقف بہت برا اور ان کی راہ حد درجہ غلط ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ... ﴿٩٠﴾ (٤)

ترجمہ: اور جو برائی لیے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے۔

اس روز ان سے کہا جائے گا اپنے کفر کے باعث اب جہنم کے غیض وغضب اور شدت عذاب کا مزا چکھو، جیسے فرمایا

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨١﴾ (٥)

ترجمہ: (جب فیصلہ کا وقت آئے گا اس وقت) ہم ان سے کہیں گے کہ لو اب عذاب جہنم کا مزا چکھو۔

---

(١) صحیح بخاری تفسیر سورۃ القمر بَابُ قَوْلِهِ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ عن ابن عباس ۴۸۷۷ رضی اللہ عنہ

(٢) بنی اسرائیل ۹۷

(٣) الفرقان ۳۴

(٤) النمل ۹۰

(٥) آل عمران ۱۸۱

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ

بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے سے پیدا کیا ہے، اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا

كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَيْءٍ

ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا، اور ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کر دیا ہے پس کوئی ہے نصیحت لینے والا، جو کچھ انہوں نے (اعمال)

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

کئے ہیں سب نامہ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں، (اسی طرح) ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے، یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے

فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (القمر ۴۹تا۵۵)

جنتوں اور نہروں میں ہوں گے راستی اور عزت کی بیٹھک میں، قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

اور اللہ نے کوئی بھی چیز الل ٹپ پیدا نہیں کر دی ہے بلکہ اس نے ہر چیز کی ایک تقدیر مقرر کی ہے، جیسے فرمایا

...وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔ جس کے مطابق وہ عمل کرتی اور ایک وقت مقررہ پر ختم ہو جاتی ہے، اسی عالمگیر ضابطہ کے مطابق اس کائنات کی بھی ایک تقدیر مقرر ہے اور ایک خاص وقت میں اس نے فنا ہو جانا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُونَهُ فِي الْقَدَرِ، فَنَزَلَتْ: {يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ} [3]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مشرکین قریش نبی کریم ﷺ کے پاس تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لیے آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا کہ اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا، ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔“ [4]

---

[1] الفرقان ۲

[2] الاعلیٰ ۱تا۳

[3] [القمر : ۴۹]

[4] مسند احمد ۹۷۳۶، صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابُ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ ۶۸۵۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْقَمَرِ ۳۱۵۷، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۸۳، تفسیر طبری ۲۲/۶۰۵، الدر

عَنِ ابْنِ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ تَلا هَذِهِ الْآيَةَ: **ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ. إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ** ،قَالَ: نَزَلَتْ فِي أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِي يَكُونُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يُكَذِّبُونَ بِقَدَرِ اللَّهِ

زرارہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے اس آیت " اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا، ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔" کی تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ آیت میری امت کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آخر زمانے میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی تکذیب کریں گے۔ [1]

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَنزِع مِنْ زَمْزَمَ، وَقَدِ ابْتَلَّتْ أَسَافِلُ ثِيَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ تُكُلِّمَ فِي الْقَدَرِ. فَقَالَ: أَوَ [قَدْ] فَعَلُوهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ إِلَّا فِيهِمْ: {**ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ. إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ**} ، أُولَئِكَ شِرَارُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَلَا تَعُودُوا مَرْضَاهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَى مَوْتَاهُمْ، إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ فَقَأْتُ عَيْنَيْهِ بِأُصْبُعَيَّ هَاتَيْنِ.

عطا ابن ابی رباح سے روایت ہے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جب وہ زمزم کی طرف سے آرہے تھے ان کے کپڑوں کے نچلے حصے بھیگے ہوئے تھے، میں نے عرض کی تقدیر کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے، انہوں نے فرمایا کیا لوگوں نے یہ بات شروع کر دی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ آیت " اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا، ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔" انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ اس امت کے بدترین لوگ ہیں، ان کے بیماروں کی بیمار پرسی نہ کرو ان کے مردوں کا جنازہ نہ پڑھو اگر میں ان میں سے کسی کو دیکھوں تو اپنی ان دو انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں پھوڑ دوں۔ [2]

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ لِابْنِ عُمَرَ صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّأْمِ يُكَاتِبُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَرَّةً عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ

نافع سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا شام میں ایک دوست تھا جو ان سے خط کتابت کرتا رہتا تھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں لکھا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہو لہذا میری طرف آئندہ کوئی خط نہ لکھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تقدیر کی تکذیب کریں گے۔ [3]

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ

المنثور ۷/۶۸۳

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۲۱،الدر المنثور ۷/۶۸۳،المعجم الکبیر للطبرانی ۵۳۱۶،السلسلہ الصحیحۃ ۱۵۳۹

[2] السنن الکبری للبیہقی ۲۰۸۸۰،سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۲،تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۲۱، الدر المنثور ۷/۶۸۳

[3] مسند احمد ۵۶۳۹،السنن الکبری للبیہقی ۲۰۸۸۱

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے حتی کہ عاجزی وعقل مندی بھی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ، خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوی مسلمان، ضعیف مسلمان سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، اور ہر مسلمان خواہ وہ قوی ہو یا ضعیف اپنے اندر نیکی وبھلائی رکھتا ہے، جو چیز تمہیں دین وآخرت کے اعتبار سے نفع پہنچانے والی ہو اس کی حرص رکھو اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو اور عاجز ودرماندہ نہ ہو اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہوتا بلکہ کہو یہ اللہ کی تقدیر ہے اور اس نے جو چاہا کیا پس بے شک (کلمہ) ''لو'' شیطانی عمل (کا دروازہ) کھول دیتا ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں ایک مرتبہ (سواری پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے میں تجھے چند کلمہ سکھاؤں، تو اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا، تو اللہ کو یاد رکھ اللہ کو تو اپنے آس پاس گا، اور اپنی پریشانیوں اور مشکلات میں جب مانگے تو اللہ وحدہ لاشریک سے مانگ، اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان رکھ اگر تمام امت جمع ہو کر تجھے وہ نفع پہنچانا چاہے جو اللہ نے تیری قسمت میں نہیں لکھا تو نہیں پہنچا سکتی، اور اگر سب اتفاق کر کے تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں اور تیری تقدیر میں وہ نہ ہو تو نہیں پہنچا سکتے، قلمیں خشک ہو چکیں اور دفتر لپیٹ کر رکھ دیے گئے۔ (۳)

حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ، وَهُوَ مَرِيضٌ أَتَخَايَلُ فِيهِ الْمَوْتَ فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ أَوْصِنِي وَاجْتَهِدْ لِي. فَقَالَ: أَجْلِسُونِي. فَلَمَّا أَجْلَسُوهُ قَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ، وَلَنْ تَبْلُغْ حَقَّ حَقِيقَةِ الْعِلْمِ بِاللَّهِ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

(۱) مسند احمد ۵۸۹۳، السنن الکبری للبیہقی ۲۰۸۸۲،صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابُ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ ۶۸۵۱،تفسیرالقرطبی ۱۴۷/۱۷،الدر المنثور ۶۸۴/۷

(۲) صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْقُوَّةِ وَتَرْكِ الْعَجْزِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللهِ وَتَفْوِيضِ الْمَقَادِيرِ لِلَّهِ ۶۷۷۴،سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۷۹

(۳) جامع ترمذی ابواب صفة القيامة باب يدخلون الجنة بغير حساب ۲۵۱۶، مسند احمد ۲۶۶۹، مسندابی یعلی ۲۵۵۶

عبادہ بن ولید بن عبادہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا میں (اپنے والد) عبادہ کے پاس گیا وہ مریض تھے اور میرا خیال تھا کہ انہیں پیغام موت آنے والا ہے، میں نے عرض کی اباجان! مجھے وصیت کریں اور میری خاطر اچھی طرح وصیت فرمائیں، انہوں نے کہا کہ مجھے بیٹھا دو جب انہیں اٹھا کر بٹھا دیا گیا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے! تم اس وقت تک ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کی حقیقت کو نہیں پا سکتے حتی کہ اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ،

قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ وَكَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدَرِ مِنْ شَرِّهِ؟ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ. يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ " يَا بُنَيَّ إِنْ مِتَّ وَلَسْتَ عَلَى ذَلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ

میں نے عرض کی اباجان! میں یہ کیسے معلوم کروں کہ اچھی بری تقدیر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا خوب جان لو کہ جو تمہیں حاصل نہیں ہوسکا وہ تمہیں حاصل ہو ہی نہیں سکتا تھا اور جو تمہیں حاصل ہو گیا ہے وہ تم سے خطا ہو ہی نہیں سکتا تھا، اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے ارشاد فرمایا کہ لکھو تو اسی لمحے قلم اس سب کچھ کے ساتھ چل پڑا جو قیامت تک ہونے والا تھا، بیٹا! اگر تم فوت ہو گئے اور تمہارا یہ عقیدہ نہ ہوا تو جہنم رسید ہو جاؤ گے۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان و زمین کی پیدائش کے پچاس ہزار برس پہلے لکھا اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔ [2]

اور قیامت کو برپا کرنے کے لئے ہمیں کسی وسائل کی ضرورت نہیں پڑے گی، جب ہم کسی چیز کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بس اپنی قدرت کا کلمہ کن کہتے ہیں اور پلک جھپکتے وہ عمل پورا ہو جاتا ہے، ہم نے تم سے پہلے تم جیسے بہت سے مکذبین کو ہم صفحہ ہستی سے مٹا کر نشان عبرت بنا چکے ہیں، انسانی تاریخ تمہارے سامنے ہے پھر ان کے عبرت ناک انجام سے تم کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟ انہوں نے جو بھی اعمال کیے ہیں وہ کہیں غائب نہیں ہو گئے بلکہ سب ان کے نامہ اعمال میں محفوظ ہیں، اسی طرح ہر شخص، ہر گروہ اور ہر قوم کے تمام حقیر یا جلیل اعمال، اقوال و افعال لکھے ہوئے ہیں، اور ایک وقت مقررہ پر سامنے آجائیں گے،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا

---

[1] مسند احمد ۲۲۷۰۵

[2] صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸، جامع ترمذی ابواب القدر باب ۱۳۸۹، ح ۲۱۵۶، شرح السنة للبغوی ۶۷

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! صغیرہ گناہ کو بھی ہلکا نہ سمجھو اللہ کی طرف سے اس کا بھی مطالبہ ہونے والا ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرنے والے یقیناً مختلف اور متنوع باغات اور نہروں میں ہوں گے، جو سچی عزت واکرام کی جگہ ہے، جہاں گناہ کی بات ہوگی نہ لغویات کا ارتکاب، انہیں بڑے ذی اقتدار بادشاہ کا قرب حاصل ہوگا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقْسِطُونَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ، وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصاف کرنے والے روز قیامت رحمان کے دائیں جانب نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے، اور رحمان کے دونوں دست مبارک دائیں ہیں، اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلے، اپنے اہل وعیال اور جس منصب پر وہ فائز ہوں عدل وانصاف کرتے ہیں۔ [2]

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ ۴۲۴۳، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۴۳۳۷، مسند احمد ۲۴۴۱۵

[2] مسند احمد ۶۴۹۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ ۴۷۲۱، السنن الکبری للنسائی ۵۸۸۵

۱۰ بعثتِ نبوی

عام الحزن یعنی غم کا سال

مضامین سورۂ الرحمٰن:

اللہ تعالیٰ کے ایک صفاتی نام کے آغاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمت کبریٰ قرآن مجید کے شرف وعظمت اور اللہ کی کتاب ہونے کا تذکرہ ہے، یہ پہلی سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور دوسری بااختیار مخلوق جنات کو براہ راست پر جوش انداز میں خطاب فرمایا ہے، اور دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمالات، اس کے بے حد وحساب احسانات، اس کے مقابلہ میں ان کی عاجزی وبے بسی اور اس کے حضور ان کی جوابدہی کا احساس دلا کر اس کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے اور فرمانبرداری کے بہترین نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے، اس سورت میں قرآنی تعلیمات کو عین رحمت اور انسانیت کے لیے سراسر ہدایت ہونے کا بھی ذکر فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور توحید کو مختصر اور تھوڑے تھوڑے الفاظ میں خوبصورت، دلکش اور دلنشین انداز میں فرمایا۔

- اس عظیم الشان کائنات کا نظام مشیت الٰہی اور اس کی تدبیر وقدرت ہی سے چل رہا ہے، کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے باہر نہیں، اور اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جس کی کائنات میں خدائی چل رہی ہو۔
- اس کائنات کا سارا نظام متوازن اور عدل پر قائم ہے، اور فطرت کا تقاضا ہے کہ اس نظام کے اندر رہنے والے سارے افراد اپنے حدود اختیار میں عدل وتوازن کے دائرے میں رہ کر زندگی گزاریں اور توازن نہ بگاڑیں۔
- ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن سے جن وانس فائدہ اٹھاتے ہیں، فرمایا یہ سبھی اشیاء اللہ رب العالمین نے اپنی قدرت وحکمت سے پیدا کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جن وانس کے لیے مسخر کی گئی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کائنات کی ہر شئے فنا ہونے والی ہے، فنا سے مبرا صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے جو ازلی وابدی ہے اور کائنات کی ہر شئے اپنے وجود اور ضروریات وجود کے لیے اس کی محتاج ہے۔
- عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہر ذی اختیار مخلوق سے اس کے اعمال کی بابت باز پرس کی جائے گی اور ان کے اعمال کے مطابق ہی ان کا انجام ہوگا، روز قیامت اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات متقین کو ملیں گے، کیونکہ یہ لوگ دنیا کی زندگی میں ہر عمل اس عقیدے کی بنا پر کیا کرتے تھے کہ روز جزا ہمارا خالق ہمارے ان اعمال کا بدلہ دے گا اور ظالموں، سرکشوں اور نافرمانوں کو جو اس روز کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے آگ کے شعلے اور دھواں ملے گا جس میں وہ سانس بھی نہیں لے سکیں گے، انہیں پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ

رحمٰن نے قرآن سکھایا، اسی نے انسان کو پیدا کیااور اسے بولنا سکھایا ،آفتاب اور مہتاب (مقررہ)

بِحُسۡبَانٍ ۪﴿۵﴾ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ رَفَعَہَا وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا

حساب سے ہیں اور ستارے اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں، اسی نے آسمان کو بلند کیااور اسی نے ترازو رکھی تا کہ

فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ ﴿۹﴾ (الرحمٰن ۱تا۹)

تولنے میں تجاوز نہ کرو،انصاف کے ساتھ وزن کوٹھیک رکھواور تول میں کم نہ دو۔

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو یہ کلام سکھاتا ہےاور پھر آپ اسے اللہ کی منسوب کر کے سناتے ہیں،جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیۡ یُلۡحِدُوۡنَ اِلَیۡہِ اَعۡجَمِیٌّ وَّ ہٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۳﴾ [۱]

ترجمہ:ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص کوایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے حالانکہ ان کااشارہ جس آدمی کی طرف ہے اس کی زبان عجمی ہےاور یہ صاف عربی زبان ہے۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ اس عظیم الشان کلام کے مصنف محمد ﷺ نہیں بلکہ الرحمٰن نے اپنے پیغمبر پر نازل کیااور الفاظ ومعنی کی تعلیم دے کر اپنے بندوں پر رحمت کی تکمیل کی ہے،اسی نے اپنی حکمت ومشیت کے تحت انسان کو پہلے پہل اسی شکل وصورت میں مٹی سے پیدا کیااور پھر نطفہ سے اس کاسلسلہ بڑھایا،جیسے فرمایا:

قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَ ہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَکَفَرۡتَ بِالَّذِیۡ خَلَقَکَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ سَوّٰىکَ رَجُلًا ﴿ؕ۳۷﴾ [۲]

ترجمہ:اس کے ہمسائے نے گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا کیا تو کفر کرتا ہےاس ذات سے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کر کھڑا کیا؟۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ... [۳] ﴿۵﴾

ترجمہ:لوگو! اگر تمہیں زندگی بعدموت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفے سے۔

---

[۱] النحل ۱۰۳

[۲] الکہف ۳۷

[۳] الحج ۵

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ... ﴿١١﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ... ﴿٦٧﴾ (۲)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے۔

اور اللہ نے اپنی بے شمار مخلوقات میں سے انسان کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے عقل وشعور، فہم وادراک، تمیز وارادہ اور بولنے کی صلاحیت بخشی، اور اللہ نے سورج جو اپنے مدار پر پچیس کروڑ سالوں میں ایک چکر مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح ہماری زمین ایک سال میں سورج کے گرد ایسا چکر مکمل کرتی ہے گویا سورج کا ایک سال ہمارے پچیس کروڑ سالوں کے برابر ہے اور اس سے بھی بڑے اربوں کھربوں ستاروں اور چاند کو پیدا کیا، ان کو مسخر کیا اور ان کا ایک قانون وضابطہ مقرر فرمایا جس کے تحت وہ اپنی اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں رہتے ہیں، اور اس میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوتا ہے، جیسے فرمایا

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ (۳)

ترجمہ: پردہ شب کو چاک کرکے وہی صبح نکالتا ہے اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اسی نے چاند اور سورج کے طلوع وغروب کا حساب مقرّر کیا ہے، یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ (۴)

ترجمہ: اور سورج، وہ اپنے محور پر گردش کرتا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

سورج، چاند، تارے اور کائنات کی ہر چھوٹی بڑی شئے اپنے رب کی مطیع فرمان اور اس کے قانون کے پابند ہیں، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ... ﴿١٨﴾ (۵)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کے آگے سر بسجود ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان۔

یعنی کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز بھی خود مختار نہیں اور نہ ہی کسی اور کی اس کائنات میں ساجھے داری ہے، کائنات میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہی حکومت ہے، اور وہی معبود حقیقی ہے لہذا یکسو ہو کر اسی کی بندگی کرو، اور اللہ نے ہی وسیع وعریض آسمان کو ارضی مخلوقات کے لئے بغیر ستونوں کے بلند کیا، جیسے فرمایا:

(۱) فاطر ۱۱

(۲) المومن ۶۷

(۳) الانعام ۹۶

(۴) یٰسین ۳۸

(۵) الحج ۱۸

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

اور کائنات کے پورے نظام کو عدل وانصاف پر قائم کر دیا اور لوگوں کو عدل وانصاف کا حکم دیا، جیسے فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ... ﴿۲۵﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی عدل وانصاف کے ساتھ زندگی گزارو، اور جب وزن کرو تو انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو، جیسے فرمایا

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ﴿۱۸۲﴾ [3]

ترجمہ: پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھاٹا نہ دو۔

وَ الْاَرْضَ وَ ضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّ النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾

اور اسی نے مخلوق کے لئے زمین بچھادی جس میں میوے ہیں اور خوشے والے کھجور کے درخت ہیں اور بھس والا اناج ہے

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ (الرحمٰن ۱۰تا۱۳)

اور خشبودار پھول ہیں، پس (اے انسانوں اور جنو!) تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں، احسانات اور قدرتوں کا ذکر فرمایا جن سے جن وانس دونوں فیضیاب ہوتے ہیں فرمایا اللہ نے ہی اپنی حکمت سے زمین کو سب مخلوق کے رہنے، بسنے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہموار فرش کی طرح بچھایا، جیسے فرمایا:

وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ [4]

ترجمہ: اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ [5]

ترجمہ: کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا۔

---

[1] الرعد۲

[2] الحدید۲۵

[3] الشعراء۱۸۲

[4] الغاشیۃ۲۰

[5] النبا۶

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ ﴿١٩﴾ [1]

ترجمہ:اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھادیا۔

جس میں انواع واقسام کے مختلف ذائقوں،خوشبوؤں اور رنگوں والے بکثرت لذیذ پھل اور میوہ جات ہیں،اور کھجور کے اونچے درخت ہیں جن کے پھل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں،اس میں تمہاری اور جانوروں کی خوراک کے لئے طرح طرح کے دانہ اور بھوسے والے اجناس ہیں،اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں گنوا کر پوچھا پس اے جن وانس!تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۙ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۚ ﴿١٥﴾

اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکری کی طرح تھی اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا،

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ ﴿١٧﴾

پس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ وہ رب ہے دونوں مشرقوں کا اور دونوں مغربوں کا، پس

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ (الرحمٰن ١٤تا١٨)

(اے جنو اور انسانو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

انسان اور جن کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور کاریگری کے آثار دکھائے،انسان کی تخلیق کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ... ﴿٥٩﴾ [2]

ترجمہ:عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا۔

ایک مقام پر فرمایا کہ انسان کی تخلیق گارے سے ہوئی۔

...وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ [3]

ترجمہ:اور اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔

ایک مقام پر فرمایا کہ تخلیق کی ابتدا لیس دار گارے سے ہوئی۔

...اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ [4]

ترجمہ:ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا انسان کی تخلیق اس گارے سے ہوئی جس میں بو پیدا ہو گئی تھی۔

[1] نوح ١٩

[2] آل عمران ٥٩

[3] السجدة ٧

[4] الصافات ١١

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

یعنی انسان کی تخلیق مٹی کے اس گارے سے ہوئی جو پڑے رہنے کی وجہ سے لیس دار ہوگیا اور پھر اس میں بو پیدا ہوگئی تھی، یہاں فرمایا ہم نے انسان کو پہلے پہل پکی ہوئی مٹی جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا اور جن کو آگ کے بلند ہونے والے شعلے سے پیدا کیا،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے بنائے گئے اور جن آگ کی لو سے اور آدم علیہ السلام اس سے جو قرآن میں بیان ہوا یعنی مٹی سے۔[2]

پس اے جن وانس! تمہاری یہ پیدائش اور پھر تم سے مزید نسلوں کو ایک حقیر پانی جیسے ست سے چلایا، جیسے فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ ۚ ۸

ترجمہ: پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

یہ تخلیق اللہ کی قدرتوں میں سے ہے، پھر کیا تم اپنے رب کے عجائب قدرت کو جھٹلاؤ گے، اللہ جو دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا سب کا مالک وپروردگار ہے، جیسے فرمایا

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ۙ ۴۰ [3]

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی، ہم اس پر قادر ہیں۔

رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا ۹ [4]

ترجمہ: وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے لہٰذا اسی کو اپنا وکیل بنالو۔

اور اسی نے یہ حکیمانہ نظام قائم کیا ہے یعنی سورج کا گرمیوں اور سردیوں کے مقامات طلوع وغروب کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ذکر کیا، پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيٰنِ ۙ ۱۹ بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيٰنِ ۚ ۲۰

اس نے دو دریا جاری کر دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں، ان دونوں میں سے ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے،

---

[1] الحجر ۲۶

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابٌ فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ ۷۴۹۵، مسند احمد ۲۵۱۹۴، صحیح ابن حبان ۶۱۵۵، شعب الایمان ۱۴۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۰۹

[3] المعارج ۴۰

[4] المزمل ۹

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخۡرُجُ مِنۡہُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَ الۡمَرۡجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ

پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، ان دونوں میں سے موتی اور مونگے برآمد ہوتے ہیں، پھر تم اپنے

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَ لَہُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَـٰٔتُ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿۲۴﴾

رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور اللہ ہی کی (ملکیت میں) ہیں جہاز جو سمندروں میں پہاڑ کی طرح بلند (چل پھر رہے)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ (الرحمٰن ۱۹تا۲۵)

ہیں، پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

اور یہ بھی اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے کھاری اور میٹھے دو سمندروں کو اکٹھا چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، وہ میلوں دور تک اس طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں مگر وہ باہم نہیں ملتے کیونکہ اللہ نے اپنی قدرت سے ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے، جیسے فرمایا :

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ [1]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ایک لذیذ و شیریں، دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

پس اے جن و انس! تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے، اور یہ اس کی شان ربوبیت ہے کہ انسان کے ذوق و شوق کی تسکین کے لئے دونوں سمندروں سے کثرت سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں، جو زیب و زینت اور حسن و جمال کا مظہر ہیں، جیسے فرمایا

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ [2]

ترجمہ: اور پانی کے دونوں ذخیرے یکساں نہیں ہیں ایک میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے، پینے میں خوشگوار اور دوسرا سخت کھاری کہ حلق چھیل دے مگر دونوں سے تم تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو، پہننے کے لئے زینت کا سامان نکالتے ہو، اور اسی پانی میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس کا سینہ چیرتی چلی جارہی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ ،قَالَ: إِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ فَتَحَتِ الْأَصْدَافُ فِي الْبَحْرِ أَفْوَاهَهَا فَمَا وَقَعَ فِيهَا مِنْ قَطْرِ السَّمَاءِ فَهُوَ اللُّؤْلُؤُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''ان دونوں میں سے موتی برآمد ہوتے ہیں۔'' کے بارے میں روایت ہے جب آسمان سے

[1] الفرقان ۵۳

[2] فاطر ۱۲

بارش ہوتی ہے تو سیپیاں سمندر میں اپنا منہ کھول دیتی ہیں ان میں بارش کے پانی کا جو قطرہ داخل ہو جائے وہ موتی بن جاتا ہے۔ [1]
پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟ اور یہ بھی اللہ ہی کی جلیل القدر نعمت واحسان ہے کہ اس نے پانی کو ان قواعد کا پابند کیا جن کی بدولت پہاڑوں کی طرح اونچے اٹھے ہوئے اور ٹنوں وزنی جہاز سمندروں میں مختلف ضروریات کے لئے اس کا سینہ چیرتے ہوئے چلتے ہیں، پس اے جن وانس! تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی، پھر تم

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سب آسمان و زمین والے اسی سے مانگتے ہیں ہر روز وہ ایک شان میں ہے،

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ (الرحمٰن ۲۶تا۳۰)

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

اس کائنات کی کوئی چیز لافانی اور لازوال نہیں بلکہ ایک وقت مقررہ پر فنا ہونے والی ہے، اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی ابدی اور ازلی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور یہ کائنات اس کی عظمت و کبریائی پر گواہی دے رہی ہے، جیسے فرمایا:

۔۔۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔۔۔ ﴿٨٨﴾ [2]

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

پھر اس کائنات کے فنا ہو جانے کے بعد جن وانسانوں کو اعمال کی جوابدہی کے لئے دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے میدان محشر میں عدل وانصاف کا اہتمام کیا جائے گا، پھر نیکوکاروں کو جنت اور بدکاروں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ یہ بھی کمالات قدرت ہیں اس لئے فرمایا پس اے جن وانس! تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟ وہ ساری مخلوق سے بے نیاز اور بے پایاں جود وکرم کا مالک ہے، کائنات کی تمام مخلوقات خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء واولیا ہوں، چاند سورج ہوں یا اور کوئی مخلوق سب اپنی حوائج کے لئے اس وحدہ لاشریک کے در کے محتاج ہیں اور اپنی حاجتیں اسی سے مانگ رہے ہیں، جب سب اللہ کے در کے سوالی ہیں اور اپنی ضروریات ومشکلات خود پوری نہیں کر سکتے تو تمہاری مشکل کشائی کیا کریں گے، اور وہ ہر وقت بندوں کے امور ومعاملات کی تدبیر میں مصروف ہے،

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، {كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ} قَالَ: يُجِيبُ دَاعِيًا وَيُعْطِي سَائِلًا أَوْ يَفُكُّ عَانِيًا قیدی کو رہائی دیتا أَوْ يَشْفِي سَقِيمًا

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۳۲۴؍۱۰، تفسیر طبری ۳۶؍۲۳
[2] القصص ۸۸

عبید بن عمیر سے روایت ہے ”ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔“ کے معنی یہ ہیں اس کی شان یہ ہے کہ وہ دعا کرنے والے کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، مانگنے والے کو عطا فرماتا ہے اور بیمار کو شفا بخشتا ہے۔ [1]

پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

(جنوں اور انسانوں کے گروہو!) عنقریب ہم تمہاری طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں گے، پھر تم اپنے رب کی کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ اے گروہ جنات و انسان ! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ

سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو ! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے، پھر اپنے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم مقابلہ نہ کرسکو گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ (الرحمٰن ۳۱ تا ۳۶)

پھر اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟۔

وعید و تہدید کے طور پر فرمایا اے گروہ جن وانس! جو میری زمین پر بوجھ بنے ہوئے ہو میں بہت جلد تمہاری خبر لینے کے لئے فارغ ہوا جاتا ہوں یعنی جو اعمال تم نے دنیا میں کیے ہیں ان کی جزا و سزا کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہے، آج تم قیامت، حیات بعد الموت، حشر نشر، حساب کتاب اور جنت و جہنم کو بعید از امکان سمجھ کر اس کا مذاق اڑاتے ہو مگر جب تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اس وقت ہم دیکھ لیں گے کہ ہماری کس کس قدرت اور احسانات کو تم جھٹلاتے ہو، اے گروہ جن وانس! اگر تم اللہ کی تقدیر اور قضا سے بھاگ کر کہیں جا سکتے ہو تو بخوشی چلے جاؤ مگر تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے، بعض کہتے ہیں یہ میدان محشر میں کہا جائے گا جب کہ فرشتے چاروں جانب سات سات صفیں بنائے لوگوں کو گھیرے ہوئے ہوں گے اور انسان کہے گا بھاگنے کی جگہ کدھر ہے؟ جیسے فرمایا:

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ٍۨ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ ؕ [2]

ترجمہ: اس وقت (مارے خوف و حیرت کے) یہی انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں، وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی، اس روز تیرے

---

[1] تفسیر طبری ۲۹/ ۲۳

[2] القیامۃ ۱۰ تا ۱۲

رب ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہو گا۔

تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟اور اگر بھاگنے کی کوشش کرو گے بھی تو جہنم کے داروغے تم پر یکے بعد دیگرے آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑیں گے جس کا تم مقابلہ کر سکو گے اور نہ دفع کر سکو گے اور وہ تمہیں ہانک کر واپس لے آئیں گے،اے گروہ جن وانس!تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ

پس جب کہ آسمان پھٹ کر سرخ ہو جائے جیسے کہ سرخ چمڑہ،پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟اس دن کسی انسان

لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی،پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گناہ گار صرف حلیہ سے

بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾

ہی پہچان لیے جائیں گے اور ان کے پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لیے جائیں گے،پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھوٹا جانتے تھے، اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر

حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ (الرحمٰن ۳۷ تا ۴۵)

کھائیں گے،پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

حشر کا ایک منظر:

ہنگامہ عظیم کے وقت کیا ہو گا جب عالم بالا کا نظم درہم برہم ہو جائے گا،سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے،جیسے فرمایا

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ [۱] ﴿۹﴾

ترجمہ:اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیے جائیں گے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ [۲] ﴿۱﴾

ترجمہ:جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔

یہ چمکتے ستارے بکھر جائیں گے،جیسے فرمایا:

[۱] القیامۃ ۸،۹

[۲] التکویر ۱

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ (۱)

ترجمہ: اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

اور یہ بغیر ستونوں کا بلند و بالا نیلا آسمان پھٹ پڑے گا، جیسے فرمایا:

وَانْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَهِيَ يَوْمَىِٕذٍ وَّاهِيَةٌ ۝۱۶ (۲)

ترجمہ: اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔

اِذَا السَّمَاۗءُ انْشَقَّتْ ۝۱ (۳)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ (۴) ۝۱

ترجمہ: جب آسمان پھٹ پڑے گا۔

فرشتے زمین پر اتر آئیں گے اور آسمان نار جہنم کی شدت سے پگھل کر سرخ نری چمڑے کی طرح ہو جائے گا؟ آج تم لوگ اس ہنگامہ عظیم کو بعید از امکان کہتے ہو مگر جب تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تو اے جن و انس! اس وقت تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اس روز ہر انس و جن کے ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال تھما دیا جائے گا جس میں اس کا ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہو گا، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ (۵)

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور اللہ تعالیٰ خود ماضی و مستقبل کا علم رکھتا ہے اس لئے کسی انس و جن سے اس کا گناہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، صرف یہ جواب طلبی ہو گی کہ جب حق و باطل، نیک و بد راہ دونوں کو واضح کر دیا گیا تھا تو پھر یہ گناہ کیوں کیے تھے؟ جیسے فرمایا

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝۳۵ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝۳۶ (۶)

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس میں وہ نہ کچھ بولیں گے اور نہ انہیں موقع دیا جائے گا کہ کوئی عذر پیش کریں۔

(۱) الانفطار ۲

(۲) الحاقۃ ۱۶

(۳) الانشقاق ۱

(۴) الانفطار ۱

(۵) الکہف ۴۹

(۶) المرسلات ۳۵،۳۶

ایک آیت میں مجرموں کو بولنا اور ان سے حساب لیا جانا بھی بیان ہوا ہے، جیسے فرمایا

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ ①

ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی! ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

پھر تم دونوں گروہ اپنے رب کے کن کن احسانات کا انکار کرتے ہو، جس طرح اہل ایمان کے چہرے تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے، اور ان کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے، اس طرح مجرموں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلگوں ہوں گی،

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ... ﴿١٠٦﴾ ②

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔

ذلت و مسکنت ان کے چہروں پر برس رہی ہوگی، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ ③

ترجمہ: اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے، ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی اللہ سے ان کو بچانے والا نہ ہوگا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہوگی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں، وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ... ﴿٤٣﴾ ④

ترجمہ: ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی ذلت ان پر چھارہی ہوگی۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ... ﴿٤٤﴾ ⑤

ترجمہ: ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھارہی ہوگی۔

اس لئے وہ اپنے چہروں سے ہی پہچان لیے جائیں گے، داروغہ جہنم مجرموں کی گردنوں میں طوق ڈال کر ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ دیں گے، جیسے فرمایا

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ ⑥

ترجمہ: (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو، پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔

① الحجر ۹۲،۹۳

② آل عمران ۱۰۶

③ یونس ۲۷

④ القلم ۴۳

⑤ المعارج ۴۴

⑥ الحاقۃ ۳۰تا۳۲

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِيْمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ [۱]

ترجمہ: جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

اور پھر پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹے ہوئے جہنم میں ڈال دیں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَالْاَقْدَامِ ،قَالَ: تَأْخُذُ الزَّبَانِيَةُ بِنَاصِيَتِهِ وَقَدَمَيْهِ، وَيُجْمَعُ فَيُكْسَرُ كَمَا يُكْسَرُ الْحَطَبُ فِي التَّنُّورِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''اور ان کے پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لیے جائیں گے۔'' کے بارے میں روایت ہے مجرم کو اس کی پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر اس طرح توڑ دیا جائے گا جس طرح ایندھن توڑ کر تنور میں ڈالا جاتا ہے۔ [۲]

اس وقت تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اس وقت کہا جائے گا یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین جھوٹ قرار دیا کرتے تھے، وہ کبھی جحیم میں جلائے جائیں گے اور کبھی حمیم پلائے جائیں گے، یعنی جب وہ پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر پانی مانگیں گے تو دوزخ کے کارکن ان کو زنجیروں سے کھینچتے ہوئے ایسے چشموں کی طرف لے جائیں گے جن سے کھولتا ہوا پانی نکل رہا ہو گا اور پھر جب وہاں سے پی کر فارغ ہوں گے تو پھر وہ انہیں کھینچتے ہوئے واپس لے جائیں گے اور دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے۔ جیسے فرمایا:

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ [۳]

ترجمہ: کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا۔

وہ کھولتا ہوا پانی ان کے چہروں کو جھلس اور آنتوں و پٹھوں کو کاٹ ڈالے گا، جیسے فرمایا:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ [۴]

ترجمہ: اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

عَنْ قَتَادَةَ :يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ، قَالَ:أَنَى طَبْخُهَا مُنْذُ يَوْمِ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ''اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے۔'' کے بارے میں کہا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے پکایا ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ [۵]

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ: يُؤْخَذُ الْعَبْدُ فيحرّكُ بِنَاصِيَتِهِ فِي ذَلِكَ الْحَمِيمِ حَتَّى يَذُوبَ اللَّحْمُ وَيَبْقَى الْعَظْمُ وَالْعَيْنَانِ فِي الرَّأْسِ

[۱] المومن ۷۲،۷۱
[۲] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۳۲۵/۱۰
[۳] الغاشیۃ ۵
[۴] محمد ۱۵
[۵] تفسیر طبری ۵۵/۲۳

محمد بن کعب قرظی کا قول ہے آدمی کو پیشانی سے پکڑ کر کھولتے ہوئے شدید ترین گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا حتی کہ اس کا گوشت پگھل جائے گا اور سر کی ہڈیاں اور آنکھیں باقی رہ جائیں گی۔ (۱)

عِيَاذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ،

پھر اس وقت تم قیامت، حیات بعد الموت، حساب کتاب اور جہنم کا انکار کرسکو گے۔

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾

اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں، پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ

(دونوں جنتیں) بہت سی ٹہنیوں اور شاخوں والی ہیں، پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں (جنتوں)

تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾

میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں، پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ

ہونگی، پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ جنتی ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم

وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ

کے ہوں گے اور دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے، پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ وہاں

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

(شرمیلی) نیچی نگاہ والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا، پس اپنے پالنے والے کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں مثل یاقوت اور مونگے کے ہوں گی، پس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ (الرحمٰن ۴۶ تا ۶۱)

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے، پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۷/۵۰۰

اہل جنت کے لئے انعام واکرام:

مجرموں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تقویٰ شعار لوگوں کی جزا کا ذکر فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو، جو سرکشی و بغاوت کی راہ اختیار کرنے کے بجائے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہو، جو حرام سے بچتا اور حلال پر اکتفا کرتا رہا ہو، اور اللہ کی مقررہ حدود کو پامال نہ کرتا ہو،، جو خواہش نفسی اور دنیا فانی کی لذتوں کے پیچھے پڑ کر آخرت کی فکر سے غافل نہ ہو گیا ہو بلکہ آخرت کی فکر زیادہ کرتا ہو، جیسے فرمایا

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا۔

ایسے شخص کے لئے صلہ میں دو مخصوص باغ ہیں جس میں اس کے قصر ہوں گے جن میں وہ اپنے متعلقین اور خدام کے ساتھ رہے گا،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری) سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گے اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گے اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے منہ پر ہو گی حائل نہ ہو گی۔[۲]

اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ:مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ سفید کپڑے پہنے ہوئے سو رہے تھے، پھر میں حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندہ نے بھی کلمہ لاالٰہ الااللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو، اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی

[۱] النازعات ۴۰

[۲] صحیح بخاری تفسیرسورۂ الرحمٰن بَابُ قَوْلِهِ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۴۸۷۸ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى۴۴۸،سنن ابن ماجہ کتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۶،مسنداحمد۱۹۶۸۲،صحیح ابن حبان ۷۳۸۶،السنن الکبری للنسائی ۷۷۱۷،مسندابی یعلی ۷۳۳۱

ہو؟؟فرمایا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو، میں نے (حیرت کی وجہ سے پھر) عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو؟ فرمایا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلودہ ہو جائے۔ (۱)

ان کے سرسبز وشاداب درختوں کا سایہ گنجان اور گہرا ہو گا اور ہر شاخ اور ٹہنی اعلیٰ خوش ذائقہ پکے ہوئے پھلوں سے لدی ہوئی ہو گی، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغوں میں دو چشمے رواں دواں ہیں،

وَالْحَسَن: تَجْرِيَانِ بِالْمَاءِ الزُّلَالِ، إِحْدَى الْعَيْنَيْنِ التَّسْنِيمُ وَالْأُخْرَى السَّلْسَبِيلُ.

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک چشمہ کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہے۔ (۲)

وقال عطية إِحْدَاهُمَا مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَالْأُخْرَى مَنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ

عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک چشمہ نتھرے پانی کا اور دوسرا لذت والی بے نشے شراب کا۔ (۳)

جنتی ان چشموں سے جہاں چاہیں گے نہریں نکال کر لے جائیں گے، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغوں میں انواع واقسام کے پھل دار درخت ہوں گے اور ہر پھل صورت، ذائقے، لذت اور خوشبو کے اعتبار سے دو قسم کے ہوں گے، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ جنتی لوگ ان گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے، جہاں مختلف انواع کے چشمے رواں دواں ہوں گے، ان کے کنارے ایسی مسندوں پر تکیے لگائے تمکنت کے ساتھ بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے، اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے اتنی جھکی ہوئی ہوں گی کہ جنتی انہیں بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے توڑ سکیں گے، یا وہ ڈالیاں از خود ان کی طرف جھک جائیں گی جیسے فرمایا:

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ (۴)

ترجمہ: جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ (۵)

ترجمہ: جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہو گی، اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے (کہ جس طرح چاہیں انہیں توڑ لیں)۔

اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان نعمتوں کے درمیان عفیفہ، پاکدامن اور حیادار حوریں ہوں گی جو اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی پر نگاہ نہیں ڈالیں گی، اور جن کے جسم کو ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہو گا یعنی یہ باکرہ دوشیزائیں ہوں گی اور اس

(۱) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ الثِّيَابِ الْبِيضِ ۵۸۲۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ ۲۷۳، مسنداحمد ۸۶۸۳، السنن الکبری للنسائی ۱۰۸۹۸، شرح السنة للبغوی ۵۱

(۲) تفسیر القرطبی ۱۷/۱۷۸

(۳) تفسیرالبغوی ۴/۳۴۱، تفسیرالقرطبی ۱۷/۱۷۹

(۴) الحاقة ۲۳

(۵) الدهر ۱۴

شوہر سے پہلے کسی کے تصرف میں آئی ہوئی نہ ہوں گی، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ یہ حوریں اپنی صفائی، خوبی اور حسن میں یاقوت اور سفیدی و سرخی میں موتی یا مونگے کی طرح ہوں گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الحُسْنِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والے اول گروہ کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند، نہ تو جنت میں انہیں تھوک آئے گا نہ ناک کی ریزش نہ پاخانہ، ان کے برتن سونے کے ہونگے، ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی، اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا، ان کا پسینہ مشک (جیسا خوشبودار) ہوگا اور ہر ایک کی دو دو بیویاں ہوں گی لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا، اہل جنت کا آپس میں کوئی اختلاف نہ ہوگا اور نہ بغض و کدورت سب کے دل ایک ہوں گے، صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ سَبْعِينَ حُلَّةِ حَرِيرٍ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: {كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ} (۲)، فَأَمَّا الْيَاقُوتُ، فَإِنَّهُ حَجَرٌ لَوْ أَدْخَلْتَهُ سِلْكًا ثُمَّ اطَّلَعْتَ لَرَأَيْتَهُ مِنْ وَرَائِهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کی بیویوں میں سے ہر ایک ایسی ہے کہ ان کی پنڈلی کی سفیدی ستر ستر حلوں کے پہننے کے بعد بھی نظر آتی ہے یہاں تک کہ اندر کا گودا بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جیسا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہوں، اور فرمایا دیکھو یاقوت ایک پتھر ہے لیکن قدرت نے اس کی صفائی اور جوت ایسی رکھی ہے کہ اس کے بیچ میں دھاگہ پرو دو تو باہر سے نظر آتا ہے۔ (۳)

عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ غَدْوَةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ، أَوْ مَوْضِعُ قِيدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا

(۱) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۵، صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمهابَابُ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَصِفَاتُهُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ ۷۱۴۷، مسند احمد ۸۱۹۸

(۲) الرحمن: ۵۸

(۳) صحیح ابن حبان ۷۳۹۶،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابٌ فِي صِفَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ۲۵۳۳،تفسیر ابن ابی حاتم محققا۱۸۷۴۸،تفسیرقرطبی ۱۷؍۱۸۲

عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حمید کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ سے یہ بھی روایت کرتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں صبح وشام کو تھوڑی دیر بھی چلنا تمام دنیا و مافیہا سے اچھا ہے اور بیشک جنت میں تمہارا ایک چھوٹا سا مقام جو ایک کمان یا ایک کوڑے کے برابر ہو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت میں سے کوئی عورت زمین کی طرف رخ کرے تو وہ تمام فضا کو جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے روشن کر دے گی اور اس کو خوشبو سے بھرے گی اور بے شک اس کا دوپٹہ جو اس کے سر پر ہے تمام دنیا و مافیہا سے اعلیٰ و افضل ہے۔ (۱)

تم لوگ اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے، نیکی اور اطاعت الٰہی کا صلہ جنت اور اس کی نعمتوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، جیسے فرمایا

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ... (۲۶) (۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہو اور مزید فضل۔

پھر اے جنو اور انسانو! تم اپنے رب کے کن کن اوصاف حمیدہ کا تم انکار کرو گے۔

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾

اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں، پس تم اپنے پرورش کرنے والے کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ جو دونوں گہری سبز سیاہی مائل

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

ہیں، بتاؤ اب اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو (جوش سے) ابلنے والے چشمے ہیں، پھر تم اپنے رب کی

تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے، کیا اب بھی رب کی کسی نعمت کی

تُكَذِّبَانِ ﴿٦٩﴾ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾

تکذیب کرو گے؟ ان میں نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہیں، پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٣﴾

(گوری رنگت کی) حوریں جنتی خیموں میں رہنے والیاں ہیں، پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے؟ ان کو ہاتھ نہیں لگایا کسی انسان یا جن نے اس سے قبل، پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کے ساتھ تم

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الحُورِ العِينِ، وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ، شَدِيدَةُ سَوَادِ العَيْنِ، شَدِيدَةُ بَيَاضِ العَيْنِ ٢٧٩٦، مسند احمد ١٢٦٠٣

(۲) یونس ٢٦

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تکذیب کرتے ہو؟ سبز مسندوں اور عمدہ فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، پس (اے جنو اور انسانو!) تم اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ (الرحمٰن ٦٢ تا ٧٨)

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ تیرے پروردگار کا نام بابرکت ہے جو عزت وجلال والا ہے۔

ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں جو اصحاب یمین کے لئے ہیں اور پہلے دونوں باغوں سے شرف وفضل میں کم ہیں، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ یہ دونوں باغ کثرت سیرانی کی وجہ سے گھنے سرسبز شاداب ہیں، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغوں میں دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے ہیں، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان میں بکثرت پھل دار کھجوریں اور انار کے درخت ہیں، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان نعمتوں کے درمیان خوب سیرت اور حسن وجمال میں یکتا حوریں ہیں، اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟ جو جنتی خیموں میں مستور ہوں گی،

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ المُؤْمِنُونَ

ابوبکر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کھوکھلے موتیوں کے خیمے ہوں گے جن کا عرض ساٹھ میل ہوگا اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی، ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہیں دیکھ سکے گی، مومن ان سب کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ (١)

ایک روایت میں ہے خیمے کی بلندی تیس میل ہوگی،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الخَيْمَةُ دُرَّةٌ، مُجَوَّفَةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلاَثُونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لاَ يَرَاهُمُ الآخَرُونَ

عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنتیوں کا) خیمہ کیا ہے ایک موتی خولدار جس کی بلندی اوپر کو تیس میل تک ہے اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہوگی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔ (٢)

پس تم لوگ اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟ ان حوروں کو جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ وہ جنتی ایسے تختوں پر تکیے لگا کر فروکش ہوں گے جس پر سبز رنگ کی مسندیں، غالیچے اور اعلیٰ قسم کے خوبصورت منقش فرش بچھے ہوں گے، اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ بڑی برکت والا ہے تیرے رب جلیل وکریم کا نام، یعنی اس کی بھلائی بہت بڑی اور بہت زیادہ ہے، وہ بڑے جلال، بزرگی اور اپنے اولیاء کے لئے اکرام وتکریم کا مالک ہے،

(١) صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۃ الرحمٰن بَابُ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الخِيَامِ ٤٨٧٩، وکتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ٣٢٤٣، صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابٌ فِي صِفَةِ خِيَامِ الْجَنَّةِ وَمَا لِلْمُؤْمِنِينَ فِيهَا مِنَ الْأَهْلِينَ ٧١٥٨

(٢) صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ٣٢٤٣

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ذو الجلال والاکرام سے وابستہ ہو جاؤ۔ (۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اس قدر بیٹھا کرتے کہ یہ کلمات پڑھے جا سکیں اے اللہ! تو سلامتی والا ہے تیری ہی طرف سے سلامتی ہے تو بہت بابرکت ہے اے جلال وعزت کے مالک۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ:اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی ہی دیر بیٹھتے تھے کہ یہ کلمات کہہ لیں ''اے اللہ! تو سلام ہے (یعنی ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے) اور تجھی سے (لوگوں کو) سلامتی ملتی ہے، اے احترام وعزت والے! تو بابرکت ہے۔'' (۳)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا، فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الجِنِّ لَيْلَةَ الجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ {فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ} قَالُوا: لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الحَمْدُ.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف آئے اور سورت رحمن شروع سے آخر تک تلاوت فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ سورت جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو ان لوگوں نے تم سے بہتر جواب دیا جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔'' پر پہنچتا تھا تو وہ اس کے جواب میں کہتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، حمد تیرے ہی لئے ہے۔ (4)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ.قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ: كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالعِرَاقِ، كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ، يَعْنِي: لِمَا يَرْوُونَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاكِيرِ.وَسَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ البُخَارِيَّ، يَقُولُ: أَهْلُ الشَّامِ يَرْوُونَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاكِيرَ، وَأَهْلُ العِرَاقِ

---

(۱) مسند احمد ۱۷۵۹۶، السنن الکبری للنسائی ۷۶۶۹، سنن ابن ماجہ كِتَابُ النُّعُوتِ باب ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۷۶۶۹

(۲) مسند احمد ۲۵۵۰۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۵، سنن ابوداود كتاب أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۱۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ ۲۹۸، السنن الکبری للنسائی ۹۸۴۴، سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۹۲۴

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۴، سنن ابوداود كتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۱۲، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ ۲۹۸، سنن نسائی كتاب الافتتاح باب الذِّكْرُ بَعْدَ الِاسْتِغْفَارِ ۱۳۳۹، سنن ابن ماجہ كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۹۲۴

(۴) جامع ترمذی كتاب تفسير القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرَّحْمَنِ ۳۲۹۱

يَرْوُونَ عَنْهُ أَحَادِيثَ مُقَارِبَةً.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف ولید بن مسلم کی روایت سے جانتے ہیں، ولید بن مسلم زبیر بن محمد سے نقل کرتے ہیں۔ ابن حنبل کا خیال ہے کہ زبیر بن محمد وہ نہیں ہوں جو شام کی طرف گئے ہیں اور اہل عراق ان سے روایت کرتے ہیں بلکہ شاید کوئی اور ہیں لوگوں نے ان کا نام بدل دیا کیونکہ لوگ ان سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ شام کے لوگ زبیر بن محمد منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں اور اہل عراق ان میں سے ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جو صحت کے قریب ہوتی ہیں۔

مضامین سورۂ ھود:

یہ سورت ان سورتوں میں سے ہے جن میں تنبیہ کا انداز کچھ زیادہ شدت اور سختی لئے ہوئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے، کچھ بال سفید ہو گئے

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَيَّبَكَ؟قَالَ:شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

تو عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر تو بڑھاپا آنے لگا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۂ ہود، واقعہ، النبا اور سورۂ الشمس نے بوڑھا کر دیا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ،قَالَ:شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالوَاقِعَةُ، وَالمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بوڑھے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو سورۂ ھود، سورۂ واقعہ، سورۂ المرسلات، سورۂ النبا اور سورۂ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا (یعنی ان میں جو قیامت کی خبریں ہیں اور عذاب کی جو آیتیں ہیں ان سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں)۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللهِ،أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَيَّبَكَ؟ قَالَ: هُودٌ، وَالْوَاقِعَةُ

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر تو بوڑھاپا آنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۂ ھود اور الواقعہ نے بوڑھا کر دیا۔ (۳)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا: الْوَاقِعَةُ، وَالْحَاقَّةُ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

(۱) مسند ابی یعلی ۱۰۷

(۲) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الوَاقِعَةِ ۳۲۹۷

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۰۹۱

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں مثلاً واقعہ، الحاقہ اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (۱)

اس سورہ میں دعوت، فہمائش اور تنبیہ کو مختصر لیکن زیادہ موثر اور مدلل انداز میں بیان کیا گیا۔

○ دعوت یہ ہے کہ شرک جو ظلم عظیم ہے سے باز آجاؤ، گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو اور غیر اللہ کی بندگی سے تائب ہو کر اپنے معبود حقیقی اللہ کے بندے بنو اور اپنی دنیاوی زندگی کا سارا نظام آخرت کی جوابدہی کے احساس پر قائم کرو، ورنہ قیامت کے روز سخت عذاب میں مبتلا ہو گے۔

○ فہمائش یہ ہے کہ اس دنیا کی ظاہری چمک دمک سے دھوکا نہ کھاؤ جیسا کہ تم سے پہلے امتوں نے دھوکا کھایا اور اس میں الجھ کر انجام بد کو پہنچے، بطور امثال قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، اصحاب مدین، بنی اسرائیل اور فرعون کے کرداروں کو پیش کیا گیا اس لئے تم ہوش کے ناخن لو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ یہ چند گھڑیوں کی زندگی آخرت میں جو ہمیشہ کی زندگی ہے تمہاری ذلت کا سامان بن جائے۔

○ تنبیہ یہ ہے کہ ہم نے تمہیں مہلت کی جو چند گھڑیاں دی ہوئی ہیں یہ صرف تمہیں سوچنے اور سنبھلنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے ہیں ورنہ جب ہمارا عذاب نازل ہوتا ہے تو کسی قسم کا رشتہ ناطہ کام نہیں آتا بلکہ ہر طرح کے رشتے ناطے اور رابطے ختم ہو جاتے ہیں اس وقت صرف رحمت الٰہی ہی کام دیتی ہے جو رب پر ایمان لانے والوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استقلال واستقامت کا حکم دیا گیا اور مومنین کو حکم دیا گیا کہ تم دائرہ دین سے ذرا بھر بھی باہر مت نکلو اور کفار کی طرف مت جھکو، نماز کے اوقات کا ذکر کیا گیا، فرمایا قرآن مجید میں مومنوں کے لیے نصیحت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے عمل سے غافل نہیں ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ ۙ﴿۱﴾

الف، لام، را، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے،

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ ۙ﴿۲﴾

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں،

وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا

اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی)

اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ یُؤۡتِ کُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَہٗ ؕ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ

دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا، اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لیے ایک

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۵۸۰۴

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے، تم کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے،

اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ

یادرکھو وہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کئے دیتے ہیں تا کہ اپنی باتیں (اللہ) سے چھپا سکیں، یادرکھو کہ وہ لوگ جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، بالیقین وہ دلوں کے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

اندر کی باتیں جانتا ہے، زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں، وہی ان کے رہنے سہنے

وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶ (ھود ۱ تا ۶)

کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی، سب کچھ واضح کتاب میں موجود ہے۔

تعارف قرآن کریم:

الف۔لام۔را، یہ وہ پاکیزہ وعظیم کتاب ہے جس کی آیتیں الفاظ ونظم کے اعتبار سے اتنی محکم اور پختہ ہیں کہ ان کی ترکیب اور معنی میں کوئی خلل نہیں، اور اس میں احکام وشرائع، مواعظ وقصص، عقائد وایمانیات اور آداب واخلاق کو گنجلک اور مبہم طور پر نہیں بلکہ ہر بات کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس کتاب کی نظیر پچھلی کتابوں میں نہیں ملتی، جسے ایک حکمت والی اور تمام امور ومعاملات سے باخبر ہستی نے نازل کیا ہے، اس کی دعوت وہی ہے جو ہر پیغمبر پیش کرتا رہا ہے کہ تم اللہ وحدہ لاشریک جو تمام بحر وبر کی مخلوقات کا خالق، مالک اور رازق ہے کے سوا کسی کی بندگی واطاعت نہ کرو، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ [۱]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ... ۝۳۶ [۲]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس کے حکم سے یہ پاکیزہ دعوت تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں، جو اس دعوت حق کے آگے سر اطاعت خم کر دیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں انہیں دنیا وآخرت میں اللہ کی رحمت کی بشارت دے دوں، اور جو تکذیب کریں اور گناہوں کے ارتکاب کی جسارت

[۱] الانبیاء۲۵

[۲] النحل۳۶

کریں انہیں اللہ کے عذاب سے متنبہ کر دوں، اور یہ کہ تم خلوص نیت سے طاغوت کی بندگی واطاعت سے تائب ہو کر اپنے رب سے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی بخشش ومغفرت چاہو اور اعمال صالحہ اختیار کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا کی زندگی میں وہ اپنی پاکیزہ نعمتیں تم پر برسائے گا اور برکتوں سے نوازے گا اور اہل احسان کو اپنے فضل وکرم سے نوازے گا، جیسے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ [1]

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لاَ، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ، قَالَ: لاَ، قُلْتُ: الثُّلُثُ، قَالَ: فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) میری عیادت کو تشریف لائے میں اس وقت مکہ میں تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سارے مال ودولت کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں میں نے پوچھا پھر تہائی کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تہائی کی کر سکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لئے خرچ کرو گے) تو وہ خیرات ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا (وہ بھی خیرات ہے اور تو اس کا بھی اجر پائے گا)۔ [2]

لیکن اگر تم مال واسباب، حیثیت ومرتبہ پر تکیہ کر کے، دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر، شیطان کے جھوٹے وعدوں پر بھروسہ کر کے روگردانی، اعراض کرتے ہو تو میں تمہارے حق میں قیامت کے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں، ایک وقت مقررہ پر یقیناً تم سب کو اللہ کی بارگاہ میں اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے، اگر اعمال نیک ہوں گے تو اللہ بڑھا چڑھا کر جزا دے گا اور اگر اعمال بد ہوئے تو اسی کے مطابق سزا دے گا، اور وہ اپنے دوستوں سے احسان اور دشمنوں سے انتقام پر قادر رہے، بعض لوگ غلبہ شرم وحیا کی وجہ سے قضائے حاجت اور مجامعت کے وقت برہنہ ہونا پسند نہیں کرتے تھے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اس لئے ایسے موقعوں پر وہ شرم گاہ کو چھپانے کے لئے اپنے

---

[1] النحل ۹۷

[2] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ ۲۷۴۲، صحیح مسلم کتاب الوصية بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۰۹

سینوں کو دوہرا کر لیتے تھے،

مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقْرَأُ:أَلاَ إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ:أُنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ، وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ

محمد بن عباد بن جعفر نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آپ آیت کی قرات أَلاَ إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ اس طرح کرتے تھے میں نے ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ کھلی ہوئی جگہ میں حاجت کے لئے بیٹھے میں آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف کھولنے میں پروردگار سے حیا کرتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ [1]

اللہ تعالی نے ان کے ظن باطل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا رات کے اندھیرے میں جب وہ اپنے بستروں میں اپنے آپ کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی وہ ان کو دیکھتا اور ان کی چھپی اور علانیہ باتوں کو جانتا ہے، وہ تو ایسا باریک بین ہے کہ تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے ارادوں، وسوسوں اور سوچوں کو بھی جانتا ہے، چنانچہ جب تم اس سے چھپ نہیں سکتے تو اس غیر ضروری تکلف کا کیا فائدہ، اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا چرچا ہوا تو بہت سے مشرکین ایسے بھی تھے جو مخالفت میں تو سرگرم نہیں تھے مگر اس دعوت سے سخت بیزار تھے، قوم نوح علیہ السلام کی طرح ان لوگوں کا رویہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے کے روادار نہیں تھے، اگر آپ سرراہ ان کے سامنے آجاتے تو دور سے ہی راستہ بدل لیتے، اگر ایسا ممکن نہ ہوتا تو کپڑے سے سر ڈھانپ لیتے تاکہ آپ انہیں مخاطب کر کے کچھ وعظ ونصیحت نہ کرنے لگیں، کہیں مجلس میں بیٹھا دیکھ لیتے تو الٹے پاؤں واپس پھر جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتے تو چھپنے کے لئے سینہ موڑ لیتے اور سر ڈھانپ لیتے۔ روئے زمین پر چلنے والی چھوٹی بڑی ہر مخلوق چاہے وہ انسان ہوں یا جن، چرنے والے جانور ہوں یا خونخوار درندے، ہوا میں اڑنے والے پرندے ہوں یا رینگنے والے حشرات الارض یا دریاؤں اور سمندروں کی ان گنت مخلوقات، اللہ ہر ایک کو اس کی نوعی یا جنسی ضروریات کے مطابق سامان زیست پہنچا رہا ہے، اور جس کے متعلق وہ جل شانہ نہ جانتا ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں تفصیل کے ساتھ درج ہے، جیسے فرمایا:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۵۹ [2]

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اللہ نے ہر چیز کی تقدیر لکھ دی ہے، ہر چیز پر اس کی مشیت نافذ ہے اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس طرح شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ ھودباب الاانھم یثنون صدورھم ۴۶۸۱
[2] الانعام۵۹

چھپا کر یا کانوں میں انگلیاں ڈال کر یا آنکھوں پر پردہ ڈال کر اور دعوت حق کو نہ سن کر تم اللہ کی پکڑ سے بچ جاؤ گے تو یہ تمہاری نادانی ہے، جیسے فرمایا

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ (۱)

ترجمہ: زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں، ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، پھر یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَي الْمَاۗءِ لِيَبْلُوَكُمْ

اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ

اچھے عمل والا کون ہے، اگر آپ ان سے کہیں کہ تم لوگ مرنے کے بعد اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے تو ک

لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى

افر لوگ پلٹ کر جواب دیں گے یہ تو نرا صاف صاف جادو ہی ہے، اور اگر ہم ان سے عذاب کو گنی چنی مدت تک کے لیے

اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۭ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ

پیچھے ڈال دیں تو یہ ضرور پکار اٹھیں گے کہ عذاب کو کون سی چیز روکے ہوئے ہے، سنو! جس دن وہ ان کے پاس آئے گا پھر

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ (ھود ۸،۷)

ان سے ٹلنے والا نہیں پھر تو جس چیز کی ہنسی اڑا رہے تھے وہ انہیں گھیر لے گی۔

مشرکین سوال کرتے تھے کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے کیا تھا؟ اس کا جواب ارشاد ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کمال ہے کہ اس نے چھ دنوں میں ساتوں آسمانوں اور زمین کو پیدا کر دیا اور پھر اپنی شان کے لائق ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہوا جبکہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا،

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ. قَالَ: قَالُوا: قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. قَالَ:اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ . قَالَ: قُلْنَا: قَدْ قَبِلْنَا، فَأَخْبِرْنَا عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ:كَانَ اللَّهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَكَتَبَ فِي اللَّوْحِ ذِكْرَ كُلِّ شَيْءٍ قَالَ: وَأَتَانِي آتٍ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ انْحَلَّتْ نَاقَتُكَ مِنْ عِقَالِهَا. قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا. قَالَ: فَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهَا فَلَا أَدْرِي مَا كَانَ بَعْدِي

(۱) الانعام ۳۸

عمران بن حصین سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنی تمیم !بشارت قبول کرلو، انہوں نے عرض کی آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو پھر عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا اے اہل یمن! تم !بشارت قبول کرلو، انہوں نے عرض کی ہم نے اسے قبول کرلیا، آپ یہ فرمائیں کہ اس کائنات کی سب سے پہلے ابتدا کس طرح ہوئی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تھی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور راس کر میں باہر چلا گیا اس وقت اونٹنی دور جا چکی تھی، میں اس کی تلاش میں نکلا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد آپ نے کیا فرمایا تھا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیر لکھی، اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ اللَّهِ مَلْأَى لاَ تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، وَبِيَدِهِ المِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے اے میرے بندو!(میری راہ میں) خرچ کرو تو میں تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات اور دن کے مسلسل خرچ کرنے سے بھی اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے مسلسل خرچ کئے جارہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور راس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔ (۳)

اور راس عظیم الشان تخلیق کا مقصد عبث وبلا مقصد نہیں، جیسے فرمایا

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۴)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہمارے طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ

---

(۱) مسند احمد ۱۹۸۷۶

(۲) صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸ ،جامع ترمذی ابواب القدرباب ۱۳۸۹،ح ۲۱۵۶،شرح السنة للبغوی ۶۷

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ ھودبَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۴۶۸۴،صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ۲۳۰۹،شرح السنة للبغوی ۱۶۵۶

(۴) المومنون۱۱۵

النَّارِ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا ہے، اور ایسے کافروں کے لیے بربادی ہے جہنم کی آگ سے۔

بلکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ انسانوں کو خلافت کے اختیارات تفویض کرا کے آزمائش کرے کہ ان میں کون ان اختیارات اور اخلاقی ذمہ داری کو احسن طور پر بجالاتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

مگر اے محمد ﷺ! اگر تم انہیں ان کا مقصد حیات سمجھاتے ہو کہ اللہ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی کی عبادت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ [3]

ترجمہ: میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اور روز محشر ہر ایک کو تنہا تنہا اعمال کی جوابدہی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ [4]

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

تو منکرین آخرت یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ آسمان وزمین کا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے، جیسے فرمایا

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ... ﴿۸۷﴾ [5]

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ... ﴿۶۱﴾ [6]

ترجمہ: اگر تم ان لوگوں سے پوچھوں کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

---

[1] ص ۲۷

[2] الملک ۲

[3] الذاریات ۵۶

[4] مریم ۹۵

[5] الزخرف ۸۷

[6] العنکبوت ۶۱

مگر اپنے کفر و عناد اور بغض کی بنا شدت سے تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو گری ہے، حالانکہ جس نے چھ دنوں میں عظیم الشان کائنات کی تخلیق کر دی، جس نے پہلی مرتبہ انسان کو بدبو دار مٹی کے گارے سے پیدا کر دیا اور پھر نطفہ سے اس کا سلسلہ چلایا، جو اپنی ہر طرح کی مخلوقات کو رزق پہنچا رہا ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا کونسا مشکل کام ہے جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ... ﴿٢٧﴾ (1)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ... ﴿٢٨﴾ (2)

ترجمہ: تم سارے انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ جلا اٹھانا تو (اس کے لیے) بس ایسا ہے جیسے ایک متنفس کو (پیدا کرنا اور جلا اٹھانا)۔

اور ہماری سنت ہے کہ ہم اپنے رحم و کرم سے مجرموں پر فوراً عذاب نازل نہیں کرتے بلکہ ایک مقررہ مدت تک سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دیتے ہیں تو مکذبین عذاب کو ناممکن سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ آخر کس چیز نے اللہ کو عذاب نازل کر دینے سے روک رکھا ہے؟ سنو! جس روز اللہ کا عذاب اچانک نازل ہو گیا تو وہ کسی کے ٹالے سے نہ ٹل سکے گا، اور وہی چیز ان کو آ گھیرے گی جس کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں۔

وَ لَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿٩﴾

اگر ہم انسان کو اپنی کسی نعمت کا ذائقہ چکھا کر پھر اسے اس سے لے لیں تو وہ بہت ہی ناامید اور بڑا ناشکرا بن جاتا ہے،

وَ لَئِنْ أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ

اور اگر ہم اسے کوئی مزہ چکھائیں اس سختی کے بعد جو اسے پہنچ چکی تھی تو وہ کہنے لگتا ہے کہ بس برائیاں مجھ سے جاتی رہیں،

إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ أُولٰٓئِكَ

یقیناً وہ بڑا اترانے والا شیخی خور ہے، سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں، انھیں لوگوں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ أَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ (ھود ۹ تا ۱۱)

کے لیے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا بدلہ بھی۔

انسانی نفسیات کو انتہائی خوبصورتی سے بیان کیا گیا کہ اگر کبھی ہم انہیں صحت، رزق، حیثیت و مرتبہ اور اولاد سے نوازنے کے بعد اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ بلبلا اٹھتا ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس و ناامید ہو جاتا ہے اور اللہ کی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اگر اس کے برعکس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اس پر اس کی خواہشات نفس کے موافق نعمتوں کی بارش برساتے ہیں تو نعمت کے نشے میں غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے سختیوں اور تکالیف کا دور گزر گیا اب کوئی تکلیف آنے والی نہیں، پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور دوسروں پر فخر و غرور کا اظہار

(1) الروم ۲۷
(2) لقمان ۲۸

کرنے لگتا ہے، مگر اس مذموم اخلاق سے بس وہ اہل ایمان محفوظ ہیں جو راحت وفراغت، تنگی وتکالیف دونوں حالتوں میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ہے، جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں، جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے، جو روز جزا کو برحق مانتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، وَإِنَّ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، وَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجب حال ہے اس کے ہر عمل میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ مومن کے لئے جو بھی فیصلہ فرماتا ہے اس میں اس کے لئے بہتری ہوتی ہے اگر اس کو خوشی وراحت حاصل ہوتی ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر کوئی تکلیف یا نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے، یہ امتیاز ایک مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ مِنْ خَطَايَاهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ [3]

اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بخشش ومغفرت بھی ہے اور ان کی بھلائیوں پر بڑا اجر بھی۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌۢ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ

پس شاید کہ آپ اس وحی کے کسی حصے کو چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے

---

[1] المعارج ۱۹ تا ۲۷

[2] صحیح ابن حبان ۲۸۹۶، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ۷۵۰۰، شعب الایمان ۴۱۶۹، المعجم الاوسط ۳۸۴۹

[3] مسند احمد ۸۰۲۷، صحیح بخاری کتاب المرضیبَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ ۵۶۴۱، صحیح مسلم کتاب البر والصلةبَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ۶۵۶۸، مسند البزار ۸۴۲۷، مصنف ابن ابی شیبة ۱۰۸۰۶

عَلَيۡهِ كَنۡزٌ اَوۡ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ ؕ

اور اس سے آپ کا دل تنگ ہے، صرف ان کی اس بات پر کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اترا؟ یا اس کے ساتھ فرشتہ ہی آتا،

وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ؕ‏ ﴿۱۲﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ

سن لیجئے! آپ تو صرف ڈرانے والے ہی ہیں اور ہر چیز کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے، کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے،

قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ

جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم

صٰدِقِيۡنَ‏ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰهِ وَ اَنۡ

سچے ہو، پھر اگر وہ تمہاری بات کو قبول نہ کریں تو تم یقین سے جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور یہ کہ

لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ‏ ﴿۱۴﴾ (ھود ۱۲تا۱۴)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پس کیا تم مسلمان ہوتے ہو۔

مشرکین کی تنقید کی پرواہ نہ کریں:

مشرکین بطور تضحیک واستہزا مختلف قسم کے طعنہ دیتے رہتے تھے۔

وَقَالُوۡا مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ يَاۡكُلُ الطَّعَامَ وَيَمۡشِىۡ فِى الۡاَسۡوَاقِ‌ؕ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَلَكٌ فَيَكُوۡنَ مَعَهٗ نَذِيۡرًا ۙ‏ ﴿۷﴾ اَوۡ يُلۡقٰٓى اِلَيۡهِ كَنۡزٌ اَوۡ تَكُوۡنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاۡكُلُ مِنۡهَا‌ ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا‏ ﴿۸﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟ یا اور کچھ نہیں تو اس کے لئے کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا، اور یہ ظالم کہتے ہیں تم لوگ تو ایک سحرزدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی ان بے سروپا باتوں پر سخت کوفت محسوس کرتے، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ نَـعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَۙ‏ ﴿۹۷﴾ [2]

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ تم پر بناتے ہیں ان سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے۔

چنانچہ تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے پیغمبر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی ان باتوں پر تمہارا سینہ تنگ ہو اور جو وحی تمہاری طرف کی جارہی ہیں ان میں سے کسی چیز کو بے کم وکاست بیان کرنے سے چھوڑ دو، آپ تو محض متنبہ کرنے والے ہیں اس لئے اپنا فرض منصبی بے دھڑک

---

[1] الفرقان ۷،۸

[2] الحجر ۹۷

بجالاتے رہیں، آگے ہر چیز کا حوالہ دار اللہ ہے، وہ ان کے اعمال کو محفوظ کر رہا ہے اور پھر وہ ان کو ان اعمال کی پوری جزا دے گا، مشرکین کلام الٰہی پر ایمان لانے کے بجائے اسے رسول اللہ ﷺ کا تصنیف کردہ سمجھتے تھے، چنانچہ پہلے اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس جیسا کلام پیش کر کے دکھلاد و اور اس سلسلہ میں جس جس کی مدد لینا چاہو لے لو لیکن تم ایسا کرنے سے عاجز ہی رہو گے، جیسے فرمایا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ (١)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

اب اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا اگر تم پورا قرآن تصنیف کر کے پیش نہیں کر سکتے تو اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر پیش کرو اور اس سلسلہ میں اللہ کے سوا اپنے تمام معبودوں کی مدد بھی حاصل کر لو ایک مقام پر فرمایا:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٣٤﴾ (٢)

ترجمہ: اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو اسی شان کا ایک کلام بنا لائیں۔

اب اگر تمہارے معبود جن کی اس کلام میں کھلم کھلا مخالفت کی گئی ہے تو تمہارے معبودوں کو مدد کرنی چاہیے، لیکن اگر اس فیصلہ کن گھڑی میں وہ تمہاری مدد کو نہیں پہنچتے تو جان لو کہ یہ پاکیزہ کلام رسول کا تصنیف کردہ نہیں بلکہ اللہ کے علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور اس معبود حقیقی کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے، پھر کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کر کے سر تسلیم خم کرتے ہو؟

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں

وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ

اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی، ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں

وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ (هود ١٦،١٥)

اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہو گا وہاں سب اکارت ہے، اور جو کچھ اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔

جو لوگ آخرت کی جواب طلبی کو نظر انداز کر کے محض اسی دنیا کے مالی فائدوں کے دلدادہ ہیں اور جائز و ناجائز طریقوں سے اسی دنیا کی زندگی کو بنانے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، ان کے اچھے اعمالوں کی جزا ہم اسی دنیا میں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے عذاب جہنم کے سوا کچھ نہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان کے عذاب میں کوئی وقفہ نہیں کیا جائے

(١) بنی اسرائیل ٨٨
(٢) الطور ٣٤

گا جیسے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم کو لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر، اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لئے سعی کرے جیسی کہ اس کے لئے سعی کرنی چاہیے اور ہو وہ مومن تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو گی۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہو گا ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرز عمل کی وجہ سے) کرتے رہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلاَ انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار اور درہم (روپے پیسے) کا بندہ ہلاک ہوا چادر اور کمبل کا پجاری ہلاک ہوا اگر یہ چیزیں اسے مل جائیں تو مسرور ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناخوش ہو جاتا ہے، یہ برباد اور ذلیل و خوار ہوا اگر اسے کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے، اور اس شخص کے لیے بہت بڑی سعادت ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو، اس کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں گرد

(۱) بنی اسرائیل ۱۸،۱۹

(۲) الشوریٰ ۲۰

(۳) یونس ۷، ۸

آلودھوں اگر اسے (اسلامی فوج کی) پاسبانی پر مقرر رہو تو حفاظت میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر فوج کے پیچھے حفاظت کیلئے لگادیا جائے تو لشکر کے پیچھے لگا رہے، اگر اندر آنے کی اجازت چاہے تو اجازت نہ ملے اور اگر وہ کسی کے حق میں سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: {مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا}[2] الْآيَةَ، وَهِيَ مَا يُعْطِيهِمُ اللَّهُ مِنَ الدُّنْيَا بِحَسَنَاتِهِمْ؛ وَذَلِكَ أَنَّهُمْ لَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا، يَقُولُ: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا الْتِمَاسَ الدُّنْيَا صَوْمًا أَوْ صَلَاةً أَوْ تَهَجُّدًا بِاللَّيْلِ لَا يَعْمَلُهُ إِلَّا لِالْتِمَاسِ الدُّنْيَا؛ يَقُولُ اللَّهُ: أُوَفِّيهِ الَّذِي الْتَمَسَ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْمَثَابَةِ، وَحَبِطَ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ الْتِمَاسَ الدُّنْيَا، وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔'' کے بارے میں روایت ہے ریا کاروں کو ان کی نیکیوں کا دنیا ہی میں بدلہ دے دیا جائے گا اس لیے کہ ان پر بھی ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی نماز، روزہ یا تہجد وغیرہ کوئی عمل بھی دنیا کے لیے کرتا ہے تو میں اس کی خواہش کے مطابق اسے دنیا ہی میں اس کا صلہ ادا کر دیتا ہوں پھر اس کا وہ عمل اکارت جاتا ہے اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔[3]

عَنْ قَتَادَةَ، يَقُولُ: مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ وَسَدَمَهُ وَطِلْبَتَهُ وَنِيَّتَهُ، جَازَاهُ اللَّهُ بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ يُفْضِي إِلَى الْآخِرَةِ وَلَيْسَ لَهُ حَسَنَةٌ يُعْطَى بِهَا جَزَاءً. وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيُجَازَى بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَيُثَابُ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ.

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس کا ارادہ و نیت طلب دنیا ہی ہو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا اسے دنیا ہی میں بدلہ عطا فرما دیتا ہے اور آخرت میں ایسے شخص کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے، جبکہ مومن کو اس کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب بھی اسے ضرور ملے گا۔[4]

روز آخرت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ آخرت سے غافل ہو کر دنیاوی ترقی کے لئے جو کچھ کیا تھا ان کے کسی کام نہ آیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا

کیا وہ شخص جو اپنے رب کے پاس کی دلیل پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف کا گواہ ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (گواہ ہو)

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۲۸۸۷

[2] هود: ۱۵

[3] تفسیر طبری ۱۵٫۲۶۳

[4] تفسیر طبری ۱۵٫۲۶۴

وَّ رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ

جو پیشوا اور رحمت ہے (اوروں کے برابر ہو سکتا ہے؟)، یہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور تمام فرقوں میں سے

فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

جو بھی اس کا منکر ہو اس کے آخری وعدے کی جگہ جہنم ہے، پس تو اس میں کسی قسم کے شبہ میں نہ رہ، یقیناً یہ تیرے رب کی جانب

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ

سے سراسر حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان والے نہیں ہوتے، اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہ لوگ

يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى

اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور سارے گواہ کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر

رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ لا الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جھوٹ باندھا، خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ (ھود ۱۷ تا ۱۹)

اور اس میں کجی تلاش کر لیتے ہیں، یہی آخرت کے منکر ہیں۔

مومن کون ہیں:

ایک وہ شخص جو منکر و کافر ہے اور تاریکیوں و جہالتوں میں ڈوبا ہوا ہے، اور اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جسے عقل سلیم سے اپنے وجود میں، آسمان و زمین کی ساخت میں، کائنات کے نظم و نسق میں اللہ وحدہ لاشریک کی خالقیت، مالکیت، حاکمیت اور رزاقیت کی کھلی نشانیاں نظر آ رہی ہیں، اس پر مزید قرآن کریم نے اس حقیقت کی فطری و عقلی شہادت کی تائید کر دی، اور تیسرا شاہد الہامی کتاب تورات بھی جسے اللہ نے لوگوں کے لئے امام اور رحمت بنایا ہے اللہ کی خالقیت، مالکیت، حاکمیت اور رزاقیت کی تائید کرتی ہے، اور وہ شخص دعوت ایمان پر ایمان لے آتا ہے کیا یہ دونوں مومن و کافر برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی اللہ اور بندوں کے درمیان کسی طور پر برابر نہیں ہو سکتے، جن لوگوں کے اندر مذکورہ اوصاف پائے جائیں گے، جن لوگوں کو دلائل قائم کرنے کی توفیق عطا کی گئی ہے وہ تو رسول اللہ ﷺ اور ان پر نازل کتاب قرآن کریم پر ایمان ہی لائیں گے، اور روئے زمین پر پائے جانے والے مذاہب یہودی، عیسائی، زرتشتی، بدھ مت، مجوسی اور مشرکین و کفار وغیرہ کو ماننے والا جو بھی دعوت حق اور پیغمبر آخر الزماں پر ایمان نہیں لائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ [۱]

ترجمہ: یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

ایک مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ [۲]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ سب پکے کافر ہیں، اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل و خوار کر دینے والی ہو گی، بخلاف اس کے جو لوگ اللہ اور اس کے تمام رسولوں کو مانیں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں ان کو ہم ضرور ان کے اجر عطا کریں گے اور اللہ بڑا درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کے جس یہودی یا عیسائی (یا کوئی اور دین والا) نے بھی میری نبوت کی بابت سنا اور پھر مجھ پر ایمان نہیں لایا اور اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) وہ جہنم میں جائے گا۔ [۳]

پس اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے رب کی طرف سے تم پر حق نازل کیا گیا ہے، اس لئے تم اس چیز کی طرف سے ادنیٰ سے شک میں مبتلا نہ ہونا، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ ﴿۲﴾ [۴]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

---

[۱] البقرة ۶۲

[۲] النساء ۱۵۰ تا ۱۵۲

[۳] صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۶، مسند احمد ۸۲۰۳، شرح السنة للبغوى ۵۶

[۴] البقرة ۲

الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (۱)

ترجمہ:ا،ل،م،اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

مگر اکثر لوگ ظلم، عناد اور بغاوت کی بنا پر حق کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ (۲)

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... ۞ (۳)

ترجمہ:اور اے نبی(ﷺ) ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ (۴)

ترجمہ:ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اسی کی پیروی کی، بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات گرامی کے بارے میں جھوٹ باندھنے والوں کا حال بیان فرمایا اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے کہ جن کو اللہ نے کائنات میں تصرف کرنے یا آخرت میں شفاعت کا اختیار نہیں دیا ہے، ان کی بابت یہ کہے کہ اللہ نے انہیں یہ اختیار دیا ہے یا یہ کہے کہ اللہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے کوئی نبی ہماری طرف مبعوث نہیں کیا اور کوئی کتاب نازل نہیں کی یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان کائنات اور مخلوقات کو عبث پیدا کیا ہے اور روز آخرت کو جھٹلائے یا نبوت کا دعویٰ کرے، روز محشر جب ایسے لوگ اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ ان کے خلاف کذب وافترا پر شہادت دیں گے تو ایسے ظالم لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے،

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ،وَأَمَّا الكَافِرُ وَالمُنَافِقُونَ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: {هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ} (۵)

صفوان بن محرز مازنی سے روایت ہے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک بار ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے

(۱) السجدة ۱،۲

(۲) یوسف ۱۰۳

(۳) الانعام ۱۱۶

(۴) سبا ۲۰

(۵) هود : ۱۸

آیا اور کہا کہ تم نے سرگوشی کرنے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کس طرح سنا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے روز قیامت اللہ عزوجل مومن کو اپنے نزدیک بلالے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپالے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار واعتراف کرلے گا، اور اسے یقین ہو جائے گا کہ بس اب وہ ہلاک ہوا، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا تھا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی، لیکن کافر اور منافق کا معاملہ ایسا نہیں ہو گا انہیں گواہوں کے سامنے پکارا جائے گا اور گواہ گواہی دیں گے کہ ''یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا ،خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو گی۔''[۱]

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ

نہ یہ لوگ دنیا میں اللہ کو ہرا سکے اور نہ ان کا کوئی حمائتی اللہ کے سوا ہوا، ان کے لیے عذاب دگنا

لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝۲۰ اُولٰٓئِكَ

کیا جائے گا، نہ یہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ دیکھتے ہی تھے ، یہی ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۱ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

جنہوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا اور وہ سب کچھ ان سے کھو گیا جو انہوں نے گھڑ رکھا تھا، بیشک یہ لوگ آخرت میں

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۲۲ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ

زیاں کار ہونگے، یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی نیک کئے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۳ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ

جنت میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہی رہنے والے ہیں، ان دونوں فرقوں کی مثال اندھے، بہرے اور دیکھنے، سن

وَ السَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۴ (ھود ۲۰ تا ۲۴)

نے والے جیسی ہے، کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

پھر عالم آخرت کا بیان فرمایا وہ ائمہ ضلالت جو اللہ کے بندوں کو مکر وفریب، لالچ اور ظلم وزیادتی کرکے اور اللہ کے سیدھے راستے میں کجیاں تلاش کرتے، لوگوں کو اتباع حق سے متنفر کرتے ہیں اور قیامت اور رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کو جھٹلاتے ہیں زمین میں اللہ کی گرفت

[۱] صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱، مسند احمد ۵۴۳۶، المعجم الاوسط ۳۹۱۵، صحیح ابن حبان ۷۳۵۶

اور اس کے دست قدرت سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے تھے اور نہ ہی اللہ کے مقابلہ میں ان کا کوئی مددگار تھا، روز قیامت اللہ انہیں خود گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے سبب دوہرا عذاب دے گا، دنیا میں ان کا حق سے اعراض اور بغض اس انتہا پر پہنچا ہوا تھا کہ وہ دلائل حق کو سننے سے بہرے تھے، جیسے فرمایا

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ [1]

ترجمہ: آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہیں۔

اور وہ تباہ شدہ اقوام کے قصص سے عبرت حاصل کرتے اور نہ دعوت حق کو تفکر و تدبر کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں، جیسے فرمایا:

...وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ...﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ: ان کو ہم نے کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھے تھے، مگر نہ وہ کان ان کے کسی کام آئے نہ آنکھیں نہ دل۔

جیسا کہ جہنمی جہنم میں داخل ہوتے وقت اقرار کریں گے۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ [3]

ترجمہ: وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔

اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کے عذاب میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی کرتا رہے گا۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ [4]

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ} [5]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے

---

[1] المدثر ۴۹تا۵۱

[2] الاحقاف ۲۶

[3] الملک ۱۰

[4] النحل ۸۸

[5] هود: ۱۰۲

جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے تھے، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔''[۱]

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنی جانوں کو جہنم کا سزاوار ٹھہرایا اور دنیا میں انہوں نے اپنے باطل معبودوں، سفارشیوں اور سرپرستوں کے بارے میں جو عقائد و نظریات گھڑ رکھے تھے اور جن کی طرف لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے، جن کی وہ تحسین کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آئیں گے، بلکہ ان کے معبود خود انہی سے اظہار لاتعلقی کریں گے، جیسے فرمایا:

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ [۲]

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے، مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿٦﴾ [۳]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

یقیناً یہی لوگ روز آخرت سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے، ان کے برعکس وہ سعادت مند لوگ جو دعوت حق اور رسالت پر ایمان لائے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں قولاً اور فعلاً اعمال صالحہ اختیار کیے اور برائیوں سے اجتناب کیا اور یکسو ہو کر اپنے رب ہی کی عظمت کے سامنے سرافگندہ ہو گئے، اللہ کی قوت و اقتدار کے سامنے تذلل اور انکساری اختیار کی، تو یقیناً وہ جنتی لوگ ہیں جو جنت کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے، ان بدبختوں اور نیک بختوں دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تو اندھا و بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے اور سننے والا ہو کیا یہ دونوں اشخاص کا طرز عمل اور انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ یقیناً نہیں، جیسے فرمایا:

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ [۴]

ترجمہ: دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا

---

[۱] صحیح بخاری تفسیر سورۂ ھود بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶، صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۱، مسند البزار ۳۱۸۳، شعب الایمان ۷۰۶۳، مسند ابی یعلی ۷۳۲۲

[۲] البقرة ۱۶۶

[۳] الاحقاف ۶،۵

[۴] الحشر ۲۰

نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے، اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں، تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو، ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔

کیا تم (اس مثال سے) کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا

یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ میں تمہیں صاف صاف ہوشیار کر دینے والا ہوں، کہ

تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ

تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے، اس کی قوم کے کافروں کے سرداروں

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ

نے جواب دیا کہ ہم تو تجھے اپنے جیسا انسان ہی دیکھتے ہیں، اور تیرے تابعداروں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ واضح طور پر

اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ

سوائے نیچ لوگوں کے اور کوئی نہیں جو بے سوچے سمجھے (تمہاری پیروی کر رہے ہیں)، ہم تو تمہاری کسی قسم کی برتری اپنے

نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ

اوپر نہیں دیکھ رہے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں، نوح نے کہا میری قوم والو! مجھے بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے

وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا

دلیل پر ہوا اور مجھے اس نے اپنے پاس کی کوئی رحمت عطا کی ہو، پھر وہ تمہاری نگاہوں میں نہ آئی تو کیا یہ زبردستی میں اسے

وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ

تمہارے گلے منڈھ دوں حالانکہ تم اس سے بیزار ہو، میری قوم والو! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا میرا ثواب تو

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ

صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، نہ میں ایمان داروں کو اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں، انہیں اپنے رب سے ملنا ہے لیکن میں دیکھتا

---

[1] فاطر ۱۹ تا ۲۴

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ

ہوں کہ تم لوگ جہالت کر رہے ہو، میری قوم کے لوگو! اگر میں ان مومنوں کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ کے مقابلے

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (ھود ۲۵ تا ۳۰)

میں میری مدد کون کرسکتا ہے، کیا تم کچھ بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔

ہم نے اولوالعزم رسول نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا اس نے اپنی قوم کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا اے لوگو! میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں کہ طاغوت کی پرستش سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، جو رب العالمین ہے، جس نے ایک مقصد کے لئے اس عظیم الشان کائنات کو تخلیق کیا ہے، جو تمہارا خالق، مالک اور رازق ہے، جو تمہاری پکاروں اور فریادوں کو سنتا اور مشکل کشائی کرتا ہے، اس کے سوا کائنات میں کسی کو کوئی قدرت واختیار نہیں ہے اس لئے وہی اکیلا بندگی واطاعت کے لائق ہے، اگر تم اس دعوت حقہ اور میری رسالت پر ایمان نہ لائے تو تم عذاب الٰہی سے بچ نہ سکو گے، مگر قوم کے سرداروں نے دعوت حقہ کی تکذیب کی اور بولے اے نوح علیہ السلام! ہماری نظر میں تو ایک عام انسان کے سوا کچھ نہیں ہو، تم ہماری طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے اور اہل وعیال رکھتے ہو، پھر ہم کیسے تسلیم کرلیں کہ اللہ نے تمہیں رسالت سے نوازا ہے، ہم جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے چند حقیر، کمتر اور بے حیثیت لوگوں نے بغیر غور وتدبر تمہاری پیروی اختیار کرلی ہے، اور تم ٹٹ پونجیے لوگ مال ودولت، حیثیت ومرتبہ اور خدام وحشم میں بھی ہم سے کمتر ہو تو ہم تمہاری اطاعت کیسے کرلیں، حقیقت تو یہ ہے کہ ہم تمہیں اس دعویٰ نبوت ورسالت میں جھوٹا ہی گمان کرتے ہیں، اور ہر قوم کا خوشحال طبقہ ہی اپنے دنیاوی مقاصد کے لئے ہمیشہ دعوت انبیاء کی تکذیب کرتا رہا ہے اور کمزور پیروی، جیسے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ [۱]

ترجمہ: اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نذیر بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

اور شاہ روم ہرقل نے جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ صخر بن حرب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے میں سوالات کیے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا۔

فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ.-.. أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ

اعلیٰ درجے کے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا ادنیٰ درجے کے لوگوں نے؟ تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا کہ کمزور لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے، یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا تھا پیغمبروں کے پیروکار کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ [۲]

[۱] الزخرف ۲۳

[۲] صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الوَحْيِ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ ۴۶۰۷

نوح علیہ السلام نے کہا اے برادران قوم! تم میرے اخلاق و کردار اور خیالات سے انجان نہیں ہو، اور اب تو اس رب نے مجھے نبوت و رسالت عطا کر کے اپنی رحمتوں کی بارش کر دی ہے، تم لوگ اس رحمت و کرم کی چھتری کے نیچے آ کر مشاہدہ کر و تو سہی، صرف ضد و ہٹ دھرمی کو اپنا شعار نہ بنالو بلکہ انصاف کرو، میں تمہارے پاس دوڑ دوڑ کر آتا ہوں اور جس ہمدردی، خیر خواہی دل جوئی دردمندی سے دعوت دیتا ہوں تم اتنا ہی دور بھاگتے ہو، اگر کوئی اور طریقہ وعظ و نصیحت کا ہے تو وہ بتاؤ، اللہ نے تمہارے دلوں میں حق و باطل کی تمیز رکھی ہے اور وہ میری دعوت حق کو تسلیم کرتے ہیں مگر تم شیطان کے ساتھی بن کر اپنی کھوکھلی انا ضد و غرور و تکبر کے خول سے باہر نہیں آنا چاہتے تو یہ تمہارا فیصلہ ہے، دین میں زور و زبردستی تو ہرگز ہرگز نہیں ہے اگر اس دعوت پر ایمان لانا ہے تو خلوص نیت سے ایمان لے آؤ اسی میں تمہاری بھلائی اور عزت و شرف ہے، اور اے برادران قوم! اپنے دماغوں سے یہ شبہ دور کر دو کہ میرا دعوائے نبوت کا مقصد مال و دولت، حیثیت و مرتبہ حاصل کرنا ہے، میں یہ کام اللہ مالک الملک کے حکم پر سرانجام دے رہا ہوں اور وہی میری اس جد و جہد کا اجر عطا فرمائے گا، قوم کے سرداروں نے مطالبہ کیا کہ تم ان کمتر و حقیر لوگوں کو اپنی مجلس سے دور کر دو تو ہم تمہاری دعوت پر غور کریں گے، نوح علیہ السلام نے فرمایا اے قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو حقیر و کمتر پیدا نہیں کیا مگر تم لوگوں نے انسانوں کے درمیان درجہ بندی کرتے ہوئے خود ساختہ غیر فطری اونچ نیچ قائم کر رکھی ہے، مذہب کی حقانیت و صداقت کو پرکھنے کے لئے پیشہ یا مال و دولت کسوٹی نہیں ہوتے بلکہ اس کے حیات بخش اصول ہوتے ہیں اگر پیشے کے اعتبار سے تم ان گنے چنے مسلمانوں کو جو اللہ مالک الارض و سماوات پر ایمان لائے ہیں، جن کا ذہن صاف ہے، جو حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی استعداد رکھتے ہیں، جن کے اندر اتنی صداقت پسندی موجود تھی کہ جب انہوں نے جان لیا کہ میری دعوت حق ہے تو اس حق و صداقت اور محض اللہ کی رضا کے لئے ہر چیز کو قربان کر دینے اور ہر طرح کے مصائب سہنے کے لئے تیار ہو گئے، یہ لوگ جنہوں نے دنیائے ناپائدار کو دل لگانے کے قابل نہ سمجھا، یہ لوگ جنکی اللہ کے ہاں قدر و منزلت ہے کو کمتر، گھٹیا اور حقیر سمجھتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشہ صرف پیشہ ہوتا ہے، کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی رزق حلال کمانے کے لئے پیشے کی وجہ سے گھٹیا بن جاتا ہے اگر مال و دولت کی وجہ سے خود کو ان سے بالا و ارفع جانتے ہو تو یہ مال و اسباب تمہیں میرے رب نے ہی دیا ہے وہ جس کے لئے چاہے مال و اسباب میں فراوانی کر دے اور جس کا رزق چاہے نپا تلا کر دے، یہ اس کی حکمت و مشیت ہے اس میں تمہارا کوئی عمل دخل یا استحقاق نہیں ہے وہ رب جس نے تمہیں مال و متاع اور عزت و مرتبہ سے نوازا ہے جب چاہے سب واپس لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ مال و دولت اور جاہ و اقتدار مل جانے کو عزت سمجھتے ہو، تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے سروں پر پیدائشی طور پر عزت و عظمت کا تاج نہیں رکھ دیا ہے اور جن کو مال و دولت سے نہیں نوازا وہ پیدائشی ذلیل و حقیر ہیں، حقیقت میں ایسی بات نہیں اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس سے تم اس کے مقرب نہیں بن گئے ہو، وہ تو آزمائش کے لئے دیا گیا ہے اور جن کو مفلسی دی ہے وہ اللہ کے مغضوب نہیں انکی بھی آزمائش ہو رہی ہے، اگر تم لوگ اپنی کفرانہ روش سے باز نہ آئے تو نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے، میں ان اہل ایمان کو جن میں حق کو پہچاننے کی وسعت نظر، نیک نفسی، صداقت و خودداری، قوم کے آگے صحیح دعوت کو قبول کرنے پر مصائب قبول کرنے کی فراغ حوصلگی و بلند ہمتی، اپنے بھائیوں کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ، راہ اللہ تکالیف پر صبر و استقامت اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر قناعت کے عمدہ اوصاف ہیں، جن کو نشست و برخاست، عبادات، سماجی تقریبات، عام یا اجتماعی زندگی میں کسی کو کسی پر اولیت و فضیلت حاصل نہیں، جن میں اونچ نیچ کے امتیازات نہیں،

تمہاری سطحی باتوں کی وجہ سے اپنے سے دور نہیں کر سکتا یہی تو میرا جمع کیا ہوا بے بہا قیمتی سرمایہ ہیں، ان اہل ایمان کو حقیر سمجھنا اور انہیں مجھ سے دور کرنے کا مطالبہ کرنا تمہاری جہالت پر مبنی ہے، کفار کے ذہن و طریقہ کار اور مطالبات ہمیشہ ایک ہی طرح کے رہے ہیں، روسائے قریش مکہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی مطالبہ کیا تھا کہ ان ادنیٰ طبقہ کے بے حیثیت لوگوں اور بصیرت سے محروم ضعیف الاعتقاد غلاموں کو اپنی مجلس سے دور کرو تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو، ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۔۔ [2]

ترجمہ: اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔

اور اے قوم! اگر میں ان اہل ایمان کو دھتکار دوں تو یہ اللہ کے غضب اور ناراضی کا باعث ہے کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ اب ان میں کوئی تھوڑے عمل کرتا ہے اور کہیں کمزوری دکھاتا ہے اور کوئی پورا کا پورا ڈوبا ہوا ہے تو اس کا معاملہ رب کے اختیار میں ہے۔

وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ

میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، (سنو!) میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا، نہ یہ میں کہتا ہوں کہ میں

مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ

کوئی فرشتہ ہوں، نہ میرا یہ قول ہے کہ جن پر تمہاری نگاہیں ذلت سے پڑ رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے گا ہی نہیں،

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

ان کے دل میں جو ہے اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے، اگر میں ایسی بات کہوں تو یقیناً میرا شمار ظالموں میں ہو جائے گا،

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

(قوم کے لوگوں نے) کہا اے نوح! تو نے ہم سے بحث کر لی اور خوب بحث کر لی، اب تو جس چیز سے ہمیں دھمکا رہا ہے وہی

[1] الانعام ۵۲

[2] الکھف ۲۸

اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ اِنۡ شَآءَ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ

ہمارے پاس لے آ، اگر تو سچوں میں ہے، جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ ہی لائے گا اگر وہ چاہے اور ہاں تم اسے

بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝۳۳ وَ لَا يَنۡفَعُكُمۡ نُصۡحِىۡۤ اِنۡ اَرَدْتُّ اَنۡ اَنۡصَحَ لَـكُمۡ

ہرانے والے نہیں ہو، تمہیں میری خیر خواہی کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی، گو میں کتنی ہی تمہاری خیر خواہی کیوں نہ چاہوں،

اِنۡ كَانَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يُّغۡوِيَكُمۡ‌ؕ هُوَ رَبُّكُمۡ ۚ وَ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ؕ ۝۳۴

بشرطیکہ اللہ کا ارادہ تمہیں گمراہ کرنے کا ہو، وہی تم سب کا پروردگار ہے اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے،

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ فَعَلَـىَّ اِجۡرَامِىۡ وَ اَنَا

کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے خود اسی نے گھڑ لیا ہے؟ تو جواب دے کہ اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہو تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں

بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ۝۳۵ ع (ھود ۳۱ تا ۳۵)

ان گناہوں سے بری ہوں جو تم کر رہے ہو۔

اے میری قوم! میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کہ میں ان پر تصرف کروں، جو بات اللہ مجھے بتلادے وہ مجھے معلوم ہو جاتی ہے اس کے علاوہ میں غیب کا علم نہیں جانتا ہوں، میں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں، میں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں اس کا قائل ہوں کہ جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں انہیں اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں ایمان کی صورت میں خیر عظیم عطا کر رکھا ہے، جس کی بنیاد پر وہ آخرت میں جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، ان کے باطن کا حال بھی مجھے نہیں بلکہ اللہ ہی کو اس کا علم ہے، جو ان کے انجام کی برائی کو کہے اس نے ظلم کیا اور جہالت کی بات کہی، نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے نو سو پچاس (۹۵۰) سال گزر چکے تھے آپ علیہ السلام نے قوم کو ہر پہلو سے سمجھایا بار بار شرک سے منع کیا، اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر گنے چنے لوگوں کے سوا پوری قوم کی آنکھوں پر پردے ہی پڑے رہے، پوری قوم نے نوح علیہ السلام اور انکی نصیحت کو جھوٹ، فریب، لالچ، دیوانگی اور جنون سمجھ کر پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور کھلم کھلا اعلان کیا کہ اے نوح علیہ السلام! تم جھوٹے ہو، ہم تو تمہاری رسالت، دعوت اور تمہارے اکیلے رب پر ایمان لانے والے نہیں،

وَالْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

اور مصیبت انسان کی گفتگو سے آتی ہے۔

چنانچہ قوم نے کہا اے نوح علیہ السلام! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا، اگر تم باتیں بنانے کے علاوہ کچھ کر سکتے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے آئے ہو تو پھر لے آؤ وہ دردناک عذاب، نوح علیہ السلام نے جواب دیا میں تو رب العالمین کا رسول ہوں، میرے اختیار میں کچھ نہیں، میرا کام اس کے پیغامات اور احکامات پوری امانت و دیانت سے تم تک پہنچا دینا ہے، یہ تو اللہ کی مشیت پر موقوف ہے کہ عذاب بھیجا جائے یا نہیں یا کب

بھیجا جائے، مگر یہ جان لو کہ اگر اس قادر مطلق نے عذاب نازل کر دیا تو تم اسے روک نہیں سکو گے بلکہ اس میں پس کر رہ جاؤ گے، اب جبکہ تم نے خود ہی رب کے عذاب کا پوری ڈھٹائی وغرور سے مطالبہ کر دیا ہے تو اب تمہاری ضد وہٹ دھرمی اور عذاب کا چیلنج دینے کے بعد اگر میرے رب نے تمہارے خلاف فیصلہ کر لیا ہو کہ اب تم لوگ اسکی رحمت کے مستحق نہیں رہے تو اب میں تمہارے لئے خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو لاحاصل ہے کیونکہ کوئی اس کے فیصلے کو نہیں روک یا ٹال نہیں سکتا، وہی تمہارا رب ہے اور تمام جن وانس کو اعمال کی جوابدہی کے لئے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، مشرکین نے اعتراض کیا کہ محمد ﷺ اس طرح کے قصے ہم پر چسپاں کرنے کے لئے گھڑا کرتا ہے، چنانچہ سلسلہ کلام کو توڑ کر اعتراض کا جواب دیا کہ اے نبی! یہ کفار ومشرکین تم پر بہتان لگاتے ہیں کہ یہ قرآن تم نے خود گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے ؟ان سے کہو اگر میں نے یہ عظیم الشان کلام خود گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یہ میرا جرم ہے اور اس کی سزا بھی میں بھگتوں گا، اور دعوت حق ورسالت اور کلام الٰہی کی تکذیب کر کے جو جرم تم کر رہے ہو اس کا وبال تم پر ہی پڑے گا میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں، جیسے فرمایا

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى...[1]

ترجمہ: کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا

نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں سے جو ایمان لا چکے ان کے سوا اور کوئی اب ایمان لائے گا ہی نہیں، پس تو ان

يَفْعَلُوْنَ ۳۶ وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ

کے کاموں پر غمگین نہ ہو، اور ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر اور ظالموں کے بارے میں ہم

مُّغْرَقُوْنَ ۳۷ وَ يَصْنَعُ الْفُلْكَ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ

سے کوئی بات چیت نہ کر وہ پانی میں ڈبو دیئے جانے والے ہیں، وہ (نوح) کشتی بنانے لگے ان کی قوم کے جو سردار ان کے پاس

سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۳۸

سے گزرے وہ ان کا مذاق اڑاتے، وہ کہتے اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی تم پر ایک دن ہنسیں گے جیسے تم ہم پر ہنستے ہو،

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۳۹ (ھود ۳۶تا۳۹)

تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے اور اس پر ہمیشگی کی سزا اتر آئے۔

نوح علیہ السلام نے پشت در پشت قوم کے اجتماعی طرز عمل کو دیکھ کر نہ صرف یہ اندازہ فرمالیا کہ ان کے اندر قبول حق کی کوئی صلاحیت باقی نہیں رہی ہے بلکہ یہ رائے بھی قائم کر لی کہ آئندہ ان کی نسلوں سے نیک اور ایماندار آدمیوں کے اٹھنے کی توقع نہیں ہے، تو انہوں نے اپنے رب

---

[1] الانعام ۱۶۴

سے التجا کی۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ كَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: نوح علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا اب میرے اور ان کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔

اب تو تجھی سے فریاد و التجا ہے،

وَ قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (۳)

ترجمہ: اور نوح علیہ السلام نے کہا میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور انکی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا، میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پر وحی کی کہ تمہاری قوم میں سے جن لوگوں کے نصیب میں ایمان کی انمول دولت لکھی تھی وہ حاصل کر چکے اب کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا، اس لئے ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ و، اب جیسے ہم تمہیں طریقہ ہدایت کریں اس کے مطابق ایک بڑی کشتی تیار کرو جس میں ہم تمام مسلم، مومن بندوں اور بندیوں کو اپنی سنت کے مطابق نجات عطا کریں گے اور اے نوح علیہ السلام! اپنی قوم کو غرق ہوتے دیکھ کر تمہارا دل پسیج نہ جائے اور ان مطالبہ عذاب کرنے والوں کے لئے رحمت کی دعا نہ کر بیٹھنا اب ہم کسی کافر کو معاف نہیں کریں گے، کشتی کی تیاری کرنے کا حکم پا کر آپ آبادی سے باہر کسی مقام پر جس جگہ کی نشان دہی کی گئی مادی اسباب لکڑی وغیرہ جمع کر کے اپنے رب کی نگرانی میں کشتی بناتے رہے یہ ایک بظاہر عجیب معاملہ تھا اور کفار ظاہر سے کس قدر دھوکا کھا رہے تھے انہیں نوح علیہ السلام کا خشکی پر کشتی تیار کرنا انتہائی مضحکہ خیز لگا چنانچہ انکو ہنسی اڑانے کا ایک موقعہ ہاتھ آ گیا جس پر وہ ہنسی میں لوٹ پوٹ ہو کر کہتے کہ لوگو! لو اب نیا کام دیکھو ہمیں سیدھی راہ پر گامزن کرنے والے بڑے میاں سٹھیا ہی گئے، دیکھو اب یہ خشکی پر کشتی چلائیں گے بھلا کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ خشکی پر کشتی چلے، حالانکہ خود عذاب ربی کا مطالبہ کر چکے تھے، نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا کہ بس اب عذاب آ ہی جائے گا، نوح

(۱) الشعرآء ۱۱۸،۱۱۷

(۲) القمر ۱۰

(۳) نوح ۲۶تا۲۸

علیہ السلام نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں بہت جلد تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ٹالے نہ ٹلے گا، بالآخر کشتی مکمل ہوتے ہی سرکشوں کی مہلت بھی ختم ہو گئی۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور ابلنے لگا ہم نے کہا کہ کشتی میں ہر قسم کے (جانداروں میں سے) جوڑے (یعنی)

اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

دو (جانور، ایک نر اور ایک مادہ) سوار کرا لے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی، سوائے ان کے جن پر پہلے سے بات پڑ چکی ہے

وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰ وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ

اور سب ایمان والوں کو بھی، اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے، نوح علیہ السلام نے کہا اس کشتی میں بیٹھ جاؤ اللہ ہی

مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫

کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، یقیناً میرا رب بڑی بخشش اور بڑے رحم والا ہے، وہ کشتی انھیں پہاڑوں جیسی موجوں میں

وَ نَادٰى نُوْحُ اِبْنَهٗ وَ كَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ

لے کر جا رہی تھی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر تھا پکار کر کہا کہ اے میرے پیارے بچے!

ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ

ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ، اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آ جاؤں گا

مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

جو مجھے پانی سے بچا لے گا، نوح علیہ السلام نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم

وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳ (ھود ۴۰ تا ۴۳)

ہوا، اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ
اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝۲۷ [1]

[1] المومنون ۲۷

ترجمہ: پھر جب ہمارا حکم آجائے اور وہ تنور ابل پڑے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا لے کر اس میں سوار ہو جا اور اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے سوائے ان کے جن کے خلاف پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہنا، یہ اب غرق ہونے والے ہیں۔

طوفان نوح علیہ السلام کی پہلی ابتدائی نشانی ایک خاص تنور سے ظاہر ہوئی جس کے نیچے سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا،

وَأَمَّا قَوْلُهُ: {وَفَارَ التَّنُّورُ} فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: التَّنُّورُ: وَجْهُ الْأَرْضِ، أَيْ: صَارَتِ الْأَرْضُ عُيُونًا تَفُورُ، حَتَّى فَارَ الْمَاءُ مِنَ التَّنَانِيرِ الَّتِي هِيَ مَكَانُ النَّارِ، صَارَتْ تَفُورُ مَاءً، وَهَذَا قَوْلُ جُمْهُورِ السَّلَفِ وَعُلَمَاءِ الْخَلَفِ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تنور سے مراد سطح زمین ہے یعنی زمین جوش مارتے ہوئے چشموں کی صورت اختیار کر گئی حتی کہ وہ تنور جو آگ کی جگہ ہوتی ہے وہاں سے بھی پانی پھوٹنے لگا جمہور علمائے سلف وخلف کا یہی قول ہے۔[1]

پھر اللہ کے حکم سے تند وتیز چکر دار ہوا کے بگولے اپنا کام سرانجام دینے لگے (ان ہواؤں کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے شدت کی بارش ہوتی ہے اور سمندر کا پانی جوش میں آجاتا ہے) اس طرح آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور تیز بارش شروع ہو گئی جو جم کر برسی اور رکنے کا نام ہی نہ لیا دوسری طرف زمین میں جگہ جگہ سے جہاں چشموں کا کوئی تصور ہی نہ تھا زوردار چشمے پھوٹنے لگے، دریاؤں کے سب سوتے پھوٹ پڑے، دجلہ وفرات اپنے کناروں کی بندش سے آزاد ہو گئے آسمان وزمین سے بے قیاس وگمان لگاتار پانی جمع ہو کر پانچ دن تک ایک مخصوص بلندی تک بڑھتا رہا جس سے ہر طرف طوفانی موجیں اچھلنے لگیں، جیسے فرمایا

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾[2]

ترجمہ: تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور یہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔

حکم ربی کے مطابق نوح علیہ السلام نے اپنے گھر والوں، اہل مرد وعورتیں کو جو تعداد میں تھوڑے ہی تھے،

فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانُوا ثَمَانِينَ نَفْسًا مِنْهُمْ نِسَاؤُهُمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے تمام مردوں اور عورتوں کی تعداد اسی (۸۰) تھی۔[3]

اور ہر قسم کا ایک ایک جوڑا (یعنی پالتو جانور جیسے گائے بھیڑ بکری گھوڑے اونٹ وغیرہ) کشتی میں سوار کر لیا تا کہ نئی زندگی کے آغاز میں کام آسکیں اور جہاں ہم اتاریں فوراً کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے، نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور مسلمانوں سے کہا

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۲۰/۴

[2] القمر ۱۲،۱۱

[3] تفسیر ابن کثیر ۳۲۱/۴

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ ⁽¹⁾

ترجمہ: نوح نے کہا سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اس کا ٹھیرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۸ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝۲۹ ⁽²⁾

ترجمہ: پھر جب تو اپنے ساتھیوں سمیت کشتی پر سوار ہو جائے تو کہہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی، اور کہہ پروردگار! مجھ کو برکت والی جگہ اتار اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے۔

کشتی اللہ کے حکم سے پانی کی سطح پر رواں دواں تھی

قَامَ الْمَاءُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ جَبَلٍ خَمْسَةَ عَشَرَ رَأْسًا

اور پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پندرہ ہاتھ اوپر تھا۔ ⁽³⁾

قَالَ: أَغْرَقَ الْمَاءُ الْجِبَالَ فَوْقَهَا ثَمَانِينَ مِيلًا

اور ایک قول کے مطابق اسی (۸۰) میل بلند تھا۔ ⁽⁴⁾

کہ اچانک نوح علیہ السلام نے دور اپنے بیٹے کو پانی میں ڈبکیاں کھاتے دیکھا جسے موجیں اٹھا اٹھا کر پٹخ رہی تھیں جس سے وہ نڈھال ہوا جاتا تھا، بیٹے کا یہ حال دیکھ کر نوح علیہ السلام برداشت نہ کر سکے اور تڑپ کر اسے پکارا اے میرے بیٹے! میرے ساتھ آجا اپنی قوم کے حال سے سبق سیکھ، مگر اس حال میں بھی وہ بدبخت اپنے باپ کے ساتھ ملنے کو تیار نہ ہوا اور کہنے لگا میں ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ کر طوفان بار اس سے بچ جاؤں گا، اس کے شرک میں ڈوبے ہوئے ذہن نے اب بھی نہ جانا کہ جس عذاب کا ہم نے مطالبہ کیا تھا وہ عذاب تو آچکا ہے نوح علیہ السلام نے فرمایا یہ تیری ناعاقبت اندیشی ہے، یہ تو میرے رب کا وہ عذاب ہے جس کا تم لوگوں نے مطالبہ کیا تھا، اللہ کے مقابلے میں آج کوئی چیز پناہ دینے والی نہیں، آج تو حق و باطل کے فیصلے کا دن ہے، آج تو بس جسکو میرا رب چاہے گا بچائے گا، اسی اثنا میں وہ ایک موج کی زد میں آ گیا اور غرق ہو گیا۔

وَ قِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَ يٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَاۗءُ

فرما دیا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان بس کر تھم جا، اسی وقت پانی سکھا دیا گیا اور کام پورا کر دیا گیا،

وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۴ وَ نَادٰي نُوْحٌ رَّبَّهٗ

اور کشتی ”جودی“ نامی پہاڑ پر جا لگی اور فرما دیا گیا کہ ظالم لوگوں پر لعنت نازل ہو، نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا

⁽¹⁾ ھود ۴۱

⁽²⁾ المومنون ۲۹،۲۸

⁽³⁾ تفسیر ابن ابی حاتم ۲۰۳۶/۶

⁽⁴⁾ تفسیر ابن ابی حاتم ۲۰۳۶/۶

فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ وَ اَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۴۵﴾

اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے،

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ ۖ فَلَا تَسۡــَٔلۡنِ مَا لَيۡسَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح! یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں تجھے ہرگز وہ چیز نہ

لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ

مانگنی چاہیے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے، نوح نے کہا

رَبِّ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـئَلَكَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِىۡ

میرے پالنہار! میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا

وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ‏ ﴿۴۷﴾ قِيۡلَ يٰـنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا، فرما دیا گیا کہ اے نوح! ہماری جانب سے سلامتی

وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ

اور ان برکتوں کے ساتھ اتر، جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کی بہت سی جماعتوں پر اور بہت سی وہ امتیں ہونگی جنہیں ہم فائدہ تو

ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَ لِيۡمٌ‏ ﴿۴۸﴾ تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢـبَآءِ الۡغَيۡبِ

ضرور پہنچائیں گے لیکن پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا، یہ خبریں غیب کی خبروں میں سے ہیں

نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ‌ ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا‌ ‌ۛؕ فَاصۡبِرۡ‌ ‌ۛؕ

جن کی وحی ہم آپ کی طرف کرتے ہیں انہیں اس سے پہلے آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، اس لیے کہ آپ صبر کرتے رہیے

اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۹﴾ (ھود ۴۴ تا ۴۹)

(یقین مانیئے) کہ انجام کار پرہیز گاروں کے لیے ہی ہے۔

طوفان میں سوائے چالیس یا اسی (۸۰) گھروں کے اہل ایمان کے ساری کی ساری قوم پانی میں ڈوب کر غرق ہو گئی، ان کے سب معبود جنہیں وہ مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے اور ان کی خوشنودی کے لئے رسوم عبادات بجالاتے تھے اس برے وقت میں انکی دست گیری کو نہ آئے بلکہ ان کے ساتھ وہ بھی فنا ہو گئے، پھر جب رب نے چاہا اپنی مخلوق آسمان کو حکم دیا بس اب برسنا بند کر دو اور ایسا ہی حکم اپنی دوسری مخلوق زمین کو بھی دیا کہ اس سارے پانی کو جذب کر لے، دونوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی، آسمان سے پانی برسنا بند ہو گیا اور زمین نے سارا پانی جذب کر لیا

،جیسے ہی پانی کم ہوا تیرتی ہوئی کشتی ایک بلند جگہ پر ٹک گئی،

عَنْ مُجَاهِدٍ:{وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ} [1] قَالَ: الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ، تَشَامَخَتِ الْجِبَالُ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْغَرَقِ وَتَطَاوَلَتْ، وَتَوَاضَعَ هُوَ لِلَّهِ فَلَمْ يَغْرَقْ، وَأُرْسِيَتْ سَفِينَةُ نُوحٍ عَلَيْهِ

مجاہد رحمہ اللہ آیت ''اور کشتی جودی نامی پہاڑ پر جالگی۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں جودی الجزیرہ کے علاقے کا ایک پہاڑ ہے، اس دن جب دیگر تمام پہاڑ اپنے آپ کو غرق ہونے سے بچانے کے لیے اپنی چوٹیوں کو بلند اور لمبا کر رہے تھے تو یہ پہاڑ اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع وانکسار کا اظہار کر رہا تھا اس لیے غرق نہ ہوا اور اسی پر نوح علیہ السلام کی کشتی آ کر ٹھہر گئی۔ [2]

وَقَالَ قَتَادَةُ: اسْتَوَتْ عَلَيْهِ شَهْرًا حَتَّى نَزَلُوا مِنْهَا، قَالَ قَتَادَةُ: قَدْ أَبْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَلَى الجُودي مِنْ أَرْضِ الْجَزِيرَةِ عِبرة وَآيَةً ،حَتَّى رَآهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَكَمْ مِنْ سَفِينَةٍ قد كَانَتْ بَعْدَهَا فَهَلَكَتْ، وَصَارَتْ رَمَادًا

اور قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کشتی اس پہاڑ پر ایک مہینہ ٹھہری رہی حتی کہ پھر لوگ اس سے اتر گئے، قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو نشانی اور عبرت بنا کر سرزمین الجزیرہ کے اس جودی پہاڑ کی چوٹی پر باقی رکھا حتی کہ ہماری اس امت کے ابتدائی لوگوں نے بھی اس کشتی کو دیکھا تھا حالانکہ اس کے صدیوں بعد بننے والی کتنی ہی کشتیاں تباہ و برباد ہو کر خاک میں مل گئی تھیں۔ [3]

اور کہہ دیا گیا ظالموں، سرکشوں، نافرمانوں اور بداعمالوں کی قوم ہلاک ہوئی، نوح علیہ السلام نے جو اپنے بیٹے کو جو اس بری طرح ڈوبتے دیکھا تو اپنے دل میں قیاس کر کے کہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے رب کی طرف رجوع کیا اپنی مانگی ہوئی دعا اور رب کے فرمان کو بھول کر درخواست کی اے میرے رب! تیرا وعدہ تھا کہ میرے گھر والوں کو تو بچالے گا میرا بیٹا بھی تو میرے گھر کا فرد ہے اسے بچالے بیشک تو جو بھی فیصلہ کرتا ہے خالص علم اور کامل انصاف کے ساتھ کرتا ہے اور سچی بات یہی ہے کہ اصل حاکم تو تو ہی ہے، حاکم مطلق نے سخت الفاظ میں سرزنش کی، اے نوح علیہ السلام! میری حکمتیں تو نہیں جانتا تم تو ہر وقت بذریعہ وحی ہم سے مستفید ہوتے رہتے ہو، ہماری وحی کا انتظار کیا ہوتا تمہیں بتا تو دیا تھا کہ یہ کشتی اہل نجات کے لئے بنائی گئی ہے تمہارا پورا کنبہ نجات یافتہ نہیں بلکہ تمہاری بیوی اور لڑکا میرے عذاب میں گرفتار ہو چکے ہیں، تمہارا یہ سوال تمہارے منصب رسالت و نبوت کے شایان شان نہیں ہے، اگر وہ تمہارا بیٹا ہوتا تو یقیناً ہم اپنا وعدہ پورا کرتے مگر ہم اسے تمہارا بیٹا ہی تسلیم نہیں کرتے، اہل تو وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہوں جو تمہارا تابع فرمان ہو تا جو تمہیں سچا جان کر تمہاری دعوت کو قبول تسلیم کرتا اور نااہل وہ ہے جس کے اعمال اچھے نہیں جو اپنے باپ ہی کو جھوٹا جانتا ہے لہٰذا تمہاری اسکی پرورش کی محنت مشقت ضائع ہو گئی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هُوَ ابْنُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَالَفَهُ فِي الْعَمَلِ وَالنِّيَّةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ بیٹا تو نوح علیہ السلام ہی کا تھا مگر اس نے اپنے عمل اور نیت سے باپ کی مخالفت کی لہٰذا اس کے اہل

[1] هود : ۴۴

[2] تفسیر طبری ۷ ۳۳،۱۵

[3] تفسیرابن کثیر ۳۲۳، ۴

میں سے ہونے کی نفی کر دی گئی۔ [1]

ہم نے تمہیں حقیقی علم اور معرفت کی باتیں بتائی ہوئی ہیں، جسے تم اپنا بیٹا کہتے ہو اسکی محبت سے باہر نکل آؤ اور جاہلوں نادانوں بے وقوفوں والی باتیں نہ کرنے لگو، رب کی طرف سے یہ تنبیہ سن کر نوح علیہ السلام فوراً اپنے دل کے زخموں سے بے پرواہ ہو کر اپنے رب کے حضور گڑگڑانے لگے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ [2] ﴿۴۷﴾

ترجمہ: نوح نے فوراً عرض کیا اے میرے رب، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔

چنانچہ جب کشتی رک گئی اور پانی زمین میں جذب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے کشتی سے نیچے اترنے کا حکم فرمایا اور ساکنان کشتی نے دوسری بار امن وسلامتی کے ساتھ اللہ کی زمین پر قدم رکھے، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور انکے ساتھیوں پر سلامتی اور برکتیں نازل فرمائیں، اللہ عالم غیب ہے دلوں کے بھید جانتا ہے فرما دیا کہ تم میں سے کچھ لوگوں کو اس دنیا کا ساز و سامان مال و اسباب اور قوت دیں گے جس میں وہ رب کو بھول کر ان میں مگن ہو جائیں گے اپنی پرانی روش شرک و کفر پر لوٹ جائیں گے اور یہ تو بنیادی اصول ہے کہ جو اپنے رب کو بھولا وہ تباہ و برباد ہوا اور جہنم میں داخل ہوا جو مشرکوں سرکشوں نافرمانوں کا ابدی ٹھکانہ ہے، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں، اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم، پس جو مصائب و شدائد تم پر بیت رہے ہیں، جن مشکلات میں تم گرفتار ہو اس پر صبر کرو اور ہمت و استقلال کے ساتھ اپنی دعوت جاری رکھو جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا بول بالا ہوا تھا اسی طرح تمہارا اور تمہارے اصحاب بھی سر بلند رہیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ [3]

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ [4] ﴿۱۷۳﴾

ترجمہ: اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

اور قوم عاد کی طرف سے ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی

[1] تفسیر عبد الرزاق ۱۹۰/۲
[2] ہود ۴۷
[3] المومن ۵۱
[4] الصافات ۱۷۱تا۱۷۳

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا ؕ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیۡ

معبود نہیں تم صرف بہتان باندھ رہے ہو، اے میری قوم! میں تم سے اس کی کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر اس کے ذمے

فَطَرَنِیۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ یٰقَوۡمِ

ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے، اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی

اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّ یَزِدۡکُمۡ قُوَّۃً

تقصیروں کی معافی طلب کرو، اور اس کی جناب میں توبہ کرو تاکہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر

اِلٰی قُوَّتِکُمۡ وَ لَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوۡا یٰهُوۡدُ مَا جِئۡتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّ مَا نَحۡنُ بِتَارِکِیۡۤ

اور طاقت قوت بڑھا دے اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو، انہوں نے کہا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو

اٰلِهَتِنَا عَنۡ قَوۡلِکَ وَ مَا نَحۡنُ لَکَ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۳﴾ (ھود ۵۰ تا ۵۳)

لایا نہیں اور ہم صرف تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔

اور سرزمین یمن میں وادی احقاف میں آباد معروف قبیلہ عاد کی طرف ہم نے ان کی قوم کے ایک فرد ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی واطاعت کرو اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، تم نے اللہ کی ذات وصفات اور اعمال میں دوسروں کو شریک کر کے اللہ پر بہتان طرازی کر رکھی ہے، تمہارے ان معبودوں کو کسی قسم کی کوئی قدرت واختیار حاصل نہیں ہے اس لئے بندگی وپرستش کا بھی ان کو کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے، اے برادران قوم! اس دعوت وتبلیغ اور تذکیر ونصیحت پر میں تم سے کوئی مال و دولت، حیثیت ومرتبہ کا خواہشمند نہیں ہوں میرے اس کام کی جزا تو اللہ کے ذمہ ہے جس نے اس عظیم الشان کائنات کو اور انسانوں کو پیدا کیا ہے، اور اپنی بحروبر کی چھوٹی بڑی مخلوقات کے لئے آسمان وزمین سے رزق مہیا کرتا ہے، اللہ نے تمہیں عقل وفہم عطا فرمائی ہے کیا تم اللہ کی نشانیوں پر غور وفکر نہیں کرتے؟ اور اے میری قوم کے لوگو! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے گناہوں پر توبہ واستغفار کرو جب تم اس کے بندے بن جاؤ گے تو وہ تم پر آسمان سے بکثرت بارش برسائے گا جس سے تمہاری زمینیں سرسبز وشاداب ہو کر سونا اگلنا شروع کر دیں گی، تمہارے جانور ہرا بھرا چارہ کھا کر فربہ ہو جائیں گے اور خوب دودھ دیں گے، اس طرح تمہاری موجودہ قوت وطاقت میں مزید اضافہ ہو جائے گا، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡهٰرًا ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال

[1] نوح ۱۰ تا ۱۲

اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دیگا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پابندی سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر فکر سے کشادگی ،اور ہر تنگی سے راستہ بنادیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتی۔ [1]

حکم الألباني : ضعيف ،اس کی سند میں حکم بن مصعب مجہول راوی ہے،

تاہم استغفار کی اہمیت وفضیلت قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس لئے استغفار کی کثرت ہر صاحب تقویٰ کا شیوہ ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝۳ [2]

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔

اپنی طاقت وقوت کے نشے میں مغرور ہو کر اللہ کی بندگی سے روگردانی کر کے مجرم نہ بنو، قوم نے دعوت کو ٹھکراتے ہوئے ڈھٹائی سے جواب دیا اے ہود! علیہ السلام تو ہمارے پاس اپنی رسالت کی صداقت میں کوئی واضح دلیل لیکر نہیں آیا ہے اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ کر تیری رسالت اور دعوت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ

بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود کے برے جھپٹے میں آ گیا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں

وَ اشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۵۴ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا

اور تم بھی گواہ رہو کہ میں اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم شریک بنا رہے ہو، اچھا تم سب مل کر میرے خلاف چالیں

ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَ رَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ

چل لو اور مجھے بالکل مہلت بھی نہ دو، میرا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے جتنے بھی

دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۶ فَاِنْ تَوَلَّوْا

پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے، پس اگر تم

[1] سنن ابوداودكتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ۱۵۱۸،سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ الِاسْتِغْفَارِ ۳۸۱۹

[2] الطلاق ۲،۳

فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

روگردانی کروتوکرو، میں تمہیں وہ پیغام پہنچاچکا جودے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا، میرا رب تمہارے قائم مقام اور لوگوں

وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ (ھود ۵۴ تا ۵۷)

کو کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے، یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تم ہماری دیویوں اور دیوتاؤں کی شان میں توہین اور گستاخی کے مرتکب ہوئے ہو اس لئے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے ناراض ہو کر تیری عقل سلب کر کے تجھے جنون لاحق کر دیا ہے اور تو نے ہذیان بولنا شروع کر دیا ہے، ہود علیہ السلام نے کہا اگر تم اپنے معبودان باطلہ کو چھوڑنے پر تیار نہیں تو میرا فیصلہ بھی سن لو میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن ہستیوں کو تم نے اللہ کی خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں، تمہارا یہ عقیدہ کہ انہوں نے میرا دماغ ماؤف کر دیا ہے بالکل غلط ہے، مافوق الاسباب سے کسی کو نفع یا نقصان پہنچادینے کی انہیں کوئی قدرت نہیں ہے، اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو تم اور تمہارے سب معبود ملکر ہر ممکن طریقے سے مجھے نقصان پہنچانے کی بھرپور کوشش کرلو اور مجھ پر ذرا ترس نہ کھاؤ، میرا بھروسہ اللہ وحدہ لاشریک پر ہے جو میرا معبود حقیقی ہے اور تمہارا بھی، اسی ذات کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ وتصرف ہے، اگر تم سب مل کر مجھے مصیبت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں مجھ پر مسلط نہ کرے تو تم اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے، اور اگر وہ تمہیں مجھ پر مسلط کر دے تو اس میں اس کی کوئی حکمت پنہاں ہے، بیشک میرا رب جو تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہے یقیناً یہ دعوت ہی صراط مستقیم ہے اسی پر چل کر نجات اور کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہو اور اس سے انحراف تباہی وبربادی کا باعث ہے، اگر تم دعوت حقہ سے روگردانی کرتے ہو تو کرلو میں وہ دعوت تمہیں پیش کر چکا ہوں جس کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا تھا اس کے بعد میری ذمہ داری ختم ہوگئی، اب جبکہ تم حق کی تکذیب کر چکے ہو تو میرا رب تمہیں عبرت کا نشانہ بنا کر اپنی حکمت ومشیت کے تحت دوسری قوم کو کھڑا کرے گا جو اس کا حکم مانیں گے اور صرف اسی کی عبادت کریں گے اور تم اللہ قادر مطلق کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگران ہے وہ مجھے تمہارے مکروفریب اور سازشوں سے محفوظ رکھے گا۔

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّيْنٰهُمْ

اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور اس کے مسلمان ساتھیوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی اور ہم نے

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْٓا

ان سب کو سخت عذاب سے بچالیا، یہ تھی قوم عاد، جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی

اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی، دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی،

اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ (ھود ۵۸ تا ۶۰)

دیکھ لو قوم عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، ہود کی قوم عاد پر دوری ہو۔

آخر قوم عاد نے اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب کر دیا، پھر جب ہمارا تند و تیز آندھی کا عذاب نازل ہو گیا جو ہر چیز کو بوسیدہ کر دیتی تھی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ: جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔

تو اس مشکل گھڑی میں ہم نے اپنے فضل و کرم اور اپنے لطف و رحم سے ہود علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اس المناک عذاب سے انہیں بچا لیا، یہ تھی قوم عاد، جن پر ان کے ظلم کی پاداش میں یہ عذاب نازل ہوا، جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کو جھٹلایا، اس کے رسولوں کی تکذیب کی اور حق کا راستہ روکنے کے لئے ہر سرکش دشمن حق کی پیروی کرتے رہے، آخر کار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی وہ ملعون ٹھہریں گے، سنو عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، سنو! ہود علیہ السلام کی قوم عاد اپنے کفر و شرک کی پاداش میں اللہ کی رحمت سے دور پھینک دی گئی۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی

غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ

معبود نہیں، اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور

تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

اس کی طرف رجوع کرو، بیشک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے، انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے

فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ

تو ہم تجھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے تھے، کیا تو ہمیں ان کی عبادت سے روک رہا ہے جن کی عبادت ہمارے

اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾ (ھود ۶۲،۶۱)

باپ دادا کرتے چلے آئے، ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔

اور تبوک اور مدینہ کے درمیان مدائن صالح (حجر) میں قیام پذیر قوم ثمود کی طرف ان ہی کی قوم و خاندان کے ایک فرد صالح علیہ السلام کو مبعوث

---

[1] الذاریات ۴۲

کیا،انہوں نے بھی نوح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کی طرح اپنی قوم کو دعوت توحید پیش کرتے ہوئے کہااے میری قوم کے لوگو!طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو،اللہ کے سوا زمین و آسمان میں تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے،جس نے تمہارے جدامجد آدم علیہ السلام کو زمین کے بے جان مادوں کی ترکیب سے پیدا کیا ہے اور تمام انسان ان کے صلب سے پیدا ہوئے،اسی نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور پھیلایا اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ:اِن سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اسی نے تمہیں زمین میں تمکن واقتدار عطا کیا ہے،پھر اللہ کے سوا غیر اللہ کو بندگی و پرستش کا حق کیسے حاصل ہو گیا لہذا تم اس سے اپنے کفر وشرک اور دیگر گناہوں کی بخشش و مغفرت چاہو اور خلوص نیت سے اس کی طرف پلٹ آؤ،یقیناً میرا رب تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

...وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ (۲)

ترجمہ:ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

اور وہ بالاو برتر ہونے کے باوجود بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے ہر پکارنے والے کی پکار کو چاہے وہ اونچی آواز میں کی گئی ہو یا دھیمی آواز میں سننے اور براہ راست مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ... ﴿۱۸۶﴾ (۳)

ترجمہ:اور اے نبی!میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں،پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔

قوم نے کہااے صالح!اس دعوت سے پہلے تو ہمارے درمیان اخلاق و کردار،امانت و دیانت،ہوشمندی،ذکاوت،فراست اور سنجیدگی و متانت میں ممتاز شخص تھا،تمہاری پروقار شخصیت کو دیکھ کر ہمیں تم سے بڑی توقعات وابستہ تھیں مگر تو ہمارے ظن و گمان کے بالکل خلاف نکلا اور توحید و آخرت اور مکارم اخلاق کا نیا راگ چھیڑ کر ہماری ساری امیدوں کو خاک میں ملا دیا،اور ہمیں ان دیوی دیوتاؤں کی پرستش سے روکنے کی کوشش کرنے لگے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے چلے آرہے تھے؟جس طریقے کی طرف تو ہمیں دعوت دے رہا ہے اس کے بارے میں ہم کو سخت شبہ ہے،اس دعوت نے ہمارا اطمینان قلب رخصت کر رکھا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ

اس نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! ذرا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی مضبوط دلیل پر ہوا

(۱) الملک ۲۴

(۲) ق ۱۶

(۳) البقرۃ ۱۸۶

وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اس نے مجھے اپنے پاس کی رحمت عطا کی ہو، پھر اگر میں نے اس کی نافرمانی کر لی تو کون ہے جو اس کے مقابلے میں

عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

میری مدد کرے؟ تم تو میرا نقصان ہی بڑھا رہے ہو، اور اے میری قوم والو! یہ اللہ کی بھیجی ہوئی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے

اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

ایک معجزہ ہے اب تم اسے اللہ کی زمین میں کھاتی ہوئی چھوڑ دو اور اسے کسی طرح کی ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ فوری عذاب تمہیں پکڑ لے گا،

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ

پھر بھی لوگوں نے اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے، اس پر صالح نے کہا کہ اچھا تم اپنے گھروں میں تین تین دن تک رہ سہہ لو،

غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

یہ وعدہ جھوٹا نہیں، پھر جب ہمارا فرمان آ پہنچا ہم نے صالح کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے اسے بھی بچا لیا

مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

اور اس دن کی رسوائی سے بھی، یقیناً تیرا رب نہایت توانا اور غالب ہے، اور ظالموں کو بڑے زور کی چنگھاڑ نے آ دبوچا،

الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ

پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ایسے کہ گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے، آگاہ رہو کہ قوم ثمود نے اپنے

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ؑ (ھود ۶۳ تا ۶۸)

رب سے کفر کیا، سن لو ان ثمودیوں پر پھٹکار ہے۔

صالح علیہ السلام نے کہا اے برادران قوم! میں نے کبھی طاغوت کی بندگی نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہی اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں کو دیکھ کر اس پر ایمان ویقین رکھتا تھا، پھر اس نے اپنی رحمت سے مجھے منصب رسالت اور وحی سے نواز دیا، تمہاری خواہش کے مطابق اگر میں اپنے فرض منصبی سے روگردانی کروں اور تمہیں دعوت حق نہ پہنچاؤں تو اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا، اگر میں ایسا کروں تو تم مجھے خسارے میں ڈال دینے کے سوا کیا فائدہ پہنچا سکتے ہو، اور اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے مطالبے پر اس اونٹنی کو معجزانہ طور پر تمہاری آنکھوں کے سامنے پہاڑ سے برآمد کر دیا ہے، اب اس کنوئیں سے ایک دن صرف یہ اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک دن تمہارے مویشیوں کی باری مقرر ہے، تم پر اس کے چارے وغیرہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اللہ کی زمین میں چرنے کے لئے یہ آزاد ہوگی، اور یاد رکھنا کسی برے ارادے سے اس کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت جلد تم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے گا، مگر قوم نے اس زبردست معجزے کے باوجود ایمان لانے سے گریز کیا اور اللہ

کے حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور اللہ کے عذاب کو للکارا، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ [۱]

ترجمہ: پھر انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور پورے تمرد کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے، اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آوہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔

اس پر صالح علیہ السلام نے ان کو خبردار کر دیا کہ صرف تین دن اپنے گھروں میں اور عیش و آرام کر لو اس کے بعد تم پر عذاب نازل ہو جائے گا جس کو تم نے للکارا ہے، اور کسی غلط فہمی میں نہ رہنا تین دن کے بعد ہر حالت میں عذاب نازل ہو جائے گا، آخر کار جب عذاب نازل ہونے کی گھڑی آ گئی تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح علیہ السلام اور تمام اہل ایمان مرد و عورت کو اس دردناک عذاب کی رسوائی اور فضیحت سے بچا لیا یعنی عذاب نازل ہونے سے پہلے ہجرت کا حکم فرما دیا، بیشک تیرا رب ہی دراصل طاقتور اور بالادست ہے، اور جن لوگوں نے حق کی تکذیب، رسالت کا انکار اور اللہ کی نشانی پر ظلم کیا تھا ان کو ایک زوردار کڑک نے دھر لیا جس سے ان کے دل پارہ پارہ ہو گئے اس کے ساتھ ہی بھونچال آ گیا جس نے سب کچھ تہ و بالا کر دیا، اور وہ اپنی بستیوں میں اوندھے منہ بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے، جیسے فرمایا:

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾ [۲]

ترجمہ: آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

سنو! ثمود نے نمایاں نشان آ جانے کے بعد اپنے رب کا انکار کیا، سنو! قوم ثمود کو حق کی تکذیب اور طاغوت کی بندگی پر اصرار کی پاداش میں اللہ کی رحمت سے دور پھینک دیا گیا۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ

اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغامبر ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے اور سلام کہا، انہوں نے بھی جواب میں سلام دیا

فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ

اور بغیر کسی تاخیر کے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے، اب جو دیکھا کہ ان کے تو ہاتھ بھی اس کی طرف نہیں پہنچ رہے

وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾

تو ان سے اجنبیت محسوس کر کے دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے، انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف

[۱] الاعراف ۷۷

[۲] الاعراف ۷۸

وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ

بھیجے ہوئے آئے ہیں ،اس کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی وہ ہنس پڑی، تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے

یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ

یعقوب کی خوشخبری دی،وہ کہنے لگی ہائے میری کم بختی! میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے میں خود بڑھیا اور یہ میرے خاوند

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ

بھی بہت بڑی عمر کے ہیں، یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے !فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کر رہی ہے ؟

وَ بَرَکٰتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ﴿۷۳﴾ (ھود ۶۹ تا ۷۳)

تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بیشک اللہ حمد و ثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ان کے اعمال خبیثہ کے باعث صفحۂ ہستی سے مٹانے اور ابراہیم علیہ السلام کو ایک بیٹا اور پوتا دینے کا فیصلہ فرمایا تو فرشتوں کو قوم لوط سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجا، مگر طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تو ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ انسانی شکل وصورت میں فرشتے ہیں مگر دل میں خوف محسوس کرنے لگے کہ کہیں آپ کے گھر والوں سے یا بستی کے لوگوں سے یا خود سے کوئی ایسا قصور تو سرزد نہیں ہوگیا جس کی گرفت کے لئے فرشتے اس صورت میں بھیجے گئے ہیں، جیسے فرمایا

اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْکُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: جب وہ آئے اس کے ہاں اور کہا سلام ہو تم پر، تو اس نے کہا ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

فرشتوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کے چہرے پر خوف کے آثار محسوس کیے تو کہا اے ابراہیم علیہ السلام! ڈرو نہیں، ہمیں تو تمہیں بشارت اور قوم لوط پر عذاب کے لئے بھیجا گیا ہے ،ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ بھی پریشان ہو کر مہمانوں کے قریب کھڑی ہوئی تھی، مگر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے گھر یا بستی پر کوئی آفت آنے والی نہیں ہے تو ان کی جان میں جان آئی اور وہ ہنس دی، بعض اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ عرب میں جب کوئی شخص کسی کی ضیافت قبول کرنے سے انکار کرتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ شخص مہمان کی حیثیت سے نہیں آیا بلکہ کسی برے ارادے سے آیا ہے ،اس بنا پر جب ان اجنبی مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا تو ابراہیم علیہ السلام کو ان کی نیت پر شبہ ہونے لگا اور انہیں گمان ہوا کہ یہ کہیں کسی دشمنی کے ارادے سے تو نہیں آئے ،فرشتوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کے چہرے پر خوف کے آثار محسوس کیے تو کہا اے ابراہیم علیہ السلام! ڈرو نہیں ،ہمیں تو قوم لوط پر عذاب کے لئے بھیجا گیا ہے، قوم لوط کی ہلاکت کی خبر نے سارہ کو خوش کر دیا اور وہ ہنس پڑیں، پھر فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام جیسا جلیل القدر بیٹا اور ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام جیسے عالی شان پیغمبر کی بشارت دی، سارہ بانجھ تھیں اس لئے اولاد کی نعمت سے محروم تھیں ان کے لئے تو یہ ایک عظیم بشارت تھی اس لئے عورتوں کی عام عادت کے مطابق اظہار تعجب کرتے ہوئے دو عذر کیے ہائے میری

---

[1] الحجر ۵۲

کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہو گی جب کہ میں بڑھیا پھونس ہو گئی اور میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے، جیسے فرمایا

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: پھر وہ اپنے دل میں ان سے ڈرا، انہوں نے کہا ڈریے نہیں اور اُسے ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مژدہ سنایا، یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ!۔

ابراہیم علیہ السلام بھی یہ غیر متوقع طور پر یہ خوشخبری سن کر بڑے حیران ہوئے، جیسے فرمایا:

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ [2]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا تم اس بڑھاپے میں مجھے اولاد کی بشارت دیتے ہو؟ ذرا سوچو تو سہی یہ کیسی بشارت تم مجھے دے رہے ہو؟۔

فرشتوں نے کہا ابراہیم کے گھر والو! یعنی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو اہل بیت میں شامل کیا، ایک اور مقام پر بھی امہات المومنین کو اہل بیت کہا گیا۔

... اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ [3]

ترجمہ: اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔

اللہ کے قضاو قدر پر تعجب کرتی ہو جبکہ اس کے لئے کوئی چیز مشکل ہے نہ اسے اسباب و وسائل کی ضرورت پیش آتی ہے، تم لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، تمہیں اس کی قدرت پر تعجب نہیں کرنا چاہیے، اور یقیناً اللہ اپنے تمام افعال و اقوال میں قابل تعریف اور اپنی ذات و صفات میں قابل ستائش و تعظیم ہے۔

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ، فَقَالَ: أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَأَهْدِهَا لِي، فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ؟ قَالَ:قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمائیے،

---

[1] الذاریات ۲۹،۲۸

[2] الحجر ۵۴

[3] الاحزاب ۳۳

انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھادیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! اپنی برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔ (۱)

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

جب ابراہیم کا ڈر خوف جاتا رہا اور اسے بشارت بھی پہنچ چکی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں کہنے سننے لگے،

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

یقیناً ابراہیم بہت تحمل والے نرم دل اور اللہ کی جانب جھکنے والے تھے، اے ابراہیم! اس خیال کو چھوڑ دیجئے،

اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ (ھود ۷۴ تا ۷۶)

آپ کے رب کا حکم آپہنچا ہے اور ان پر نہ ٹالے جانے والا عذاب ضرور آنے والا ہے۔

پھر جب ابراہیم علیہ السلام کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور اولاد کی بشارت سے اس کا دل خوش ہوگیا تو اس نے قوم لوط کے معاملہ میں فرشتوں سے جھگڑا شروع کیا، جیسے فرمایا:

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۤ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ (۲)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا وہاں تو لوط موجود ہے، انہوں نے کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے، ہم اسے اور اس کی بیوی کے سوا، اس کے باقی سب گھر والوں کو بچالیں گے، اس کی بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی صفات جمیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا تھا، آخر کار ہمارے فرشتوں نے اس سے کہا اے ابراہیم علیہ السلام! بحث و تکرار کا کوئی فائدہ نہیں، تمہارا رب فیصلہ کر چکا ہے اب دردناک عذاب ان لوگوں کا مقدر ہو چکا ہے جو کسی کے مجادلے سے رکے گا نہ کسی کی دعا سے ٹلے گا۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ باب ۳۳۷۰، صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۰۸، سنن ابوداود كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۷۶، سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۰۴، جامع ترمذی أَبْوَابُ الوِتْرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۸۳

(۲) العنکبوت ۳۲

وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے بہت غمگین ہو گئے اور دل ہی دل میں کڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مصیبت کا دن ہے،

وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اور اس کی قوم دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ پہنچی، وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی، لوط علیہ السلام نے کہا اے قوم

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ

کے لوگو! یہ میری بیٹیاں جو تمہارے لیے بہت ہی پاکیزہ ہیں، اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو

اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ

کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں، انہوں نے جواب دیا کہ تو بخوبی جانتا ہے کہ ہمیں تو تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں ہے، اور

وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ

تو ہماری اصلی چاہت سے بخوبی واقف ہے، لوط علیہ السلام نے کہا کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا

اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ (هود ۷۷ تا ۸۰)

میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا۔

ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے اور پوتے کی بشارت سنا کر جب ہمارے فرشتے خوبصورت نوعمر نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے، کیونکہ لوط علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ یہ نوجوان اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اس لئے اپنی قوم کی عادت قبیحہ کے پیش نظر لوط علیہ السلام انکی آمد سے سٹپٹا گیا اور سخت خطرہ محسوس کیا اور کہنے لگا آج بڑی مصیبت کا دن ہے، جب اغلام بازی کے ان مریضوں کو علم ہوا کہ چند خوبرو نوجوان لوط علیہ السلام کے گھر آئے ہیں تو اسکی قوم کے لوگ بے اختیار اس کے گھر کی طرف دوڑ پڑے اور اپنی غلط خواہشات کو پوری کرنے کے لئے انہیں ساتھ لے جانے پر اصرار کرنے لگے، قوم لوط پہلے سے ایسی ہی بدکاریوں کے رسیا تھی، لوط علیہ السلام نے ان سے کہا بھائیو! میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں جو نکاح کے بعد تمہاری جنسی تسکین کے لئے پاکیزہ تر ہیں، جیسے فرمایا:

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو، اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو۔

[1] الشعراء ۱۶۶،۱۶۵

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ (۱)

ترجمہ: لوط علیہ السلام نے (عاجز ہو کر) کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں! تیری جان کی قسم اے نبی (ﷺ) اس وقت ان پر ایک نشہ سا چڑھا ہوا تھا جس میں وہ آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ{هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ} قَالَ: لَمْ يَكُنْ بَنَاتَهُ، وَلٰكِنْ كُنَّ مِنْ أُمَّتِهِ، وَكُلُّ نَبِيٍّ أَبُو أُمَّتِهِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آپ کی اپنی حقیقی لڑکیاں نہ تھیں بلکہ یہ آپ کی امت کی لڑکیاں تھیں اور ہر نبی اپنی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ (۲)

کچھ اللہ کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے ساتھ زیادتی اور زبردستی کر کے مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے، مگر سرکشوں نے ایک جائز اور فطری طریقے کو رد کر دیا اور جواب دیا اے لوط! تجھ کو معلوم ہی ہے کہ تیری قوم کی بیٹیوں سے ہمیں کوئی رغبت نہیں ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم صرف مردوں کے ساتھ بدکاری کرنا چاہتے ہیں اور کہا تم اپنے کام سے کام رکھو اور دنیا کے ٹھیکے دار مت بنو،

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ (۳)

ترجمہ: وہ بولے کیا ہم بار بار تمہیں منع نہیں کر چکے ہیں کہ دنیا بھر کے ٹھیکے دار نہ بنو۔

لوط علیہ السلام نے نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کی کہ کاش میرے اپنے پاس کوئی طاقت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتی تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی، میں ان بد قماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى لُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ،فَمَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي ذِرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رحمت ہو لوط علیہ السلام پر کہ وہ زور آور قوم کی پناہ لینا چاہتے تھے، مراد اس سے ذات اللہ تعالیٰ عزوجل ہے، آپ کے بعد جو پیغمبر بھیجا گیا وہ اپنے آبائی وطن میں ہی بھیجا گیا۔ (۴)

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

اب فرشتوں نے کہا اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ناممکن ہے کہ یہ تجھ تک پہنچ جائیں پس تو اپنے گھر والوں

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ

کو لے کر کچھ رات رہے نکل کھڑا ہو، تم میں سے کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھنا چاہیے، بجز تیری بیوی کے اس لیے کہ اسے بھی

---

(۱) الحجر ۷۲،۷۱

(۲) تفسیر طبری ۱۵/۴۲۳

(۳) الحجر ۷۰

(۴) جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ ۳۱۱۶،صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ ۳۳۷۲،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْأَدِلَّةِ ۳۸۲

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا

وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا، یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح کا ہے، کیا صبح بالکل قریب نہیں، پھر جب

جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ

ہمارا حکم آپہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر زبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکر یلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے،

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ (ھود ۸۱ تا ۸۳)

تیرے رب کی طرف سے نشان دار تھے اور وہ ان ظالموں سے کچھ بھی دور نہ تھے۔

جب فرشتوں نے لوط علیہ السلام کی بے بسی اور قوم کی سرکشی کا مشاہدہ کر لیا تو بولے اے لوط علیہ السلام! گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں تا کہ تیری قوم پر عذاب نازل کریں، یہ لوگ ہم تک تو کیا تجھ تک بھی نہیں پہنچ پائیں گے بس تو کچھ رات رہے اپنے اہل وعیال کو لے کر جلد سے جلد اس بستی سے نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے رہو، اور دیکھو قوم کی آہ وبکا اور دھماکوں کی آوازوں کو سن کر تم میں سے کوئی شخص پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے، جیسے فرمایا:

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ (۱)

ترجمہ: لہٰذا اب تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لیکر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو، تم میں کوئی پلٹ کر نہ دیکھے بس سیدھے چلے جاؤ جدھر جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

مگر تیری بیوی ساتھ نہیں جائے گی وہ بھی اپنی قوم کے ساتھ مبتلائے عذاب ہو گی، فرشتوں نے لوط علیہ السلام کی مزید تشفی کے لئے کہا اللہ نے ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے صبح کا وقت مقرر فرمایا ہے اور صبح ہونے ہی والی ہے، چنانچہ لوط علیہ السلام صبح ہونے سے پہلے پہلے اپنے اہل وعیال کو لے کر اس بستی سدوم سے ہجرت کر گئے، جیسے فرمایا:

۔۔۔ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: ان کو ہم نے اپنے فضل سے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

جب لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ہمراہ بخیر وعافیت اس سرزمین سے جو زلزلوں کے اس علاقہ کے انتہائی حساس حصہ پر ہے نکل گئے تو صبح کے آثار ہوتے ہی زلزلے کی ہولناک آواز نے انہیں آدبوچا، یہ عظیم زلزلہ زمین کے ایک سونوے میٹر کے فاصلے تک پھٹنے سے پیش آیا جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا اس دھماکہ کے ساتھ، بجلی، قدرتی گیس، آتش زدگی، اور پکے ہوئے کنکر پتھر بھی اس تباہی میں شامل تھے جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کر زیروزبر کر دیا اس دوران خوابیدہ آتش فشاں سے بے شمار مواد بہہ نکلا، خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بحیرہ روم سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر ابھر آیا اور ایک جھیل بن گئی جس کی

---

(۱) الحجر ۶۵

(۲) القمر ۳۴

گہرائی چار سو میٹر ہے، اسے بحر میت، مردار یا بحر لوط کہتے ہیں، پھر ان پر نامزد کئے ہوئے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا،

عَنْ قَتَادَةَ، وَعِكْرِمَةَ{مُسَوَّمَةً} قَالَا: مُطَوَّقَةً بِهَا نَضْحٌ مِنْ حُمْرَةٍ

قتادہ رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ پتھر نوکیلے تھے جو قدرے سرخ رنگ کے تھے۔ (۱)

اور پوری قوم کو لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت ہلاک کر کے نشان عبرت بنا دیا تاکہ رہتی دنیا تک لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے بنیادی قانون عدل و انصاف کو توڑنے کا انجام کیا ہوتا ہے، چنانچہ مشرکین مکہ اور دیگر مکذبین کو سوچنا چاہیے کہ حق کی تکذیب کی پاداش میں ان کا بھی یہ حشر ہو سکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ، وَالْمَفْعُولَ بِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔ (۲)

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ

تمہارا کوئی معبود نہیں اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو میں تمہیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن

عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

کے عذاب کا خوف (بھی) ہے، اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ

اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ۬

دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ، اللہ تعالیٰ کا حلال کیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو،

وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾ (ھود ۸۴ تا ۸۶)

میں تم پر کچھ نگہبان (اور داروغہ) نہیں ہوں۔

---

(۱) تفسیر طبری ۱۵/۴۳۸

(۲) سنن ابوداود كِتَاب الْحُدُودِ بَابٌ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۴۴۶۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ ۱۴۵۶، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۲۵۶۱، مستدرک حاکم ۸۰۴۷، صحیح ابن الجارود ۸۲۰

قوم شعیب علیہ السلام:

ابتدا بنی اسرائیل کی طرح یہ لوگ مسلمان ہی تھے، سامی قوم کے پیشہ کی طرح ان کا پیشہ بھی گلہ بانی تھا اور غالباً یہ دنیا کی پہلی قوم ہے جو تجارت بھی کرتی تھی جس سے ان کی تمدنی زندگی ترقی یافتہ تھی، قبائل مدین ایک منظم زندگی رکھتے تھے، مذہبی رسوم و آداب کی تلقین و محافظت کے لئے شہر میں مذہبی عہدہ دار (کاہن) مقرر ہوتے تھے، مگر ابراہیم علیہ السلام کے چھ سات سو برس تک مشرک اور بد اخلاق قوموں کے درمیان رہنے کی وجہ سے رفتہ رفتہ ان کے عقائد میں مذموم صفات شرک، اور بد اخلاقیوں میں بد دیانتی، قتل و غارت، لوٹ مار وغیرہ دوسری بد اخلاقیاں جگہ پا چکی تھیں، یہ قوم اللہ قادر مطلق کو بھول ابلیس کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بنی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کی عبادات کو ترک کر کے ہر طرح کے شرکیہ اعمال کرنا، بتوں کی پرستش اور ان کی خوشنودی کے لئے قربانیاں کرنا ان کا مذہب بن چکا تھا، ان کے نزدیک تمام قوتوں و طاقتوں کا منبہ اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ ان کے معبودان باطلہ تھے، ان کے سب سے بڑے معبود کا نام بعل فعور تھا، انہیں قبروں سے دوبارہ زندہ ہو کر اللہ رب کائنات کے حضور عدل و انصاف اور حساب کتاب کا کوئی خوف نہ تھا بلکہ زندگی کی چند عارضی سانسوں کو ہی سب کچھ سمجھتے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو بعید از امکان تصور کرتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بے بہا خزانوں سے ان کو بہت مال و اسباب سے نوازا ہوا تھا مگر لوٹ مار اور قتل و غارت کرنا مردوں کی زندگی کا معمولی پیشہ تھا اس کے باوجود دولت کی حرص و حوس میں یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرتے، درہم و دینار میں بٹہ لگاتے، سود کھاتے، مسافروں کے راستے میں بیٹھ جاتے اور ڈرا دھمکا کر ان کا مال و متاع زبردستی چھین لیتے اور مزاحمت پر بے گناہ مسافروں کا قتل و غارت کرتے، اس طرح علاقہ میں دہشت گردی، خونریزی پھیلا کر بد امنی پھیلاتے، قوم کی اخلاقی حالت اس درجہ پست ہو چکی تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیاں انسانیت کا بدترین نمونہ تھیں اس طرح اعتقادی اور اخلاقی لحاظ سے یہ قوم تباہ و برباد ہو چکی تھی مگر پھر بھی خود کو مدعی ایمان سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حجاز و شام کے درمیان معان کے قریب آباد قبیلہ مدین کی طرف انہی کی قوم کے ایک فرد شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا، انہوں نے بھی گزشتہ انبیاء کی طرح قوم کو دعوت توحید پیش کی، اور کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، جو تمہارا خالق، مالک، رازق اور مشکل کشا ہے، اس لئے سارے ارباب اقتدار اور تمام الہوں کے سامنے ذلت سے جھکا ہوا سر اٹھاؤ، ان کی عبادات سے منہ موڑ کر صرف اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا الٰہ اور صرف رب العالمین کو اپنا رب قرار دو، اس کی حاکمیت اور اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر کے اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرو، اس کے سوا زمین و آسمان میں تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق اور آقائی و فرمانروائی کا مستحق نہیں، اس لئے یکسو ہو کر اس کی ہی بندگی اختیار کرو اور اعتراف بندگی میں اپنے سر اس کے حضور جھکاؤ، صرف اپنی زبان سے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا ہی نہ کہو بلکہ اس کی مخلصانہ اطاعت و فرمانبرداری کرو، یہ نہ دیکھو کہ تمہارا دل اور تمہاری عقل کیا کہتی ہے، تمہارے آباؤ اجداد کیا کر گئے ہیں، تمہارے خاندان و برادری و دوست احباب کی کیا مرضی ہے، تمہارے رسم و رواج، عقیدے اور خیالات کس رنگ ڈھنگ سے چلے آئے ہیں، دعوت توحید کے بعد قوم کی نمایاں اخلاقی خرابی کا ذکر کیا کہ اے میری قوم! رزق، عزت و طاقت، ناموری اور حکومت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نہ ختم ہونے والے خزانوں سے تمہیں مال و دولت کی فراوانی عطا کر کے

خوش حالی دے رکھی ہے مگر اس کے باوجود تم اپنی خواہشات نفسی کی بندگی کر کے ناپ تول میں کمی بیشی کے ناجائز اور ذلیل طریقے اختیار کر کے لوگوں کا حق مارتے ہو، اس عمل بد کو اپنے لئے نقصان دہ سمجھنے کے بجائے یہ سمجھتے ہو کہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے، دولت حاصل کرنے کے لئے تمہارے حرص و ہوس کے رکیک جذبات ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، دولت کی اس حرص و ہوس سے بالآخر تم ہر آرام و راحت سے محروم ہو جاؤ گے اور انجام کار مزید مال و دولت کی خواہشوں کو دل میں لئے ہوئے قبروں میں پہنچ جاؤ گے اس لئے دل و عمل کی سچائی، دیانت و راست بازی اور معاملات میں عدل و انصاف اختیار کرو جو ہر چیز پر مقدم ہے، اے میری قوم! لوگوں کے ساتھ ناانصافی کرتے ہوئے لینے اور دینے کے پیمانے الگ الگ مت رکھو، ناپ تول میں ڈنڈی مت مارو یہ بدترین خیانت ہے بلکہ اس کے برعکس انصاف کے ساتھ پورا پورا ناپو اور تولو، جیسے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ [1]

ترجمہ: تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھٹا دیتے ہیں۔

اللہ نے اس کائنات کی ہر چیز کو انصاف پر کھڑا کیا ہے اس لئے وہ تم کو بھی انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے انصاف کرنے والے لوگ ہی پسند ہیں، تمہاری تجارت، سیاست، اور دوسرے دنیاوی معاملات جھوٹ، بے ایمانی اور بد اخلاقی کے بغیر بھی چل سکتے اور خوب پھل پھول سکتے ہیں، اپنے اس خیال بد سے نکل جاؤ کہ ایمانداری اختیار کرنے سے تمہارے معاملات زندگی برباد ہو جائیں گے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کے برعکس رب تمہارے کاروبار اور معاملات میں برکت ڈالے گا اور انہیں خوب ترقی دے گا، اس لئے اللہ کی زمین میں نافرمانی سے بچو اور تباہی و بربادی کے اس راستہ کو ترک کر دو، لوگوں کا حق مار کر نفع اٹھانے سے اللہ کا دیا ہوا نفع تمہارے لئے حلال وطیب اور خیر و برکت کا باعث ہے، میں نے اللہ کے حکم سے تمہیں متنبہ کر دیا ہے، اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا تمہارے اختیار میں ہے، میں تمہارے اعمال کا نگران نہیں ہوں کہ زبردستی تمہیں منواؤں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ

انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! کیا تیری صلاۃ تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝٨٧ قَالَ يٰقَوْمِ

اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں تو تو بڑا ہی باوقار اور نیک چلن آدمی ہے، کہا اے میری قوم!

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ

دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل لیے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہے،

---

[1] المطففین ۱ تا ۳

وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ

میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہارے خلاف کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں، میرا ارادہ

اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ

تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں

اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ

رجوع کرتا ہوں، اور اے میری قوم (کے لوگو!) کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو میری مخالفت ان عذابوں کا مستحق بنا دے جو قوم نوح

اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَ اسْتَغْفِرُوْا

اور قوم ہود اور قوم صالح کو پہنچے ہیں، اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں، تم اپنے رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف توبہ کرو،

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ (ھود ۸۷ تا ۹۰)

یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

دین ذاتی معاملہ نہیں

قوم شعیب کو اپنے نبی سے یہ گلہ تھا کہ اس کی تعلیم مسجد تک محدود کیوں نہیں، یہ نماز ان کی پوری زندگی اور اس کے رسم و رواج پر اثر انداز کیوں ہو رہی ہے؟ نماز اور نماز پڑھنے پڑھانے والوں کو کیوں لگام نہیں دی جاتی کہ وہ اپنا دائرہ کار اور حلقہ اثر مسجد تک محدود رکھیں اور اپنی سرگرمیاں ایوان حکومت اور ایوان تجارت تک نہ لے کر آئیں، یہ عجیب نماز ہوئی جو روزی کمانے کے طریقوں کو متاثر کرے! آخر نماز کا اس بات سے کیا واسطہ کہ ہم اپنے مال کس طرح کمائیں کریں اور کس طرح خرچ کریں؟ مال ہماری ذاتی ملکیت ہے، کیا انہیں تصرف میں لانے کے لئے بھی اللہ اور اس کے رسول سے پوچھنا پڑے گا کہ کس طرح سے تصرف میں لائیں، اور یہی وہ بنیادی اختلاف ہے جو ہمیشہ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان وجہ نزاع و قتال بنا رہا ہے، دور حاضر کی اسلامی حکومتیں بھی یہی کچھ چاہتی ہیں کہ بڑی بڑی مسجدیں ہوں، بڑے بڑے دینی مدرسے اور جامعات ہوں، بڑے بڑے دینی کتب خانے اور تبلیغی مراکز ہوں اور ان میں بڑے جلیل القدر علماء اور محققین ہوں، ان کے خوبصورت جبے، عمامیں اور دستاریں ہوں اور وفادار ملازموں کی طرح ان مسجدوں اور مدرسوں کی چار دیواری میں بیٹھے رہیں، اگر ضرورت پیش آئے تو حکومت وقت کے حق میں مناسب بیان اور محتاط قسم کے فتوے صادر کر دیا کریں، رہ گیا دین کا بطور سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کے ابھر کے سامنے آجانا بنیاد پرستی ہے، یہ ناقابل برداشت ہے، یہ سیاست ہے، یہ تو صرف جاگیرداروں، وڈیروں، کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کا پیدائشی اور جدی پشتی حق ہے، اس میں ملا کا کیا عمل دخل؟ اس میں کتاب و سنت کا کیا کام؟ اس میں اللہ اور رسول کا کیا کام؟ حکومت کرنا تو ایسے لوگوں کا کام ہے جو دین کو ایک طرف رکھ کر غیر ملکی آقاؤں کی آشیرباد پر اپنی قوم سے وہ سلوک کریں جو بدیسی حکمران دیسی بھیڑوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور پھر اخبارات، الیکٹرانک میڈیا ان کی عبقریت کے گن گائیں، یہی وہ بات ہے جسے سیکولرازم یا لادینیت

کہتے ہیں،لادینیت دین سے انکار کا نام نہیں بلکہ دین کو دینوی معاملات سے نکال دینے کا نام ہے،چنانچہ قوم نے جواب دیا اے شعیب علیہ السلام! کیا تیری عبادت تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں سے دستبردار ہوجائیں جن کی پرستش ہمارے آباؤاجداد کرتے چلے آئے ہیں؟ یا یہ کہ ہم اپنے مال میں اپنی منشا کے مطابق تصرف نہ کریں؟ چنانچہ قوم نے بطور استہزاو حقارت کے ساتھ شعیب علیہ السلام سے کہا ہماری قوم میں بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے!اور رشد وہدایت کے سوا تجھ سے کچھ صادر نہیں ہوتا،اور رشد وہدایت کے سوا کسی چیز کا حکم نہیں دیتا،شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو! اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں کو دیکھ کر میں اس کی وحدانیت اور ربوبیت کا قائل تھا اور پھر اس نے مجھے منصب رسالت سے سرفراز فرمایا تو اس کے بعد میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں میں تمہارا شریک حال کیسے ہوسکتا ہوں؟اور تم کبھی نہیں دیکھو گے کہ جن برائیوں سے میں تم کو روکتا ہوں خود ان کا ارتکاب کروں،میں تو جہاں تک میری طاقت اور محنت کے ساتھ بس چلے اپنے تمام افعال،اقوال،احوال میں تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس میں میری کوئی طاقت نہیں بلکہ اس کا تمام تر انحصار رب کی توفیق پر ہے اور وہی ہوگا جو وہ چاہے گا،تدبیر بھی وہی کرتا ہے اور حکم بھی اس کا چلتا ہے،سب مخلوق اس کے حکم کے آگے بے بس اور لاچار ہے،میں اپنے تمام امور و معاملات میں اس پر ہی بھروسہ کرتا اور اسی سے امید رکھتا ہوں،اے میری قوم!پہلی قوموں کی طرح مجھ سے مخالفت میں اور جو کچھ میں لایا ہوں اس سے بغض رکھ کر اپنی جہالت وضلالت پر ڈٹ کر اسے مٹانے پر کمر بستہ نہ ہوجاؤ،حق کو دبانے اور باطل کر سر بلند کرنے کے درپے نہ ہوجاؤ،رب کی دعوت حق کے ساتھ تمسخر نہ کرو کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ مجھ سے مخالفت برائے مخالفت میں رب کے عذاب و رسوائی میں گرفتار ہوجاؤ جس طرح قوم نوح علیہ السلام، قوم ہود علیہ السلام،اور قوم صالح علیہ السلام نے رب کے مبعوث کئے ہوئے رسولوں کی مخالفت کی،ان سے تمسخر کیا،ان کے قتل کے درپے ہوئے اور انجام کار اپنی سرکشی اور کفر کی وجہ سے نیست ونابود ہوگئے،اور تم سے تقریباً چھ سات سو سال قبل قوم لوط علیہ السلام کا انجام جنہوں نے رب کے رسول کی تکذیب کی اور اپنے اعمال بد پر قائم رہے تم اچھی طرح جانتے ہو،اس قوم کی تباہ وبرباد شدہ بستیوں کے آثار محل ومکان کے اعتبار سے تم سے دور نہیں ہیں،ان کی بستیوں کی تباہی وویرانی دیکھ کر تم ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے،طاغوت کی بندگی واطاعت سے تائب ہوکر اپنے معبود حقیقی سے بخشش ومغفرت چاہو اور یکسو ہوکر اس کی طرف پلٹ آؤ،اگر اپنے افعال پر نادم ہوکر اس کی طرف پلٹو گے تو اس کے دامن رحمت کو اپنے لئے وسیع پاؤ گے بیشک وہ اپنی مخلوق سے بے پایاں محبت رکھتا ہے،

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَيْفَ تَقُولُونَ بِفَرَحِ رَجُلٍ انْفَلَتَتْ مِنْهُ رَاحِلَتُهُ، تَجُرُّ زِمَامَهَا بِأَرْضٍ قَفْرٍ لَيْسَ بِهَا طَعَامٌ وَلَا شَرَابٌ، وَعَلَيْهَا لَهُ طَعَامٌ وَشَرَابٌ، فَطَلَبَهَا حَتَّى شَقَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ مَرَّتْ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ فَتَعَلَّقَ زِمَامُهَا، فَوَجَدَهَا مُتَعَلِّقَةً بِهِ؟ قُلْنَا: شَدِيدًا، يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا وَاللهِ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ، مِنَ الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِهِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کا اونٹ ایک بے آب وگیاہ صحرا میں جہاں نہ کھانا ہو اور نہ پینے کو پانی اور اس شخص کا کھانا اور پانی اسی اونٹ پر لدا ہوا ہو اور وہ اپنی نکیل کھینچتا ہوا بھاگ جائے،اور وہ شخص اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہوچکا ہو آخر وہ اونٹ ایک درخت کی جڑ پر گزرے اور اس کی نکیل اس جڑ سے اٹک جائے پھر وہ شخص اس

اونٹ کو اس درخت سے اٹکا ہوا پائے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس شخص کو بہت خوشی ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ البتہ اللہ کی قسم! اللہ کو اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (۱)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ، فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتُرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا: لاَ، وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لاَ تَطْرَحَهُ، فَقَالَ:لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا

ایک دوسری مثال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ جنگی قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی، رسول اللہ ﷺ نے اس کا یہ حال دیکھ کر ہم لوگوں سے پوچھا کیا تم لوگ یہ توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے عرض کیا ہرگز نہیں، جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَصَبِيٌّ فِي الطَّرِيقِ، فَلَمَّا رَأَتْ أُمُّهُ الْقَوْمَ خَشِيَتْ عَلَى وَلَدِهَا أَنْ يُوطَأَ، فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَتَقُولُ: ابْنِي ابْنِي وَسَعَتْ فَأَخَذَتْهُ، فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا كَانَتْ هَذِهِ لِتُلْقِيَ ابْنَهَا فِي النَّارِ. قَالَ: فَخَفَّضَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَلَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُلْقِي حَبِيبَهُ فِي النَّارِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے، راستہ میں ایک چھوٹا بچہ تھا جب اس بچے کی ماں نے لوگوں کو دیکھا تو اسے اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں اس کا بچہ روند نہ دیا جائے، وہ میرا بیٹا میرا بیٹا کہتی ہوئی دوڑی اور اپنے بچہ کو اٹھا لیا، یہ دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ممکن نہیں کہ یہ عورت اپنے بیٹے کو آگ میں ڈال دے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا مدعا سمجھتے ہوئے فرمایا نہیں واللہ! اللہ تعالیٰ بھی اپنے دوستوں کو آگ میں نہیں ڈالے گا۔ (۳)

اگر کوئی بندہ پروردگار کے حضور حاضر ہو جائے اور اپنی لغزشوں، عظیم گناہوں کی معافی مانگ لے تو وہ حیل وحجت نہیں کرتا کہ پہلے ایسا کام کیوں کیا تھا بلکہ ایسے لوگوں کو معاف کر دینا پسند کرتا ہے، ہاں اگر کوئی حد سے ہی گزر جائے اور اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے سے باز نہ آئے تو تب وہ بادل ناخواستہ سزا دیتا ہے، پھر اس کی پکڑ بڑی ہی شدید ہوتی ہے۔

(۱) صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا ۶۹۵۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ رَحْمَةِ الوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ ۵۹۹۹، صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ ۶۹۷۸، المعجم الاوسط ۳۰۱۱، شرح السنة للبغوی ۴۱۸۱

(۳) مسند احمد ۱۳۰۱۸

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ

انہوں نے کہا اے شعیب! تیری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنے اندر بہت کمزور پاتے ہیں، اگر

وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ

تیرے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے اور ہم تجھے کوئی حیثیت والی ہستی نہیں گنتے، انہوں نے جواب دیا کہ

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ

اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی زیادہ ذی عزت ہیں کہ تم نے اسے پس پشت

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

ڈال دیا ہے یقیناً میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو سب کو گھیرے ہوئے ہے، اے میری قوم کے لوگو! اب تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

میں بھی عمل کر رہا ہوں، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے،

وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ ارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ (ھود ۹۱ تا ۹۳)

اور کون ہے جو جھوٹا ہے، تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

یہ سچ ہے مشرک ہمیشہ ہی کم عقل ہوتا ہے اگر اسے عقل وشعور ہوتا تو اپنے رب کی ہر سو بکھری نشانیوں کو دیکھ کر اور اس کی قدرتوں سے نہ پہچان لیتا، قوم کے لوگ جو اخلاقی لحاظ سے پست ترین درجے پر اور اپنی خباثت کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، وہ اپنے تعصّبات، اپنے نفس کی بندگی اور گمراہ سوچ پر شدت سے جم چکے تھے ان کی سوچ کا انداز اس قدر بگڑ چکا تھا کہ شعیب علیہ السلام کی صاف اور سیدھی باتیں ان کی سمجھ میں ہی نہ آتی تھیں، کہنے لگے اے شعیب علیہ السلام! تیری حقوق اللہ وحقوق العباد کی دعوت، بعث بعد الموت، حشر نشر اور جنت اور دوزخ وغیرہ کی باتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں اس لئے ہم تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے،

قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ يُقَالُ لَهُ خَطِيبُ الْأَنْبِيَاءِ

امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں شعیب علیہ السلام اس قدر قادر الکلام تھے کہ آپ کو خطیب الانبیاء کیا جاتا ہے۔[1]

اور حقارت سے کہا ہم جانتے ہیں کہ تیرا شمار مستضعفین میں ہوتا ہے اور تو تن تنہا ہمارے جتھے کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے، تم نے ہمارے دینی ودنیاوی معاملات میں جو دخل در معقولات شروع کر رکھا ہے وہ ناقابل برداشت ہے اس بنا پر ہم تو کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے مگر تیرے قبیلے کی وجہ سے ہاتھ روکے ہوئے ہیں جو قبائلی عصبیت کی وجہ سے تمہارے پیچھے کھڑا ہے، ورنہ ہم میں تیری کوئی قدر ومنزلت ، رفعت وعزت نہیں، یہ سن کر شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو! کیا تم میری قوم وقبیلہ کو اللہ سے زیادہ اہمیت وحیثیت دیتے ہو کہ تمہارے دلوں میں

[1] تفسیر طبری ۴۵۸؍۱۵

میری برادری کا توخوف ہے مگر اللہ کی کوئی عظمت نہیں جس نے تمہاری رشد وہدایت کے لئے مجھے منصب نبوت سے نوازا ہے اور اس کے حکم کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے، جان رکھو کہ جو کفر وشرک اور دوسرے برے اعمال تم کر رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں، جب شعیب علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم اپنے کفر وشرک پر مصر ہے اور ان کے وعظ ونصیحت کا بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا تو انہوں نے تھک کر کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے احوال اور اپنے دین کے مطابق عمل کرتے رہو اور میں اپنے طریقے پر چلتا رہوں گا بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے نزدیک کون جھوٹا ہے اور کس پر اللہ کی طرف سے رسوا کن اور ہمیشہ رہنے والا عذاب نازل ہوتا ہے، اب تم بھی اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو کہ میرے ساتھ کیا ہوتا ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ چشم براہ ہوں کہ تم پر کب عذاب نازل ہوتا ہے۔

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ (تمام) مومنوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات بخشی،

وَ اَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۴﴾

اور ظالموں کو سخت چنگھاڑ کے عذاب نے دھر دبوچا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندے پڑے ہوئے ہوگئے، گ

كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ (ھود ۹۵،۹۴)

ویا کہ وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، آگاہ رہو مدین کے لیے بھی ویسی ہی دوری ہو جیسی دوری ثمود کو ہوئی۔

آخر کار قوم کی فطری سرکشی وطغیان نے انہیں رب کی مکمل تکذیب پر آمادہ کرلیا اور وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے اگر تم اپنی دعوت میں سچے ہو تو اپنی صداقت کے ثبوت میں جس آسمانی عذاب کی تم باتیں بناتے ہو اس کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا ہم پر گرا کر ہمیں فنا کے گھاٹ اتار دو اور ہم جانتے ہیں تم باتیں کرنے کے سوا ایسا ہرگز نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۷﴾ [1]

ترجمہ: اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دے۔

ہر پیغمبر کی طرح شعیب علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو ان کے پیشرو کہتے چلے آئے تھے کہ جو تدابیر اور اعمال تم کرتے پھرتے ہو میرا رب اس سے غافل نہیں، عذاب بھیجنے یا نہ بھیجنے کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں اور نہ میں ایسا کام کر سکتا ہوں، میں تو بذات خود کوئی حکم دینے یا منع کرنے کا بھی حقدار نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ عذاب بھیجا جائے یا نہیں یا کب نازل کیا جائے، تمہارے مطالبہ عذاب پر اگر اس نے عذاب کا فیصلہ کر دیا تو تمہاری ساری طاقتیں نیست ونابود کر دی جائیں گی اور تم اپنا کچھ بھی دفاع نہیں کر سکو گے اور پھر رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن کر رہ جاؤ گے، مگر یہ سراسر اس کا رحم وکرم ہے کہ وہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ سوچنے اور سمجھنے کے لئے ڈھیل پر ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے اور عمر بھر کی نافرمانیوں کو صرف ایک توبہ پر معاف کر دینے کو تیار رہتا ہے، آخر کار جب ہمارے عذاب نازل ہونے کا وقت آپہنچا تو ہم

---

[1] الشعراء ۱۸۷

نے اپنی رحمت سے شعیب علیہ السلام اور اس کے مومن ساتھیوں کو اس بستی سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور شعیب علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہتے ہوئے بخیر وعافیت بستی سے باہر نکل گئے، جیسے فرمایا

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ (۱)

ترجمہ: اور شعیب علیہ السلام یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے برادران قوم! میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے اب میں اس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔

جب تمام اہل ایمان دیار کفر سے باہر نکل گے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں قبیلوں کی طرف ان کی مانگ وخواہش وطلب کے نتیجے میں مختلف شکلوں میں عذاب بھیجے، اصحاب الایکہ نے آسمانی عذاب مانگا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی جس سے ان کی حرکتیں بند ہوگئیں، ایک بادل بھیج دیا اور وہ چھتری کی طرح ان پر چھا کر اس وقت تک آگ برساتا رہا جب تک ان کو بالکل تباہ نہ کر دیا اور اصحاب مدین کو ایک زمینی بھونچال کے ساتھ زوردار چنگھاڑ نے ان کو آلیا جس کی ہولناکی سے ان کے دل کلیجے پھٹ گئے اور پیغمبر کے خلاف چلتی ہوئی ان کی آوازیں بند ہوگئیں، جیسے فرمایا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩١﴾ (۲)

ترجمہ: ایک دہلا دینے والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ (۳)

ترجمہ: آخر کار ایک سخت زلزلے نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں پڑے کے پڑے رہ گئے۔

انہیں رسول اور مومنوں سے اپنی بدکلامی، دھمکیوں، رب کے راستے پر چلنے والوں کو روکنے، ستانے اور ناجائز ذرائع سے مال ودولت جمع کرنے کا نتیجہ مل گیا، صبح ہوئی تو سب لوگ جن کو اپنی طاقت وقوت پر فخر وغرور تھا، جن کے دل دولت کی حرص وہوس میں بھرتے ہی نہ تھے ،جاہ ومنصب کی وجہ سے جن کی آنکھیں انسان کو انسان نہیں سمجھتی تھیں، جو اپنی آخرت کو بھول چکے تھے، عذاب کے بعد اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے گویا وہ کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے، ان کے اجسام صرف ریت کے ڈھیر بن کر رہ گئے جن میں کوئی روح وحرکت وحواس نہ تھی، کوئی بھی چیز جن پر ان کو مان تھا ان کے کام نہ آسکی، کوئی بھی باطل معبود جنہیں وہ رب حقیقی کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، جن پر انہیں بھروسہ تھا ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے بلکہ ہلاکت وبربادی کے سوا انہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا، ہمیشہ کی طرح حق وباطل کے معرکے میں فتح حق کی ہوئی، سنو! مدین والے بھی قوم ثمود کی طرح کفر وشرک اور دوسری بداعمالیوں کے سبب اللہ کی رحمت سے دور پھینک دیے گئے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ

اور یقیناً ہم نے ہی موسیٰ کو اپنی آیات اور روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، پھر بھی

(۱) الاعراف ۹۳
(۲) الاعراف ۹۱
(۳) العنکبوت ۳۷

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان لوگوں نے فرعون کے احکام کی پیروی کی اور فرعون کا کوئی حکم درست تھا ہی نہیں، وہ قیامت کے دن اپنی قوم کا پیش رو ہو کر

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً

ان سب کو دوزخ میں جا کھڑا کرے گا، وہ بہت ہی برا گھاٹ ہے جس پر لا کھڑے کیے جائیں گے، ان پر اس دنیا میں بھی

وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ (ھود ۹۶تا۹۹)

لعنت چپکا دی گئی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو دیا گیا۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی واضح نشانیوں کے ساتھ جو ان کی دعوت کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں مثلاً عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات جن کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا اور واضح دلیل کے ساتھ جو سورج کی مانند عیاں تھی سرکش فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا مگر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید کو رد کر دیا اور فرعون کے مسلک، طریقے اور اسلوب کی پیروی کی، حالانکہ فرعون کا حکم سراسر گمراہی اور رشد و ہدایت سے دور تھا، کیونکہ فرعون دنیا میں قبطی قوم کا پیش رو تھا اور وہ اپنی قوم کو ضلالت اور بد اخلاقی کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ اس کی اطاعت کرتے تھے اس لئے روز قیامت بھی وہ اپنی قوم کے آگے ہو گا اور اپنی قیادت میں انہیں دوزخ کی طرف لے جائے گا جہاں اسے اپنی قوم کے مقابلہ میں دوگنا عذاب دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ [1]

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا، اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

کیسی بدتر جائے ورود ہے یہ جس پر کوئی پہنچے! دنیا میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو کر عذاب کے مستحق بنے اور روز قیامت بھی عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے، کیسا برا عطیہ ہے یہ جو کسی کو ملے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾

بستیوں کی یہ بعض خبریں جنہیں ہم تیرے سامنے بیان فرما رہے ہیں ان میں سے بعض تو موجود ہیں اور بعض (کی فصلیں) کٹ

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ

گئی ہیں، ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا، اور انھیں ان کے معبودوں نے کوئی فائدہ نہ

[1] الاحزاب ٦٨،٦٧

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

پہنچایا جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے جب کہ تیرے پروردگار کا حکم آ پہنچا بلکہ اور ان کا نقصان ہی انہوں نے بڑھایا،

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ

تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے،

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ (ھود ۱۰۰تا۱۰۲)

بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔

چند انبیاء اور ان کی امتوں کے مختصر واقعات بیان فرما کر فرمایا اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ چند بستیوں کی عبرتناک سرگزشت ہے جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں تا کہ آپ اس کے ذریعے سے اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ عبرت حاصل کریں، ان میں سے بعض کے آثار و کھنڈرات اب بھی موجود ہیں اور بعض بالکل ہی صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئیں ہیں اور ان کا وجود صرف تاریخ کے صفحات پر باقی رہ گیا ہے، ہم نے مختلف بستیوں پر مختلف قسم کے عذاب نازل کر کے کبھی کسی بستی پر ظلم نہیں کیا بلکہ ہر قوم نے طاغوت کی بندگی پر اصرار، دعوت حق کی تکذیب اور رسالت کا مذاق اڑا کر خود ہی اللہ کے عذاب کو للکارا، اللہ نے انہیں مہلت پر مہلت دی کہ شاید یہ پلٹ آئیں مگر اس مہلت پر وہ اور دلیر ہو گئے، پھر جب ایک وقت مقررہ پر اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو گیا تو ان کے وہ معبود جن کی رضا و خوشنودی کے لئے رسوم عبادات بجالاتے تھے، اللہ کو چھوڑ کر جنہیں مشکل کشا، حاجت روا اور نفع و نقصان کا مالک سمجھتے تھے، جنہیں اپنی پریشانیوں اور مشکلات میں پکارا کرتے تھے، مشکل کی اس شدید ترین گھڑی میں ان کے کچھ کام نہ آ سکے بلکہ فائدہ پہنچانے کے بجائے اپنی پرستش کرنے والوں کو ان کی خواہشات کے برعکس ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہ دیا، اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی شدید ہوا کرتی ہے، فی الواقع اللہ کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَ كَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ}[۱]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے اور پھر جب ان پر گرفت کرنے پر آتا ہے تو اچانک دبا لیتا ہے اور پھر مہلت نہیں دیتا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ''اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔''[۲]

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ

یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشان عبرت ہے جو قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں، وہ دن جس میں سب لوگ جمع کئے جائیں

[۱] ھود: ۱۰۲

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ ھودبَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶، صحیح مسلم کتاب البروالصلوۃ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۱

لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

گے اور وہ، وہ دن ہے جس میں سب حاضر کیئے جائیں گے، اسے ہم ملتوی کرتے ہیں وہ صرف ایک مدت معین تک ہے،

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

جس دن وہ آجائے گی مجال نہ ہو گی کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات بھی کر لے، سو ان میں کوئی بد بخت ہو گا اور کوئی

شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

نیک بخت، لیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں چیخیں گے چلائیں گے، وہ وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک

السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ

آسمان وزمین برقرار رہیں سوائے اس وقت کے جو تمہارا رب چاہے، یقیناً تیرا رب جو کچھ چاہے کر گزرتا ہے، لیکن جو

سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

نیک بخت کیئے گئے وہ جنت میں ہوں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین باقی رہے مگر جو تیرا پروردگار چاہے،

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا

یہ بے انتہا بخشش ہے، اس لیے آپ ان چیزوں سے شک وشبہ میں نہ رہیں جنہیں یہ لوگ پوج رہے ہیں، ان کی پوجا تو اس طرح

يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ (ھود ۱۰۳تا۱۰۹)

ہے جس طرح ان کے باپ دادوں کی اس سے پہلے تھی، ہم ان سب کو ان کا پورا پورا حصہ بغیر کسی کمی کے دینے والے ہی ہیں۔

تاریخ کے یہ چند واقعات جو بطور عبرت کے لئے بیان کیے گئے ہیں ہر اس شخص کے لئے ایک سبق ہے جو روز محشر اللہ کی بارگاہ میں جواب دہی کا خوف رکھتا ہے، کیونکہ وہ ان واقعات پر غور وفکر کرے گا کہ وہ کیا اعمال تھے جو مکذبین کی ذلت ورسوائی کا باعث بنے اور وہ کیا اعمال تھے جو اہل ایمان کی نجات کا سبب بنے، آخرت کا وہ ایسا دن ہو گا جس میں سب لوگ اعمال کی جزا کے لئے میدان محشر میں جمع ہوں گے، جیسے فرمایا

...وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ [۱]

ترجمہ: اور ہم تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کریں گے کہ (گلوں پچھلوں میں سے) ایک بھی نہ چھوٹے گا۔

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ [۲]

ترجمہ: ان سب کو بہر حال اکٹھا کر کے ہمارے حضور حاضر کیا جاتا ہے۔

---

[۱] الکہف ۴۷

[۲] یٰسین ۳۲

اور سب خلقت کے سامنے حاکم حقیقی کی بارگاہ میں عدل وانصاف کے لئے جو عدالتی کاروائی ہوگی، قیامت قائم ہونے میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی اس کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے پھر جب وہ وقت آجائے گا تو ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہوگی، میدان محشر میں تمام آوازیں رب رحمٰن کے سامنے پست ہوں گی، جیسے فرمایا

...وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ (۱)

ترجمہ:اور آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی،ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے۔

اس پرجلال عدالت میں کسی بڑے سے بڑے انسان اور کسی معزز فرشتے کو بھی اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کرنے کی مجال نہ ہوگی ،جیسے فرمایا

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۭ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ:جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمَا :قَالَ:وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ، وَكَلاَمُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کو گفتگو کی ہمت نہ ہوگی،اور انبیاء کی زبان پر بھی اس دن صرف یہی ہوگا کہ یا اللہ! ہمیں بچالے، ہمیں بچالے۔ (۳)

چنانچہ فیصلے کے اس روز کچھ لوگ جنہوں نے رسول کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا ہوگا وہ بد بخت ہوں گے اور کچھ لوگوں نے جنہوں نے دعوت حقہ پر لبیک کہا ہوگا وہ نیک بخت ہوں گے، جیسے فرمایا

...فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿۷﴾ (۴)

ترجمہ: ایک گروہ کو جنت میں جانا ہے اور دوسرے گروہ کو دوزخ میں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةَ {فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ} سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، فَعَلَى مَا نَعْمَلُ؟ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، أَوْ عَلَى شَيْءٍ لَمْ يُفْرَغْ مِنْهُ؟ قَالَ: بَلْ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الأَقْلَامُ يَا عُمَرُ، وَلَكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت کریمہ ”سوان میں کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی نیک بخت۔“ نازل ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ہم عمل کیوں کریں؟ کیا عمل ایک ایسی چیز کی وجہ سے کریں جس

(۱) طہ۱۰۸

(۲) النبا۳۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ ۸۰۶ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۱،مسنداحمد۷۷۱۷، مسند البزار ۷۷۹۱،صحیح ابن حبان ۷۴۲۹،السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۲۴،مسندابی یعلی ۶۳۶۰،شرح السنة للبغوی ۳۳۴۶

(۴) الشوری۷

سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے یا ایسی چیز کی وجہ سے جس سے فراغت حاصل نہیں کی گئی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ایک ایسی چیز کی بنیاد پر جس سے فراغت حاصل کر لی ہے اور جس کے ساتھ قلم چل چکے ہیں اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! لیکن ہر شخص کے لیے اس کام کو آسان کر دیا جائے گا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔(۱)

جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے جہاں گرمی اور پیاس کی شدت سے وہ ہانپیں گے اور پھنکارے ماریں گے، اور اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں، یعنی اس موجودہ زمین کو آسمان کو بدل کر نئے قوانین کے تحت نئی کائنات بنائی جائے گی جس کو دوام اور ہیشگی حاصل ہو گی جیسے فرمایا

یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ... ﴿۴۸﴾ (۲)

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جبکہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔

الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے، یعنی اہل توحید و اہل ایمان گناہ گاروں کو اس میں سے نکال لے، جیسے فرمایا:

...قَالَ النَّارُ مَثۡوٰىكُمۡ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ... (۳)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا اچھا اب آگ تمہارا ٹھکانا ہے اس میں تم ہمیشہ رہو گے، اس سے بچیں گے صرف وہی جنہیں اللہ بچانا چاہے گا۔

بے شک اللہ کو ہر طرح کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہے کرے، رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے، جب تک زمین و آسمان قائم ہیں الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے، یعنی دیگر جنتیوں کی طرح یہ نافرمان مومن ہمیشہ سے جنت میں نہیں رہیں ہوں گے بلکہ ابتداء میں ان کا کچھ عرصہ جہنم میں گزرے گا اور پھر انبیاء اور اہل ایمان کی سفارش سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے یہ باتیں ثابت ہیں، جن گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لئے ہو گا اور تمام جنتی ہمیشہ اللہ کی عطاء اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ - زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ: فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَاتَّفَقَا فِي بَاقِي الْحَدِيثِ - فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ: وَيُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ قَالَ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {**وَأَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ‌ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ**} (۴) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ ۳۱۱۱

(۲) ابراهیم ۴۸

(۳) الانعام ۱۲۸

(۴) مریم: ۳۹

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن موت ایک چت کبرے مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی، ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے، پھر فرشتہ آواز دے گا کہ اے جہنم والو! تمام جہنمی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا، اور آواز دینے والا کہے گا اے جنتیو! اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے، تم پر کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے تم پر بھی موت نہیں، "اور ان لوگوں کو حسرت کی دن سے ڈرائیے جب ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں پڑے ہیں ایمان نہیں لاتے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک سے دنیا کی طرف ارشاد فرما رہے تھے۔ (1)

حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور منادی کرنے والا منادی کر دے گا اے اہل جنت! بے شک تم ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم اب ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہو گے اور کبھی نہیں مرو گے، تم ہمیشہ ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، اور تم ہمیشہ ہمیشہ ناز و نعم میں رہو گے اور کبھی بدحال نہیں ہو گے۔ (2)

سید عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے عامتہ الناس کو فرمایا کہ کسی مسلمان کو اس میں شک میں نہیں رہنا چاہیے کہ یہ مشرک جو معبودوں باطلہ کی پرستش کرنے، ان کی خوشنودی کے لئے رسوم عبادات ادا کرنے اور ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر ان کو پکارنے میں لگے ہوئے ہیں، تو یہ کسی تجربے یا حقیقی مشاہدے کی بنا پر نہیں ہے بلکہ یہ لوگ بغیر کسی دلیل کے محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں ان کی پرستش کیے جا رہے ہیں اور روز قیامت ہم ان کے اعمال صلہ کچھ کمی بیشی کے بغیر پورا پورا دیں گے،

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ: {وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ} (3) قَالَ:مُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ غَيْرَ مَنْقُوصٍ

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم آیت کریمہ "ہم ان سب کو ان کا پورا پورا حصہ بغیر کسی کمی کے دینے والے ہی ہیں۔" کے بارے میں کہتے ہیں ہم

---

(1) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ کھیعص بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ ۴۷۳۰، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ ۷۱۸۱

(2) صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي دَوَامِ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ۷۱۵۷ ،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۶

(3) هود : ۱۰۹

انہیں ان کے عذاب کا حصہ پورا پورا دینے والے ہیں۔ (1)

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

یقیناً ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی، پھر اس میں اختلاف کیا گیا، اگر پہلے ہی آپ کے رب کی بات صادر نہ ہو گئی ہوتی

لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝۱۱۰ وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ

تو یقیناً ان کا فیصلہ کر دیا جاتا، انھیں تو اس میں سخت شبہ ہے، یقیناً ان میں سے ہر ایک جب ان کے روبرو جائے گا تو آپ کا رب

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۱۱ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ

اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، بیشک وہ جو کر رہے ہیں ان سے وہ باخبر ہے، پس آپ جمے رہیئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا

وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۱۱۲

گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے،

وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہیں جھکنا ورنہ تمہیں بھی (دوزخ کی) آگ لگ جائے گی اور اللہ کے سوا اور تمہارا

مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۳ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ

مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیئے جاؤ گے، دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی،

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۝۱۱۴ۚ وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ

یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے، آپ صبر کرتے رہیئے یقیناً اللہ تعالیٰ

لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۱۵ (ھود ۱۱۰ تا ۱۱۵)

نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! آپ پر قرآن مجید نازل کرنے سے پہلے ہم موسیٰ پر بھی تورات نازل کر چکے ہیں اور اس کے بارے میں بھی بنی اسرائیل نے بہت اختلاف کیا تھا، ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور کچھ نے تکذیب کی، جس طرح آج آپ پر منزل کتاب کے بارے میں کیا جا رہا ہے، اس لئے آپ اپنی تکذیب سے بالکل نہ گھبرائیں، اگر تیرے رب کی حکمت و مشیت سے فیصلہ کرنے اور عذاب کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان اختلاف کرنے والوں کو کبھی کا ہلاک کر چکا ہوتا، جیسے فرمایا

(1) تفسیر ابن ابی حاتم ۶/۲۰۸۹

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ...﴿١٣٠﴾ [1]

ترجمہ: اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدت مقرر نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور ان کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا، پس اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ! جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ کلام الٰہی کی طرف سے شک اور خلجان میں پڑے ہوئے ہیں اور روز قیامت تیرا رب ان کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور ان کو وہی سزاو جزا دے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے، یقیناً اللہ ان کے اچھے یا برے سب اعمال سے باخبر ہے، سیدھی راہ پر استقامت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا پس اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ! تم اور تمہارے وہ ساتھی جو کفر و بغاوت سے تائب ہو کر ایمان و اطاعت کی طرف پلٹ آئے ہیں، ہمارے حکم کے مطابق ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو جو کچھ تم کر رہے ہو اس پر تمہارا رب نگاہ رکھتا ہے، اور ان ظالموں کے ساتھ نرمی اختیار مت کرو ورنہ تم بھی ان کے ساتھ نار جہنم کے مستحق ہو جاؤ گے، اور اللہ کے سوا تمہیں کوئی ایسا ولی و سرپرست نہ ملے گا جو اللہ سے تمہیں بچا سکے اور نہ کہیں سے تم کو مدد ہی پہنچے گی، اور دیکھو اللہ کی یاد کے لئے نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر، بعض نے اس سے مراد صبح اور مغرب، بعض نے صبح اور عصر، بعض نے صرف عشا اور بعض نے عشاء اور مغرب دونوں کا وقت مراد لیا ہے،

وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ قَبْلَ فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَجِبُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاتَانِ صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا وَفِي أَثْنَاءِ اللَّيْلِ قِيَامٌ عَلَيْهِ وَعَلَى الْأُمَّةِ، ثُمَّ نُسِخَ فِي حَقِّ الْأُمَّةِ، وَثَبَتَ وُجُوبُهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ نُسِخَ عَنْهُ أَيْضًا

امام ابن کثیر رَحِمَہُ اللّٰہُ کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ آیت معراج سے قبل نازل ہوئی ہو جس میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں کیونکہ اس سے قبل صرف دو ہی نمازیں ضروری تھیں ایک طلوع شمس سے قبل اور ایک غروب سے قبل، اور رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد، پھر نماز تہجد امت سے معاف کر دی گئی، پھر اس کا وجوب بقول بعض آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بھی ساقط کر دیا گیا۔ [2]

درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، جیسے فرمایا

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ [3]

ترجمہ: اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي

[1] طه ١٣٠،١٢٩

[2] احسن البیان بحوالہ ابن کثیر

[3] النساء ۳۱

صَدَّقْتُهُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ} [1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

اسماء بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر عمل کی توفیق بخشتا جس قدر چاہتا اور جب کوئی اور مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا تو میں اس کو قسم دیتا جب وہ قسم کھا لیتا تو مجھے یقین آجاتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے اور پھر اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور پھر اللہ سے معافی چاہے اور اللہ اپنے بندے کے گناہوں کو بخش نہ دے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی " اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔" [2]

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے لوگوں کو اس طرح وضو کر کے دکھایا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمایا کرتے تھے،

ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رأيتُ رَسُولَ اللَّهِ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّث فِيهِمَا نَفْسَهُ،غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

پھر کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو کیا اور فرمایا جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان میں اپنے نفس سے بات نہ کرے یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک ان کے مابین ہونے والے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ

[1] آل عمران: ۱۳۵

[2] سنن ابوداود کتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ۱۵۲۱،جامع ترمذی کتاب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ ۴۰۶، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ۱۳۹۵

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الوُضُوءِ بَابُ الوُضُوءُ ثَلاَثًا ثَلاَثًا۱۵۹،وكِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَاليَابِسِ لِلصَّائِمِ۱۹۳۴،صحیح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ۵۳۸

[4] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانِ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ ۵۵۲

يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ: ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا: لاَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا، قَالَ:فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الخَطَايَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کسی کے دروازے پر کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رکھے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہرگز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے، ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہوں اور خطاؤں کو مٹادیتا ہے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ، فَقَالَ: امْرَأَةٌ جَاءَتْ تُبَايِعُهُ، فَأَدْخَلْتُهَا الدَّوْلَجَ، فَأَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ لَعَلَّهَامُغِيبٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَائْتِ أَبَا بَكْرٍ، فَاسْأَلْهُ، قَالَ: فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: لَعَلَّهَا مُغِيبٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُمَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ:فَلَعَلَّهَا مُغِيبٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟،وَنَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (۲) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلِي خَاصَّةً، أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ فَضَرَبَ عُمَرُ صَدْرَهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: لَا وَلا نَعْمَةَ عَيْنٍ، بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَدَقَ عُمَرُرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایک عورت کچھ خریدنے کے لیے میرے پاس آئی، میں نے اسے کوٹھڑی میں داخل کرلیا اور مقاربت کے سوا سب کچھ کیا، انہوں نے کہا تجھ پر افسوس! شاید یہ ایسی عورت ہو جس کا شوہر جہاد کے لیے گھر سے باہر ہو، اس نے کہا جی ہاں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مسئلے کا حل تم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر ان سے معلوم کرو، چنانچہ اس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ مسئلہ پوچھا، انہوں نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح یہی فرمایا کہ شاید اس کا شوہر اللہ کے راستہ میں جہاد کی وجہ سے موجود نہ ہوگا، پھر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ صورت حال بیان کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ شاید اس عورت کا خاوند جہاد کے لیے گھر سے باہر ہوگا پھر اس کے بارے میں یہ مکمل آیت کریمہ " دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کیجئے، بیشک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" نازل ہوگئی، اس آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قرآن کریم کا یہ حکم خاص طور پر میرے لئے ہے یا سب لوگوں کے لئے یہ عمومی حکم ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا تو اتنا خوش نہ ہو یہ سب لوگوں کے لئے عمومی حکم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ (۳)

یہ ان لوگوں کے لئے ایک یاددہانی ہے جو نماز قائم کرتے ہیں، اور راہ حق میں جو تکالیف آئیں ان پر صبر کر، اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع

(۱) صحيح بخارى كتاب المواقيت بَابٌ الصَّلَوَاتُ الخَمْسُ كَفَّارَةٌ ۵۲۸،صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ تُمْحَى بِهِ الْخَطَايَا، وَتُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ ۱۵۲۲

(۲) هود : ۱۱۴

(۳) مسنداحمد۲۲۰۶

نہیں کرتا بلکہ وہ ان کے اچھے اعمال کو قبول فرماتا ہے اور ان کو ان کے اعمال کی بہترین جزا عطا فرماتا ہے۔

فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے

قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

ان چند کے جنھیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی، ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انھیں آسودگی دی گئی تھی

وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور وہ گناہ گار تھے ، آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیکوکار ہوں،

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ کر دیتا، وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ

بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے، انھیں تو اس لیے پیدا کیا ہے، اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہے کہ میں جہنم

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (هود ۱۱۶ تا ۱۱۹)

کو جنوں اور انسانوں سب سے پر کروں گا۔

نیکی کی دعوت دینے والے چند لوگ:

جب اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کی ہلاکت کا ذکر فرمایا جنھوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا، نیز یہ کہ ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جنھوں نے کتب سماویہ کے ماننے والوں سے انحراف کیا حتی کہ ان لوگوں نے بھی جو کتب الٰہیہ کو ماننے والے تھے، جس کی وجہ سے گزشتہ ادیان انعدام و اضمحلال کا شکار ہو گئے، اب تباہ شدہ قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی کہ گزشتہ امتوں میں ایسے اصحاب خیر نہیں تھے جو اہل شر اور اہل منکر کو گمراہی کی تاریکیوں سے روکتے اور بصیرت کی روشنی دکھاتے، جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ قوموں میں زوال پیدا ہو گیا اور وہ قومیں بالآخر اللہ کے غضب کی مستحق ہوئیں، اور اگر گزشتہ امتوں میں کچھ اہل خیر نکلے بھی تو وہ نہایت قلیل التعداد تھے اور ان کی آواز اتنی کمزور تھی کہ وہ ظالموں کے شور و غوغا میں گم ہو گئی، مگر ایسے اصحاب خیر کو ہم اس وقت بچا لیا کرتے تھے جب ان کی قوموں پر عذاب نازل ہوتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ میں ایسی جماعت کی موجودگی کا قطعی حکم فرما

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ [1]

[1] آل عمران ۱۰۴

ترجمہ: تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

اور حدیث میں ہے

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ} [1] ، وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ لَا يُغَيِّرُونَهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ

قیس بن ابو حازم سے مروی ہے سیدنا ابو بکر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! تم لوگ قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کرتے ہو" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی فکر کرو کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہ راست پر ہو۔" اور میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب برائی کو دیکھیں اور اسے نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے۔ [2]

ورنہ وہ ظالم اپنے ظلم پر قائم اور جن نعمتوں اور آسائشوں سے متمتع ہو رہے تھے انہی میں مست رہے حتیٰ کہ بے خبری میں اللہ کے عذاب نے انہیں آلیا اور ان کی جڑ کاٹ دی، تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ناحق تباہ کر دے حالانکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں ، ہم تو عتاب اس وقت نازل کرتے ہیں جب لوگ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرنے لگ جائیں اور ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾ [3]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو دین اسلام پر مجتمع کر کے انہیں ایک امت بنا سکتا تھا، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ... ﴿٩٩﴾ [4]

ترجمہ: اگر تیرے رب کی مشیّت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن و فرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے۔ اس کی مشیت ایسا کرنے سے قاصر نہ تھی، مگر اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ وہ ادیان، اعتقادات، افکار وآراء میں اختلاف کرتے رہیں، راہ راست کی مخالفت کریں اور جہنم کی طرف جانے والے راستوں پر رواں دواں رہیں اور ہر کوئی اپنی رائے کو حق اور دوسرے کے قول کو گمراہی سمجھے، اور اللہ کی نافرمانیوں اور بد اعمالیوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے

---

[1] المائدة : ۱۰۵

[2] مواردالظمان ۱۸۳۷،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۵

[3] حم السجدة ۴۶

[4] یونس ۹۹

رسولوں کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگے رہتے ہیں، پس یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے سعادت کو لکھ دیا گیا تھا اور عنایت ربانی اور توفیق الٰہی نے ان کو جالیا تھا، یہی لوگ فرقہ ناجیہ سے تعلق رکھتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ،وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً (كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا فِرْقَةً وَاحِدَةً)(قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟)قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی اور ایک فرقے کے سوا یہ تمام فرقے جہنم رسید ہوں گے، عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا وہ جو اس کے مطابق عمل کریں گے جس پر میرا اور میرے صحابہ کا عمل ہے۔ [1]

اس حدیث کے اجزا مختلف طرق سے لیے گئے ہیں۔

رہے دوسرے لوگ تو ان کو ان کے نفسوں کے حوالے کر دیا گیا، اسی آزمائش کے لئے تو اللہ نے انہیں پیدا کیا تھا، اور اللہ کی تقدیر اور قضاء میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جنت کے اور کچھ ایسے ہوں گے جو جہنم کے مستحق ہوں گے، اور اللہ جنت و جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اخْتَصَمَتِ الجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الجَنَّةُ: يَا رَبِّ، مَا لَهَا لاَ يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ ، وَقَالَتِ النَّارُ: يَعْنِي أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ، قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا الجَنَّةُ، فَإِنَّ اللَّهَ لاَ يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَشَاءُ، فَيُلْقَوْنَ فِيهَا، فَتَقُولُ:هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، ثَلاَثًا حَتَّى يَضَعَ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ، وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ، وَتَقُولُ: قَطْ قَطْ قَطْ،وَعِزَّتِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے حضور میں جھگڑا کیا جنت نے کہا اے رب! کیا بات ہے کہ میرے اندر وہی لوگ آئیں گے جو کمزور اور معاشرے کے گرے پڑے لوگ ہوں گے؟ جہنم نے کہا میرے اندر تو بڑے بڑے جبار اور متکبر قسم کے لوگ ہوں گے، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت سے کہا تو میری رحمت کی مظہر ہے تیرے ذریعے سے میں جس بندے پر چاہوں اپنا رحم کروں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرے عذاب کی مظہر ہے، تیرے ذریعے سے میں جس بندے کو چاہوں سزا دوں گا، تم میں سے ہر ایک بھرنے والی ہے، فرمایا جہاں تک جنت کا تعلق ہے تو اللہ اپنی مخلوق میں کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کے لئے پیدا کرے گا وہ اس میں ڈالی جائے گی، جہنمیوں کی کثرت کے باوجود جہنم نعرہ بلند کرے گی

[1] صحیح ابن حبان۶۲۴۷، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۱۰۴۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ۲۶۴۱

اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہو گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھ دے گا، اس وقت وہ بھر جائے گی، ایک پر ایک الٹ کر سمٹ جائے گی اور پکار اٹھے گی، بس، بس، بس، تیری عزت وجلال کی قسم۔[1]

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ

رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لیے بیان فرما رہے ہیں، آپ کے پاس اس

فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

سورت میں بھی حق پہنچ چکا جو نصیحت و وعظ ہے مومنوں کے لئے، ایمان نہ لانے والوں سے کہہ دیجئے کہ تم اپنے طور پر عمل

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝۱۲۱ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۲۲ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

کئے جاؤ ہم بھی عمل میں مشغول ہیں، اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں، زمینوں اور آسمانوں کا علم غیب اللہ تعالیٰ ہی کو ہے،

وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَ مَا رَبُّكَ

تمام معاملات کا رجوع بھی اسی کی جانب ہے، پس تجھے اس کی عبادت کرنی چاہیے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، اور تم جو کچھ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۳ (ھود ۱۲۰ تا ۱۲۳)

کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں۔

اور اے محمد ﷺ! پیغمبروں کے احوال جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں اس میں یہ حکمت پنہاں ہے تا کہ اس ذریعے سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کر دیں اور تمہیں کامل سکون واطمینان حاصل ہو جائے، اس سورہ مقدسہ کے ذریعہ تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور یاد دہانی نصیب ہوئی، رہے وہ دشمنان اسلام جو دین حق اور رسالت پر ایمان نہیں لاتے، جو دلائل قائم ہو جانے کے بعد بھی راہ راست اختیار نہیں کرتے تو ان سے کہہ دو کہ تم اپنے مشرکانہ طریقہ پر کام کرتے رہو اور ہم اپنے اسلامی طریقے پر کیے جاتے ہیں، ہم پر جو کچھ نازل ہو گا تم اس کا انتظار کرو اور تم پر جو کچھ نازل ہو گا ہم اس کے منتظر ہیں، بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حسن انجام کس کے حصہ میں آتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے، اللہ علام الغیوب ہے، آسمانوں اور زمین کی سب مخفی چیزیں اور غیبی امور اس کے علم اور قبضہ قدرت میں ہیں، اور تمام معاملات اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں، پھر ایک وقت مقررہ پر وہ ہر شخص کے ساتھ اس کی حیثیت واعمال کے مطابق معاملہ کرے گا، پس اے نبی ﷺ! تو اللہ وحدہ لاشریک کی جو رب العالمین ہے، جو جہانوں کا پالنہار ہے، جو پکار کو سننے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۷۴۴۹، وکتاب تفسیر سورۃ ق بَابُ قَوْلِهِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ۴۸۵۰ ،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ ۷۱۷۳، مسند احمد ۱۳۴۰۲

والا اور جواب دینے والا ہے، جو مالک یوم الدین ہے کی یکسو ہو کر بندگی کرتے رہو اور اپنے تمام معاملات میں اسی پر بھروسا رکھو، کفر و اسلام کی اس کشمکش میں دونوں گروہ جو کچھ کر رہے ہیں تیرا رب اس سے بے خبر نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالوَاقِعَةُ، وَالمُرْسَلاَتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَ {إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو بوڑھے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ ھود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ نبا اور سورۂ تکویر نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (۱)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍأَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا

اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ ھود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (۲)

مضامین سورۂ یونس:

اس سورہ میں عقیدہ توحید ربوبیت اور بعثت بعد الموت کو بڑے ہی مدلل انداز سے بیان کیا گیا ہے، کلام کے آغاز میں فرمایا کہ لوگ ایک انسان کے پیغام نبوت پیش کرنے پر حیران ہیں حالانکہ ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول آتا رہا ہے، اور اس پاکیزہ پیغام کو ساحری کا الزام دے رہے ہیں حالانکہ جو دعوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں اس میں کوئی چیز بھی نہ تو عجیب ہی ہے اور نہ سحر و کہانت ہی سے تعلق رکھتی ہے، ہمارا پیغمبر تو تمہیں دو اہم حقیقتوں سے تم کو آگاہ کر رہا ہے ایک یہ کہ اللہ نے اس عظیم الشان کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے تخلیق کیا ہے اور وہی اکیلا اس کا نظام چلا رہا ہے صرف وہی تمہارا معبود حقیقی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اس لیے یہ اسی کا حق ہے کہ تم ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی بندگی کرو اور اسی پر توکل کرو، دوسرا یہ کہ موجودہ زندگی تو بس چند گھڑیاں ہی ہیں، اپنے ازلی دشمن شیطان کے پنجے میں پھنس کر اگر اس قیمتی وقت کو اگر تم نے دنیا کی رنگینیوں میں ضائع کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے آخروی زندگی میں کامیاب و کامران ہونے کا سامان نہ کیا تو اس کے بعد پھر کوئی مہلت نہیں ملے گی، اس لئے مہلت کی ان چند گھڑیوں کو غنیمت جان کر ان سے فائدہ اٹھاؤ اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے تگ و دو کرو ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کا پچھتاوا تمہارا مقدر رہو گا، کھلی کھلی جہالتوں اور ضلالتوں کے انجام بد کو ظاہر کرنے کے لئے نوح علیہ السلام اور موسیٰ کی امتوں کے حالات بیان کر کے مشرکین پر واضع کیا گیا کہ یہ بھی ہمارے ایسے ہی پیغمبر ہیں جیسے نوح اور موسیٰ ہمارے پیغمبر تھے، اگر تم ان کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور ہماری نازل کردہ ہدایات کی پیروی نہ کی تو تمہارا انجام بھی ان قوموں جیسا ہی ہو گا، اور جب ہمارا عذاب آ جاتا ہے تو پھر نہ تو ایمان لانا معتبر ہوتا ہے اور نہ ہی توبہ قبول ہوتی ہے، مسلمانوں کو بھی خوشخبری دی گی کہ عنقریب حالات تبدیل ہوں گے اور پھر تنبیہ کی گئی کہ اللہ نے جو احکامات تم پر نازل کیے ہیں ان میں قیامت تک کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی، جو اسے قبول کرے گا وہ

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الوَاقِعَةِ ۳۲۹۷

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۱۰۷۳

اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اس کو چھوڑ کر غلط راہوں پر بھٹکے گا وہ اپنا ہی کچھ بگاڑے گا، اس لئے اقتدار ملنے کے بعد اگر تم بھی پہلی امتوں کی طرح بہک گئے تو عبرت کے طور پر سابقہ امتوں کے حالات بیان کر دیئے گئے ہیں، ہمارا قانون اٹل ہے پھر تمہارا انجام بھی ویسا ہی دردناک ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ

الف۔لام۔را، یہ پرحکمت کتاب کی آیتیں ہیں، کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص

اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡہُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَہُمۡ

کے پاس وحی بھیج دی کہ سب آدمیوں کو ڈرایئے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخبری سنایئے کہ ان کے رب کے پاس ان

قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ

کو پورا اجر و مرتبہ ملے گا، کافروں نے کہا کہ یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے، بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ

آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش قائم ہوا وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے

شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ (یونس ۱ تا ۳)

پاس سفارش کرنے والا نہیں، ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔

الر، اہل مکہ کلام الٰہی کو جادو کہتے تھے، انہیں تنبیہ کی گئی کہ یہ جادو نہیں بلکہ حکمت و دانش سے لبریز کتاب کی آیات ہیں، کیا لوگوں کے لئے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود انہی کی قوم کے ایک فرد کو جو نسل انسانی سے ہے، اس کو منصب نبوت و رسالت پر فائز کر دیا ہے تا کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو جہنم کے المناک عذاب سے متنبہ کر دے، جیسے اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام کا ذکر فرمایا جنہوں نے بشر رسول پر تعجب سے کہا تھا:

...فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا... ﴿۶﴾ [۱]

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا انسان ہی ہمیں ہدایت دیں گے؟۔

ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی قوم نے جب بشر رسول پر حیرت کا اظہار کیا تو ان کے پیغمبروں نے فرمایا تھا

---

[۱] التغابن ۶

اَوَ عَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَکُمۡ ذِکۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡکُمۡ لِیُنۡذِرَکُمۡ... ﴿۶۹﴾ [1]

ترجمہ: کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی تا کہ وہ تمہیں خبر دار کرے؟۔

پہلی قوموں کی طرح کفار بھی قریش بے شمار دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے، ہر قبیلہ کا اپنا ہی معبود تھا ہر گھر کا اپنا بت تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی تو انہوں نے بھی بڑی حیرت سے کہا تھا

اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولًا أَنْكَرَتِ الْعَرَبُ ذَلِكَ، أَوْ مَنْ أَنْكَرَ مِنْهُمْ، فَقَالُوا: اللَّهُ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يَكُونَ رَسُولُهُ بَشَرًا مِثْلَ مُحَمَّدٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ} [3]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو تمام یا بعض عربوں نے آپ ﷺ کے رسول ہونے کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ محمد ﷺ جیسا کوئی بشر اس کا رسول ہو، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی۔" نازل فرمائی۔ [4]

اور جو صدق دل سے اس پاکیزہ دعوت پر ایمان لے آئیں ان کو رب کی خوشنودی اور لازوال انواع واقسام کی نعمتوں بھری جنت کی خوشخبری دیدے، اور یہ کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچی عزت وسرفرازی ہے؟ کیا اس کلام کی اثر پذیری کو دیکھ کر منکرین پھبتی کستے ہیں کہ یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت، الوہیت اور عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا بیشک تمہارا رب وہی اللہ وحدہ لاشریک ہے جس نے ساتوں آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا،

قِيلَ: كَهَذِهِ الْأَيَّامِ، وَقِيلَ: كُلُّ يَوْمٍ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ

ان چھ دنوں کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ ہمارے دنیا کے ان دنوں ہی کی طرح تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دن ہماری دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر تھا۔ [5]

اس تخلیق کے بعد وہ کائنات کے تخت حکومت پر اپنی عظمت کے لائق جلوہ گر ہوا، جیسے فرمایا

---

[1] الاعراف ۶۹

[2] ص ۵

[3] یونس : ۲ .

[4] تفسیر طبری ۱۳/۱۵

[5] تفسیر ابن کثیر ۲۴۶/۴

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ... ﴿٥٤﴾ [1]

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

فرمایا کائنات کی تخلیق کے بعد تھک کر وہ سو نہیں گیا، کسی نے اسے معطل نہیں کر دیا اور نہ ہی اس نے اس عظیم الشان کائنات کو دوسروں کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ جیسا چاہیں تصرف کریں بلکہ وہی اکیلا وحدہ لاشریک ہی اس عظیم الشان کائنات کا انتظام چلا رہا ہے، اور تمام قدرتیں، تمام اختیارات اسی کے اپنے دست قدرت میں ہیں، مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان کے اپنے ہاتھوں سے من مانی شکلوں سے تراشے ہوئے بت اور فرشتے جن کی وہ پرستش کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت کریں گے اور اللہ کے عذاب سے چھڑوالیں گے ان کے اس عقیدے کے رد میں فرمایا دنیا کی تدبیر وانتظام میں کسی دوسرے کا دخیل ہونا تو درکنار کوئی اتنا اختیار بھی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کر سکے، جیسے فرمایا

...مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ... ﴿٢٥٥﴾ [2]

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟۔

...إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ [3]

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ [4]

ترجمہ: آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لئے وہ کوئی عرضداشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ﴿٢٣﴾ [5]

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

اللہ جو کائنات کا خالق ہے، وہی اس کا ہمہ وقت مدبر و منتظم ہے اور وہی تمام اختیارات کا کلی طور پر مالک ہے، لہذا تم ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی کی عبادت کرو، اسی کے بندہ وغلام بن کر رہو اور اسی کے حکم کی اطاعت اور اس کے قانون کی پیروی کرو، اب جبکہ حقیقت تم پر واضح کر دی گئی ہے تو پھر کیا تم دعوت حق پر ایمان نہ لاؤ گے۔

---

[1] الاعراف ۵۴

[2] البقرۃ ۲۵۵

[3] الانبیاء ۲۸

[4] النجم ۲۶

[5] سبا ۲۳

اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ لِيَجۡزِىَ

تم سب کواللہ ہی کے پاس جانا ہے،اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے،بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

گا تا کہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا

لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ۝۴ هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ

ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے،وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے

الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَ الۡحِسَابَ ؕ

آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو،

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝۵ اِنَّ فِىۡ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں،وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتلا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں،بلاشبہ

اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے

لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ ۝۶ (یونس ۴ تا ۶)

ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں۔

وقوع قیامت کے بعد ایک وقت مقررہ پر تم سب کو میدان محشر میں اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے،یہ اللہ کا پکا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا،بے شک اللہ ہی نے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کیا ہے اور پھر وہی تمہیں دوبارہ پیدا کرے گا یعنی جو تخلیق کی ابتدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ اس کے اعادے پر بھی قادر ہے اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے،جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِىۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ... ۝۲۷ [۱]

ترجمہ:وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے،پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

اس حقیقت کو بعید از قیاس سمجھنا درست نہیں،اور یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں ان کو پوری پوری جزا دے کر جنت کی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں میں داخل کرے اور جو دعوت حق ورسالت کی تکذیب کریں اور طاغوت کی بندگی پر اصرار کریں انہیں جہنم میں داخل کرے جہاں وہ تکذیب کی پاداش میں کھولتا ہوا پانی پیئیں گے جو ان کے چہروں کو جھلسا کر رکھ

[۱] الروم ۲۷

دے گااور انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گااور قسم قسم کے دردناک سزا بھگتیں، جیسے فرمایا:

هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ (۱)

ترجمہ: یہ ہے ان کے لیے، پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اس قسم کی دوسری تلخیوں کا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: (اس وقت کہا جائے گا) یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین جھوٹ قرار دیا کرتے تھے، اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

اس کی کمال قدرت اور اس کی عظیم سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ اس نے سورج کو حرارت و تپش اور چمکنے والا اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی اٹھائیس منازل کا ٹھیک ٹھیک تعین کیا، جیسے فرمایا

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دیں ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔

فرمایا کہ سورج، چاند ستاروں کا یہ نظام خود بخود قائم نہیں ہو گیا بلکہ ہر طرح کی کجی سے پاک یہ نظام اللہ قادر مطلق نے قائم کیا ہے۔

...ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۴)

ترجمہ: یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

تا کہ تم سورج کے ساتھ دن اور چاند کے ساتھ مہینے اور سال کا حساب معلوم کرو، جیسے فرمایا:

...وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا... ﴿۹۶﴾ (۵)

ترجمہ: اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا۔

اور اسی طلوع ہلال سے حج، صیام رمضان، اشہر حرم اور دیگر عبادات کا تعین کرو، اللہ نے یہ عظیم الشان کائنات کھیل تماشہ کے طور پر نہیں بلکہ بامقصد ہی بنائی ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ (۶)

---

(۱) ص ۵۸،۵۷

(۲) الرحمٰن ۴۴،۴۳

(۳) یٰسین ۳۹

(۴) (یٰسین ۳۸)

(۵) الانعام ۹۶

(۶) ص ۲۷

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا ہے، اور ایسے کافروں کے لیے بربادی ہے جہنم کی آگ سے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟ پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی، کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں، مالک ہے عرش بزرگ کا۔

اللہ اہل علم کو اپنے دلائل و براہین کھول کھول کر پیش کر رہا ہے، یقیناً رات اور دن کے ردوبدل میں، ان کے برابر جانے آنے میں، رات پر دن کا آنا، دن پر رات کا چھا جانا، ایک دوسرے کے برابر پیچھے لگاتار آنا جانا، جیسے فرمایا:

۔۔۔ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۔۔۔ ﴿۵۴﴾ [2]

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

اور ہر اس چیز میں جو اللہ نے زمین اور آسمانوں میں پیدا کی ہے سب اللہ کی عظمت کی منہ بولتی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غلط بینی و غلط روی سے بچنا چاہتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ

جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہماری آیتوں سے غافل ہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے، یقیناً جو لوگ

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا نعمت کے باغوں

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہو گا

سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ

"السلام علیکم" اور ان کی اخیر بات یہ ہو گی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے، اور اگر اللہ لوگوں پر جلدی

[1] المومنون ۱۱۶،۱۱۵
[2] الاعراف ۵۴

لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ

سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لیے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ کبھی سے پورا ہو چکا ہوتا، سو ہم نے

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱ (یونس ۷ تا ۱۱)

ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

جو لوگ وقوع قیامت، حیات بعد الموت، میدان محشر میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعمال کی جوابدہی، جزا وسزا اور جنت و دوزخ کو بعید از قیاس سمجھتے ہیں وہ دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں گم ہو گئے ہیں، آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہو کر نہایت برے اخلاق و اوصاف کا اکتساب کرتے ہیں، اور جو لوگ ہماری ہر سو بکھری نشانیوں پر غور وفکر کرنے کے بجائے غفلت میں مبتلا ہیں، جیسے فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۱۰۵ (۱)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱ (۲)

ترجمہ: اِن سے کہو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لیے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۹ (۳)

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اس آسمان وزمین کو نہیں دیکھا جو انہیں آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے؟ ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے کچھ ٹکڑے ان پر گرا دیں، درحقیقت اس میں ایک نشانی ہے ہر اس بندے کے لیے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰ (۴)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوشمند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں۔

ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہوگا ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ اپنے غلط عقیدے اور غلط طرز عمل کی وجہ سے کرتے رہے، اور جن لوگوں نے ان صداقتوں کو قبول کر لیا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں یعنی ہر کام میں، ہر شعبہ زندگی میں، ہر انفرادی و اجتماعی معاملے میں انہوں نے برحق طریقہ اختیار کیا اور نیک اعمال کرتے رہے انہیں ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی

(۱) یوسف ۱۰۵

(۲) یونس ۱۰۱

(۳) سبا ۹

(۴) آل عمران ۱۹۰

دھار سے زیادہ تیز ہے سے گزرنا آسان فرمادے گا اور لازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمادے گا جہاں گھنے شاداب درختوں کے نیچے قسم قسم کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جہاں اہل جنت سامان عیش پر بھوکوں کی طرح نہیں ٹوٹ پڑیں گے بلکہ جس طرح دنیا میں وہ اللہ کی حمد وثنا کرتے تھے اسی طرح وہاں بھی ہر وقت اللہ کی حمد وتسبیح میں رطب اللسان ہوں گے،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ،

جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پیئیں گے اور تھوکیں گے نہیں اور نہ ہی پیشاب کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈکار اور پسینہ آئے گا اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا اور ان کو تسبیح یعنی سبحان اللہ اور تحمید یعنی الحمد للہ کا الہام ہوگا جس طرح کہ انہیں سانس کا الہام ہوتا ہے۔ (۱)

یعنی جس طرح بے اختیار سانس کی آمد ورفت رہتی ہے اسی طرح اہل جنت کی زبانوں پر بغیر اہتمام کے حمد وتسبیح الٰہی کے ترانے رہیں گے، وہ ایک دوسرے کو ملاقات کے وقت سلامتی کی دعا دیں گے، جیسے فرمایا

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝۴۴ (۲)

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝۲۵ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝۲۶ (۳)

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے، بس سلام ہی سلام کی آواز سنائی دے گی۔

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝۵۸ (۴)

ترجمہ: رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے۔

فرشتے بھی انہیں یہی دعا دیں گے۔

۔۔۔وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝۲۳ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۔۔۔ ۝۲۴ (۵)

ترجمہ: ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمهاباَبٌ فِي صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا وَتَسْبِيحِهِمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا۷۱۵۲،مسندابی یعلی ۱۹۰۶

(۲) الاحزاب۴۴

(۳) الواقعة۲۵،۲۶

(۴) یٰسین۵۸

(۵) الرعد۲۳،۲۴

اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اللہ رب العالمین کی تعریف پر ہو گا، کیونکہ انسانی فطرت میں جلد بازی ہے اس لئے وہ خیر طلب کرنے میں جلدی کرتا ہے اور اسی طرح وہ عذاب طلب کرنے میں بھی جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے اور بے خوف ہو کر پیغمبروں سے کہتا ہے کہ لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، فرمایا اگر اللہ ان کے اس مطالبہ پر جلدی عذاب نازل کر دے تو یہ کبھی کے صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے ہوتے لیکن ہم مہلت دے کر انہیں سنبھلنے کا پورا پورا موقع دیتے ہیں یا یہ کہ جس طرح انسان اپنے لئے خیر و بھلائی کی دعائیں مانگتا رہتا ہے جنہیں ہم قبول کرتے ہیں اسی طرح جب انسان غصے یا تنگی میں ہوتا ہے تو اپنے لئے اور اپنی اولاد وغیرہ کے لئے بد دعائیں کرتا ہے جنہیں ہم از راہ لطف و کرم اس لئے نظرانداز کر دیتے ہیں کہ یہ زبان سے تو ہلاکت مانگ رہا ہے مگر اس کے دل میں ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن اگر ہم انسانوں کی بد دعاؤں کے مطابق انہیں فوراً ہلاکت سے دوچار کرنا شروع کر دیں تو پھر جلد ہی یہ لوگ موت و تباہی سے ہمکنار ہو جایا کریں، جیسے فرمایا

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾ [1]

ترجمہ: انسان شر اس طرح مانگتا ہے جس طرح خیر مانگنی چاہیے انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو بد دعا نہ دو، اپنی اولاد کو بد دعا نہ دو، اپنے خادموں کو بد دعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بد دعا نہ دو، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا و قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بد دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لئے قبول فرما لے۔ [2]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ: {وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ} هُوَ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ عَلَيْهِ:اللَّهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَالْعَنْهُ،فَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ الِاسْتِجَابَةَ لَهُمْ فِي ذَلِكَ كَمَا يُسْتَجَابُ فِي الْخَيْرِ لَأَهْلَكَهُمْ

مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ”اور اگر اللہ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔“ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان غصے کی حالت میں اپنی اولاد یا اہل کے لیے یہ کہہ دیتا ہے کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ دینا اور وہ ان پر لعنت بھیجنے لگ جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کی بد دعا کو بھی اسی طرح قبول فرمانے لگ جائے جس طرح ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے تو انہیں ہلاک کر ڈالے۔ [3]

---

[1] بنی اسرائیل ۱۱

[2] سنن ابوداودکتاب الوتربَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ۱۵۳۲ ،صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ حَدِيثِ جَابِرٍ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ ۷۵۱۵،صحیح ابن حبان ۵۷۴۲

[3] تفسیرطبری ۱۵/۳۴

اس لئے ہم ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ان کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوٹ دے دیتے ہیں۔

وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِہٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا کَشَفۡنَا

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی، پھر جب ہم اس کی تکلیف اس

عَنۡہُ ضُرَّہٗ مَرَّ کَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ ؕ کَذٰلِکَ

سے ہٹادیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لیے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان حد سے

زُیِّنَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدۡ اَہۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَمَّا

گزرنے والوں کے اعمال کو ان کے لیے اس طرح خوشنما بنادیا گیا ہے، اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا

ظَلَمُوۡا ۙ وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ مَا کَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡا ؕ

جب کہ انہوں نے ظلم کیا حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے، اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے؟

کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ

ہم مجرموں لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں، پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو جانشین کیا

بَعۡدِہِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ (یونس ۱۲ تا ۱۴)

تا کہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔

انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو وہ قلق واضطراب میں مبتلا ہو جاتا ہے، جزع فزع کرتا ہے اور کھڑے، بیٹھے اور لیٹے گڑ گڑا کر ہم کو پکارتا ہے، توبہ واستغفار کا اہتمام کرتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مصیبت کا یہ کڑا وقت نکال دیتا ہے تو پھر بارگاہ الٰہی میں شکر کرنے کے بجائے دعا وتضرع سے غافل ہو جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴿۵۱﴾ [1]

ترجمہ: انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے اور اکڑ جاتا ہے اور جب اسے کوئی آفت چھو جاتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

اس قماش کے لوگوں کی مذمت میں فرمایا اس طرح شیطان نے یا انسان کے نفس نے حد سے گزر جانے والوں کے لئے انکے کرتوت خوشنما بنادیے ہیں، مگر اہل ایمان، اعمال صالحہ اختیار کرنے والے ایسے نہیں ہوتے، جیسے فرمایا

---

[1] حم السجدة ۵۱

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ... ⑪ [۱]

ترجمہ:اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکوکار ہیں۔

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، وَإِنَّ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، وَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی حالت پر تعجب ہے،اس کے لئے ہر الٰہی فیصلہ اچھا ہی اچھا ہوتا ہے،اسے جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس پر صبر واستقامت اختیار کرتا ہے تو اسے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر اسے کوئی راحت پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اس پر بھی اسے نیکیاں ملتی ہیں،یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ [۲]

لوگو!تم سے پہلے اپنے اپنے زمانہ میں برسرعروج قوموں نے جب ظلم وبغاوت کی روش اختیار کی اور انبیاء کی دعوت پر ایمان نہ لائے تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا،ہم نے اتمام حجت کے لئے رسول مبعوث کیے،انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو اپنی رسالت کی صداقت میں واضح نشانیاں دکھائیں مگر انہوں نے دعوت حق اور رسالت کی تکذیب کی،چنانچہ ایک مقررہ ڈھیل کے بعد انہیں نشانہ عبرت بنادیا گیا ہم مجرموں کو اس طرح ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں،ان تباہ شدہ قوموں کے بعد ہم نے تم کو ان کا قائم مقام بنایا ہے،تمہارے پاس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں،ان پر حکمتوں سے بھری آخری کتاب نازل کر دی گئی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے اعمال اختیار کرتے ہو،اگر تم نے گزشتہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کی اور اللہ کی آیات کی اتباع اور انبیاء ورسل کی تصدیق کی تو تم دنیا وآخرت میں نجات پاؤ گے اور اگر تم نے بھی انہی قوموں کی پیروی کی تو تم پر بھی دردناک عذاب نازل کیا جا سکتا ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سرسبز وشاداب اور شیریں ہے،اللہ تمہیں اس میں خلافت عطاء فرما کر دیکھے گا کہ تم کیا اعمال سرانجام دیتے ہو؟(رنگ وبو سے بھری اس)دنیا اور عورتوں سے ہوشیار رہو بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں سے شروع ہوا تھا۔ [۳]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى:أَنَّ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ سَبَبًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَانْتَشَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دُلِّيَ فَانْتَشَطَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ ذَرَعَ النَّاسُ حَوْلَ

---

[۱] هود۱۱

[۲] صحیح ابن حبان ۲۸۹۶،صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ۷۵۰۰، مسند احمد۲۳۹۳۰، المعجم الاوسط ۳۸۴۹،شعب الایمان ۴۱۶۹،سنن الدارمی ۲۸۱۹

[۳] صحیح مسلم كتاب الذكر والدعا الرقاق بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۸،شعب الایمان۵۰۲۹

الْمِنْبَرِ، فَفَضَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِثَلَاثِ أَذْرُعٍ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنَا مِنْ رُؤْيَاكَ لَا أَرَبَ لَنَا فِيهَا فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ قَالَ: يَا عَوْفُ رُؤْيَاكَ؟ قَالَ: وَهَلْ لَكَ فِي رُؤْيَايَ مِنْ حَاجَةٍ، أَوْ لَمْ تَنْتَهِرْنِي؟

عبد الرحمٰن بن ابولیلیٰ سے روایت ہے عوف بن مالک نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ آسمان سے گویا ایک رسی لٹکائی گئی ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر اٹھالیا گیا پھر اس رسی کو دوبارہ لٹکا دیا گیا اور اس کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اوپر اٹھالیا گیا پھر منبر کے ارد گرد لوگوں کی پیمائش کی گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دوسرے لوگوں کی نسبت تین ہاتھ منبر کی جانب آگے بڑھ گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا بس رہنے دو اپنا خواب ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے فرمایا اے عوف رضی اللہ عنہ! وہ تمہارا خواب کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی کیا آپ کو میرے خواب کی کوئی ضرورت ہے؟ کیا آپ نے مجھے خواب سناتے وقت ڈانٹا نہیں تھا؟

قَالَ: وَيْحَكَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ تَنْعِيَ لِخَلِيفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ فَقَصَّ عَلَيْهِ الرُّؤْيَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَ ذَرَعَ النَّاسُ إِلَى الْمِنْبَرِ بِهَذِهِ الثَّلَاثِ الْأَذْرُعِ، قَالَ: أَمَّا إِحْدَاهُنَّ فَإِنَّهُ كَائِنٌ خَلِيفَةً، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّهُ لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّهُ شَهِيدٌ. قَالَ: فَقَالَ يَقُولُ اللَّهُ: {ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ} [1] فَقَدِ اسْتُخْلِفْتَ يَا ابْنَ أُمِّ عُمَرَ، فَانْظُرْ كَيْفَ تَعْمَلُ؛ وَأَمَّا قَوْلُهُ: فَإِنِّي لَا أَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ فَمَا شَاءَ اللَّهُ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: فَإِنِّي شَهِيدٌ فَأَنَّى لِعُمَرَ الشَّهَادَةُ وَالْمُسْلِمُونَ مُطِيفُونَ بِهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہو! تم کو تو میں نے اس لیے خواب سنانے سے منع کیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو ان کے سامنے ان کی موت کی خبر سناؤ، اس کے بعد عوف رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا پھر جب وہ خواب بیان کرتے ہوئے لوگوں کی پیمائش کیے جانے اور اس پیمائش میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے تین ہاتھ کے بقدر آگے بڑھنے تک پہنچے تو آپ نے فرمایا ان تینوں ہاتھوں میں سے ایک تو خلیفہ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور تیسرا یہ کہ وہ شہید ہیں، پھر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''پھر ہم نے ان کے بعد لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔'' ام عمر کے بیٹے! اب تمہیں خلیفہ بنا دیا گیا ہے لہذا اب دیکھو کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، خواب میں جو یہ کہا گیا ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا تو یہ اسی صورت میں ہے کہ جب اللہ چاہے اور جو شہادت کی بات کہی گئی ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت کیسے مل سکتی ہے جبکہ مسلمان ہر وقت ان کے گرد و پیش جمع رہتے ہیں۔ [2]

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں

---

(1) یونس: ۱۴

(2) تفسیر طبری ۱۵/۳۹

لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ هٰذَآ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ

یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے، آپ (ﷺ) یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق

لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآیِٔ نَفۡسِیۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ

نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اس کی اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعے پہنچا ہے،

اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۵﴾ قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَیۡکُمۡ

اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں، آپ یوں کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کو منظور

وَ لَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِهٖ ۫ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ

ہوتا تو نہ میں تم کو وہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا کیونکہ میں اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ

رہ چکا ہوں، پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے، سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلائے،

اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۷﴾ (یونس ۱۵ تا ۱۷)

یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی۔

کفار کی بدترین حجتیں:

مشرکین مکہ قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے منزل نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تصنیف قرار دیتے تھے جو اللہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، قریش مکہ نے جب دیکھا کہ ان کے ظلم وستم سے معاملہ بگڑ رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ جو دین پیش کر رہے ہیں وہ معاشرہ میں جڑ پکڑ رہا ہے تو انہوں نے ایک سیاسی چال چلی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ آپ لوگ غیر نہیں بلکہ ہمارے بھائی بند ہیں، ہمیں آپ کی مخالفت کر کے خوشی نہیں بلکہ دکھ ہوتا ہے، آپ کے اخلاق وکردار کو دیکھ کر ہمیں توقع تھی کہ آپ بنی ہاشم کی قیادت کریں گے تو ہم سب کے وقار میں اضافہ ہوگا، چنانچہ ہماری خواہش ہے کہ آپ اپنی تعلیم کے ان حصوں میں جو ہماری پریشانی کا باعث بنتے ہیں کچھ ترمیم کر کے ہم لوگوں کے لیے قابل قبول بنا دیں کیونکہ ہماری عادات پختہ ہو چکی ہیں جس کے باعث آپ کے بتلائے ہوئے احکام کی موجودہ شکل میں لوگوں کے لیے ان پر عمل کرنا بہت مشکل ہے، اگر آپ کچھ ردوبدل کر دیں گے تو لوگوں کے لیے آپ کی باتوں کو ماننا ممکن ہو جائے گا اور اس طرح وہ آپ کا دین قبول کر لیں گے، انہی کے اس قول کے بارے میں فرمایا کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کے واضح دلائل و براہین پیش کیے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو حیات بعد الموت کے قائل نہیں ہیں، ڈھٹائی اور تعصب سے کہتے ہیں کہ توحید و آخرت، جزا و سزا اور قطعی اور حتمی اخلاقی پابندیوں کی بحث چھوڑ دو اور اس کے بجائے کوئی اور قرآن تصنیف کرو جس میں قوم کا بھلا ہو اور اگر تم اپنی دعوت کو بالکل ہی نہیں

بدلنا چاہتے تو کم از کم اتنی ہی لچک پیدا کر دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کم وبیش پر مصالحت ہو سکے، یہی مضمون ایک اور مقام پر بھی فرمایا

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ [1]

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تا کہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے اور بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے، لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور آخرت میں بھی دوہرے عذاب کا پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی مددگار نہ پاتے۔

ان دونوں باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! ان سے کہو مجھے یہ زیبا ہے نہ میرے لائق ہے کہ اپنی طرف سے کلام الٰہی میں کوئی تغیر و تبدل کر دوں، میں تو بس ایک رسول ہوں میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے، میں تو اس وحی کا پیرو ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے، جیسے فرمایا

... إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ... [2]

ترجمہ: میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ... ﴿٢٠٣﴾ [3]

ترجمہ: ان سے کہو میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف بھیجی ہے۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ... ﴿٢﴾ [4]

ترجمہ: پیروی کرو اس بات کی جس کا اشارہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کیا جا رہا ہے۔

... إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ... ﴿٩﴾ [5]

ترجمہ: میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔

اب اگر تم دین کو قبول کرتے ہو تو پورے کے پورے کو تسلیم کر و ورنہ پورے کے پورے کو رد کر دو، جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ... ﴿٢٠٨﴾ [6]

---

[1] بنی اسرائیل ۷۳تا۷۵

[2] الانعام۵۰

[3] الاعراف۲۰۳

[4] الاحزاب۲

[5] الاحقاف۹

[6] البقرة۲۰۸

ترجمہ:اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ۔

ایسا نہیں ہوسکتا کہ اپنے مطلب کا کچھ قبول کرلو اور جو تمہیں ناپسند ہو قبول نہ کرو، مزید تاکید کے طور پر فرمایا اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں یا کلام الٰہی میں معمولی سی بھی کمی بیشی کا ارتکاب کروں تو میں یوم عظیم کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتا مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کاڈر ہے،اور کہو اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمہیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمہیں اس کی خبر تک نہ دیتا، آخر دعویٰ نبوت سے قبل چالیس سال میں تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، میری زندگی کا کوئی پہلو تم لوگوں سے چھپا ہوا نہیں ہے، تم جانتے ہو کہ میں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا، میں نے کبھی کسی سے درس اور تعلیم حاصل نہیں کی ہے، دوسرے تم میری امانت وصداقت کے بھی قائل رہے ہو، جب میں نے انسانوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو اب کیا میں اللہ پر افترا باندھنا شروع کردوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، شاہ روم ہرقل نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں سے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صفات دریافت کرتے ہوئے پوچھا تھا

فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: لَا

کیادعویٰ نبوت سے پہلے کبھی تم نے اس پر دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے؟ تو ابوسفیان کو باوجود دشمن اور کافر ہونے کے کہنا پڑا کہ نہیں، یہ ہے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صداقت جو دشمنوں کی زبان سے بھی بے ساختہ ظاہر ہوتی ہے،

وَالفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الأعداءُ ،الحق ماشهدت به الاعدائ

اور خوبی وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کریں اور حق وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

تمام گفتگو کے بعد ہرقل نے نتیجہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا

فَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ

اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب وہ لوگوں کے معاملات میں تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر کیوں جھوٹ وبہتان باندھ لے۔[١]

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ، وَقِيلَ: قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ، قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ثَلَاثًا، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ، لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ، عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ، أَنْ قَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ، وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

عبداللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مکہ مکرمہ سے مدینہ معظّمہ) ہجرت کرکے تشریف لائے تو لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے گئے اور کہنے لگے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے، اللہ کے رسول تشریف لائے تین بار، میں بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھنے کے لئے گیا جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہوسکتا جب میں قریب گیا تو سب سے پہلے آپ کی زبان سے یہ کلام سنا اے لوگو سلام پھیلاؤ، غریبوں مساکین کو کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی قائم رکھو اور راتوں کو لوگوں کی نیند کے وقت تہجد کی

[١] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟٧،صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ٤٦٠٧

نماز پڑھا کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [۱]

پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی واقعی آیات کو جھوٹا قرار دے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ... ﴿۹۳﴾ [۲]

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے درآں حالے کہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو یا جو اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلے میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل کر کے دکھادوں گا؟۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا، أَوِ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہو گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو گا یا نبی نے اسے قتل کیا ہو گا اور کفر و شرک کی نشر و اشاعت کرنے والا، دین میں نئی نئی بدعتیں نکالنے والا، اللہ کی زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے والا، ناحق قتل کرنے والا۔ [۳]

یقیناً مجرم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، ن

فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ

ہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے، اور تمام لوگ ایک ہی امت کے تھے پھر انہوں

اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

نے اختلاف پیدا کرلیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ

---

[۱] سنن ابن ماجہ کتاب الطعمة باب بَابُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ ۳۲۵۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب حديث افشوالسلام ۲۴۸۵

[۲] الانعام ۹۳

[۳] مسند البزار ۱۷۲۸

فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾ (یونس ۱۹،۱۸)

اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

یہ لوگ اللہ کی عبادت سے تجاوز کر کے ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، یعنی وہ معبود ہیں جن کے اختیار میں کچھ بھی نہیں، اور انہیں اللہ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ سمجھ کر کہتے یہ ہیں کہ یہ اپنے عقیدت مندوں کو اللہ سے قریب اور سفارش کر کے ان کی ضرورتیں پوری کرا دیتے ہیں، اور بگڑی بنوا دیتے ہیں، اس غلط عقیدے کی تردید میں فرمایا اے محمد ﷺ! ان سے کہو اللہ جو علام الغیوب ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اس کو تو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اس کی بارگاہ میں سفارشی بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں پاک اور بالا و برتر ہے، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ [1]

ترجمہ: یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ سب باطل ہیں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں، اور اللہ ہی بالادست اور بزرگ ہے۔

ابتداء سارے انسان ایک ہی دین اور ایک ہی طریقے پر تھے اور وہ تھا دین اسلام، بعد میں انہوں نے اپنی خواہش نفس کے مطابق مختلف عقیدے اور مسلک بنا لئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ نُوحٍ، وَآدَمَ، عَشْرَةُ قُرُونٍ، كُلُّهُمْ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْحَقِّ، فَاخْتَلَفُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیوں یا نسلوں کا فاصلہ ہے وہ سب کے سب شریعت حقہ پر (کاربند) تھے، بعد میں لوگوں میں اختلاف رونما ہو گیا اور بتوں وغیرہ کی پرستش کی جانے لگی۔ [2]

اور اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر لی گئی ہوتی کہ نافرمانوں کو مہلت دینی ہے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کا فوری مواخذہ نہیں کرنا تو جس چیز میں وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ کر دیا جاتا، پھر مومن کامیاب رہتے اور کافر ناکام۔

وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی جانب سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی؟ سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

صرف اللہ کو ہے سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں، اور جب ہم لوگوں کو اس امر کے بعد کہ ان پر کوئی مصیبت

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ

پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں چالیں چلنے لگتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ

---

[1] الحج ۶۲

[2] تفسیر طبری ۴/۲۷۵

أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ

چال چلنے میں تم سے زیادہ تیز ہے، بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب چالوں کو لکھ رہے ہیں، وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ

اور دریا میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر

وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا

چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں

أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا

اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آ گھرے، (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچا لے

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں،

الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے دنیاوی زندگی کے (چند) فائدے ہیں،

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ (یونس ۲۰ تا ۲۳)

پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو بتلا دیں گے۔

معجزہ طلب کرنے والے:

اور یہ مکذبین تفریح طبع کے طور پر کہتے ہیں کہ اس نبی پر اس کی نبوت کی صداقت کے ثبوت کے طور پر کوئی بڑا اور واضح معجزہ کیوں نہیں دکھایا جاتا جیسے صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کے لئے اونٹنی کے معجزہ کا ظہور ہوا، یا یہ نبی صفا پہاڑی کو سونے کا بنا دے یا مکہ مکرمہ کے چاروں طرف جلی ہوئی سنگلاخ پہاڑیوں کو ختم کر کے ان کی جگہ نہریں اور باغات اگا دے، یا اسی قسم کا کوئی اور معجزہ صادر کر کے دکھا دے تو ہم اس کی رسالت کو تسلیم کر لیں گے۔

قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، فَإِنْ كُنْتَ غَيْرَ قَابِلٍ مِنَّا شَيْئًا مِمَّا عَرَضْنَاهُ عَلَيْكَ فَإِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَضْيَقَ بَلَدًا، وَلَا أَقَلَّ مَاءً، وَلَا أَشَدَّ عَيْشًا مِنَّا، فَسَلْ لَنَا رَبَّكَ الَّذِي بَعَثَكَ بِمَا بَعَثَكَ بِهِ، فَلْيُسَيِّرْ عَنَّا هَذِهِ الْجِبَالَ الَّتِي قَدْ ضَيَّقَتْ عَلَيْنَا، وَلْيَبْسُطْ لَنَا بِلَادَنَا، وَلْيُفَجِّرْ لَنَا فِيهَا أَنْهَارًا كَأَنْهَارِ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، وَلْيَبْعَثْ لَنَا مَنْ مَضَى مِنْ آبَائِنَا، وَلْيَكُنْ فِيمَنْ يُبْعَثُ لَنَا مِنْهُمْ قُصَيُّ بْنُ كِلَابٍ، فَإِنَّهُ كَانَ شَيْخَ صِدْقٍ، فَنَسْأَلُهُمْ عَمَّا تَقُولُ: أَحَقٌّ هُوَ أَمْ بَاطِلٌ،

قریش نے کہا اے محمد (ﷺ)! تم تو جانتے ہو کہ کوئی شہر ہمارے شہر سے زیادہ تنگ نہیں ہوگا اور نہ ایسی پانی کی قلت ہو گی اور نہ کسی جگہ اس طرح گزارہ مشکل ہو گا جیسا کہ ہمارے اس شہر میں ہے لہذا تم اپنے اس اللہ سے جس نے تم کو نبی بنایا ہے دعا کرو کہ وہ ان پہاڑوں کو دور کر دے جنہوں نے ہمارے شہر کو تنگ کر رکھا ہے اور یہاں ایسے چشمے بہا دے جیسے ملک شام میں اور عراق میں بہتے ہیں، اور ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں ان کو زندہ کر دے تا کہ ہم ان سے تمہارے قول کی تصدیق کریں اور ان میں قصیٰ بن کلاب بھی زندہ ہو کر آئے کیونکہ وہ بہت سچا شخص تھا اس کی گواہی سے ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم جو کہتے ہو یہ حق ہے یا باطل،

فَإِنْ صَدَّقُوكَ وَصَنَعْتَ مَا سَأَلْنَاكَ صَدَّقْنَاكَ، وَعَرَفْنَا بِهِ مَنْزِلَتَكَ مِنْ اللَّهِ، قَالُوا: فَإِذَا لَمْ تَفْعَلْ هَذَا لَنَا، فَخُذْ لِنَفْسِكَ، سَلْ رَبَّكَ أَنْ يَبْعَثَ مَعَكَ مَلَكًا يُصَدِّقُكَ بِمَا تَقُولُ، وَيُرَاجِعُنَا عَنْكَ وَسَلْهُ فَلْيَجْعَلْ لَكَ جِنَانًا وَقُصُورًا وَكُنُوزًا مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ يُغْنِيكَ بِهَا عَمَّا نَرَاكَ تَبْتَغِي، فَإِنَّكَ تَقُومُ بِالْأَسْوَاقِ كَمَا نَقُومُ، وَتَلْتَمِسُ الْمَعَاشَ كَمَا نَلْتَمِسُهُ، حَتَّى نَعْرِفَ فَضْلَكَ وَمَنْزِلَتَكَ مِنْ رَبِّكَ إِنْ كُنْتَ رَسُولًا كَمَا تَزْعُمُ،

اور اگر ان لوگوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم جان لیں گے کہ بے شک تمہیں اللہ نے بھیجا ہے اور تمہاری عزت و منزلت ہم پر ثابت ہو جائے گی، اور کہنے لگے اگر تم ہمارے لیے یہ کام نہیں کر سکتے تو اپنے لیے ہی یہ کام کر لو، اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فرشتہ تمہارے تصدیق کے لیے بھیجے اور تمہارے لیے تمہارا پروردگار نہریں اور باغ اور محل پیدا کر دے اور سونے اور چاندی کے خزانے عنایت کر دے تا کہ تمہیں وہ مشقت نہ اٹھانی پڑے جو اب کرتے ہو تم بازاروں میں معاش کی تلاش میں چلتے پھرتے ہو جیسا کہ ہم چلتے پھرتے ہیں، اگر یہ باتیں ہو جائیں کہ بے شک تم رسول ہو اور تمہارے لیے عزت و منزلت ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال کے جواب میں ایک مقام پر فرمایا

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ [2]

ترجمہ: بڑا بابرکت ہے وہ جو اگر چاہے تو ان کی تجویز کردہ چیزوں سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تم کو دے سکتا ہے، (ایک نہیں) بہت سے باغ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں، اور بڑے بڑے محل، اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس گھڑی کو جھٹلا چکے ہیں اور جو اس گھڑی کو جھٹلائے اس کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو غیب کا مالک و مختار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، یعنی تمام امور و معاملات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ چاہے تو تمہاری خواہشات کے مطابق وہ معجزے تو ظاہر کر کے دکھلا سکتا ہے لیکن اس کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو پھر اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ ایسی قوم پر عذاب نازل کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے، اس لئے اس بات کا علم صرف اسی کو ہے کہ کسی قوم کے لئے اس کے مطالبہ کے

---

[1] ابن ہشام ۲۹۶/۱، الروض الانف ۶۴/۳

[2] الفرقان ۱۰، ۱۱

مطابق معجزے ظاہر کر دینا اس کے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اور اسی طرح اس بات کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ ان کے مطلوبہ معجزے اگر ان کو نہ دکھائے تو انہیں کتنی مہلت دی جائے، چنانچہ تم لوگ بھی اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تمہارا مطالبہ صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہے، اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کوئی نشانی ظاہر کر بھی دے تو تم اس پر ایمان نہیں لاؤ گے، جیسے فرمایا

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ [1]

ترجمہ: اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور وہ دن دہاڑے اس میں چڑھنے بھی لگتے تب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ [2]

ترجمہ: یہ لوگ آسمان کے ٹکڑے بھی گرتے ہوئے دیکھ لیں تو کہیں گے یہ بادل ہیں جو امڈے چلے آرہے ہیں۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ [3]

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا وہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ [4]

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، الایہ کہ مشیّت الٰہی یہی ہو کہ وہ ایمان لائیں، مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔

لوگوں کے ضمیر کا حال یہ ہے کہ جب اللہ نے قحط سالی کے بعد بارش برسا دی جس سے شادابی آگئی اور ان کی تکالیف دور ہوگئیں تو اس دوران اپنے خود ساختہ معبودوں کی بے بسی اور لاچاری دیکھ کر بھی یہ کفر پر جمے رہنے اور راہ راست اختیار نہ کرنے کے لئے ہزار قسم کی توجہات اور تاویلات کرنی شروع کر دیتے ہیں، جیسے فرمایا:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ

[1] الحجر ۱۵،۱۴

[2] الطور ۴۴

[3] الانعام ۷

[4] الانعام ۱۱۱

لِلّٰهِ اَنۡدَادًا لِّيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ ﴿۸﴾ [1]

ترجمہ:انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے پھر جب اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتا ہے تا کہ اس کی راہ سے گمراہ کرے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ:صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الصُّبْحِ بِالحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالكَوْكَبِ

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں نماز فجر پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور پھر پوچھا جانتے ہو رات کو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے، جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لئے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کی فلانی جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن۔ [2]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو اللہ کی تدبیر اور اس کی حکمت عملی تم سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اللہ ایک وقت مقررہ تک تمہیں ڈھیل دے گا، تمہارے رزق اور نعمتوں میں بے پناہ اضافہ فرما دے گا، پھر دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر جو کرتوت تم کرو گے اس کے مقررہ امین فرشتے تمہاری ہر طرح کی مکاریوں اور چالبازیوں کو قلم بند کرتے رہیں گے حتی کہ تم اچانک موت کے شکنجے میں کس دیے جاؤ گے، پھر تمہارے یہ نامہ اعمال روز محشر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے جن کا تمہیں حساب دینا ہو گا، وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین پر چلنے کے لئے پاؤں اور سوار ہونے کے لئے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ مہیا کیے اور سمندروں میں سفر کرنے اور بار برداری کے لئے کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز تیار کرنے کی عقل وفہم دی، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک تند وتیز زناٹے دار ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی ہیں، جس سے وہ سخت ہواؤں کے تھپیڑوں اور تلاطم خیز موجوں میں گھر جاتے ہیں، کشتی تنکے کی طرح جھکولے اور ڈگمگانے لگتی ہے اور موت ان کو سامنے کھڑی نظر آنے لگتی ہے، اس وقت کٹے سے کٹے مشرک اور سخت سے سخت دہریے جن کی فطرت میں توحید کا سبق پڑا ہوا ہے اپنے باطل عقائد کو بھول کر خشوع وخضوع سے صرف اللہ وحدہ لاشریک سے دعائیں مانگنے لگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو باقی عمر ہم تیرے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے، مگر جب وہ ان کو طوفان سے بچا کر زمین پر پہنچا دیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر گمراہی وضلالت کی وادیوں میں بھٹکنے لگتے ہیں، جیسے فرمایا

---

[1] الزمر۸

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ۸۴۶، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ ۲۳۱،مسنداحمد۱۷۰۶۱،السنن الکبری للبیهقی ۳۰۳۰

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ [1]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

چنانچہ مروی ہے جب عکرمہ کو خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا خون مباح کر دیا ہے تو

أنه ركب البحر فأصابتهم ريح عاصف فنادى عِكْرِمَةُ: اللَّاتَ وَالْعُزَّى،فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَافَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي فِي الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ مَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا

یہ مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر ساحل پر پہنچے اور یمن جانے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہو گئے مگر اللہ کی قدرت کہ کشتی ابھی کچھ ہی دور گئی تھی کہ تند و تیز ہواؤں نے کشتی کو گھیر لیا جس سے کشتی ڈوبنے لگی اور مسافروں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، اس خطرناک موقعہ پر دوسرے مسافروں کی طرح عکرمہ نے بھی اپنے معبود لات و عزیٰ کو مدد کے لئے پکارا مگر کشتی کے ملاحوں نے کہا اس وقت لات و عزیٰ کچھ کام نہ دیں گے ایک اللہ کو پکارو وہی ہمیں اس طوفان سے نکال سکتا ہے، اسی وقت عکرمہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر دریا میں اللہ کے علاوہ کوئی مدد نہیں کر سکتا تو خشکی میں بھی اللہ کے سوا کوئی مددگار اور حاجت روا نہیں ہو سکتا اسی وقت اپنے دل میں پکا عہد کر لیا اے اللہ! میں تجھ سے پکا عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں ضرور محمد رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور یقیناً ان کو بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا پاؤں گا۔ [2]

چنانچہ اللہ جو بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات دیتا ہے اس نے کشتی کو بحفاظت پار لگا دیا اور عکرمہ بن ابی جہل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

لوگو! دنیا کے چند ٹکڑوں اور اس کا مال و جاہ پر اللہ کی یہ ناشکری اور سرکشی پر تمہارا اپنا ہی نقصان ہو رہا ہے،

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دے اور اس

---

[1] بنی اسرائیل۶۷

[2] السنن الکبری للنسائی۳۵۱۶،دلائل النبوۃ للبیہقی ۵۸/۵، البدایۃ والنہایۃ۳۴۱/۴،شرح الزرقانی علی المواہب ۴۲۴/۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۵۶۵/۳

کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم وزیادتی اور قطع رحمی ہے۔ [1]

تم اس دنیا فانی کے چند روزہ مزے لوٹ لو آخر کار تمہیں ہماری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے، اس وقت ہم تمہیں تمہارے اعمال بد کی دردناک سزا دیں گے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

پس دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات، جن کو

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ

آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نکلی، یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی

اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

خوب زیبائش ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو دن میں یا رات میں اس پر ہماری

فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

طرف سے کوئی حکم (عذاب) آپڑا سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی، ہم اس طرح آیات کو صاف

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ

راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے، جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی، اور ان کے چہروں

قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِيْنَ كَسَبُوا

پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے بد کام کیے

السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ

ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان کی ذلت چھائے گی، ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچا سکے گا،

---

[1] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ ۴۹۰۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب يدخلون الجنة بغير حساب ۲۵۱۱،سنن ابن ماجه كتاب الزهدبَابُ الْبَغْيِ ۴۲۱۱

كَاَنَّمَآ اُغۡشِيَتۡ وُجُوۡهُهُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّيۡلِ مُظۡلِمًا ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ

گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیے گئے ہیں، یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں،

هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷﴾ (یونس ۲۴ تا ۲۷)

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لوگو! دنیا کی یہ چند روزہ زندگی جس کی رنگینیوں میں ڈوب کر تم ہماری ہر سو بکھری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین پر ہر طرف ہریالی چھا گئی، طرح طرح کی پیداوار نے نشوونما پائی اور خوب سرسبز و گنجان ہو کر نکلیں جسے آدمی اور چوپائے سب کھاتے ہیں، پھر عین اس وقت جب کہ زمین کی پیداوار اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا عذاب آ گیا اور ہم نے فصل کو ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کوئی پیداوار تھی ہی نہیں،

وَقَالَ قَتَادَةُ: {كَأَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ} كَأَنَّ لَمْ تَنْعَمْ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ”گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گویا وہاں کسی نعمت کا وجود ہی نہ تھا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ... ﴿۴۵﴾[2]

ترجمہ: اور اے نبی! انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسا دیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيۡعَ فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۱﴾[3]

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا، پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں، پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں، پھر آخر کار اللہ ان کو بھس بنا دیتا ہے، درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لئے۔

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِيۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيۡثٍ

---

[1] تفسیر طبری ۱۵/۵۸

[2] الکہف ۴۵

[3] الزمر ۲۱

أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ... ۲۰ [1]

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا داروں میں آسودہ تر اور خوش عیش تھا اسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی دنیا میں آرام بھی دیکھا تھا؟ کیا کبھی تو نے چین سے بھی گزارا تھا؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! کبھی نہیں اے رب! اور اہل جنت میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ سخت تکلیف میں رہا تھا اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! تو نے کبھی دنیا میں تکلیف بھی دیکھی؟ کیا کبھی تم پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم! میں نے پوری زندگی میں کبھی رنج والم کا نام بھی نہیں سنا۔ [2]

اس طرح ہم سوچنے سمجھنے والوں کے لئے اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں، تاکہ وہ عبرت حاصل کریں، تم اپنی جہالت اور غفلت میں اس ناپائیدار زندگی کے طلسم میں مبتلا ہو رہے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں پکار پکار کر اس طریقے کی طرف بلا رہا ہے جو اخروی زندگی میں تمہیں جنت کا مستحق بنادے، جو ہمیشہ کی نعمتوں اور ابدی راحتوں والی جگہ ہے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرَائِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اضْرِبْ لَهُ مَثَلًا فَقَالَ: اسْمَعْ سَمِعَتْ أُذُنُكَ، وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ فَاللَّهُ الْمَلِكُ، وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ، وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ الرَّسُولُ؛ مَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مِنْهَا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ

[1] الحدید ۲۰

[2] صحیح مسلم کتاب صفات المافقین بَابُ صَبْغِ أَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ وَصَبْغِ أَشَدِّهِمْ بُؤْسًا فِي الْجَنَّةِ ۷۰۸۸، مسنداحمد ۱۳۱۱۲، شرح السنة للبغوی ۴۴۰۴

جبریل علیہ السلام میرے سر کے پاس اور میکائیل علیہ السلام میرے دونوں پاؤں کے پاس ہیں، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا آپ ﷺ کے لیے مثال بیان کیجئے تو اس نے کہا سنیں آپ ﷺ کے کان سنتے ہیں اور غور فرمائیں آپ کا دل سمجھتا ہے، آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک محل بنایا پھر اس میں ایک گھر (کمرہ) بنایا پھر اس گھر میں ایک دستر خوان سجایا پھر ایک پیغمبر کو بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو بادشاہ کی طرف سے دعوت طعام دے، تو کچھ لوگوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور کچھ نے انکار کر دیا، چنانچہ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) اللہ بادشاہ ہے اور محل اسلام ہے اور گھر جنت ہے اور اے نبی ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، جو آپ کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا جو اسلام قبول کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا تو وہ اس (جنت کی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں) سے شاد کام ہو گا۔ (١)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ، يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دن سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو بآواز بلند انسانوں اور جنوں کے سوا سب کو سنا کر کہتے ہیں اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، جو کم ہو یا کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ (٢)

ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے، اس کے لئے اپنی رحمت کو مختص کر دیتا ہے، جن لوگوں نے دعوت حق قبول کی اور اعمال صالحہ ختیار کیے ان کے لئے دنیا و آخرت میں بھلائی ہی بھلائی ہے، روز محشر اللہ اپنے فضل و کرم سے ان کے نیک عملوں کی جزا ایک کے بدلے سات سو تک بڑھا کر دے گا، اپنے مخصوص بندوں کو شفاعت کی اجازت بھی بخشے گا، اور ان کی شفاعت قبول بھی فرمائے گا اور پھر مزید اپنے دیدار سے بھی مشرف فرمائے گا، اور اس عظیم الشان نعمت کے مقابلے میں جنت کی تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی، جیسے فرمایا

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (٣)

ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

کفار و مشرکین کی طرح ان کے چہرے ذلت و رسوائی اور لعنت و پھٹکار سے محفوظ ہوں گے بلکہ اہل ایمان کے چہرے تر و تازہ اور روشن ہوں گے، جیسے فرمایا:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ... ﴿١٠٦﴾ (٤)

(١) تفسیر طبری ٦١/١٥

(٢) مسند احمد ٢١٧٢١، شعب الایمان ٩٣١٣٩

(٣) الرحمٰن ٦٠

(٤) آل عمران ١٠٦

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ [1]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے، ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے۔

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿١١﴾ [3]

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ [4]

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی میں شامل فرمادے)

اللہ انہیں دائمی طور پر حسن و جمال میں کامل جنت اور اس کی انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں میں داخل فرمائے گا جس پر وہ اللہ کا شکر ادا کریں گے،

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلْ مَوَازِينَنَا، وَيُبَيِّضْ وُجُوهَنَا، وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَيُجِرْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ:فَيُكْشَفُ لَهُمُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ قَالَ:فَوَاللَّهِ مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ، وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور دوزخی جہنم میں داخل ہو جائیں گے اس وقت ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنتیو! اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے اور وہ اس کو پورا کرنا چاہتا ہے، اہل جنت کہیں گے وہ کیا وعدہ ہے؟ کیا اللہ نے ہمارے اعمال بھاری نہیں کر دیئے اور ہمارے چہرے نورانی نہیں کر دیئے اور کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور جہنم سے نجات دے دی، اب بھلا کون سی نعمت باقی رہتی ہے؟ اسی وقت حجاب ہٹ جائے گا اور یہ اپنے پروردگار کے چہرہ انور کا دیدار کریں گے، واللہ! انہیں کسی چیز میں وہ لذت و سرور حاصل نہ ہوا ہو گا جو اللہ کے دیدار میں ہو گا۔ [5]

---

[1] عبس ۳۸، ۳۹

[2] المطففین ۲۴

[3] الدھر ۱۱

[4] القیامۃ ۲۳، ۲۲

[5] مسنداحمد ۱۸۹۳۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ۴۴۹، جامع ترمذی ابواب الجنۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۲۵۵۲، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۷

اور جن لوگوں نے دعوت حق کی تکذیب کی اور برے اعمال کرتے رہے، ان کی برائی کا بدلہ برائی کے مثل ہی ملے گا، ذلت ومسکنت ان پر مسلط ہو گی، جیسے فرمایا:

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ... ﴿٤٥﴾ [1]

ترجمہ: اور تم دیکھو گے کہ یہ جہنم کے سامنے جب لائے جائیں گے تو ذلت کے مارے جھکے جا رہے ہوں گے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿٤٣﴾ [2]

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو اللہ تو انہیں ٹال رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہو گا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں، سر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہیں، نظریں اوپر جمی ہیں اور دل اڑے جاتے ہیں۔

اللہ مالک یوم الدین کے عذاب سے ان کو بچانے والا کوئی نہ ہو گا، جیسے فرمایا:

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: اس وقت یہی انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں، وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی، اس روز تیرے رب ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہو گا۔

نجات سے مایوس ہو کر ان کے چہروں پر رات کی تاریکی کی مانند سیاہی چھائی ہوئی ہو گی۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ [4]

ترجمہ: جب کہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا، جن کا منہ کالا ہو گا (ان سے کہا جائے گا کہ) نعمت ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفران نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو، رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامن رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ [5]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے، اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی۔

وہ دائمی طور پر عذاب جہنم میں داخل کیے جائیں گے، یعنی عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔

---

[1] الشوریٰ ۴۵

[2] ابراہیم ۴۳،۴۲

[3] القیامۃ ۱۰تا۱۲

[4] آل عمران ۱۰۷،۱۰۶

[5] عبس ۳۸تا۴۰

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کی آپس میں پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے وہ شرکا کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ؟

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

سو ہمارے تمہارے درمیان اللہ کافی ہے گواہ کے طور پر کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی ،

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ

اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کی جانچ کرلے گا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (یونس ۲۸تا۳۰)

جائیں گے اور جو کچھ جھوٹ باندھا کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گے۔

جس روز ہم روئے زمین کے تمام انسانوں اور جنوں کو میدان محشر میں جمع کریں گے، جیسے فرمایا

...فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کریں گے کہ (اگلوں پچھلوں میں سے) ایک بھی نہ چھوٹے گا۔

پھر اہل ایمان اور اہل کفر و شرک دونوں کو الگ الگ ایک دوسرے سے ممتاز کر دیا جائے گا۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ [2]

ترجمہ: اور اے مجرمو! آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ [3]

ترجمہ: جس روز ساعت برپا ہوگی، اس دن (سب انسان) الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

...يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ [4]

ترجمہ: اس دن لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔

[1] الکہف ۴۷

[2] یٰسین ۵۹

[3] الروم ۱۴

[4] الروم ۴۳

پروردگار عالم ملائکہ کے جھرمٹ میں میدان محشر میں تشریف لائے گا اور عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو بروئے کار لا کر فیصلے چکا دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ، فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ،وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ القَمَرَ القَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ تم میں جو کوئی جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے، چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا اور جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا، اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے لگ جائے گا (اسی طرح جو اس دنیا میں جن کی پرستش کرتا ہو گا اسی کے پیچھے لگ جائے گا)۔[1]

پھر اللہ ان لوگوں سے جو اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش واطاعت کرتے تھے، ان کی رضا وخوشنودی کے لئے رسوم عبادات بجالاتے تھے، انہیں نفع ونقصان پہنچانے پر قادر سمجھتے ہوئے مشکلات وپریشانیوں میں ان کو پکارتے تھے فرمائے گا کہ تم اور تمہارے خود ساختہ بنائے ہوئے معبود دونوں ٹھہر جاؤ تا کہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، پھر اللہ ان کے درمیان تمیز پیدا فرما دے گا، دونوں گروہوں کی امتیازی حیثیت ایک دوسرے پر واضح ہو گی، متبعین اور عقیدت مند جان لیں گے یہ تھے ہمارے وہ معبود جن کی ہم دنیا میں پرستش کرتے تھے اور ان کے معبود جان لیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انہیں معبود بنائے رکھا، تو فرشتے جن کو دنیا میں دیویاں قرار دے کر پرستش کی گئی، اور تمام جن، ارواح، اسلاف، اجداد، انبیاء، اولیاء اور شہداء وغیرہ جن کو اللہ کی صفات میں شریک ٹھہرا کر پرستش واطاعت کی گئی تھی اپنے متبعین، پرستاروں اور عقیدت مندوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیں گے کہ تم لوگ ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے اور نہ ہم نے تمہیں عبادت کرنے کا حکم دیا تھا۔

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ [2]

ترجمہ: ہرگز نہیں، وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا ... ﴿١٦٦﴾ [3]

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہو گی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ تم نے شیطان مردود کی عبادت کی جس نے تمہیں شرک کی دعوت پیش کی، جیسے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۷،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۱

[2] مریم ۸۲

[3] البقرۃ ۱۶۶

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۙ﴿۶۰﴾ [1]

ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ہم تو اللہ تعالیٰ کو اس سے پاک اور منزہ گردانتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک اور ہمسر ہو، اگر ہم جھوٹ بول رہے ہوں تو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو ہم تمہاری دعاؤں، التجاؤں، پکار وفریادوں، نذر ونیاز، چڑھاوے، تعریف ومدح، سجدہ ریزیوں اور آستانہ بوسیوں سے بالکل بے خبر تھے، جیسے فرمایا

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّکَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ کٰفِرِیۡنَ ﴿۶﴾ [2]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

اس وقت ہر شخص اپنے کیے کا مزا چکھ لے گا اگر اعمال اچھے ہوئے تو جزا ملے گی اور اگر اعمال برے ہوئے تو سزا ملے گی، سب اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیر دیے جائیں گے یعنی بہتانوں کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی معبود اور مشکل کشا کام نہ آئے گا۔

قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے

وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَ مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ

اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟

فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمُ الۡحَقُّ ۚ

ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ" تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے،

فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ ﴿۳۲﴾ کَذٰلِکَ حَقَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیۡنَ

پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو، اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات کہ ایمان نہ لائیں گے،

فَسَقُوۡۤا اَنَّهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (یونس ۳۱تا۳۳)

تمام فاسق لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے۔

[1] یٰسین ۶۰

[2] الاحقاف ۵،۶

اہل مکہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت، مالکیت، ربوبیت اور مدبر الامور ہونے کو تسلیم کرتے تھے لیکن غیر اللہ کو اس کی الوہیت میں شریک قرار دیتے تھے، اس لئے ان پر حق واضح کرنے کے لئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے پوچھو تم کو آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے انواع واقسام کی پیداوار اور باغات اگا کر کون رزق بہم پہنچاتا ہے؟ اگر اللہ تمہیں زرق دینا بند کر دے تو تمہارا کونسا معبود تمہیں رزق دے گا۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ... ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: یا پھر بتاؤ، کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر رحمن اپنا رزق روک لے؟۔

یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ اگر اللہ تمہیں ان قوتوں سے محروم کر دے تو تمہارا کونسا معبود تمہیں یہ قوتیں واپس دلا دے گا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖ... ﴿۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) ! ان سے کہو، کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تمہاری بینائی اور سماعت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کونسا الہ ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلا سکتا ہو؟۔

کون بے جان میں جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس عظیم الشان کائنات کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ فوراً گواہی دیں گے کہ یہ تمام امور اللہ وحدہ لاشریک کے اختیار میں ہیں، تب الزامی حجت کے طور پر ان سے کہو پھر حق کو چھوڑ کر طاغوت کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کیوں ٹھہراتے ہو؟ بے راہ روی چھوڑ کر تقویٰ اور پرہیزگاری کیوں اختیار نہیں کرتے؟ اللہ کی پکڑ سے تم ڈرتے نہیں، جب تم تسلیم کرتے ہو کہ کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک، مدبر، متصرف اور موت وحیات کا مالک اللہ ہی ہے تو تمہاری بندگی وعبادت کا مستحق اللہ ہی ہوا، پھر غیر اللہ کو اس کی توحید الوہیت وربوبیت میں کیوں شریک کرتے ہو؟ جو خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع ونقصان، موت وحیات اور زندہ کرنے پر قادر نہیں، جیسے فرمایا:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنالیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

جن کا اقتدار میں کسی بھی لحاظ سے ذرہ بھر بھی حصہ اور شراکت نہیں، جو اس کی اجازت کے بغیر سفارش تک نہیں کر سکتے، اتنی سی بات تمہاری عقل وفہم میں نہیں سماتی؟ آخر تم آنکھیں بند کر کے غلط رہنمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں دوڑے چلے جا رہے ہو؟ اے نبی ﷺ! دیکھو جس

(۱) الملک ۲۱

(۲) الانعام ۴۶

(۳) الفرقان ۳

طرح یہ مشرکین تمام تر اعتراف کے باوجود اپنے شرک پر قائم ہیں اور طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی اور اطاعت کرنے کو تیار نہیں ہیں، اسی طرح تمہارے رب کی بات ثابت ہوگئی کہ وہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھنے اور عام فہم دلیلیں سمجھانے کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے اور خود اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ (۱)

ترجمہ: (اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ

آپ یوں کہیے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے پھر دوبارہ بھی پیدا کرے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ

ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا، تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ آپ کہئے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا

مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ

ہے کہ حق کا راستہ بتاتا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی حق کا راستہ بتاتا ہے، تو پھر آیا جو شخص حق کا راستہ بتاتا ہو وہ زیادہ

اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾

اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بغیر بتائے خود ہی راستہ نہ سوجھے؟ پس تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو،

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــــًٔـا ۭ

اور ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان پر چل رہے ہیں، یقیناً گمان، حق (کی معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا، ی

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ (یونس ۳۴ تا ۳۶)

ہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے۔

---

(۱) الزمر ۷۱

ظن و تخمین بمقابلہ ایمان و یقین:

مشرکین کے معبودوں کی بے بسی ولاچاری اور ان کے عقائد کے کھوکھلے پن کو واضح کرنے کے لئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے پوچھو جنہیں تم اللہ کا شریک گردانتے ہو کیا ان میں کوئی بغیر کسی شریک کی شراکت اور بغیر کسی معاون کی مدد کے تخلیق کی ابتدا کرتا اور پھر دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے؟ وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ ایسا کرنے سے یکسر عاجز و کمزور ہیں، اس لئے جب وہ جواب دینے میں تامل کریں تو کہو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر ہے، پھر تم اپنے خیرخواہ بن کر سوچتے نہیں کہ جب پیدا کرنے ، آسمان و زمین سے رزق دینے اور موت دینے والا اللہ ہی ہے تو کیوں ایسی ہستیوں کی عبادت کر رہے ہو جو کچھ تخلیق کرنے سے قاصر بلکہ خود مخلوق ہیں، اے نبی ﷺ! ان منکرین سے پوچھو تم اللہ کے سوا جن جن مذہبی معبودوں اور تمدنی خداؤں کی پرستش و اطاعت کرتے ہو کیا ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو اپنے بیان اور رہنمائی یا اپنے الہام اور توفیق کے ذریعے راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہو؟ جب وہ لاجواب ہو جائیں تو کہو وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو دلائل و براہین اور الہام و توفیق سے راست ترین راستے کی طرف گامزن ہونے میں مدد دیتا ہے ، پھر بھلا بتاؤ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے یا وہ جو اندھے اور بہرے ہونے کی وجہ سے خود راستے پر چل نہیں سکتا جب تک کہ دوسرے لوگ اسے راستے پر نہ ڈال دیں؟ جیسے فرمایا:

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ [۱]

ترجمہ: بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو؟۔

آخر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ واضح دلائل کے باوجود تمہیں حق نظر نہیں آتا اور تم اس کی مخلوق کو اس کی عبادت میں شریک کر رہے ہو، حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس و تصورات کے پیچھے چلے جا رہے ہیں حالاں کہ جانتے ہیں کہ دلائل کے مقابلے میں اوہام وخیالات اور ظن و گمان کوئی حیثیت نہیں رکھتا، مگر ہٹ دھرمی سے اوہام باطلہ اور ظنون فاسدہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، جو اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور وہ انہیں اس ہٹ دھرمی کی پوری پوری سزا دے گا۔

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی سے) گھڑ لیا گیا ہو بلکہ یہ تو (ان کتابوں کی) تصدیق

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ

کرنے والا ہے جو اس سے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور کتاب (احکام ضروریہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا

بات شک کی نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے، کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے

[۱] الملک ۲۲

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا

کہ پھرتم اس کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو، بلا لو اگر تم سچے ہو، بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے

بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس کا اخیر نتیجہ نہیں ملا، جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح

مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ

انہوں نے بھی جھٹلایا تھا، سو دیکھ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان لے آئیں گے

وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اِنْ

اور بعض ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہ لائیں گے،اور آپ کا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے، اور اگر

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ

آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہہ دیجئے کہ میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل، تم میرے عمل

وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ (یونس ۳۷تا۴۱)

سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں۔

تم لوگ کہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے یہ عظیم الشان کلام خود تصنیف کر لیا ہے حالانکہ قرآن کی فصاحت و بلاغت، جو پاکیزہ تعلیمات پیش کر رہا ہے، مضامین کی عمدگی جو وہ بیان کر رہا ہے، صدیوں قبل تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک قصص و واقعات کو من وعن پیش کر رہا ہے اور مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے خبردار کر رہا ہے وہ ایسا نہیں ہے جو اللہ کی وحی و تعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے، جیسے فرمایا

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ (۱)

ترجمہ: باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

بلکہ یہ تو پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق و توثیق کرتا، ان میں جو تحریف، تبدیل یا تاویل کی گئی ہے اسے بے حجاب کرتا، حق و باطل کا فرق کرنے والا، حلال وحرام اور جائز و ناجائز کی تفصیل اور احکام دینیہ بیان کرتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آخری کلام کو مالک الملک نے جو علام الغیوب ہے نے تمام دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے سید الامم ﷺ پر نازل کیا ہے، کفار و مشرکین کا دعویٰ تھا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تصنیف کردہ کتاب ہے چنانچہ سورۂ ہود میں چیلنج کیا گیا تھا کہ اگر تم قرآن مجید کو پیغمبر کی تصنیف سمجھتے ہو تو تم تمام جن وانس مل کر اس جیسی صرف دس سورتیں ہی پیش کرو۔

---

(۱) حم السجدة ۴۲

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنالاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لئے بلاسکتے ہو تو بلالو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

اس مقام پر مزید تخفیف کرتے ہوئے فرمایا یہ لوگ پیغمبر پر بہتان لگاتے ہیں کہ اس عظیم الشان کلام کو اس نے خود تصنیف کرلیا ہے؟ ببانگ دھل اعلان کردو ان تمام حقائق ودلائل کے بعد بھی اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر دنیا بھر کے قابل ترین ادیبوں ، فصحاوبلغا، اہل علم ودانش اور قلم کاروں کو اپنی مدد کے لئے جمع کرلو اور اس قرآن کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۂ کے مثل بنا کر پیش کردو، مگر اپنی زبان پر عبور رکھنے کے باوجود ان کے شاعروں اور عالموں کی گردنیں خم ہوگئیں، اور قرآن کا یہ دعویٰ قیامت تک کے لئے ہے مگر ابھی تک کوئی اہل دانش ایک سورۂ تصنیف نہیں کرسکا جو کہ قرآن کی حقانیت کی واضح دلیل ہے، جیسے فرمایا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (۲)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً کبھی نہیں کرسکتے، تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لیے۔

موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادوگروں کا زور تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس دور کے لحاظ سے معجزات عطا فرمائے جنہیں دیکھ کو مقابلے میں آئے ہوئے جادوگر بھی اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئے، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب اور علاج معالجے کا فن عروج پر تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت کے لحاظ سے معجزات عطا فرمائے جنہیں دیکھ کر ماہرین طب کو علم ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا معجزہ عطا فرمایا جو قیامت تک رہے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا مِنْ نَبِيٍّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ إِلا وَقَدْ أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ مَا آمَنَ عَلَى مِثْلِهِ الْبَشَرُوَ إِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ،فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(۱) هود ۱۳

(۲) بنی اسرائیل ۸۸

(۳) البقرۃ ۲۴

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیائے کرام علیہ السلام میں سے ہر ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا فرمائی گئیں کہ ان جیسی نشانیوں کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آتے تھے مجھے جو نشانی عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی (قرآن مجید) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، مجھے امید ہے کہ روز قیامت تمام انبیائے کرام کے پیروکاروں کی نسبت میری اتباع کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ (۱)

اصل یہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اس کتاب کے غلط ہونے کی عملی طور پر تحقیق کی ہے اور قرآن جو حقیقتیں بیان کر رہا ہے نہ وہ غلط ثابت ہوئی ہیں مگر اس کو انہوں نے محض وہم وگمان کی بنیاد پر جھٹلا دیا، اسی طرح تو ان سے پہلے کے لوگ بھی ازراہ جہالت و بے وقوفی جھٹلا چکے ہیں پھر دیکھ لو جب انہوں نے ظلم وزیادتی، کفر وسرکشی سے حق کو قبول نہ کیا اور ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا، لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والو! تم بھی ڈرو کہ کہیں تمہارا انجام بھی ان جیسی قوموں جیسا نہ ہو، تمہیں بھی اچانک عذاب نازل کر کے صفحہ ہستی سے نیست ونابود نہ کر دیا جائے، اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں سے کچھ لوگ اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور کچھ نہیں لائیں گے اور کفر پر ہی جان دیں گے، اور تیرا رب ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے، جو اپنے تعصبات، دنیاوی مفاد اور نفس کی خواہشات کی خاطر ایمان لانے سے گریز کر رہے ہیں، اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو ان سے کج بحثیوں کی ضرورت نہیں بلکہ ببانگ دہل کہہ دے کہ اگر میں اللہ پر جھوٹ گھڑ رہا ہوں تو میں اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوں، جیسے فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ (۲)

ترجمہ: کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم سے فرمایا تھا

...اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ... ۝۴ (۳)

ترجمہ: ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔

اور اگر تم کلام الٰہی کو جھٹلا رہے ہو تو اس کی ذمہ داری تم پر ہے جس کا تمہیں جواب دینا ہوگا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۴۶ (۴)

(۱) شرح السنة للبغوی ۳۶۱۵، صحیح بخاری كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ ۴۹۸۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۵، مسنداحمد ۹۸۲۸

(۲) الکافرون ۱تا۶

(۳) الممتحنة ۴

(۴) حم السجدة ۴۶

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لئے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَ لَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں، کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو؟

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور ان میں بعض ایسے ہیں آپ کو تک رہے ہیں، پھر کیا آپ اندھوں کو راستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

یہ یقینی بات ہے کہ اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، اور ان کو وہ دن یاد دلائیے

كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

جس میں اللہ ان کو (اپنے حضور) جمع کرے گا (تو ان کو ایسا محسوس ہو گا) کہ گویا وہ (دنیا میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی

يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ

رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو ٹھہرے ہوں، واقعی خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے

وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ

پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے، اور جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰی

دکھلا دیں یا (ان کے ظہور سے پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے، پھر اللہ ان کے سب

مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

افعال پر گواہ ہے، اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے، سو جب ان کا وہ رسول آ چکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا

وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ (یونس ۴۲ تا ۴۷)

ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

رسول اللہ کو تسلی فرمائی کہ اے نبی ﷺ! ان میں سے بہت سے لوگ بظاہر تمہارا پاکیزہ کلام کے ساتھ کلام الٰہی بھی سنتے ہیں، مگر ان

کا مقصد چونکہ طلب رشد ہدایت نہیں بلکہ تکذیب اور کمزوریاں تلاش کرنا ہے اس لئے یہ فصیح و بلیغ کلام ان کے دلوں میں گھر نہیں کرتا ،پھر کیا تو بے عقل بہروں کو سنائیگا خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں؟ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو تیرے پاکیزہ اخلاق و کردار اور معاملات کو دیکھتے ہیں، مگر چونکہ وہ اپنے موروثی عقیدوں اور طریقوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، پھر کیا تو اندھوں کو راہ بتائے گا خواہ انہیں کچھ نہ سوجھتا ہو،حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو طرح طرح کی صلاحیتیں اور قابلیتیں عطا کی ہیں،حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے عقل وفہم اور بصیرت سے نوازا ہے،غلط راہ پر چونکانے کے لئے ضمیر دیے مگر لوگ ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال کر کے راہ راست اختیار نہیں کرتے تو خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں،اللہ نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ:يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا،اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا،اے میرے بندو!تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا،اے میرے بندو! تم مجھے ہر گز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہر گز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍمَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ

اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے،اے میرے بندو! اگر سب اولین اور آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے،اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں

اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے،

يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں، پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ [1]

آج یہ دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مست ہو کر آخرت کی تیاری سے غافل ہیں، مگر جس روز اللہ ان کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں اکٹھا کرے گا تو محشر کی سختیاں دیکھ کر انہیں دنیا کے سارے عیش و آرام اور لذتیں بھول جائیں گی اور آخرت کی دائمی زندگی دیکھ کر دنیا کی زندگی انہیں ایسی محسوس ہو گی گویا یہ محض ایک گھڑی بھر کے لئے ایک دوسرے کو جان پہچان کے لئے ٹھہرے تھے، جیسے فرمایا

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾ [2]

ترجمہ: جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں یوں محسوس ہو گا کہ (دنیا میں یا حالت موت میں) یہ بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھہرے ہیں۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ [3]

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی، آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے، ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ باتیں کر رہے ہوں گے (ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ) اس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہو گا وہ کہے گا کہ نہیں، تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ [4]

ترجمہ: اور جب وہ ساعت برپا ہو گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں، اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے، مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ اللہ کے نوشتے تو تم روز حشر تک پڑے رہے ہو سو

[1] صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲، مسند البزار ۴۰۵۳، شرح السنة للبغوى ۱۲۹۱

[2] النازعات ۴۶

[3] طه ۱۰۲ تا ۱۰۴

[4] الروم ۵۶،۵۵

یہ وہی روز حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے۔

یعنی دنیا کی یہ زندگی کتنی ہی لمبی ہو آخروی زندگی کے مقابلے میں نہایت ہی مختصر ہے، جیسے فرمایا

قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِي الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡـَٔلِ الۡعَآدِّيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے، ارشاد ہو گا تھوڑی ہی دیر ٹھیرے ہو نا کاش! تم نے یہ اس وقت جانا ہوتا۔

اس وقت جن لوگوں نے حیات بعد الموت، حساب کتاب، اعمال کی جزاو سزا کو جھٹلایا تھا انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دعوت حق کو قبول نہ کر کے وہ سخت گھاٹے میں رہے، جیسے فرمایا

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

۔۔۔قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: کہو، اصل دیوالیے تو وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گھاٹے میں ڈال دیا، خوب سن رکھو یہی کھلا دیوالیہ ہے۔

اگر ان لوگ نے کفر و شرک پر اصرار جاری رکھا تو پچھلی تباہ شدہ قوموں کے عذاب کی طرح ان پر بھی اچانک آسمان سے یا زمین سے، رات کو یا دن میں عذاب نازل کیا جا سکتا ہے، جیسے فرمایا

اَفَاَمِنَ الَّذِيۡنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّخۡسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۴۵﴾ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ فِىۡ تَقَلُّبِهِمۡ فَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۴۶﴾ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۔۔۔ ﴿۴۷﴾ (۴)

ترجمہ: پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کے مخالف میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے، یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو، یا اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑ لے، یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جبکہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں چوکنے ہوں؟۔

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ وَكِيۡلًا ﴿۶۸﴾ (۵)

(۱) المومنون ۱۱۲ تا ۱۱۴

(۲) المطففین ۱۰

(۳) الزمر ۱۵

(۴) النحل ۴۵ تا ۴۷

(۵) بنی اسرائیل ۶۸

ترجمہ :اچھا تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ اللہ کبھی خشکی پر ہی تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے اور تم اس سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ؟۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکا یک یہ زمین جھکولے کھانے لگے؟۔

اور اگر ہم آپ کی زندگی میں بعض پر کوئی عذاب بھیج دیں تو یہ بھی ممکن ہے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، اور اگر اس سے پہلے ہی آپ پر موت وارد ہو گئی تب بھی کوئی بات نہیں دنیا میں یہ کتنی ہی زندگی کیوں نہ گزار لیں بالآخر ان کو ہمارے پاس ہی آنا ہے، وہاں یہ ہمارے عذاب سے بچ نہ سکیں گے، ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث کیا جو ان کو طاغوت کی بندگی و اطاعت سے روکتا اور دعوت توحید پیش کرتا تھا، ایک قلیل التعداد لوگ تصدیق کرتے مگر اکثریت جھٹلا دیتی، جب رسول اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر چکتا اور رجحت پوری ہو جاتی تو پھر ہم پیغمبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچا لیتے اور تکذیب کرنے والوں کو ہلاک کر دیتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

...وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ ﴿١٥﴾ [2]

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس دن ہر امت اپنے رسول کے ساتھ پیش کی جائے گی، سب لوگوں کو ان کے نامہ عمال تھما دیے جائیں گے، عدالتی کاروائی شروع ہو گی اور انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے کے لئے رسول اور فرشتے بطور گواہ پیش ہوں گے، اس طرح اللہ ہر امت اور اس کے رسول کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ چکا دے گا، جیسے فرمایا

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴿٦٩﴾ [3]

ترجمہ: زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔

ترتیب کے اعتبار سے امت محمد یہ سب سے آخری امت ہے مگر روز قیامت سب سے پہلے اس کا فیصلہ کیا جائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (دنیا میں) تو بعد میں آئے لیکن قیامت کے دن تمام مخلوقات سے پہلے ہمارا فیصلہ

[1] الملک ۱۶

[2] بنی اسرائیل ۱۵

[3] الزمر ۶۹

کیا جائے گا۔ (۱)

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو، آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا

وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا اللہ کو منظور ہو، ہر امت کے لیے ایک معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو ایک

وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا

گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ کا عذاب رات کو آپڑے یا دن

مَّا ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ

کو تو عذاب میں کونسی چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں، کیا پھر جب وہ آ ہی پڑے گا اس پر ایمان لاؤ گے،

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ

ہاں اب مانا ! حالانکہ تم جلدی مچایا کرتے تھے، پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو، ت

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ (یونس ۴۸ تا ۵۲)

م کو تو تمہارے کئے کا ہی بدلہ ملا ہے۔

مکذبین اللہ کے عذاب کو محال جان کر بطور استہزا پوچھتے ہیں اگر تمہاری عذاب کی یہ دھمکی جو تم ہمیں ایک عرصہ سے دے رہے ہو سچی ہے تو آخر یہ کب پوری ہوگی؟ اے نبی ﷺ! ان کو کہو میں اللہ کا رسول ہوں، میرا کام لوگوں کو پیغام حق پہنچانا اور بیان کر دینا ہے، مجھے کسی طرح کی کوئی قدرت حاصل نہیں یہاں تک کہ میں اپنے نفس کے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ مجھے اپنے بارے میں خیر و شر کی خبر ہے (جب سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ کسی کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں تو انسانوں میں اور کون سی ہستی ایسی ہوسکتی ہے جو کسی کی حاجت براری اور مشکل کشائی پر قادر ہو؟ اسی طرح خود اللہ کے پیغمبر سے مدد مانگنا، ان سے فریاد کرنا، یا رسول اللہ مدد، اور

أَغِثْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادرکنی يَا رَسُولَ اللّٰهِ

وغیرہ الفاظ سے استغاثہ واستعانت کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے) تمہارے مطالبہ پر عذاب نازل ہوگا یا نہیں ہوگا یا کب نازل ہوگا اور کس صورت میں نازل ہوگا سب کچھ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے ایک خاص مدت

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ؟ ۸۹۶، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۸۲، مسند احمد ۷۷۰۶

متعین فرمادی ہے جب یہ متعین مدت پوری ہوجاتی ہے اور وہ شخص یا گروہ اپنی باغیانہ روش سے باز نہیں آتا تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فیصلہ نافذ فرمادیتا ہے اور پھر گھڑی بھر تقدیم ہوتی ہے نہ تاخیر، جیسے فرمایا

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۔۔۔ ﴿۱۱﴾ (۱)

ترجمہ: حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے یہ بھی سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے جس عذاب کے لئے تم جلدی مچارہے ہو اگر وہ اچانک رات کو آرام کے وقت یا دن کو معاش میں مشغول ہوتے وقت نازل ہوجائے تو تم اپنے بچاؤ میں کیا کر سکتے ہو؟ آخر عذاب میں کونسی خوبی ہے جس کے لئے مجرم جلدی مچارہے ہیں؟ حالاں کہ جب اجل سر پر آپہنچے گی تو پھر یہ نامراد شخص تمنا کرے گا اے کاش! مجھ سے ساری دنیا لے کر بھی ایک ساعت عذاب سے چھٹکارا مل جائے کیا یہ لوگ اس وقت ایمان لائیں گے جب اللہ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑے گا؟ اور جس عذاب کے جلدی نازل ہونے کا تم تقاضا کر رہے تھے اسے دیکھ کر ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا، مگر اس وقت وہ ایمان اور عمل کی باتیں کریں گے، کہیں گے

۔۔۔رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: اے ہمارے رب، ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آگیا ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ (۳)

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم شریک ٹھیراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لیے کچھ بھی نفع نہ ہوسکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

جب روز قیامت اعمال کی جزادی جائے گی تو مشرکین کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ اب ہمیشگی کے عذاب جہنم کا مزا چکھو جس کے لئے تم جلدی مچارہے تھے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: جس دن انہیں دھکے مار مار کر نار جہنم کی طرف لے چلا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے، اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے؟ جاؤ اب جھلسو اس کے اندر، تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے تمہیں ویسا

(۱) المنافقون ۱۱
(۲) السجدۃ ۱۲
(۳) المومن ۸۴،۸۵
(۴) الطور ۱۳ تا ۱۶

ہی بدلہ دیا جارہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔

تمہیں تمہارے کفروشرک، دعوت حق ورسالت کی تکذیب اور بداعمالیوں کی پاداش میں عذاب جہنم دیا جارہا ہے۔

وَ يَسْتَنْۢبِــُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَ رَبِّيْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ

اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا عذاب واقعی سچ ہے؟ آپ فرمادیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی! وہ واقعی سچ ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ۟ۧ وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ

کسی طرح اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اور اگر ہر جان، جس نے ظلم (شرک) کیا ہے، کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین بھر جائے

وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ

تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب کو دیکھیں گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے، اور ان کا فیصلہ انصاف

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

کے ساتھ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا، یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں، یاد رکھو کہ

حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی علم ہی نہیں رکھتے، وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے

وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (یونس ۵۳ تا ۵۶)

اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

پھر یہ مکذبین طلب ہدایت کے لئے نہیں بلکہ عناد اور نکتہ چینی کے قصد سے پوچھتے ہیں کیا معاد و قیامت اور انسانوں کا مٹی کے ساتھ مٹی ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، اعمال کی جزا اور جنت و دوزخ واقعی برحق ہے؟ اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! ان سے کہو میرے رب کی قسم! یہ سراسر برحق ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقوع کے بارے میں دو اور مقامات پر قسم کھا کر فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ... ۝ (۱)

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں کیا بات ہے کہ قیامت ہم پر نہیں آرہی! کہو قسم ہے میرے عالم الغیب پروردگار کی وہ تم پر آکر رہے گی۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ... ۝ (۲)

ترجمہ: منکرین نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم تم

(۱) سبا ۳

(۲) التغابن ۷

ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائیگا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے۔

اور تم اللہ تعالیٰ کو دوبارہ اٹھانے سے عاجز اور بے بس نہیں کر سکتے، جس طرح اللہ نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا جبکہ تم کوئی قابل ذکر چیز نہ تھے اسی طرح جب تم مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاؤ گے اس وقت بھی وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، وہ جب کوئی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے اسے اسباب و وسائل کی ضرورت نہیں ہوتی تو بس حکم فرماتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ [1]

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

...اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾ [2]

ترجمہ: وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ... ﴿٧٣﴾ [3]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ [4]

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

...اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ [5]

ترجمہ: وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ [6]

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ [7]

ترجمہ: وہی ہے زندگی دینے والا اور وہی ہے موت دینے والا ہے وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے بس ایک حکم دیتا ہے کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو

[1] البقرة ۱۱۷

[2] آل عمران ۴۷

[3] الانعام ۷۳

[4] النحل ۴۰

[5] مریم ۳۵

[6] یٰسین ۸۲

[7] المومن ۶۸

جاتی ہے۔

جب قیامت برپا ہو گی تو اس کے ہولناک مناظر دیکھ کر ہر کافر و مشرک شخص اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین کا سارا سونا چاندی وغیرہ فدیہ میں دینے پر آمادہ ہو جائے گا مگر روز محشر تو صرف اعمال صالحہ ہی سرمایہ ہوں گی جو ان کے پاس نہیں ہوں گی اس لئے عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہو گی، حیات بعد الموت کے بعد جب یہ لوگ ان تمام حقیقتوں کو من وعن اپنے سامنے دیکھیں گے جنہیں دنیا میں جھٹلاتے رہے تھے تو دل ہی دل میں ندامت وحسرت سے کہیں گے کہ کاش! میں نے رسول کی اطاعت کی ہوتی، یعنی اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق زندگی گزری ہوتی، کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی، کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔

مگر اب کیا حاصل، اللہ تعالیٰ ان کے درمیان عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے فیصلہ فرما دے گا، کسی پر کسی قسم کا ظلم و جور نہیں کیا جائیگا سنو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ وحدہ لاشریک کی ملکیت ہے، سن رکھو! ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو کر رہے گی اللہ کا وعدہ برحق ہے مگر اکثر انسان اس حقیقت سے غافل ہو کر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے، زندگی اور موت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اسی کی بارگاہ میں ہر نیک وبد کو اعمال کی جوابدہی کے لئے فرداً فرداً حاضر ہونا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا

اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں

فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ

ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے

وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ

اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں، آپ کہیے یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے

اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ

تمہارے لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا، آپ پوچھئے کہ کیا تم کو اللہ نے حکم

[1] الفرقان ۲۷ تا ۲۹

لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

دیا تھا یا اللہ پر افترا ہی کرتے ہو؟ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے؟

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ (یونس ۵۷ تا ۶۰)

واقعی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا لوگو! تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے تمہارے رب کی طرف سے قرآن کریم کو نازل کر دیا ہے جو ترغیب و ترہیب دونوں طریقوں سے وعظ و نصیحت کرتا ہے، یہ ایسا عظیم الشان کلام ہے جو دلوں میں توحید و رسالت اور عقائد حقہ کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا ازالہ کرتا ہے، کفر و شرک اور نفاق کی گندگی و پلیدگی کو صاف کرتا ہے، ویسے تو یہ تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے مگر خاص طور پر فرمایا اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے، جیسے فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ [۱]

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لئے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

...قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ... ﴿۴۴﴾ [۲]

ترجمہ: ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے تو ہدایت اور شفا ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ [۳]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔

اے نبی ﷺ! کہو کہ اللہ کی رحمت اور فضل و کرم پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے کہ اس نے یہ عدم المثال ذکر الٰہی ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل فرمایا ہے جو ان تمام عارضی اور فانی چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں، مشرکین مکہ بعض جانوروں کو اپنے بتوں کی خوشنودی کے لیے مخصوص نام رکھ کر پن کر دیتے تھے اور پھر ان سے استفادہ حاصل کرنا حرام سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس فعل کی مذمت کی اور فرمایا اے نبی! ان سے کہو تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ نے جو عطا و بخشش تمہیں نصیب فرمائی ہے اس میں سے تم نے خود ہی کسی چیز کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا کر حد بندیاں مقرر کر دیں، ان سے پوچھو کیا اللہ نے تم کو حلال و حرام کے قوانین و ضوابط بنانے کا حکم دیا تھا یا تم اللہ پر جھوٹ گھڑ رہے ہو؟ یقیناً اللہ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تو فرمایا جو لوگ اللہ پر یہ جھوٹ گھڑتے ہیں ان کا کیا خیال ہے کہ

---

[۱] بنی اسرائیل ۸۲

[۲] حم السجدۃ ۴۴

[۳] البقرۃ ۲

روز قیامت اللہ ان سے کیا معاملہ فرمائے گا؟ یعنی جو اللہ پر جھوٹ گھڑتا ہے وہ بدترین عذاب میں مبتلا ہوں گے، جیسے فرمایا:

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ [1] ۶۰

ترجمہ: آج جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے چہرے کالے ہوں گے، کیا جہنم میں متکبروں کے لئے کافی جگہ نہیں ہے؟۔

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ أَطْمَارٌ، فَقَالَ:هَلْ لَكَ مَالٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ، قَدْ آتَانِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الشَّاءِ، وَالْإِبِلِ، قَالَ:فَلْتُرَ نِعَمُ اللَّهِ، وَكَرَامَتُهُ عَلَيْكَ،

ابو الاحوص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت میری حالت یہ تھی کہ جسم میلا کچیلا تھا بال بکھرے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا اونٹ، گھوڑے، بکریاں اور غلام وغیرہ الغرض ہر طرح کا مال ہے، فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تجھے سب کچھ عطا فرما رکھا ہے تو اس کا اثر بھی تیرے جسم پر اثرات بھی نظر آنے چاہئیں،

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تُنْتِجُ إِبِلُ قَوْمِكَ صِحَاحًا آذَانُهَا فَتَعْمَدُ إِلَى مُوسَى فَتَقْطَعُ آذَانَهَافَتَقُولُ: هَذِهِ بُحُرٌوَتَشُقُّهَا، أَوْ تَشُقُّ جُلُودَهَاوَتَقُولُ: هَذِهِ صُرُمٌ،وَتُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ، وَعَلَى أَهْلِكَ،قَالَ: نَعَمْ،قَالَ: فَإِنَّ مَا آتَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ، وَسَاعِدُ اللَّهِ أَشَدُّ قَالَ: سَاعِدُ اللَّهِ أَشَدُّ مِنْ سَاعِدِكَ وَمُوسَى اللَّهِ أَحَدُّ مِنْ مُوسَاكَ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ تمہاری قوم کے اونٹ جب اپنے بچوں کو جنم دیتے ہیں تو ان کے کان صحیح ہوتے ہیں مگر تم لوگ استرے سے ان کے کان کاٹ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ بحیرہ ہیں، ان (کانوں) کو یا ان کی کھالوں کو کاٹ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ صرم (کان کٹے) ہیں، پھر انہیں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے حرام قرار دیتے ہو؟ میں نے جواب دیا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں جو مال عطا فرمائے وہ تمہارے لیے حلال ہے، اللہ تعالیٰ کا بازو تمہارے بازو سے زیادہ مضبوط اور اللہ تعالیٰ کا استرا تمہارے استرے سے زیادہ تیز ہے۔ [2]

یہ تو اللہ کا لوگوں پر فضل واحسان ہے کہ دنیا کی نعمتیں بلا تفریق مومن وکافر سب کو عطا فرماتا ہے اور فوراً مواخذہ نہیں فرماتا مگر اکثر انسان اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے یا ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں استعمال کرتے ہیں یا ان میں سے بعض نعمتوں کو حرام ٹھہرا کر ان کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

[1] الزمر۶۰

[2] مسند احمد۱۵۸۸۷،سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلْقَانِ۴۰۶۳،سنن نسائی کتاب الزینۃ باب الْجَلَاجِلُ ۵۲۲۵

وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ

اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب کی

اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ

خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو ،اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ

ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۱

زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے ،

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا

یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے)

يَتَّقُوْنَ ۝۶۳ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ

پرہیز رکھتے ہیں،ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۶۴ وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ

کرتا، یہ بڑی کامیابی ہے،اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں، تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لیے ہے

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۵ (یونس ۶۱ تا ۶۵)

وہ سنتا جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسکین فرمائی کہ اے نبی ﷺ! تم جس دنیاوی حال میں بھی ہوتے ہو اور دعوت حق کی تبلیغ اور خلق خدا کی اصلاح میں جس تن دہی و جاں فشانی اور جس صبر و تحمل سے تم کام کر رہے ہو، اور مخالفین کو تنبیہ کی کہ دعوت حق کی راہ میں تم جو روڑے اٹکا رہے ہو، مکر و فریب کے جو جال بن رہے ہو وہ سب ہماری نظروں میں رہتے ہیں، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ:أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے یقیناً دیکھ ہی رہا ہے۔[1]

آسمان اور زمین میں کوئی ذرہ برابر چیز چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج

---

[1] مسند احمد ۹۵۰۱، صحیح بخاری کتاب الایمان باب سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانِ بَابُ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ ۹۷

کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ [۱]

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ... ﴿۳۸﴾ [۲]

ترجمہ: زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں، ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ [۳]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہو رہا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ [۴]

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے اللہ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

سنو! اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں اور رسولوں پر نازل شدہ کتابوں اور نورانی مخلوق فرشتوں اور روز آخرت اور اچھی بری تقدیر پر کامل ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی اطاعت اور معاصی سے اجتناب کر کے اللہ کا قرب حاصل کر لیا، یعنی اولیاء اللہ کی دو بنیادی صفات ہوتی ہیں ایک یہ کہ وہ اہل یقین و ایمان ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ اہل تقویٰ ہوتے ہیں، ولایت کے لئے شعبدے بازی شرط نہیں، ولایت کے لئے ہواؤں میں محو پرواز ہونا، پانی پہ چلنا کوئی لازمی شرط نہیں بلکہ یہ تو اس بات کا نام ہے کہ اللہ پر ایمان ہو اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات سے گہرا تعلق ہو، اتنا گہرا تعلق کہ انسان اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگ دے اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں، قیامت کی ہولناکیوں و وحشت سے پھر وہ غمگین نہ ہوں گے بلکہ امن و سعادت اور خیر کثیر ہو گا جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، دنیا و آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے، یعنی دنیا میں بشارت سے مراد مومنوں کے دلوں

[۱] الانعام۵۹

[۲] الانعام۳۸

[۳] هود۶

[۴] الحج۷۰

میں محبت ومودت، مؤمن کااللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے بہرہ ور ہونا،اللہ تعالیٰ کا بہترین اعمال واخلاق کے راستوں کوآسان کر دینااور برے اخلاق سے دور کر دینااور سچے خواب،

عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، عَنْ هَذِهِ الآيَةِ {لَهُمُ البُشْرَى فِي الحَيَاةِ الدُّنْيَا} قَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ، فَهِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ.

ایک مصری شخص سے منقول ہے انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت " ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔" کی تفسیر پوچھی،انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی ہے مجھ سے کسی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تم پہلے شخص ہو جس نے اس کی تفسیر پوچھی ہے اس بشارت سے مراد مومن کا نیک خواب ہے جو وہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ عِبَادًا يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ . قِيلَ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَلَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ؟ قَالَ:هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا فِي اللَّهِ مِنْ غَيْرِ أَمْوَالٍ وَلَا أَنْسَابٍ، وُجُوهُهُمْ مِنْ نُورٍ، عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ ، وَقَرَأَ:{أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ} [2]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہوں گے جن پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون (سعادت مند) لوگ ہوں گے تا کہ ہم بھی ان سے محبت کریں؟ فرمایا وہ لوگ جو کسی مالی لالچ یا نسبی تعلق کے بغیر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے،ان کے چہرے نور سے (منور) ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے،جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور جب لوگ غم ناک ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہ ہو گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ "یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔" کی تلاوت فرمائی۔ [3]

اور آخرت کی بشارتوں میں اولین بشارت یہ ہے کہ موت کے وقت جب فرشتے روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو بشارت دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ

[1] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ ۳۱۰۶،مسنداحمد ۲۷۵۱۰

[2] یونس : ۶۲

[3] تفسیر طبری ۱۵/۱۲۱، سنن ابوداودأَبْوَابُ الْإِجَارَةِ بَابٌ فِي الرَّهْنِ ۳۵۲۷عن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب

فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی۔

اور آخرت میں ان کو یہ خوشخبری ہو گی۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ [2]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہو گا تو وہ یقیناً اس سے دور رکھے جائیں گے، اس کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنی من بھاتی چیزوں کے درمیان رہیں گے، سو انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: اس دن جبکہ تم مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا (ان سے کہا جائے گا کہ) آج بشارت ہے تمہارے لئے، جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی ہے بڑی کامیابی۔

اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، جیسے فرمایا:

...فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ [4]

ترجمہ: تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔

بلکہ اللہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے جس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے، اے نبی ﷺ! جو نکتہ چینی یہ مشرکین تم پر اور دین

---

[1] حم السجدہ ۳۱،۳۰

[2] الانبیاء ۱۰۱ تا ۱۰۳

[3] الحدید ۱۲

[4] فاطر ۴۳

حق پر کرتے ہیں اس پر رنجیدہ نہ ہو، یہ باتیں ان کو عزت فراہم کر سکتی ہیں نہ آپ کو کوئی نقصان دے سکتی ہیں، بیشک عزت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل وخوار کر دیتا ہے، جیسے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ... ﴿١٠﴾ (۱)

ترجمہ: جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے۔

... وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨﴾ (۲)

ترجمہ: عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

اور اللہ اپنے بندوں کے اقوال کو سنتا اور تمام احوال کو جانتا ہے، کائنات کی کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَ مَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ

یاد رکھو جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾

عبادت کر رہے ہیں کس چیز کی اتباع کر رہے ہیں، محض بے سند خیال کی اتباع کر رہے ہیں اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں،

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور بنایا کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ (یونس ۶۷،۶۶)

تحقیق اس میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

آگاہ رہو! آسمان کے بسنے والے فرشتے ہوں یا زمین میں بسنے والے انسان سب کے سب اللہ کی تخلیق اور اس کی ملکیت ہیں، اور اس کے سامنے مسخر اور اس کے دست تدبیر کے تحت ہیں، کوئی مخلوق عبادت کا کچھ بھی استحقاق نہیں رکھتی اور کسی لحاظ سے بھی اللہ کی شریک نہیں بن سکتی، اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ اپنے خود ساختہ شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ محض ظن وتخمین اور رائے وقیاس کی کرشمہ سازی ہے، اور ظن وگمان حق کے مقابلے میں کسی کام نہیں آتا، جیسے فرمایا:

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ (۳)

ترجمہ: حالانکہ اس معاملہ کا علم انہیں حاصل نہیں ہے، وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔

---

(۱) فاطر ۱۰

(۲) المنافقون ۸

(۳) النجم ۲۸

اللہ تعالیٰ نے روزانہ مشاہدہ میں آنے والی چیزوں کے ذریعے سے اپنا تعارف کرایا کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس کی تاریکی میں راحت وآرام، سکون واطمینان حاصل کرو، اگر سورج کی روشنی ہمیشہ برقرار رہتی تو تمہیں سکون وقرار نہ ملتااور معاشی ضروریات اور دینی ودنیاوی مصالح کے لئے دن کو روشن بنایا، گردش لیل ونہار کی یہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو دل کے کانوں سے باتیں سنیں، اور یہ یقین ان کے دل میں جاگزیں ہوجائے کہ رات دن کا آنا اور دنیاوی زندگی محدود عرصے کے لئے نفع اٹھانے کی غرض سے ہے یہ مستقل اور پائدار چیز نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ سبھی کو لوٹ کر اپنے خالق کے حضور پیش ہونا ہے۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي

وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، سبحان اللہ ! وہ تو کسی کا محتاج نہیں اس کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

زمین میں ہے، تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے،

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ؕ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا

آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں وہ کامیاب نہ ہونگے، یہ دنیا میں تھوڑا سی عیش ہے پھر ہمارے پاس

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ؒ (یونس۶۸تا۷۰)

ان کو آنا ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سخت عذاب چکھائیں گے۔

اہل کتاب یہود ونصاری نے اپنے ظن وگمان میں کہا

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ [۱]

یہودیوں نے کہا عزیز علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔

مشرکین نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ [۲]

ترجمہ: یہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ! اور ان کے لیے وہ جو یہ خود چاہیں؟۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ [۳]

ترجمہ: کیا تمہارے لیے تو ہوں بیٹے اور اللہ کے لیے ہوں بیٹیاں، یہ تو بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی۔

---

[۱] التوبۃ ۳۰

[۲] النحل ۵۷

[۳] النجم ۲۱،۲۲

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں رحمان اولاد رکھتا ہے، سبحان اللہ، وہ (یعنی فرشتے) تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد دلائل دیتے ہوئے اس کا رد فرمایا اللہ نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا ہے، سبحان اللہ! وہ تو تمام عیوب، نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، اس کی طرف اولاد کی نسبت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے، اس کی ذات کو فنا نہیں اس لئے اسے اولاد یا بیوی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور آسمانوں میں بسنے والے فرشتے ہوں یا زمین میں آباد انسان ہوں سب اس کی ملک اور اس کے محتاج ہیں تو پھر اس کے مملوک اس کی اولاد کیسے بن سکتے ہیں، تم لوگ جو بغیر سوچے سمجھے اللہ کے لئے اولاد تجویز کر رہے ہو کیا تمہارے پاس اس قول کے لئے کوئی معقول دلیل ہے؟ کیا تم اللہ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جو تمہارے علم میں نہیں ہیں؟ تمہاری اس نامعقول بات پر تو آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں، انہیں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سخت بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا، رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے، زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، سب پر وہ محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اے محمد ﷺ! کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ اخروی دائمی زندگی میں ہر گز فلاح نہیں پا سکیں گے، یہ لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی میں عیش کر لیں، ہماری عطا کردہ نعمتوں کے مزے لوٹ لیں پھر ایک دن ان سب کو تنہا تنہا ہماری بارگاہ میں پیش ہونا ہے، پھر اس کفر کی پاداش میں جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہیں ہم ان کو بدترین عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

...وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا در حقیقت یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ

اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنایئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو

---

(1) الانبیاء ۲۶

(2) مریم ۸۸ تا ۹۵

(3) آل عمران ۱۱۷

مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ

میرا رہنااور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا اللہ پر ہی بھروسہ ہے، تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکا کے پختہ کرلو

ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ

پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہیے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو، پھر بھی اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

تم اعراض ہی کیے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ (یونس ۷۲،۷۱)

گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

دس گیارہ سال سے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو معقول دلائل کے ساتھ دعوت توحید پہنچا چکے تھے، ان کے باطل عقائد، خیالات اور طریقوں پر متنبہ کر چکے تھے مگر قوم کسی طرح اپنی گمراہیوں پر نظر ثانی کرنے کو تیار نہیں تھی بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کے وجود کو مکہ مکرمہ میں برداشت کرنے کو تیار نہیں تھے اور آپ کی جان کے دشمن ہو رہے تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء کے حالات بطور نمونہ ذکر فرمائے اور سب سے پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ جب انہوں نے قوم کو طویل مدت تک دلائل و براہین کے ساتھ دعوت توحید پہنچائی، جس پر قوم نے جتنی اذیتیں اور مصائب انہیں دیے انہوں نے سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، مگر قوم سرکشی پر تلی ہوئی تھی اور انہیں اپنی بستیوں میں برداشت کرنے کو تیار نہیں تھی فرمایا اے نبی ﷺ! انہیں نوح علیہ السلام کا قصہ سناؤ کہ جب نوح علیہ السلام نے ایک عرصہ دراز کی وعظ و تبلیغ کے بعد اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے برادران قوم! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیات سنا سنا کر تمہیں غفلت سے بیدار کرنا تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے تو تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو ساتھ لے کر ایک متفقہ فیصلہ کر لو اور جو منصوبہ تمہارے پیش نظر ہو اس کو خوب سوچ لو تاکہ اس کا کوئی پہلو تمہاری نگاہ سے پوشیدہ نہ رہے، یعنی تمہاری تدبیر واضح اور غیر مبہم ہونی چاہیے، پھر میرے خلاف اس کو عمل میں لے آؤ اور مجھے ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دو، میرا بھروسہ اللہ پر ہے،

یہی بات ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو فرمائی تھی۔

...قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ... ﴿۵۶﴾ [1]

ترجمہ: ہود علیہ السلام نے کہا میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں، تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو، میرا بھروسہ اللہ پر ہے

[1] ھود ۵۴تا۵۶

جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔

تم نے دعوت حق کی تکذیب کی اور اطاعت سے منہ موڑا، میرا دعوی نبوت کا مقصد مال و دولت یا کوئی مرتبہ حاصل کرنا نہیں تھا کہ تم مجھ پر کوئی تہمت لگا سکو، میرا اجر و ثواب تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خود مسلم بن کر رہوں، یعنی تمام انبیاء کا دین اسلام ہی تھا گو شرائع اور مناہج متعدد رہے ہے، اور یہی بات متعدد جگہوں پر بھی فرمائی گئی ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ (۱)

ترجمہ: مسلمانو! کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب کی طرف نازل ہوئی تھی، اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی، ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ... ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے توراۃ نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے) کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ... ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے لہٰذا تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ (۴)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر (مکہ معظّمہ) کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے حرم بنایا ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم بن کر رہوں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ

---

(۱) البقرۃ ۱۳۶

(۲) المائدۃ ۴۴

(۳) المائدہ ۴۸

(۴) النمل ۹۱

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ (۱)

ترجمہ: کہو! میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

...رَبَّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: اے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اٹھا تو اس حال میں کہ ہم تیرے فرماں بردار ہوں۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ (۳)

ترجمہ: اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا، زمین و آسمان کے بنانے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء ایسے ہیں جیسے ایک باپ کی اولاد، دین ایک اور بعض احکام جدا گانہ، پس توحید میں (ہم) سب یکساں ہیں۔ (۴)

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے پس ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ان کو جانشین بنایا اور

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ

جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا، سو دیکھنا چاہیے کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ڈرائے جا چکے تھے، پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ

پس جس چیز کو انہوں نے اول میں جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے، اللہ تعالیٰ اسی طرح حد سے بڑھنے والوں

---

(۱) الانعام ۱۶۲، ۱۶۳

(۲) الاعراف ۱۲۶

(۳) یوسف ۱۰۱

(۴) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۴۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۰، مسند احمد ۹۲۷۰

عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ (یونس ۷۴، ۳۷)

کے دلوں پر بند لگا دیتا ہے۔

مگر ۹۵۰سال شب و روز کی تمام تر کوششوں، ہر طرح کے دلائل و براہین، ہر طرح کی خوشخبریوں کے باوجود ان کی قوم نے تکذیب کا راستہ نہیں چھوڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اسے اور اہل ایمان کو کشتی میں سوار کر کے پانی میں غرق ہونے سے بچا لیا، جیسے فرمایا:

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی پر سوار کر دیا۔

اور انہی کو زمین میں جانشین بنایا اور انسانوں کی آئندہ نسل انہی لوگوں سے چلائی، اور باقی تمام قوم کو جنہوں نے ہماری دعوت کو جھٹلایا تھا طوفانی موجوں میں غرق کر دیا، پس دیکھ لو کہ جن لوگوں کو اللہ کے عذاب پر متنبہ کیا گیا تھا مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو ان کا کیسا عبرت ناک اور رسوا کن انجام ہوا، پھر نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے مختلف پیغمبروں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، تمام پیغمبر اپنی اپنی قوم کے پاس اپنی دعوت و رسالت کی حقانیت پر واضح دلائل و معجزات لے کر آئے مگر جس پاکیزہ دعوت کو انہوں نے بغیر غور و فکر کے پہلے جھٹلا دیا تھا پھر ہر طرح کی فہماش، تلقین اور معقول سے معقول دلیل کے بعد بھی اس پر ایمان نہ لائے، اس طرح ہم کفر و شرک کا راستہ اختیار کرنے والوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتے ہیں اور پھر انہیں کبھی راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملتی، جیسے فرمایا:

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ... ﴿۱۱۰﴾ [2]

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا

پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور ان کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر

فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

بھیجا، سو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ مجرم قوم تھے، پھر جب ان کو ہمارے پاس سے صحیح دلیل پہنچی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

یقیناً یہ صریح جادو ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جب کہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

ہو کیا یہ جادو ہے، حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے، وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو

[1] القمر ۱۳

[2] الانعام ۱۱۰

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ

اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اور تم دونوں کو دنیا میں بڑائی مل جائے

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (یونس۷۵تا۷۸)

اور ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے۔

طویٰ کی مقدس وادی میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خلعت رسالت سے نواز کر فرعون کے پاس جانے کا حکم فرمایا:

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝۴۷ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۴۸ [1]

ترجمہ: جاؤ اس کے پاس اور کہو کہ ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ دے اور ان کو تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لیکر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہ راست کی پیروی کرے، ہم کو وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب ہے اس کے لئے جو جھٹلائے اور منہ موڑے۔

اور فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝۱۹ [2]

ترجمہ: فرعون کے پاس جاوہ سرکش ہوگیا ہے اور اس سے کہنا کیا تو اس کے لیے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے! اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تو (اس کا) خوف تیرے اندر پیدا ہو؟۔

چنانچہ تعمیل حکم میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے دربار میں پہنچے اور بھرے دربار میں فرعون اور اس کے امراء کو دعوت اسلام پیش کہ وہ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر صرف اللہ رب العالمین کو اپنا رب اور الٰہ تسلیم کریں، اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا کہ اس عارضی زندگی کے بعد ایک دوسری ابدی زندگی ہے جس میں ہر شخص نے تنہا اللہ مالک یوم الدین کے دربار میں پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے اس کے لئے تیاری کرلو، اور اپنی رسالت کی صداقت میں موسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے اور دلائل کے انبار لگا دیے، توحید کے دلائل سن کر اور معجزات دیکھ کر فرعون اور اس کے اکابرین کے دل تو قائل ہو گئے مگر ان کا نفس ایمان پر آمادہ نہ ہوا، جیسے فرمایا:

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۔۔۔ ۝۱۴ [3]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

چنانچہ فرعون نے اپنی دولت وحکومت اور شوکت وحشمت کے نشے میں مدہوش ہو کر اطاعت میں سر جھکانے کے بجائے تکبر واستکبار کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگا یہ تو کھلا جادو ہے، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے فرمایا کیا جو پاکیزہ دعوت تمہیں پیش کر دی گئی ہے

[1] طٰہٰ۴۸،۴۷

[2] النازعات۱۷تا۱۹

[3] النمل۱۴

اسے جادوگر دانتے ہو،؟ کیا تم معجزات اور جادو کے فرق کو نہیں سمجھتے ؟ کیا تم نہیں جانتے کہ جادوگر کس سیرت وکردار کے حامل ہوتے ہیں؟اور کن مقاصد کے لئے جادوگری کرتے ہیں؟ کیا جادوگر اللہ وحدہ لاشریک اور طہارت نفس کی دعوت دیتے ہیں؟ حالانکہ جادوگر نہ دنیامیں فلاح پاتے ہیں نہ آخرت میں، دعوت حق کے مقابلے میں مشرکین پیغمبروں پر ہمیشہ تین ہی اعتراض کرتے رہے ہیں یہ کہ تم ہمیں ہمارے آباؤاجداد کے طریقوں سے پھیرنا چاہتے ہواور دوسرے یہ کہ تم اپنی بڑائی قائم کرنا چاہتے ہو، تیسرے یہ کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا، چنانچہ پچھلی قوموں کی طرح فرعون اور اس کے درباریوں نے بھی یہی جواب دیا کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اپنے آباؤاجداد کے طریقوں کو چھوڑ دیں،اور تمہاری اس دعوت کا مقصد یہ ہے کہ ہم سے جاہ وریاست چھین کر خود اس پر قبضہ کرنااور ہمیں ہماری زمینوں سے نکال باہر کرنا چاہتے ہو ہم تمہاری دعوت کو تسلیم نہیں کرتے۔

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝۷۹ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

اور فرعون نے کہامیرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو، پھر جب جادوگر آئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے

اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝۸۰ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ

فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، سو جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو

اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۸۱ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ اس کو بھی درہم برہم کئے دیتا ہے، اللہ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا، اور اللہ تعالیٰ حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸۲ (یونس ۷۹ تا ۸۲)

اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

اپنے اکابرین سے مشورہ کرنے کے بعد فرعون نے حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے ملک مصر کے ہر ماہر فن جادوگر کو میرے دربار میں حاضر کرو، تعمیل حکم میں ہرکارے پورے ملک میں دوڑے اور وقت مقررہ پر ماہر فن جادوگروں کو جمع کر کے دارالحکومت میں پہنچ گئے، جادو گروں کو بلانے کے علاوہ فرعون نے اپنی رعایا کو بھی مقابلہ دیکھنے کی دعوت دی اور صرف اعلان واشتہار ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے آدمی چھوڑے گئے کہ لوگوں کو اکسا کر مقابلہ دیکھنے کے لئے لائیں، کیونکہ بھرے دربار میں جو معجزات موسیٰ نے دکھائے تھے ان کی خبر عام لوگوں میں پھیل چکی تھی اور فرعون کو یہ اندیشہ تھا کہ اس سے ملک کے باشندے متاثر ہوتے چلے جارہے ہیں، جن حاضرین دربار نے معجزے دیکھے تھے اور باہر جن لوگوں تک اس کی معتبر خبریں پہنچی تھیں ان کے عقیدے اپنے آبائی دین ودھرم پر سے متزلزل ہوئے جارہے تھے اور اب ان کے دین کا دارومدار بس اس پر رہ گیا تھا کہ کسی طرح جادوگر بھی وہ کام کر دکھائیں جو موسیٰ نے کیا ہے، فرعون اور اس کے اعیان سلطنت اسے خود ایک فیصلہ کن مقابلہ سمجھ رہے تھے ان کے اپنے بھیجے ہوئے آدمی عوام الناس کے ذہن میں یہ بات بٹھاتے پھرتے تھے کہ اگر جادوگر مقابلے میں کامیاب ہوگئے تو ہم سچے ہوں گے اور اپنے اباؤاجداد کے دین ودھرم پر قائم ودائم رہیں گے ورنہ ہمارے دین

وایمان کی خیر نہیں اس طرح فرعون نے مقابلے کی خوب تیاری کر لی۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ (۱)

ترجمہ: چنانچہ ایک روز مقررہ وقت پر جادوگر اکٹھے کر لئے گئے اور لوگوں سے کہا گیا تم اجتماع میں چلو گے؟ شاید کہ ہم جادوگروں کے دین ہی پر رہ جائیں اگر وہ غالب رہے۔

مقابلے کے میدان میں جہاں حق وباطل کا مقابلہ دیکھنے کے لئے خلقت ٹوٹی پڑ رہی تھی موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا نظر کی جو شعبدہ بازیاں تم دکھانا چاہتے ہو دکھاؤ، یہ ملک کے نامی گرامی جادوگر تھے اور رہر کاروں سے سارے حالات سن کر اور اسی کے مطابق جادو تیار کر لائے تھے چنانچہ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا اور اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں پھینکیں جو لوگوں کو سانپ بن کر میدان میں دوڑتے اور لپکتے ہوئے محسوس ہونے لگے، جیسے فرمایا:

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ (۲)

ترجمہ: پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تم ہی پھینکو، انہوں نے جو اپنے انچھر پھینکے تو نگاہوں کو مسحور اور دلوں کو خوف زدہ کر دیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنالائے۔

حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اپنے دل میں خوف زدہ ہو گئے۔

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾ (۳)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں ڈر گیا۔

اسی موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا جادو وہ نہیں جو میں نے دکھایا تھا بلکہ جادو یہ ہے جو تم نے دکھایا ہے، اللہ اس فساد کو چشم زدن میں مٹادے گا اللہ قادر مطلق مفسدوں کے کام کو سدھرنے نہیں دیتا اور اللہ دلائل وبراہین سے ہمیشہ حق کو سربلند اور باطل کو سرنگوں کرتا ہے خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

عَنْ لَيْث -وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ- قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ شِفَاءٌ مِنَ السِّحْرِ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى، تُقْرَأُ فِي إِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِ الْمَسْحُورِ: الْآيَةُ الَّتِي مِنْ سُورَةِ يُونُسَ: {فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ} وَالْآيَةُ الْأُخْرَى:

---

(۱) الشعراء ۴۰،۳۸

(۲) الاعراف ۱۱۶،۱۱۵

(۳) طٰہ ۶۷

{فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} [1] ، وَقَوْلُهُ {إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى} [2] .

لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان آیتوں میں اللہ کے حکم سے جادو کی شفا ہے، ایک برتن میں پانی لے کر اس پر یہ آیتیں

فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

اور

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ ، فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِيْنَ ○ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ○ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

اور

إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى

پڑھ کر دم کر دی جائیں اور جس پر جادو کر دیا گیا ہو اس کے سر پر وہ پانی بہا دیا جائے۔ [3]

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ

پس موسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ان کو تکلیف پہنچائے اور واقع میں فرعون اس ملک میں زور رکھتا تھا، اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد سے

وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا

باہر ہو جاتا تھا، اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

اگر تم مسلمان ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا، اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالموں کیلئے فتنہ

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ (یونس ۸۳ تا ۸۶)

نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں سے نجات دے۔

[1] الْأَعْرَافِ : ۱۱۸ - ۱۲۲

[2] طه : ۶۹

[3] تفسیر ابن کثیر ۲/۴۶۷ بحوالہ ابن ابی حاتم

جادوگر تو حق کو پہچان کر اہل ایمان ہو گئے اور مقابلے کے میدان میں بغیر کسی خوف کے اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کا اعلان کر دیا، مگر قبطی قوم میں سچ اور جھوٹ کو دیکھنے، جاننے اور چاہنے کے باوجود فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ کے ظلم کے ڈر سے کہ جس کے جور و ستم کی کوئی حد نہیں تھی، اور قوم میں برسر اقتدار منصب دار اور لشکروں کے سرداروں کے خوف سے کہ وہ بھی فرعون سے کم نہ تھے اس پر خطر دور میں حق کا ساتھ دینے اور علمبردار حق کو اپنا رہنما تسلیم کرنے کی جرات چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ کی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ} [۱] قَالَ: كَانَتِ الذُّرِّيَّةُ الَّتِي آمَنَتْ لِمُوسَى مِنْ أُنَاسٍ غَيْرِ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ يَسِيرٌ، مِنْهُمُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ، وَخَازِنُ فِرْعَوْنَ، وَامْرَأَةُ خَازِنِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''پس موسیٰ پر ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ان کو تکلیف پہنچائے۔'' کی تفسیر میں روایت ہے بنی اسرائیل کے علاوہ فرعون کی قوم کے صرف چند لوگ ہی ایمان لائے تھے جن میں فرعون کی بیوی اور مومن آل فرعون اور فرعون کا خازن اور اس خازن کی بیوی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ [۲]

مگر ماؤں، باپوں اور قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی، ان پر مصلحت پرستی اور دنیاوی اغراض کی بندگی اور عافیت کوشی چھائی رہی اور وہ حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے جس کا راستہ ان کو خطرات سے پر نظر آ رہا تھا بلکہ وہ الٹے نوجوانوں ہی کو روکتے رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب بھی نہ جاؤ ورنہ تم خود بھی فرعون کے غیض و غضب میں مبتلا ہو جاؤ گے اور ہم پر بھی آفت لاؤ گے، فرعون نے اپنی شکست سے جھنجلا کر بنی اسرائیل کو شدید ایذائیں دینا شروع کر دیں جس پر موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگوں نے کہا:

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ... ۝۱۲۹ [۳]

ترجمہ: موسیٰ تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں۔

موسیٰ نے قوم سے فرمایا اگر تم مسلمان ہو اور رب پر ایمان رکھتے ہو تو تمہارا بھروسہ دنیا کے وسائل اور طاقت پر نہیں بلکہ اس رب پر ہونا چاہیے جس کے ہاتھ میں تمام تدابیر ہیں جو غیر محسوس طریقہ پر عمل کرتی ہیں، اسی کو اپنا وکیل اور کارساز بناؤ وہ ہی تمہاری تکالیف دور فرمائے گا جیسے فرمایا

... فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ... ۝۱۲۳ [۴]

ترجمہ: تو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔

[۱] یونس: ۸۳

[۲] تفسیر طبری ۱۵/۱۶۴

[۳] الاعراف ۱۲۹

[۴] ہود ۱۲۳

کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے، جیسے فرمایا

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ... ﴿۳۶﴾ [۱]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟۔

...وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ... ﴿۳﴾ [۲]

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔

وہ چند نوجوان جو فرعون کے غیض وغضب سے بے خوف ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور موسیٰ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوئے تھے کہنے لگے ہم نے اللہ رب العالمین پر بھروسہ کیا بیشک بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے، اور دعا کرنے لگے جو اہل ایمان کے لئے ایک بہت بڑا ہتھیار بھی ہے اور سہارا بھی، رب سے فریاد کرنے لگے۔

...رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۙ۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحۡمَتِکَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾ [۳]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دے۔

یعنی اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا کہ وہ ہم پر غالب رہ کر یہ نہ سمجھنے لگیں کہ اگر یہ حق پر ہوتے اور وہ باطل پر ہوتے تو ہم پر غالب کیسے رہ سکتے تھے، اے رب ہم پر ان کے ہاتھوں عذاب مسلط نہ کرنا اور نہ اپنے پاس سے کوئی عذاب ہم پر نازل فرمانا کہ لوگ کہنے لگیں کہ اگر ہم مسلمان حق پر ہوتے تو ہم سزائیں کیوں بھگتتے یا اللہ کے عذاب ان پر کیوں اترتے، اگر یہ ہم پر غالب رہے تو ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں ہمارے سچے دین سے ہمیں ہٹانے کے لئے کوشش کریں ہمیں ہمارے ایمان ویقین پر ثابت قدم رکھنا ان کے جور وستم کے آگے ہمیں صبر عطا فرمانا اور اے پروردگار اپنی رحمت خاص سے ان کفر ومشرک قوم سے ہمیں نجات دے جنہوں نے حق کا انکار کر دیا ہے۔

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡہِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لیے مصر میں گھر برقرار رکھو

وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَۃً وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۷﴾

اور تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں،

وَ قَالَ مُوۡسٰی رَبَّنَاۤ اِنَّکَ اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَاَہٗ زِیۡنَۃً وَّ اَمۡوَالًا

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور

---

[۱] الزمر ۳۶

[۲] الطلاق ۳

[۳] یونس ۸۶،۸۵

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ

طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے، اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں،

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى

اے ہمارے رب! انکے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا

کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ثابت قدم رہو

وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ (یونس ۸۷ تا ۸۹)

اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔

مساجد کی تعمیر کا حکم:

بنی اسرائیل قبطی قوم کے غلام تھے ان کے مکانات حکمران قوم کے گھروں سے دور مگر ایک جگہ مجتمع نہ تھے بلکہ مصر کے تمام شہروں اور قصبوں میں بٹے ہوئے تھے، مگر منف (Mamphis) سے رعمسیس تک کے علاقہ میں ان کی ایک بڑی تعداد آباد تھی جہاں وہ بڑی زبوں حالی کی زندگی گزارتے، حکومت کے تشدد اور خود بنی اسرائیل کے اپنے ضعف ایمانی کی وجہ سے ان کے ہاں نماز باجماعت کا نظام ختم ہو چکا تھا اور یہ ان کے شیرازے کے بکھرنے اور ان کی دینی روح پر موت طاری ہو جانے کا ایک بہت بڑا سبب تھا اس لئے موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس نظام کو از سر نو قائم کریں اور متفرق طور پر اپنی اپنی جگہ نماز پڑھ لینے کے بجائے اجتماعی نماز ادا کریں، رب نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ !رب کو یاد کرنے اور اس کے حضور نیاز جبین جھکانے یعنی نماز ادا کرنے کے لئے کچھ مکانات کا بندوبست کرو اور انہیں مساجد مقرر کر لو یہ مساجد اسلام کی طاقت کا سرچشمہ ثابت ہونگی اور ان کو ساری قوم کے لئے مرکز ٹھہراؤ، اور اپنے گھروں ہی کو قبلہ بنا کر ان میں ہی بے خوف وخطر نماز قائم کرو تا کہ تمہیں عبادت کرنے کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت پیش نہ آئے جہاں تمہیں فرعون کے کارندوں کے ظلم وستم کا ڈر ہو بلکہ مسجد میں داخل ہو کر تمہارے دل میں یہ خوف پیدا ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو رہا ہوں، ہماری عظمت کا احساس پیدا ہو اور وہاں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ہمارا ذکر واذکار کرو،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً} [1] قَالَ: نَحْوَ الْكَعْبَةِ، حِينَ خَافَ مُوسَى، وَمَنْ مَعَهُ مِنْ فِرْعَوْنَ أَنْ يُصَلُّوا فِي الْكَنَائِسِ الْجَامِعَةِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَجْعَلُوا فِي بُيُوتِهِمْ مَسَاجِدَ مُسْتَقْبِلَةَ الْكَعْبَةِ يُصَلُّونَ فِيهَا سِرًّا

مجاہد رحمہ اللہ نے آیت کریمہ بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً کی تفسیر میں فرمایا ہے بنی اسرائیل نے جب یہ خوف محسوس کیا کہ فرعون کہیں انہیں کنیسوں میں نماز ادا کرتے ہوئے قتل ہی نہ کرا دے تو انہیں یہ حکم دے دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں ہی کو قبلہ رخ مسجدیں قرار دے لیں اور ان میں چھپ

[1] یونس: ۸۷

کر نماز ادا کر لیا کریں۔ [۱]

اور اپنے پیروکاروں کو ہماری طرف سے بشارت دے دو کہ ہم نے تمہاری دعائیں سن کر قبول کر لی ہیں عنقریب یہ کفر و شرک میں مبتلا قوم تباہ و برباد کر دی جائے گی اور تم سر بلند ہو کر آزاد زندگی گزارو گے اور تمہیں کوئی ڈر و خوف نہ ہو گا، زمانہ قیام مصر کے بالکل آخری زمانے میں جب موسیٰ نے دیکھا کہ فرعون اور اس کی قوم پر وعظ و نصیحت کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا اور معجزات دیکھ کر بھی ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی تو پھر ان کے حق میں بد دعا فرمائی اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا کی نعمتیں مال و اولاد، حکومت کی طاقت و قوت، رعب و دبدبہ عنایت کر رکھا ہے کیا یہ اس لئے ہے کہ ان نعمتوں سے وہ تیرے بندوں کو تیری راہ اختیار کرنے سے بھٹکائیں اے میرے رب! جن نعمتوں پر وہ اتنا اترا گئے ہیں تو ان کو غارت کر دے، تباہ و برباد کر دے، اور ان کے دلوں پر دائمی مہر ثبت فرما دے کہ اب یہ ایمان کی دولت حاصل ہی نہ کر سکیں اور اگر یہ ایمان لائیں بھی تو دردناک عذاب دیکھنے کے بعد لائیں جو ان کے لئے نفع بخش نہ ہو،

نوح علیہ السلام نے بھی اپنی مشرک قوم پر بد دعا کی تھی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ [۲]

ترجمہ: اور نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ، اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تم دونوں کی دعا قبول کی جاتی ہے، تم دونوں بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تبلیغ و دعوت اور فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد جاری و ساری رکھو میرے فرامین و احکام کے مطابق میری سیدھی راہ پر چلتے رہو نماز قائم کرو اور جاہل و مشرک لوگوں کے رسم و رواج، قانون کی پیروی ہرگز نہ کرو۔

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّ عَدْوًا ؕ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ

یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں

وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾

اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا،

---

[۱] تفسیر طبری ۱۷۴/۱۵

[۲] نوح ۲۶،۲۷

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

سو آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے تا کہ تو ان کے لیے نشان عبرت جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے

عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ (یونس ۹۰ تا ۹۲)

آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

فرعون کا غرق ہونا:

اللہ تعالیٰ معجزانہ طریق پر سمندر (بحر قلزم) میں بنے ہوئے بارہ خشک راستوں سے بنی اسرائیل کو بخیر وعافیت ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر نکال کر لے گیا، اتنی دیر تک پانی بلند پہاڑوں کی شکل میں کھڑا رہا جب تک کہ لاکھوں بنی اسرائیل (جن میں صرف جنگجوؤں کی تعداد چھ لاکھ تھی) کا مہاجر قافلہ اس میں سے گزر نہ گیا، فرعون اور اس کا لشکر بھی بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے کہ شکار بس قریب ہی تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ بنی اسرائیل کے تعاقب میں ان سمندری راستوں میں داخل ہو گیا، حالانکہ فرعون کو اتنی تو سمجھ ضرور ہو گی کہ سمندر کا اس طرح تقسیم ہو کر پہاڑوں کی طرح جم جانا اور درمیان میں کیچڑ کی جگہ خشک راستے بن جانا اور بنی اسرائیل کو راستہ دے دینا کسی عام انسان کے جادو کی طاقت ہرگز نہیں ہو سکتی، اس میں یقیناً موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قدرت کارفرما ہے مگر اس کی فہم وفراست رب نے معطل فرما دی، اس کی زندگی کی مہلت ختم ہونے کو تھی، رب کریم اس کو ہمیشہ کے لئے عبرت کی داستان بنانے والا تھا، جب فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں سمندر کے ان بارہ راستوں کے درمیان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حسب سابق جاری ہو جانے کا حکم صادر فرما دیا جس کی تلاطم خیز موجوں نے دیکھتے ہی دیکھتے فرعون منفتاح سمیت سارے لشکر کو غرق کر دیا جبکہ دوسرے کنارے پر کھڑے بنی اسرائیل قبطیوں کے ڈوبنے کا سارا عبرتناک منظر دیکھ رہے تھے (جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ۱۴۴۷ ق م کو پیش آیا) جب فرعون منفتاح (فرعون رعمسیس ثانی کے بیٹے) کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اب اسے اپنے ایمان کی پڑی، کہنے لگا میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں بیشک اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں، مگر جب اللہ کی گرفت ہوتی ہے تو پھر اس وقت ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ [1]

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم شریک ٹھہراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لیے کچھ بھی نفع نہ ہو سکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

---

[1] المومن ۸۵،۸۴

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اب تو تو ہماری گرفت میں آ چکا ہے اب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، جب ایمان لانے کا وقت تھا اس وقت تو محض عناد و تکبر کی بنیاد پر نافرمانیوں اور فساد انگیزیوں میں مبتلا رہا اس وقت تجھے عقل نہیں آئی، اس وقت تو تو ابلیس کا بڑا سرگرم ساتھی تھا وہ تجھے چھوڑ کر کہاں چلا گیا، اس کے خوبصورت، دلفریب وعدے کیا ہوئے اور وہ تیرے بے شمار معبود کہاں گم ہو گئے جن کی تو عبادت کرتا تھا اور لوگوں کو ان کی عبادت کا حکم دیتا تھا اب تو ہم صرف تیری لاش کو ہی بچائیں گے تا کہ تجھ جیسے نافرمان اور باغی کی لاش دیکھ کر آنے والی نسلیں عبرت حاصل کریں کہ شک و شبہ میں رہ کر، ضد و ہٹ دھرمی پر قائم رہ کر، غرور و تکبر سے گردن اونچی کر کے دعوت حق کو قبول نہ کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے، اس کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے والوں کے لئے بھی ایک نشانی ہے کہ ظلم و جبر، اس کی قوتیں اور طاقتیں چاہے کیسی ہی چھا جائیں مگر اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی سر بلند اور باطل ہمیشہ ہی سرنگوں رہتا ہے۔

۔۔۔وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۔۔۔ ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: اور اللہ کا کلمہ تو سر بلند ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان عبرت ناک نشانیوں کو دیکھ کر بھی ائندہ نسلوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو ہماری نشانیوں سے صرف نظر کریں گے، اس دنیا اور اپنی خواہشوں کے بندے بن جائیں گے، رب وحدہ لاشریک کو بھول کر گزشتہ قوموں کی طرح بے شمار باطل معبود گھڑ لیں گے، ان کے بھی ہر علاقہ کے اپنے معبود ہوں گے، وہ بھی جاہ و منصب اور طاقت و قوت اور مال و دولت کے نشہ میں غرق ہو کر آخرت کو بھول جائیں گے، وہ بھی ہماری پاکیزہ تعلیمات کو مٹانے پر کمربستہ ہوں گے اور شرک و کفر، فحاشی و بدکاری پھیلانے پر مسرور و شاداں ہوں گے مگر انہیں گزشتہ اقوام سے یہ سبق ضرور حاصل کر لینا چاہیے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا ہر چیز کو فنا ہے، جو مظلوموں کے ساتھ ہے اگر وہ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، اس کے دین کی اشاعت و نفاذ کے لئے نکلیں، اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں اس پر صبر و صلوٰۃ کے ساتھ اس قادر مطلق سے مدد مانگیں تو وہ ہمیشہ حق کو سر بلند اور باطل کو ہمیشہ مٹا کر عبرت انگیز بنا دیتا ہے۔

(فرعون کے غرق ہونے کے بعد لوگوں کو اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی، جہاں سے یہ لاش ملی اس مقام کو جبل فرعون کہتے ہیں، دستور کے مطابق ہر فرعون کو قیمتی جواہرات اور ضرورت کی اشیاء کے ہمراہ علیحدہ مقبرہ میں دفن کیا جاتا تھا مگر اس فرعون کو پانی سے نکال کر عجلت میں فرعون امنحوتب کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس مغرور و مردود فرعون منفتاح کی لاش پر سے ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن ایلٹ سمتھ نے اس کی ممی (مومیا) پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر کافی سمندری نمک لگا ہوا تھا اور ناک کے سامنے کے حصہ کے علاوہ محفوظ تھی جو مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں رکھی ہوئی اپنی بے بسی و لاچاری کا اعلان کرتی رہی، پھر برٹش میوزیم بھجوا دی گئی۔

وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا

اور ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے انھیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں، سوانہوں نے اختلاف نہیں

[۱] التوبۃ ۴۰

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم پہنچ گیا، یقینی بات ہے کہ آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ کرے گا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

جن پر وہ اختلاف کرتے تھے، پھر اگر آپ اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ

فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ

ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں، بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

آئی ہے، آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں، اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا،

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ (یونس ۹۳ تا ۹۵)

کہیں آپ خسارہ پانے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات:

فرعون کی غلامی سے نجات دے کر ہم نے بنی اسرائیل کو شام اور فلسطین کے آس پاس بہت اچھا ٹھکانا دیا اور انہیں نہایت عمدہ وسائل زندگی عطا کیے، مگر دین میں صاف صاف ہدایتوں کے باوجود انہوں نے خواہشات نفس اور اغراض کے پیچھے لگ کر دین میں اختلاف شروع کر دیا اور نئے نئے عقائد بنا کر وہ فرقوں میں تقسیم ہو گئے، ان کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی، روز قیامت یقیناً تیرا رب ان کے اختلافات کا فیصلہ فرما دے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ [۱]

ترجمہ: جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے توسط سے ان لوگوں کو جو دعوت حق کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھے فرمایا اب اگر تمہیں اس قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں کچھ بھی شک ہو تو تورات وانجیل کے حامل منصف مزاج لوگوں سے پوچھ لو وہ اس امر کی تصدیق کریں گے کہ قرآن اسی چیز کی دعوت دے رہا ہے جو پچھلے تمام انبیاء دیتے رہے ہیں، فی الواقع تیرے اوپر رب العالمین کی طرف سے حق ہی نازل ہوا ہے، لہذا تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو اور ان لوگوں میں نہ شامل ہو جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے ورنہ تو نقصان اٹھانے

[۱] الانعام ۱۵۹

والوں میں سے ہو گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَ لَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے، گو ان کے پاس تمام نشانیاں پہنچ جائیں

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ

جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں، چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یونس (علیہ السلام) کی قوم کے، جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیاوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا،

وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ (یونس ٩٦ تا ٩٨)

اور ان کو ایک وقت (خاص) تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جو کفر و معصیت الٰہی میں اتنے غرق ہو چکے ہیں کہ ان میں قبول حق کی فطری استعداد و صلاحیت ختم ہو چکی ہے اس لئے کوئی وعظ و نصیحت، کوئی دلیل و براہین ان پر اثر نہیں کرتی، اس لیے اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر میں مقدر ہو چکا ہے کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، اللہ تعالیٰ نے ہر بستی میں انسانوں پر اتمام حجت کے لئے بشر رسولوں کو کھڑا کیا مگر کوئی بستی بھی ان پر اور ان کی دعوت حقہ پر ایمان نہ لائی جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوتا اور ہر قوم بالآخر اپنی سرکشی، غرور و تکبر کی وجہ سے رب کے عذاب کی مستحق بنی اور انہیں عبرت کا نشان بنا دیا گیا، جیسے فرمایا:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٠﴾ [1]

ترجمہ: افسوس! بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٥٢﴾ [2]

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔

حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الأُمَّةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ العَشَرَةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الخَمْسَةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ، قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، هَؤُلاَءِ أُمَّتِي؟ قَالَ: لاَ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ، قَالَ: هَؤُلاَءِ أُمَّتُكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں، کسی نبی کے ساتھ تو پوری امت گزری، کسی

[1] یٰسین ٣٠

[2] الزاریات ٥٢

کے ساتھ چند آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے اور کوئی نبی تنہا گزرا، اتنے میں ایک بڑا گروہ آیا میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے کہا نہیں یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے، آپ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھیں میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ تھا مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھیں دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے، مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے۔ [1]

البتہ ان ہزاروں قوموں میں صرف یونس علیہ السلام کی قوم جو موصل کی بستی نینویٰ میں رہتی تھی دنیا میں واحد مثال ہے کہ انہوں نے بھی دعوت حقہ اور رسول کا انکار کیا تو یونس علیہ السلام نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا کہ فلاں دن تم پر عذاب نازل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر خود وہاں سے چلے گئے، یونس علیہ السلام کے کہنے کے مطابق اسی گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب بادل کی طرح امنڈ آیا، عذاب کے ابتدائی آثار دیکھ کر آشوری ڈر گئے، اور اپنے بچوں، عورتوں حتیٰ کہ جانوروں کو لیکر ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب کے سب لوگوں نے باطل معبودوں سے تائب ہو کر رب حقیقی کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار کر لیا اور بارگاہ الٰہی میں عاجزی و انکساری سے توبہ و استغفار شروع کر دیا، عذاب دیکھ کر ایمان لانا نافع نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و حکمت سے آشوریوں کے توبہ و استغفار اور ایمان کو قبول فرمایا اور انہیں اپنے اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا، چونکہ یونس علیہ السلام دعوت دین کی حجت قائم ہونے سے پہلے ہی بغیر اذن اللہ ہجرت کر گئے تھے اور رب کریم اس وقت اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا جب تک اتمام حجت قائم نہ ہو جائے اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف نے اس قوم کو عذاب دینا پسند نہ فرمایا اور ان لوگوں کی توبہ قبول فرما کر ان سے دنیاوی رسوائی کا عذاب ٹال دیا اور موت کی گھڑیوں تک دنیاوی فائدے بھی دیئے جن سے وہ بہرہ مند ہوئے،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ} [2] يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ هَذَا فِي الْأُمَمِ قَبْلَهُمْ لَمْ يَنْفَعْ قَرْيَةٌ كَفَرَتْ ثُمَّ آمَنَتْ حِينَ حَضَرَهَا الْعَذَابُ فَتُرِكَتْ، إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا فَقَدُوا نَبِيَّهِمْ وَظَنُّوا أَنَّ الْعَذَابَ قَدْ دَنَا مِنْهُمْ، قَذَفَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ التَّوْبَةَ وَلَبِسُوا الْمُسُوحَ وَأَلْهَوْا بَيْنَ كُلِّ بَهِيمَةٍ وَوَلَدِهَا، ثُمَّ عَجُّوا إِلَى اللَّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً. فَلَمَّا عَرَفَ اللَّهُ الصِّدْقَ مِنْ قُلُوبِهِمْ، وَالتَّوْبَةَ، وَالنَّدَامَةَ عَلَى مَا مَضَى مِنْهُمْ، كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ بَعْدَ أَنْ تَدَلَّى عَلَيْهِمْ.

قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ "چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس ؑ کی قوم کے، جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیاوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت (خاص) تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا۔" کی تفسیر میں لکھا ہے قوم یونس کے سوا ایسی اور کوئی قوم نہیں کہ اس نے پہلے کفر کیا ہو اور عذاب الٰہی کو دیکھنے کے بعد ایمان لائی ہو اور اسے چھوڑ دیا گیا ہو اور اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو، قوم یونس نے جب یہ دیکھا کہ ان کے نبی موجود نہیں ہیں

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ: يَدْخُلُ الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۶۵۴۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ۵۲۶

[2] یونس: ۹۸

اور اللہ کا عذاب قریب آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اب ان کے لیے توبہ کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے تو انہوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن لیے اور جانوروں کو ان کے بچوں سے الگ کر دیا اور چالیس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے اور فریادیں کرتے رہے، جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کے لیے صدق دل سے توبہ اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر منڈلاتے ہوئے عذاب کو دور فرما دیا۔[۱]

چنانچہ رب کریم نے فرمایا اگر دوسری قوم میں بھی اپنی گمراہی سے تائب ہو کر ہمارے حضور جھک جاتیں تو ہم انہیں بھی اپنی رحمت سے معاف فرما دیتے، مگر وقت کے ساتھ ساتھ آشوریوں نے جنہوں نے اللہ کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا شرک اور بد اخلاقیوں میں مبتلا ہو گئی، آشوریوں (اسیریا) کے اس وقت کے نبی ناحوم (۷۲۰ قبل مسیح تا ۶۹۸ قبل مسیح) نے انہیں راہ راست پر رکھنے کی بڑی کوشش کی مگر ان کی آنکھوں پر ابلیس نے ایسی پٹی باندھی تھی کہ وہ متنبہ نہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ایک اور نبی جن کا نام صفنیاہ (۶۴۰ قبل مسیح تا ۶۰۹ قبل مسیح) بیان کیا جاتا ہے ان کی طرف مبعوث فرمایا اپنے پیشرو کی طرح انہوں نے بھی اس قوم کو ہر طور صراط مستقیم پر لانے کی جدوجہد کی مگر قوم کی آنکھیں اور کان بہرے ہو گئے، چنانچہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر ثبت کر دی، آخر ایک لمبی مدت تک مہلت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۶۰۲ ق م میں میڈیا والوں کی شکل میں ان پر عذاب بھیجا، میڈیا کا بادشاہ شاہ بابل کی مدد و قوت جمع کر کے آشوریوں کے علاقوں پر چڑھ دوڑا، آشوری اتنی بڑی طاقت و قوت سے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور شکست کھا کر اپنے پایہ تخت نینویٰ جو ۶۰ میل کے دور میں پھیلا ہوا تھا میں محصور ہو کر میڈیا والوں کا مقابلہ کرتے رہے مگر کب تک جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹانا چاہا تو دریائے دجلہ میں طغیانی آ گئی جس سے شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی جس سے میڈیا والوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقعہ مل گیا، میڈیا والوں نے ہزاروں آشوریوں کو تہہ تیغ کر کے پورے شہر اور آس پاس کے علاقوں کو آگ لگا دی، بادشاہ سلامت کو فرار کا موقعہ نہ مل سکا، میڈیا والوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر تہہ تیغ ہونا یا تنگ و تاریک زنداں میں ذلت کی زندگی گزارنا ناپسند کر کے اس نے خود ہی اپنے محل کو آگ لگا دی اور جل کر ہلاک ہو گیا، اس تباہی کے ساتھ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے آشوریوں کی سلطنت اور ان کا تہذیب و تمدن ہمیشہ کے لئے عبرت نگاہ بنا دیا۔

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ

اور اگر آپ کا رب چاہتا تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں

حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں، حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں،

وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (یونس ۱۰۰،۹۹)

اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی ڈال دیتا ہے۔

---

[۱] تفسیر طبری ۷؍۲۰۵

رسول اللہ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ سب لوگ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر دین حق قبول لیں،اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ!اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی کہ زمین میں سب ایک ہی دین پر کاربند اور اطاعت گزار ہی ہوں اور کفر و نافرمانی کا سرے سے کوئی وجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (۱)

ترجمہ:بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے،اسی (آزادی انتخاب واختیار اور امتحان) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنّم کو جن اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

...اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا... ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ:پھر کیا اہل ایمان مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دے دیتا؟۔

مگر یہ اس کی حکمت ومصلحت کا تقاضا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ ایمان لائیں اور بعض لوگ کافر رہیں، پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ دعوت حقہ پر ایمان لے آئیں ؟یعنی آپ اس پر قدرت رکھتے ہیں نہ آپ کے بس میں ہے اور نہ یہ چیز غیر اللہ کے اختیار و قدرت میں ہے ،ہدایت وضلالت اللہ کے اختیار میں ہے،اس کی مشیت وارادہ کے بغیر کوئی متنفس ایمان نہیں لا سکتا اور نہ ہی راہ راست اختیار کر سکتا ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (۳)

ترجمہ:اے نبی (ﷺ) تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

...فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ... ﴿۸﴾ (۴)

ترجمہ:حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ... ﴿۲۷۲﴾ (۵)

ترجمہ:اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمّے داری تم پر نہیں ہے ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

---

(۱) ھود۱۱۹،۱۱۸

(۲) الرعد۳۱

(۳) القصص۵۶

(۴) فاطر۸

(۵) البقرة۲۷۲

پس بندوں میں سے جو اس کے قبول کرنے کے قابل ہوتا ہے تو ایمان اس کے پاس پھلتا پھولتا ہے، اللہ اس کو توفیق سے نوازتا اور اس کی رہنمائی فرماتا ہے اس لئے اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو کیا تم خود کو ہلاک کر ڈالو گے، جیسے فرمایا

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳ [1]

ترجمہ: اے نبی (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)! شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ حق کے طالب بن کر اللہ کی آیات پر غور و تدبر نہیں کرتے، اللہ کے اوامر و نواہی اور اس کے نصائح و مواعظ پر کان نہیں دھرتے، تعصّبات کے پھندوں سے نکلنا ہی نہیں چاہتے اور خود کو نجاستوں کا اہل بناتے ہیں تو اللہ ان کے نصیب میں یہی لکھ دیتا ہے اور وہ عذاب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ

آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں

وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ

اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں، سو وہ لوگ صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۰۲ ثُمَّ نُنَجِّيْ

چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں، پھر ہم اپنے

رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ (یونس ۱۰۱تا۱۰۳)

پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

دعوت غور و فکر:

اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان لوگوں کو جو معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں ان سے کہو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ تخلیق کیا ہے انہیں تفکر اور عبرت کی آنکھوں سے دیکھو تو تمہیں ہر سو بے حد و حساب نشانیاں پھیلی ہوئی نظر آئیں گی جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود محمود ہے، وہی صاحب جلال و اکرام اور عظیم اسماء و صفات کا مالک ہے، ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کیا بغیر ستونوں کے بلند و بالا آسمان اور اس کی وسعت اللہ کی نشانی نہیں ہے، کیا آسمان کے نیچے دہکتا روشن سورج اور میٹھی روشنی والا چاند اللہ کی نشانی نہیں ہے، کیا دن و رات کا اختلاف اللہ کی نشانی نہیں ہیں، کبھی دن کا چھوٹا ہونا اور کبھی راتوں کا چھوٹا ہونا کیا اللہ کی نشانی نہیں ہے، کیا مختلف موسموں کا بدلنا اور موسم کے حساب سے نباتات کا پیدا ہونا اللہ کی نشانی نہیں ہے، آسمان سے بارش کا برسنا اور اس ایک پانی سے مردہ زمین کا ہرا بھرا ہونا اور طرح طرح

---

[1] الشعراء ۳

کے نباتات اور مختلف ذائقوں، رنگوں اور خوشبو دار پھل ومیوہ جات پیدا کرنا اللہ کی نشانی نہیں ہے، دریاؤں کا بلندیوں سے بہنا اور سمندر میں کھاری پانی کے ساتھ میٹھا پانی بہنا اللہ کی نشانی نہیں ہے، کیا چھوٹی بڑی کشتیوں کا پانی پر تیرنا اللہ کی نشانی نہیں ہے، زمین پر چلنے والے پالتو جانور، جنگلوں میں طرح طرح کے درندے، بے شمار رنگ برنگے حشرات الارض، ہوا میں اڑتے رنگا رنگ پرندے اور دریاؤں اور سمندروں کی مخلوقات کیا اللہ کی نشانی نہیں ہیں، مگر جو لوگ ہر طرح کے دلائل وبراہین اور نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود ایمان لانا ہی نہیں چاہتے، جن میں طلب حق اور قبول حق کی آمادگی ہی نہیں ہے، ان کے لئے نشانیاں اور دھمکیاں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں، اب کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر بھی اسی طرح عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا جائے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا جا چکا ہے، اگر اسی بات کا انتظار ہے تو تم اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں، ایسے لوگوں کی آنکھیں اس وقت کھلا کرتی ہیں جب اللہ کا قہر وغضب اپنی ہولناک سخت گیری کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑتا ہے، جیسے فرعون نے ڈوبتے وقت اپنے ایمان کا اظہار کیا تھا۔

حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۹۰ [۱]

یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اس وقت ہم اپنی سنت کے مطابق اپنے رسولوں کو اور اہل ایمان کو اس عذاب سے بچا لیا کرتے ہیں، اور ہم پر یہ واجب ہے کہ مومنوں کو ہم نجات دیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى العَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا، اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ [۲]

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ

جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے، اور مجھ کو یہ حکم ہوا

---

[۱] یونس ۹۰

[۲] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۷۴۰۴، صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ ۶۹۶۹، صحیح ابن حبان ۶۱۴۳، مسند احمد ۷۵۲۸

أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَ أَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ

ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں،اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینا

وَ لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۵﴾ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ

اور کبھی مشرکوں میں سے نہ ہونا،اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے،

فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَ إِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے،اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے

لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۚ وَ إِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيبُ بِهٖ

اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہیے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں،وہ اپنا فضل

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۷﴾ (یونس ۱۰۴تا۱۰۷)

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

جس مضمون کو شروع میں بیان کیا گیا تھا اسی پر ختم کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! بیانگ دھل اعلان کر دو کہ لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن خود ساختہ ہستیوں کی بندگی و اطاعت کرتے ہو میں ان کی بندگی نہیں کرتا۔

لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو۔

کیونکہ نہ یہ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ موت پر ان کو قدرت ہے اور نہ ہی مرے ہوئے کو زندہ کر سکتے ہیں، نہ یہ کسی کو رزق دے سکتے ہیں اور نہ اللہ کا عطا فرمایا ہوا رزق روک سکتے ہیں اور نہ ہی تدبیر کائنات میں ان کا کوئی اختیار ہے، بلکہ میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرتا ہوں جو کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے، جس کے قبضے میں تمہاری موت و حیات ہے، جس نے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کی ہے اور اس میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے اور یوم الدین کو اسی کی طرف تم جمع ہونے والے ہو، پس وہی اکیلا اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوا جائے، اسی سے اپنی فریادیں اور التجائیں کی جائیں اور اسی پر بھروسہ رکھا جائے، خطاب اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو ہے مگر اصل مخاطب امت محمدیہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کامل ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ میں ہر طرف سے منہ موڑ کر مکمل طور پر اس دین پر قائم ہو جاؤں اور ہرگز ہرگز ان لوگوں میں ہرگز شامل نہ ہوں جو اللہ کی ذات و صفات اس کے حقوق و اختیارات اور افعال میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکاروں جو مجھے نہ

[1] الکافرون ۲

فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، جو خود اپنی زندگی وموت پر بھی اقتدار نہیں رکھتے کجا کسی اور کی زندگی وموت کے مختار ہوں، اگر میں ایسا کروں گا تو ظالموں میں سے ہو جاؤں گا، اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، جیسے فرمایا:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ... ۝۲ [1]

ترجمہ: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لئے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں۔

وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اعمال سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے، اس لیے جو شخص راہ راست پر آ جائے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۰۸ؕ

سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آئے گا اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا اسی پر پڑے گا اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا،

وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ

اور آپ اس کا اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے،

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۱۰۹ع (یونس۱۰۹،۱۰۸)

اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔

اے محمد ﷺ! کہہ دو کہ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے جلیل القدر کلام قرآن کریم آ چکا ہے جو حق و باطل کے درمیان واضح فرق اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اب جو راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لئے فائدہ مند ہے اور وہ روز قیامت اللہ کے عذاب سے بچ جائے گا اور جو گمراہی کی راہ اختیار کرے گا اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور روز قیامت جہنم کے دردناک عذاب کا مستحق ہوگا، یعنی اگر کوئی راہ راست اختیار کرتا ہے تو اس سے اللہ کی طاقت میں اضافہ نہیں ہو جائے گا اور اگر کوئی کفر و ضلالت اختیار کرتا ہے تو اس کی حکومت وطاقت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا، اور میں ایک داعی ہوں میرا کام اہل ایمان کو خوشخبری دینا اور نافرمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانا ہے میں اس بات کا مکلف نہیں ہوں کہ تمہارے اعمال کی نگرانی کروں اور ان کا حساب کتاب رکھوں، اور اے نبی ﷺ! تم اس ہدایت کی پیروی کیے جاؤ جو تمہاری طرف بذریعہ وحی بھیجی جارہی ہے، وہ جس چیز سے روکا جائے رک جائیں اور کسی چیز میں کوتاہی نہ کریں، اور وحی

[1] فاطر ۲

کی اطاعت واتباع میں جو تکالیف آئیں، مخالفین کی طرف سے جو ایذائیں پہنچیں اور دعوت حق کی راہ میں جن دشواریوں سے گزرنا پڑے ان پر صبر کریں اور ثابت قدمی سے سب کا مقابلہ کریں، یہاں تک کہ اللہ آپ کے اور آپ کی تکذیب کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کر دے اور اس کا فیصلہ کامل عدل وانصاف پر مبنی ہے جو قابل تعریف ہے۔

ابوطالب کی وفات

وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ بِضْعٍ وَثَمَانِينَ سَنَةً

ابوطالب کی عمر اسی سال سے زیادہ ہو چکی تھی، سفا کانہ عہد نامہ پھاڑنے کے چھ ماہ بعد وہ بیمار ہو گئے تو رجب میں جب مرض نے شدت اختیار کر لیا

أَن أَبَا طَالب لما حَضرته الْوَفَاة دَعَا بني عبد الْمطلب فَقَالَ لن تزالوا بِخَير مَا سَمِعْتُمْ من مُحَمَّد وَمَا اتبعتم امْرَهُ فَاتَّبِعُوهُ وأعينوه ترشدوافقال له رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عند ذلك: تأمرهم بالنصيحة وتدعها لنفسك؟! فقال له عمه: أجل لو سألتني هذه الكلمة وأنا صحيح لما لا تبعتك على الذي تقول، ولكني أكره الجزع عند الموت وترى قريش أني أخذتها عند الموت، وتركتها وأنا صحيح

جب ابوطالب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے بنو عبد المطلب کو بلایا اور انہیں نصیحت کی کہ تم جب تک محمد (ﷺ) کی بات مانتے رہو گے اور اس کا اتباع کرتے رہو گے تب تک بھلائی پر رہو گے، چنانچہ تم پر لازم ہے کہ ان کا اتباع وتصدیق کرو اور ان سے ہدایت حاصل کرو رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا آپ دوسروں کو نصیحت کر رہے ہیں اور خود کو چھوڑ رہے ہیں، تو چچا نے آپ ﷺ سے کہا اگر میں اس کلمہ کو صحیح جانتا تو جو تم کہتے ہیں اس کی اتباع کرتا مگر میں موت کے وقت یہ کہنا پسند نہیں کرتا تا کہ میرے بعد قریش یہ کہتے پھریں کہ ابوطالب نے اپنی زندگی میں تو کلمہ کا اقرار نہیں کیا لیکن موت کے خوف سے یہ کلمہ پڑھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی " اے نبی (ﷺ) تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ "[1]

مَشَوْا إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَكَلَّمُوهُ، وَهُمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِ: عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَأَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فِي رِجَالٍ مِنْ أَشْرَافِهِمْ،فَقَالُوا: يَا أَبَا طَالِبٍ، إِنَّكَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَا تَرَى، وَتَخَوَّفْنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ عَلِمْتَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَ ابْنِ أَخِيكَ، فَادْعُهُ، فَخُذْ لَهُ مِنَّا، وَخُذْ لَنَا مِنْهُ، لِيَكُفَّ عَنَّا، وَنَكُفَّ عَنْهُ، وَلِيَدَعَنَا وَدِينَنَا، وَنَدَعَهُ وَدِينَهُ ،فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو طَالِبٍ، فَجَاءَهُ، فَقَالَ: يَا بن أَخِي: هَؤُلَاءِ أَشْرَافُ قَوْمِكَ، قَدْ اجْتَمَعُوا لَكَ، لِيُعْطُوكَ، وَلِيَأْخُذُوا مِنْكَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ ، كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ، وَتَدِينُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ

---

[1] سیرۃ ابن اسحاق ۲۳۷/۱، السیرۃ الحلبیۃ ۴۹۷/۱

قریش کو جب اندازہ ہوا کہ ابوطالب کی رحلت کا وقت قریب آ لگا ہے تو تقریباً پچیس معززین جن میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب شامل تھے ابوطالب کے پاس آئے، اور کہا اے ابوطالب! قریش میں آپ کا جو مرتبہ ومقام ہے وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں، اس وقت آپ بیماری کی جس حالت سے گزر رہے ہیں وہ بھی آپ بخوبی جانتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ آپ اس بیماری سے جانبر نہ ہوسکیں گے، ہمارے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے درمیان جو معاملہ چل رہا ہے اس سے بھی آپ خوب واقف ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو بلائیں اور ان کے بارے میں ہم سے عہد وپیمان لیں اور ہمارے بارے میں انہیں کسی عہد وپیمان کا پابند کریں، یعنی وہ ہمیں ہمارے آبائی دین پر چھوڑ دے اور ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیں، قریش کے وفد کی بات سن کر ابوطالب نے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلوایا، جب آپ وہاں تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! یہ تمہارے قبیلہ قریش کے معززین یہاں جمع ہیں اور آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو، چچا کی بات سن کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے معززین قریش سے فرمایا اگر میں اس سے بھی بہتر بات آپ کے سامنے پیش کروں جسے آپ قبول کرلیں تو عرب وعجم کے بادشاہ بن جائیں گے اور عجم مغلوب ہوکر انہیں جزیہ پیش کریں گے۔ (۱)

فَقَالَ:يَا عَمِّ إِنِّي إِنَّمَا أُرِيدُهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ، وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ

ایک روایت ہے اپنے چچا کو مخاطب ہوکر فرمایا میں ان کے سامنے وہ بات پیش کرنا چاہتا ہوں جسے اگر یہ قبول کرلیں تو سارا عرب ان کے زیر فرمان ہوجائے اور اہل عجم مغلوب ہوکر انہیں جزیہ ادا کریں۔ (۲)

قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو طَالِبٍ،فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: يا بن أَخِي، هَؤُلَاءِ مَشْيَخَةُ قَوْمِكَ وَسَرَوَاتُهُمْ، وَقَدْ سَأَلُوكَ النَّصَفَ، أَنْ تَكُفَّ عَنْ شَتْمِ آلِهَتِهِمْ وَيَدَعُوكَ وَإِلَهَكَ، قَالَ: أَيْ عَمِّ، أَوَلَا أَدْعُوهُمْ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهَا؟ قَالَ: وَإِلَامَ تَدْعُوهُمْ؟ قَالَ: أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَتَكَلَّمُوا بِكَلِمَةٍ تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ، وَيَمْلِكُونَ بِهَا الْعَجَمَ

ایک روایت ہے ابوطالب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلا بھیجا جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہاں داخل ہوئے تو ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! یہ ہماری قوم کے بڑے اور سردار ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس بات پر متفق ہوجائیں کہ آپ ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں اور وہ تمہیں اور تمہارے خدا کو چھوڑ دیتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ابوطالب سے مخاطب ہوکر کہا اے چچا! آپ انہیں اس بات کی طرف کیوں نہ بلائیں جو ان کے حق میں بہتر ہے، ابوطالب نے کہا آپ انہیں کس بات کی طرف بلانا چاہتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں انہیں ایک ایسی بات کی طرف دعوت دیتا ہوں جسے یہ قبول کرلیں تو جزیرۃ العرب ان کے زیرنگیں ہوجائے اور اہل عجم پر ان کی بادشاہت قائم ہوجائے۔ (۳)

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ ،كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ، وَتَدِينُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَم، قَالَ: فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: نَعَمْ وَأَبِيكَ، وَعَشْرَ كَلِمَاتٍ ،قَالَ: تَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَتَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ،قَالَ:

(۱) السيرة النبوة لابن كثير ۲/۱۲۴

(۲) مسند احمد ۲۰۰۸

(۳) تاریخ طبری ۲/۳۲۴

فَصَفَّقُوا بِأَيْدِيهِمْ، ثُمَّ قَالُوا: أَتُرِيدُ يَا مُحَمَّدُ أَنْ تَجْعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا، إِنَّ أَمْرَكَ لَعَجَبٌ!(قَالَ) : ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا هَذَا الرَّجُلُ بِمُعْطِيكُمْ شَيْئًا مِمَّا تُرِيدُونَ، فَانْطَلِقُوا وَامْضُوا عَلَى دِينِ آبَائِكُمْ، حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ،قَالَ: ثُمَّ تَفَرَّقُوا

ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اے معززین قریش! آپ لوگ صرف ایک بات قبول کرلیں تو آپ عرب کے بادشاہ بن جائیں گے اور عجم آپ کے زیر فرمان ہو گا،الغرض آپ کی بات سن کر معززین قریش سٹپٹائے اور شش و پنج میں مبتلا ہو گئے کہ محمد ﷺ وہ کیا بات پیش کرنا چاہتے ہیں جسے قبول کرنے سے ہم عرب وعجم کے بادشاہ بن سکتے ہیں، کچھ توقف کے بعد ابوجہل نے پوچھا ٹھیک ہے آپ وہ بات بتلائیں ہم ایسے دس کلمات ماننے کو تیار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا آپ لوگ معبودان باطلہ کی پرستش چھوڑ کر کلمہ لاالٰہ الااللہ کو قبول کرلیں تو عرب وعجم کے مالک بن جائیں گے،یہ بات سن کر وہ لوگ تالیاں پیٹنے لگے اور کہا اے محمد ﷺ! آپ بڑی عجیب بات کرتے ہو،آپ تو چاہتے ہی یہ ہو کہ ہم اپنے تمام معبودوں کو ترک کر کے بس ایک ہی الہٰ بنالیں،یہ تو بڑا عجیب معاملہ ہے، پھر ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہا واللہ! محمد تو تمہاری کوئی بات ماننے کو تیار نہیں،تم لوگ اپنے آبائی دین پر مضبوطی سے جم جاؤ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے،پھر وہ گھر سے نکل کر اپنی اپنی راہ پر چل پڑے۔[1]

جب ابوطالب کا آخری وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے کامل خیرخواہی کے ساتھ اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ ہمدرد اور غمگسار چچا کلمہ لاالٰہ الااللہ پڑھ لے تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور روز قیامت اللہ سے ان کی مغفرت کی سفارش کر سکیں،

أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيّةَ، فَقَالَ:يَا عَمّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَك بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَابْنُ أَبِي أُمَيّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلّةِ عَبْدِ الْمُطّلِبِ

مروی ہے ابوطالب کی موت کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہوئے لیکن وہاں دوسرے رؤسائے قریش کے ساتھ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ کلمہ لاالٰہ الااللہ کو پڑھ لیں تاکہ قیامت کے روز میں اللہ کی بارگاہ میں گواہی دوں اور آپ کی شفاعت کرسکوں،ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ کہنے لگے اے ابوطالب! کیا تو اپنے باپ عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جائے گا؟ابوطالب کی زبان سے آخر کلمہ یہی نکلا کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی جان دیتا ہوں اس طرح کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہو گیا۔[2]

أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ المُغِيرَةِ، فَقَالَ:أَيْ عَمِّ قُلْ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ " فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[1] ابن ہشام۴۱۷؍۱، الروض الانف۱۷؍۴،عیون الآثر ۱۵۲؍۱

[2] الروض الانف۱۹؍۴

وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ ، وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ} [1] وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ} [2]

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے (اس وقت) ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی موجود تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے میرے چچا! صرف ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیجئے تو میں اللہ کے ہاں اس کی وجہ سے (آپ کی بخشش کے لئے) عرض ومعروض کرنے کا مستحق ہو جاؤں گا تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب تم عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) حتیٰ کہ ابوطالب نے ان سے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "نبی اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے قرابتدار ہوں جب کہ انہیں یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔" اور خاص ابوطالب کے لیے یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ " آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔" [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ: قُلْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ القِيَامَةِ فَقَالَ: لَوْلاَ أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ أَنَّ مَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الجَزَعُ، لأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ}.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا، ابوطالب نے کہا اگر مجھے قریش کے اس طعنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے یہ کلمہ پڑھ لیا تو میں اسے کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کر دیتا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت "آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔" نازل فرمائی۔ [4]

---

[1] التوبۃ: ۱۱۳

[2] القصص: ۵۶

[3] صحیح بخاری کتاب تفسیر سورۃ القصص بَابُ قَوْلِهِ إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۴۷۷۲، سیرۃ ابن اسحاق ۱/۲۳۸

[4] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ القَصَصِ ۳۱۸۸

قَالَ: لَمّا مَاتَ أَبُو طَالِبٍ اسْتَغْفَرَ لَهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال :لَأَسْتَغْفِرَنّ لك حَتّى أُنْهَى! فَاسْتَغْفَرَ الْمُسْلِمُونَ لِمَوْتَاهُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحابُ الْجَحِيمِ

جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان کی نعش سے مخاطب ہو کر کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو بخش دے، جب تک اللہ مجھے منع نہ کر دے میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا، یہ سن کر تمام مسلمان اپنے ان مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے جو شرک پر مرے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ’’نبی اور مومنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کی مغفرت کی دعا کیا کریں اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ مشرکین دوزخی ہیں۔‘‘[1]

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ: اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ حَدَثًا حَتَّى تَأْتِيَنِي، فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ، فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ، وَدَعَا لِي، وَذَكَرَ دُعَاءً لَمْ أَحْفَظْهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے (جب میرے والد ابوطالب کا انتقال ہوا تو) میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے بوڑھے اور گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا ہے اب انہیں کون (زمین میں) چھپائے (دفن کرے) آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو (زمین میں) چھپاؤ (دفن کرو) اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا، میں ان کو دفنانے کے بعد آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، پس آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم فرمایا پس میں نے غسل کیا اور اپنے میرے لیے (صبر و تحمل) دعا فرمائی لیکن وہ دعا مجھے یاد نہیں۔[2]

ابوطالب کے چار بیٹے تھے طالب، عقیل، جعفر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، کیونکہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اس لیے جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے چھوڑے ہوئے ورثہ کے وارث نہ ہوئے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عقیل اور طالب ابوطالب کے وارث ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی چیز کے بھی وارث نہ ہوئے اس لئے کہ وہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے۔[3]

حَدَّثَنَا العَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا وہ

---

[1] مغازی واقدی ۱۰۴۷/۳

[2] سنن ابوداودکتاب الْجَنَائِزِ بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ ۳۲۱۴، سنن نسائی كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ ۲۰۰۸

[3] صحيح بخارى كِتَابُ الحَجِّ بَابُ تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ، وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا، وَأَنَّ النَّاسَ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً ۱۵۸۸

آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے دوسروں پر غصہ ہوجاتے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں! وہ جہنم میں کم گہرائی پر ہیں اگر میں نہ ہوتا وہ جہنم کے سب سے پست طبقہ میں ہوتے۔(۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ:لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا(ابوطالب) کا ذکر ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ امید ہے قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کچھ نفع دے جائے گی کہ وہ آگ کے درمیان درجہ میں کر دیئے جائیں گے کہ آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔(۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ مُنْتَعِلًا بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جہنمیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا انہیں آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے ان کا دماغ ابلنے لگے گا۔(۳)

ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کی وفات

رمضان المبارک ۱۰بعثت نبوی

وَكَانَتْ خَدِيجَةُ وَزِيرَةَ صِدْقٍ عَلَى الإِسْلامِ ، كَانَ يَسْكُنُ إِلَيْهَا

ابن ہشام کہتے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا فروغ اسلام کے سلسلے میں انتہائی اخلاص کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کرتی تھیں اور مشکل حالات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سکون کا سامان فراہم کرتی تھیں۔(۴)

فَكَانَ لا يَسْمَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَيْئًا يَكْرَهُهُ مِنْ رَدٍّ عَلَيْهِ وَتَكْذِيبٍ لَهُ إِلا فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا، تُثَبِّتُهُ وَتُصَدِّقُهُ، وَتُخَفِّفُ عَنْهُ، وَتُهَوِّنُ عَلَيْهِ مَا يَلْقَى مِنْ قَوْمِهِ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ ہوتا وہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہوجاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔(۵)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ ۳۸۸۳

(۲) صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ ۳۸۸۵

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا ۵۱۵ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۴۸؍۲،عیون الآثر ۱۵۳؍۱، تاریخ الخمیس ۳۰۰؍۱،السیرۃ الحلبیۃ ۴۹۵؍۱

(۴) عیون الاثر ۱۵۱؍۱،ابن ہشام ۴۱۶؍۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۵۲؍۲،السیر والمغازی لابن اسحاق ۲۴۳؍۱

(۵) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب ۱۸۱۹؍۴، ابن ہشام ۲۴۰؍۱،عیون الاثر ۱۱۰؍۱

مگر جب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب بنو ہاشم سے باہر آئیں تو مسلسل تکالیف و مصائب کے باعث ان کی صحت دن بدن خراب ہوتی گئی آخر کار نکاح کے بعد پچیس سال زندہ رہ کر رمضان المبارک یا شوال دس بعثت نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل اس عدم ہستی نما سے ہستی عدم نما کو انتقال فرما گئیں،

بعض کے نزدیک ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، ابو طالب کی وفات کے تین دن کے بعد فوت ہوئیں۔

وتوفيت خديجة رضي الله عنها بعد أبي طالب بثلاثة أيام

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو طالب کی وفات کے تین دن کے بعد فوت ہوئیں۔ ①

وتوفيت خديجة بعده بثلاثة أيام

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا تین دن کے بعد فوت ہوئیں۔ ②

بعض کے نزدیک دو ماہ بعد فوت ہوئیں،

وقيل: كان بين موت أبي طالب وموت خديجة شهر وخمسة أيام

بعض کے نزدیک ابو طالب کی وفات کے ایک ماہ پانچ دن بعد ہوئی۔

وقيل: كان بين موت أبي طالب وموت خديجة شهر وخمسة أيام.

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ابو طالب کی وفات کے ایک ماہ پانچ دن بعد ہوئی۔ ③

تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ سَنَةً

مگر مشہور یہی ہے کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ نبوی کے رمضان المبارک میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔ ④

ایک روایت میں ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر ۶۴ سال چھ ماہ تھی،

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا جو ایک نیک و وفادار بیوی کا اعلیٰ نمونہ تھیں

وَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ آمَنْ باللَّه وَبِرَسُولِهِ، وَصَدَّقَ بِمَا جَاءَ مِنْهُ

جنہوں نے سب سے پہلے بلا تردد اللہ وحدہ لا شریک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا اس کی تصدیق کی۔ ⑤

---

① المحبر ۱۱/۱

② الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/۳۷

③ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/۳۸

④ ابن سعد ۸/۱۵

⑤ ابن ہشام ۱/۲۴۰

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلتیں ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ، أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيهِ، وَلاَ نَصَبَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا کوئی مشروب ہے جب وہ آپ کے پاس آ پہنچیں تو آپ انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دیں جس میں نہ شور و شغب ہو گا نہ درماندگی و تکان۔ (1)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِخَدِيجَةَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي، فَقَالَ: بَشِّرْ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے محل کی بشارت دوں جو موتی کا ہو گا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہو گی۔ (2)

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ:أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَقْرِئْ خَدِيجَةَ السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا خَدِيجَةُ، هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ مِنْ رَبِّكَ،فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: اللَّهُ السَّلَامُ، وَمِنْهُ السَّلَامُ، وَعَلَى جِبْرِيلِ السَّلَامُ

ابن ہشام کہتے ہیں جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تمہیں تمہارے رب کا سلام پہنچا رہے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ سلام ہے اور اسی سے سلامتی ہے اور جبرائیل علیہ السلام پر بھی سلام ہو۔ (3)

وَهَذِهِ خَاصَّةٌ لَا تُعْرَفُ لِامْرَأَةٍ سِوَاهَا

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور عورت کو میسر نہیں ہوئی۔ (4)

ان کی اچانک رحلت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین تھے،

(1) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۸۲۰، مسند احمد ۷۱۵۶

(2) مسند احمد ۱۷۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷۶۸، مستدرک حاکم ۴۸۴۸، مسند ابویعلی ۶۷۹۵، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۵۲۷۴

(3) ابن ہشام ۲۴۱/۱

(4) زاد المعاد ۱۰۲/۱

وَدُفِنَتْ فِي الْحَجُونِ

آپ ﷺ نے انہیں بمقام حجون دفن کیا۔ (۱)

ونزلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قبرها

رسول اللہ ﷺ انہیں قبر میں لٹانے کے لئے خود قبر کے اندر اترے تھے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جو تعلق وانس تھا وہ آپ عمر بھر نہ بھول سکے اور ہمیشہ ان کی تعریف فرماتے رہتے تھے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا کی بہترین خواتین مریم بنت عمران اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بن خویلد ہیں۔ (۳) شعب بنی ہاشم کی محصوری کے بعد آپ وفات پا گئیں اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے آپ کی شادی مدینہ منورہ میں انجام پائی، اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ ﷺ اکثر وبیشتر ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کرتے رہتے تھے، خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو کتنی محبت تھی اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، أُخْتُ خَدِيجَةَ، عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَالَةَ، قَالَتْ: فَغِرْتُ، فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد جن کی آواز خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت مشابہت رکھتی تھی تشریف لائیں اور اندر آنے کی اجازت چاہی، رسول اللہ ﷺ ان کی آواز سن کر تڑپ اٹھے اور فرمایا اللہ یہ ہالہ ہو، خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چاہے فوت ہو چکی تھیں مگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوکن تھیں رسول اللہ ﷺ کی یہ تڑپ دیکھ کر بولیں آپ قریش کی ایک بوڑھی عورت کو اتنا یاد کرتے ہیں جسے فوت ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے اور اللہ نے آپ ﷺ کو اس سے اچھی بیوی دے دی۔ (۴)

فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَذْكُرُهَا بَعْدَ هَذَا إِلَّا بِخَيْرٍ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سنکر رسول اللہ ﷺ سخت غصہ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ صورت دیکھی تو فوراً بولیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آئندہ میں ان کا ذکر بھلائی کے علاوہ کسی طرح نہ کروں گی۔ (۵)

---

(۱) الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۱۸۲۵/۴

(۲) المختصر الكبير في سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم ۹۲/۱، تفسیرالقرطبی ۲۴۲/۱۴

(۳) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصاربَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۸۱۵ ، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ۶۲۷۱، مسنداحمد ۶۴۰

(۴) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۸۲۱

(۵) المعجم الكبير للطبراني ۲۳

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ خَدِيجَةَ أَثْنَى عَلَيْهَا، فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ، قَالَتْ: فَغِرْتُ يَوْمًا، فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا حَمْرَاءَ الشِّدْقِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، قَالَ:مَا أَبْدَلَنِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَ بِي النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کا تذکرہ جب بھی کرتے تھے تو ان کی خوب تعریف کرتے تھے، ایک دن مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا کہ آپ کیا اتنی کثرت کے ساتھ ایک سرخ مسوڑھوں والی عورت کا ذکر کرتے رہتے ہیں جس کے بدلے میں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہترین بیویاں دے دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی، وہ مجھ سے اس وقت ایمان لائی جب لوگ کفر کر رہے تھے اور میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے اور اپنے مال سے میری ہمدردی اس وقت کی جب کہ لوگوں نے مجھے اس سے دور رکھا اور اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی جب کہ میری دوسری بیویوں سے میرے یہاں اولاد نہ ہوئی۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں اور ان کی سہیلیوں کا بھی ہمیشہ عزت واحترام فرماتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب کبھی کوئی بکری ذبح فرماتے تو اس میں سے کچھ گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو روانہ کر دیتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔ (۲)

عن عائشة، قالت :دخلت امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ عَلَى رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا وَاسْتَبْشَرَ بِهَا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه، أَقْبَلْتَ عَلَى هَذِهِ السَّوْدَاءِ هَذَا الإِقْبَالَ؟ فَقَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى خَدِيجَةَ كَثِيرًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ ایک کالے رنگ کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا بڑی تپاک اور مسرت سے استقبال فرمایا جب وہ واپس چلی گئی تو میں نے پوچھا اس عورت کی آمد پر آپ اس قدر خوش کیوں ہوئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عورت اکثر وبیشتر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ عَجُوزٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا: مَنْ أَنْتَ؟قَالَتْ: أَنَا جَثَّامَةُ الْمُزَنِيَّةُ. قَالَ: بَلْ أَنْتِ حَسَّانَةُ الْمُزَنِيَّةُ، كَيْفَ حَالُكُمْ؟ كَيْفَ كُنْتُمْ بَعْدَنَا؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَلَمَّا خَرَجَتْ قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُقْبِلُ عَلَى هَذِهِ الْعَجُوزِ هَذَا الإِقْبَالَ!

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک بڑھیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا

(۱) مسند احمد ۲۴۸۶۴

(۲) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۸۱۶

(۳) انساب الاشراف للبلاذری ۱/۱۷۶،۹۸

میں جثامہ مرینہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تو حسانہ مرینہ ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی خیر و عافیت پوچھی، اس نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں خیریت سے ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ عورت کون ہے؟۔ (۱)

فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، إِنَّكَ لَتَصْنَعُ بِهَذِهِ الْعَجُوزِ شَيْئًا لَا تَصْنَعُهُ بِأَحِدٍ قَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِينَا عِنْدَ خَدِيجَةَ، أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ كَرَمَ الْوُدِّ مِنَ الْإِيمَانِ

ایک دوسری روایت میں ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو کچھ آپ اس بڑھیا کے لیے کر رہے تھے یہ اور کسی دوسرے کے لیے آپ نہیں کرتے، آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور عہد کو پورا کرنا بھی ایمان میں سے ہے۔ (۲)

اسی طرح غزوہ بدر میں جب زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کے شوہر جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے گرفتار ہو کر آئے

لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أُسَرَائِهِمْ، بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ خَدِيجَةُ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنَى عَلَيْهَاقَالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَالَهَا، فَافْعَلُوافَقَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ،فَأَطْلَقُوهُ، وَرَدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا

جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو آپ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا جو مکہ مکرمہ میں اپنے خاوند کے گھر پر تھیں اپنے شوہر کی رہائی کے لئے اپنا وہ ہار جو ان کی والدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے انہیں تحفہ کے طور پر دیا تھا مدینہ منورہ روانہ کر دیا، جب وہ ہار رسول اللہ ﷺ کی نظروں کے سامنے آیا تو آپ ﷺ کو اپنی محبوب بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں جس سے آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کے قیدی کو بغیر فدیہ ہی رہا کر دو اور اس کا مال واپس کر دو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! سر تسلیم خم ہے، انہوں نے ابو العاص کو مع اس ہار کے رخصت کیا۔ (۳)

کیونکہ ابو طالب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے انتہائی مددگار اور سخت حفاظت و مدافعت کرنے والے تھے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی خیر خواہی و غمگساری کرنے والی تھیں، ان دونوں کی وفات سے قریش کی جسارتیں بڑھ گئیں اور وہ کھل کر آپ کو تکالیف پہنچانے لگے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: حضرتهم وَقَدْ اجْتَمَعَ أشرافهم يَوْمًا فِي الحِجر، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا مثلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سفَّه أحلامنا، وَشَتَمَ آباءَنا، وَعَابَ دينَنا، وفرَّق جماعَتنا، وسبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ، أَوْ كَمَا قَالُوا. فبينَا هُم فِي ذَلِكَ إِذْ طَلَعَ رسولُ اللَّهِ

---

(۱) الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۸۱۰، أسد الغابة في معرفة الصحابة ۷/۴۸، الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۸۵

(۲) شعب الايمان ۸۷۰۰

(۳) ابن ہشام ۱/۶۵۲، الروض الانف ۵/۱۶۳، سبل الھدی والرشادفی سیرة خیرالعباد ۴/۱۷، حیاة محمد ﷺ ۱/۱۷۸

-صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الركنَ، ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوهُ بِبَعْضِ الْقَوْلِ. قَالَ: فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثُمَّ مَضَى، فَلَمَّا مرَّ بِهِمْ الثَّانِيَةَ غَمَزُوهُ بمثلها، فعرفتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم ثم مرَّ الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، فَوَقَفَ ثُمَّ قَالَ: أَتَسْمَعُونَ يَا معشرَ قُرَيش، أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بالذَّبْحِ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ قریش کے بڑے بڑے لوگ حجراسود کے پاس خانہ کعبہ میں جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے اس شخص کے بارے میں ہمارے صبر و برداشت کی بھی کوئی مثال نہیں، اس نے ہمیں بیوقوف کہا، ہمارے آباؤاجداد کو گالیاں دیں، ہمارے دین کو برا بھلا کہا، ہماری جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، ہمارے معبودوں پر باتیں بنائیں ہم نے ان تمام باتوں پر صبر کیا ہے، وہ اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجراسود کو بوسہ دے کر بیت اللہ کا طواف کرنا شروع کیا جب آپ قریش کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آنکھوں آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے کیے جس کا ناگوار اثر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر محسوس کیا، دوسری مرتبہ وہاں سے گزرے تو انہوں نے پہلے کی طرح پھر اشارے بازی کی اور میں نے اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں دیکھا، تیسری مرتبہ گزرے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ قریش! تم سنتے ہو خبردار ہو جاؤ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ذبح کے ساتھ آیا ہوں

قَالَ: فَأَخَذَتْ القومَ كلمتُه حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طائِرٌ وَاقِعٌ، حَتَّى إِنَّ أشدَّهم فِيهِ وَصَاةً قَبْلَ ذَلِكَ لَيرْفَؤُه بِأَحْسَنِ مَا يَجِدُ مِنْ الْقَوْلِ، حَتَّى إِنَّهُ لِيَقُولَ: انصرفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَوَاللَّهِ مَا كنتَ جَهُولًا. قَالَ: فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ الغدُ اجْتَمَعُوا فِي الحِجْر وَأَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بعضُهم لِبَعْضٍ: ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ، وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتَّى إِذَا بادَاكم بِمَا تكرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ. فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وثبةَ رجلٍ وَاحِدٍ، وَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا؛ لِمَا كَانَ يَقُولُ مِنْ عَيْب آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَعَمْ، أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ. قَالَ: فَلَقَدْ رأيتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بمجمع رِدَائِهِ. قَالَ: فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَهُ، وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ؟

راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ قریش سکتہ کی حالت میں ہو گئے اور وہ شخص جو ان میں زیادہ گفتگو کر رہا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی سے باتیں کرنا لگا اے ابوالقاسم! اللہ کی قسم! آپ جاہل تو نہیں آپ بخیریت تشریف لے جائیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، پھر دوسرے روز یہ لوگ حجراسود کے پاس بیت اللہ میں اکٹھے ہوئے اور میں وہیں پر تھا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا تمہارا اور یہ ان سے اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا، اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپ کو دیکھتے ہی سب کے سب یکبارگی کود پڑے اور چاروں اطراف سے گھیر لیا اور کہنے لگے تم ہی ایسا اور ایسا کہتے ہو اور ہمارے معبودوں اور ہمارے دین میں عیب جوئی کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں یہ سب کہتا ہوں، راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک شخص (عقبہ بن ابی معیط) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے سے پکڑ لیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو چھڑانے کے لئے اٹھے اور روتے

ہوئے کہا کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، تب قریش آپ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مسند ابو یعلی اور مسند البزار میں صحیح سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَقَدْ ضَرَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَجَعَلَ يُنَادِي وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رجلا ان يقول رَبِّي الله، فَتَرَكُوهُ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ

ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے انہیں لعن طعن کی اور فرمایا تم تباہ وبرباد ہو جاؤ! کیا تم ایک شخص کو محض اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تو چھوڑ دیا مگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔[2]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَتَى الصَّرِيخُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقِيلَ: أَدْرِكْ صَاحِبَكَ: فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا وعليه غدائر أربع، فخرج وهو يقول: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ: رَبِّيَ اللهَ؟ فَلَهَوْا عَنْهُ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَرَجَعَ إِلَيْنَا لَا نمس شَيْئًا مِنْ غَدَائِرِهِ إِلَّا رجع معنا

اور اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بلانے والا آیا اور کہنے لگا اپنے دوست کو جا کر چھڑاؤ، چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوراً گھر سے نکل بھاگے ان کے بال چار لٹوں میں بٹے ہوئے تھے وہاں پہنچ کر کہنے لگے کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ یہ سنتے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تو چھوڑ دیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئے، اور ان کو اتنا زدو کوب کیا اور ان کے اس قدر بال کھینچے کہ جب ہم ان کے بالوں کو ہاتھ لگاتی تھیں تو وہ ہمارے ہاتھ میں آجاتے تھے۔[3]

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ المُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي،فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ، فَقَالَ: {أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ}[4]

عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے مروی ہے میں نے ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو قریش کی طرف سے سب سے سخت تکلیف کونسی پہنچی ہے؟ وہ بولے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کی گردن

---

[1] سیرۃ ابن اسحاق۲۲۹؍۱،ابن ہشام۲۸۹؍۱، الروض الانف۵۴؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۷۵؍۲، السیرۃ الحلبیۃ۴۱۷؍۱،خاتم النبیین ﷺ ۳۵۷؍۱، سبل السلام من صحیح سیرۃ خیرالانام علیہ الصلاۃ۱۰۵؍۱، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴۷۱؍۱

[2] فتح الباری ۱۶۹؍۷

[3] امتاع الاسماع۳۷۷؍۱،السیرۃ الحلبیۃ۴۱۷؍۱،الرحیق المختوم۸۳؍۱

[4] غافر : ۲۸

مبارک میں کپڑا ڈال کر اس زور سے گلا گھونٹا کہ اگر بر وقت امداد نہ ملتی تو آپ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور عقبہ کو کندھوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچا اور کہا ”کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔“[۱]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ البَيْتِ، وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلاَنٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى القَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لاَ أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل کفار کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے ایک نے کہا کیا تم اس ریاکار کو دیکھتے نہیں؟ کیسے دکھاوے کی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی ہے جو آل فلاں کے گھر جائے اور خون میں لت پت اونٹ کی اوجھڑی اور اس کی جیر اٹھا لائے اور جب یہ سجدہ میں جائے تو اس کے کندھوں کے درمیان رکھ دے؟ قریش کا ایک بدبخت انسان اٹھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اس نے آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور مشرکین ہنسنے لگے، اور ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے

وَأَنَا قَائِمٌ أَنْظُرُ،لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم،وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لاَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ،ثُمَّ قَالَ:اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ. ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ البَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى :اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ

میں کھڑا کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن بے بس تھا کاش مجھ میں طاقت ہوتی اور میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے اتار پھینکتا، کسی نے جا کر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثہ کی خبر دی، وہ دوڑتی ہوئی آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سجدے میں تھے، بوجھ کی وجہ سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس گندگی کو آپ کی پیٹھ مبارک سے اتار پھینکا، پھر ان کو برا بھلا کہنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بلند آواز سے ان کے حق میں یوں بد دعا کی، آپ کا معمول تھا کہ دعا کرتے تو تین دفعہ دعا کرتے اور جب سوال کرتے تو تین مرتبہ سوال کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی! قریش کو پکڑ لے، الٰہی! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے،

فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالحَقِّ،لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ سَمَّى صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى القَلِيبِ

[۱] صحیح بخاری کتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً۳۶۷۸، وكتاب تفسير القرآن باب سُورَةُ المُؤْمِنِ ۴۸۱۵

قَلِيبِ بَدْرٍ

عبد اللہ کہتے ہیں اللہ کی قسم جس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے غزوہ بدر میں ان سب کو قتل ہوئے پڑے دیکھا ہے، سخت دھوپ کی وجہ سے ان کے رنگ سیاہ پڑ گئے تھے، پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈالا گیا۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

وَطْءُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ عَلَى رَقَبَتِهِ وَهُوَ سَاجِدٌ عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتَّى كَادَتْ عَيْنَاهُ تَبْرُزَانِ

ایک دن جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سجدے کی حالت میں تھے عقبہ بن ابی معیط نے جو آپ کا ہمسایہ تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور اس زور سے دبایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی آنکھیں مبارک باہر نکل آئیں۔ (۲)

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ:لَمَّا نَثَرَ ذَلِكَ السَّفِيهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ التُّرَابَ ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ وَالتُّرَابُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ، فَجَعَلَتْ تَغْسِلُ عَنْهُ التُّرَابَ وَهِيَ تَبْكِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهَا:لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةِ، فَإِنَّ اللَّهَ مَانِعٌ أَبَاكَ،وَيَقُولُ بَيْنَ ذَلِكَ: مَا نَالَتْ مِنِّي قُرَيْشٌ شَيْئًا أَكْرَهُهُ، حَتَّى مَاتَ أَبُو طَالِبٍ

عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں ایک مرتبہ قریش کے ایک بد بخت شخص نے سامنے آ کر آپ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اسی حالت میں کہ سر پر مٹی پڑی تھی گھر تشریف لائے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی ایک لڑکی نے اٹھ کر مٹی دھوئی اور سر دھوتے ہوئے اس تحقیر پر روتی جا رہی تھی جبکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ انہیں تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرماتے جا رہے تھے بیٹی! رو ؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کی حفاظت فرمائے گا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے یہ بھی فرمایا قریش نے میرے ساتھ کوئی ایسی بدسلوکی نہ کی جو مجھے ناگوار گزری ہو یہاں تک کہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ (۳)

مشرکین آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے دروازے پر خون اور خون سے لت پت اوجھڑی ڈال دیتے تھے، بعض لوگ نماز کی حالت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر بکری کے بچہ دانی پھینک دیتے تھے، بعض لوگ جب آپ کی ہانڈی وغیرہ پکنے کے لئے چولہے پر ہوتی تو اس میں ڈال دیتے، کیونکہ یہ سارا سال ہی مصائب و آلام میں کٹا تھا اس لئے اس سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غم کا سال رکھ دیا گیا اور اسی نام سے یہ سال مشہور ہو گیا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے علاوہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: لَقِيَهُ سَفِيهٌ مِنْ سُفَهَاءِ قُرَيْشٍ، وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ تُرَابًا. قَالَ: فَمَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، أَوْ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَلَا تَرَى إِلَى مَا يَصْنَعُ هَذَا السَّفِيهُ؟ قَالَ: أَنْتَ فعلت

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ، وَعُتْبَةَ، وَالوَلِيدِ، وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَهَلاَكِهِمْ۳۹۶۰،وکتاب الوضوباب اذاالقی علی ظہر المصلی ۲۴۰،صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ۴۶۴۹

(۲) الروض الانف ۵۳/۳

(۳) ابن ہشام۴۱۶/۱، الروض الانف۱۶/۴، عیون الآثر۱۵۱/۱

ذَلِكَ بِنَفْسِكَ. قَالَ: وَهُوَ يَقُولُ: أَيْ رَبِّ، مَا أَحْلَمَكَ! أَيْ رَبِّ، مَا أَحْلَمَكَ! أَيْ رب، ما أحلمك!

قاسم بن محمد سے روایت ہے ایک مرتبہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں قریش کے ایک احمق نے ان کے سر پر مٹی ڈال دی، اس وقت ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل بھی بازار میں گزر رہے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ دیکھتے نہیں اس بیوقوف نے کیا کیا ہے؟ وہ بولے اس نے کچھ نہیں کیا ہے یہ سب کچھ اپنے ساتھ تم نے خود کیا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے الٰہی ! تو کتنا حوصلے والا ہے، الٰہی تو کتنا حوصلے والا ہے، الٰہی تو کتنا حوصلے والا ہے۔ [1]

عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ:أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً شَدِيدَةً ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ:إِنْ كَانَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ أَحَدُهُمْ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، لَا يَخْشَى إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ،وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ

خباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ خانہ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور ہمیں کفار کی طرف سے بڑی تکالیف پہنچی تھی، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے؟ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں اور گوشت پوست اتار کر ہڈیاں ننگی کر دی جاتی تھیں مگر اس قسم کا انتہائی ظلم بھی ان کو راہ حق سے برگشتہ نہیں کر سکتا تھا، ان کے سروں پر آرا رکھ کر دو ٹکڑوں میں چیر دیا جاتا تھا مگر اس قسم کا انتہائی ظلم بھی ان کو راہ حق سے برگشتہ نہیں کر سکتا تھا، اللہ کی قسم! یہ دین پورا ہو کر رہے گا اور ایک وقت آئے گا کہ ایک آدمی صنعاء سے حضر موت تک چلے گا اور اس کو راستے میں اللہ کے ڈر یا اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کے ڈر کے سوا کوئی ڈر نہیں ہو گا مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ [2]

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے شادی

سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ جو لمبے قد اور بھاری جسم کی عورت تھیں، اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں،

إنما كانت سودة زوجا لرجل من السابقين إلى الإسلام الذين احتملوا في سبيله الأذى والذين هاجروا إلى الحبشة بعد أن أمرهم النبيّ بالهجرة وراء البحر إليها

وہ اور ان کے شوہر سکران بن عمرو دعوت اسلام کے ابتدائی دور میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، قریش کے ظلم و ستم سے مجبور ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابن ہشام ۳۷۴؍۱، الروض الانف ۲۱۴؍۳، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۴۱۱؍۲، السیرۃ الحلبیۃ ۴۲۷؍۱، السیرۃ النبوۃ لابن کثیر ۶۶؍۲

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۶۱۲، مسند احمد ۲۱۰۵۷، صحیح ابن حبان ۲۸۹۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۶۴۰، شعب الایمان ۱۵۱۷، مسند الحمیدی ۱۵۷

کی اجازت سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے دوسری ہجرت حبشہ میں دونوں میاں بیوی نے وطن کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔ [۱]

وَالسَّكْرَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ بْنِ قَيْسٍ، مَاتَ بِمَكَّةَ قَبْلَ هِجْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور سکران بن عمرو بن عبد شمس نے اپنی زوجہ سودہ بنت زمعہ بن قیس کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، سکران کا رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ سے قبل مکہ مکرمہ انتقال ہو گیا۔ [۲]

ایک روایت میں ہے حبشہ سے واپس آ کر ان کا شوہر جنگ جلولا میں شہادت پا چکا تھا،

مگر موسی بن عقبہ، ابومعشر اور زبیر کا قول ہے کہ انہوں نے حبشہ میں وفات پائی،

السكران بْن عمرو بْن عبد شمس ابن عبد ود بْن نصر بْن مالك بْن حسل بْن عامر بْن لؤي أخو سهيل بْن عمرو، وهو من مهاجرة الحبشة، هاجر إليها ومعه امرأته سودة بنت زمعة، وتوفي هناك

سکران بن عمرو بن عبد شمس ابن وبدود نے اپنی اہلیہ سودہ بنت زمعہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں حبشہ میں ہی وفات پائی۔ [۳]

رسول اللہ ﷺ کے گھر بار اور بال بچوں کا انتظام سب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری تھی، اس کے علاوہ وہ ہر مشکل وقت میں آپ ﷺ کی غم خواری اور غم گساری کیا کرتی تھیں اس لئے ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نہایت پریشان و غمگین تھے،

جاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمِ بْنِ الأَوْقَصِ السُّلَمِيَّةُ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ إِلَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنِّي أَرَاكَ قَدْ دَخَلَتْكَ خَلَّةٌ لِفَقْدِ خَدِيجَةَ، فَقَالَ: أَجَلْ. كَانَتْ أُمَّ الْعِيَالِ وَرَبَّةَ الْبَيْتِ، قَالَتْ: أَفَلا أَخْطِبُ عَلَيْكَ؟قَالَ: بَلَى فَإِنَّكُنَّ مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَرْفَقُ بِذَلِكَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ وَأَبُوهَا شَيْخٌ كَبِيرٌ، قَدْ جَلَسَ عَنِ الْمَوْسِمِ،قَالَتْ: فَحَيَّيْتُهُ بِتَحِيَّةِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَقُلْتُ: أَنْعِمْ صَبَاحًا قَالَ: مَنْ أَنْتِ، قَالَتْ: قُلْتُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ

یہ حالت دیکھ کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے خدمت میں عرض کیا کیا آپ کو کسی مونس و رفیق کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ میرے بچوں کی ماں اور گھر کی رکھوالی کرنے والی تھیں، انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کی طرف سے کسی کو پیغام نکاح دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ضرور تم عورتیں اس معاملہ کو زیادہ سمجھتی ہو، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل کر کے وہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے گھر گئیں اور ان کے والد بہت بوڑھے ہو چکے تھے، جب وہ ان کے گھر میں داخل ہوئیں تو انہیں جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا صبح بخیر، انہوں نے کہا تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا میں خولہ بنت حکیم ہوں،

قَالَتْ: فَرَحَّبَ بِي وَقَالَ: مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، قَالَتْ قُلْتُ محمد بن عبد الله بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَذْكُرُ سَوْدَةَ بِنْتَ

[۱] حياة محمد صلى الله عليه وسلم ۱/۲۰۵

[۲] ابن ہشام ۱/۳۶۸

[۳] اسد الغابة ۲/۵۰۴

زَمْعَةَ، قَالَ: كُفُؤٌ كَرِيمٌ مَاذَا تَقُولُ صَاحِبَتُكِ قَالَتْ: قُلْتُ تُحِبُّ ذَاكَ قَالَ: قُولِي لَهُ فَلْيَأْتِ ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآله وَسَلَّمَ، فَمَلَكَهَا وَأَصْدَقَهَا رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربع مائة دِرْهَمٍ

یہ سن کر وہ خوش ہوئے اور پوچھا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے فرمایا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے سودہ بنت زمعہ کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، انہوں نے جواب دیا ہاں محمد شریف کفو ہیں لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرلو، سودہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام قبول کرلیا الغرض تمام معاملات طے پاگئے، جب سودہ رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انہیں آپ کے نکاح میں دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم مہر ادا فرمایا

قَالَتْ وَقَدِمَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَجَعَلَ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ التُّرَابَ، وَقَالَ بَعْدَ أَنْ أَسْلَمَ: لَعَمْرُكَ إِنِّي لَسَفِيهٌ يَوْمَ أَحْثِي عَلَى رَأْسِي التُّرَابَ أَنْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآله وَسَلَّمَ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ

نکاح کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد اللہ بن زمعہ جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے کو جب نکاح کا علم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی مگر اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی اس حماقت پر افسوس کرتے رہے۔(۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:كَانَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ عِنْدَ السَّكْرَانِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو فَرَأَتْ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم أقبل يمشي حتى وطيء عَلَى عُنُقِهَا، فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذَلِكَ،فَقَالَ: وَأَبِيكَ لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لأَمُوتَنَّ وَلَيَتَزَوَّجَنَّكِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل سودہ رضی اللہ عنہا سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو کے نکاح میں تھیں جو سہیل بن عمرو کے بھائی تھے تو انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور آ کر ان کی گردن کو چھوا ہے، یہ خواب انہوں نے اپنے خاوند سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میرا انتقال ہو جائے گا اور تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا،

ثُمَّ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ لَيْلَةً أُخْرَى أَنَّ قَمَرًا انْقَضَّ عَلَيْهَا مِنَ السَّمَاءِ وَهِيَ مُضْطَجِعَةٌ، فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَافَقَالَ:وَأَبِيكِ لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لَمْ أَلْبَثْ إلا يسيرا حتى أموت وتزوجين مِنْ بَعْدِي، فَاشْتَكَى السَّكْرَانُ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلا قَلِيلا حَتَّى مَاتَ، وَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی طرح ایک مرتبہ پھر خواب میں دیکھا کہ وہ سوئی ہوئی ہیں اور چاند ان کے اوپر ٹوٹ کر گرا ہے، یہ خواب بھی انہوں نے اپنے شوہر کو بتایا انہوں نے کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ میں عنقریب انتقال کر جاؤں گا، چنانچہ اسی روز سکران بیمار ہوئے اور کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا اور پھر سودہ بنت زمعہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی۔(۲)

فَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۴۱۱، مسند احمد ۲۵۷۶۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۴۴۵، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۵۲۸۶

(۲) ابن سعد ۸/۴۵

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہی سے ہوا۔ (۱)

أَطْعَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ بِخَيْبَرَ ثَمَانِينَ وَسْقًا تَمْرًا وَعِشْرِينَ وَسْقًا شَعِيرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو خیبر کے مال غنیمت میں سے اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو یا گندم دیئے۔ (۲)

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . حِينَ رَجَعَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: هَذِهِ فِي ظُهُورَ الْحُصْرِ] . قَالَ صَالِحٌ: وَكَانَتْ سَوْدَةُ تَقُولُ لا أَحُجُّ بعدها أبدا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حج ظہور حضر ہے یعنی اس حج کے بعد میری ازواج مطہرات اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور سفر اختیار نہ کریں، اسی بنا پر ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس کے بعد اب کوئی حج نہیں کروں گی۔

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: قَالَتْ سَوْدَةُ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ فَأَنَا أَقَرُّ فِي بَيْتِي كَمَا أَمَرَنِي اللَّهُ. عَزَّ وَجَلَّ

ابن سیرین کہتے ہیں ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی تھیں کہ میں نے حج اور عمرہ کرلیا ہے لہذا اب میں اپنے گھر پر ہی رہوں گی جیسا کہ اللہ عزوجل کا حکم ہے۔ (۳)

أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زُمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا ويوم سودة

جب ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بہت بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر اپنی باری کا دن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو دن گزارتے تھے ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔ (۴)

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کا جود وسخا اور رفیاضی میں ایک خاص مقام تھا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ وہ اس وصف میں سب سے ممتاز تھیں، انہیں درہم و دینار کوئی کوئی محبت نہ تھی جو کچھ آتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عمر أن عمر بن الْخَطَّابِ بَعَثَ إِلَى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ بِغَرَارَةٍ من دراهم فقالت: مَا هَذِهِ؟قَالُوا: دَرَاهِمُ. قَالَتْ: فِي الْغِرَارَةِ مغل التَّمْرِ. يَا جَارِيَةُ بَلِّغِينِي الْقِنْعَ. قَالَ: فَفَرَّقَتْهَا.

محمد بن عمر سے روایت ہے ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے آپ کی خدمت میں درہموں سے بھری ہوئی ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا درہم، فرمانے لگیں کھجور کی طرح درہم بھی اب تھیلی میں بھیجے جانے لگے؟ پھر اپنی باندی سے

---

(۱) ابن سعد ۸/۴۲، اسد الغابۃ ۷/۱۵۷

(۲) ابن سعد ۸/۴۵

(۳) ابن سعد ۸/۴۶

(۴) الانوار فی شمائل النبی المختار ۱/۲۶۷

فرمایا کہ تھال لے کر آؤ اور پھر وہ سارے کے سارے درہم اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیے۔ (۱)

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں ظرافت ومزاح کا عنصر بھی تھا کبھی کبھی اس انداز سے چلتیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑتے،

الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَتْ سَوْدَةُ لِرَسُولِ الله. ص: صَلَّيْتُ خَلْفَكَ الْبَارِحَةَ فَرَكَعْتَ بِي حَتَّى أَمْسَكْتُ بِأَنْفِي مَخَافَةَ أَنْ يَقْطُرَ الدَّمُ، قَالَ: فَضَحِكَ. وَكَانَتْ تُضْحِكُهُ الأَحْيَانَ بِالشَّيْءِ

اعمش ابراہیم سے نقل کرتے ہیں ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ گزشتہ رات میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ،جب آپ نے اس قدر دیر تک رکوع کیا کہ مجھے نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہوگیا اس لیے میں دیر تک اپنی ناک پکڑے رہی ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ (۲)

تُوُفِّيَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ بِالْمَدِينَةِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ فِي خِلافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی وفات مدینہ منورہ میں شوال ۵۴ ہجری میں امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں ہوئی۔ (۳)

طائف کا سفر

مشرکین مکہ دعوت اسلام کو سننے اور قبول کرنا تو کجا ان کی چیرہ دستیاں بڑھتی جارہی تھیں ،جس سے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ تھے اور نہ ہی کوئی مسلمان ،چنانچہ

خرج إلى الطائف بعد ذلك بثلاثة أشهر وثمانية أيام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے تین ماہ آٹھ دن بعد طائف روانہ ہوئے (۴)

خرج إلى الطائف بعد موت خديجة بثلاثة أشهر في ليال بقين من شوّال سنة عشر ومعه زيد بن حارثة

اور مغلطائی کے نزدیک ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے پورے تین ماہ بعد طائف روانہ ہوئے ،ابھی شوال دس نبوی کے چند دن باقی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ تھے۔ (۵)

فَخَرَجَ إِلَى الطَّائِفِ وَمَعَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ. وَذَلِكَ فِي لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ شَوَّالٍ سَنَةَ عَشْرٍ مِنْ حِينَ نُبِّئَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ہمراہ طائف روانہ ہوئے ابھی شوال دس نبوی کے چند دن باقی تھے۔ (۶)

---

(۱) ابن سعد ۸/۴۵، الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۱۹۷،سیراعلام النبلاء ۳/۵۰۹

(۲) ابن سعد ۸/۴۴،الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۱۹۷

(۳) ابن سعد ۸/۴۶

(۴) المحبر ۱/۱۱

(۵) الإشارة إلى سيرة المصطفى وتاريخ من بعده من الخلفا ۱/۱۳۳

(۶) ابن سعد ۱/۱۶۵

فخرج ومعه زيد بن حارثة إلى الطائف في شوال سنة عشر من النبوة يلتمس من ثقيف النصر لأنهم كانوا أخواله

یہ دیکھ کر آپ ﷺ ستائیس شوال دس بعثت نبوی (جنوری، فروری ۶۲۰ء) کو آزاد کردہ غلام ہمراہ پاپیادہ غزوان پہاڑ پر آباد شہر طائف روانہ ہوئے جو عزیٰ بت کی قدیم عبادت گاہ تھی، یہ شہر مکہ سے جنوب مشرقی سمت ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور اپنی سرسبزی وشادابی، عمدہ چراگاہ اور اپنے پھلوں خاص کر انگور، آلو بخارا، انار اور آڑو کی اعلیٰ اقسام وکثرت پیداوار کی وجہ سے مشہور ہے تاکہ قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام دیں اور ان سے مدد حاصل کر سکیں کیونکہ وہ رشتے میں آپ کے ماموں تھے، راستہ میں جس قبیلہ سے گزر ہوتا اسے دعوت اسلام پیش کرتے چلے گئے مگر کسی کو یہ دعوت قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

لَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الطَّائِفِ، عَمَدَ إِلَى نَفَرٍ مِنْ ثَقِيفٍ، هُمْ يَوْمَئِذٍ سَادَةُ ثَقِيفٍ وَأَشْرَافُهُمْ، وَهُمْ إِخْوَةٌ ثَلَاثَةٌ: عَبْدُ يَالَيْلَ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ، وَمَسْعُودُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ، وَحَبِيبُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عُقْدَةَ بْنِ غِيَرَةَ بْنِ عَوْفِ بْنِ ثَقِيفٍ، وَعِنْدَ أَحَدِهِمْ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي جُمَحٍ، فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَكَلَّمَهُمْ بِمَا جَاءَهُمْ لَهُ مِنْ نُصْرَتِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَالْقِيَامِ مَعَهُ عَلَى مَنْ خَالَفَهُ مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَ لَهُ أَحَدُهُمْ:هُوَ يَمْرُطُ ثِيَابَ الْكَعْبَةِ إِنْ كَانَ اللَّهُ أَرْسَلَكَ

جب آپ ﷺ طائف پہنچے تو آپ ﷺ ثقیف کے عمر بن عمیر ثقفی کے تین بیٹوں اور وہاں کے سرداروں عبدیالیل، مسعود اور حبیب کی مجلس میں تشریف لے گئے اور ان میں سے ایک کے پاس بنی جمح کے قبیلہ سے قریش کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی اور انہیں اسلام کی تائید وحمایت سے متعلق بات چیت کی اور مخالف قوم کے مقابلہ میں شانہ بشانہ میرا ساتھ دو، دونوں عمرو ڈرے ہوئے تھے اور عدم تحفظ کا شکار تھے اس لیے انہوں نے بھی اس پاکیزہ دعوت کو سننے سے سختی سے انکار کر دیا اور استہزاو تمسخر کے لہجے میں یہ الفاظ کہے، ایک بھائی نے کہا کیا اللہ نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لئے تجھے نبی بنا کر بھیجا ہے؟

وَقَالَ الْآخَرُ: أَمَا وَجَدَ اللَّهُ أَحَدًا يُرْسِلُهُ غَيْرَكَ! وَقَالَ الثَّالِثُ: وَاللَّهِ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا. لَئِنْ كُنْتَ رَسُولًا مِنَ اللَّهِ كَمَا تَقُولُ، لَأَنْتَ أَعْظَمُ خَطَرًا مِنْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ الْكَلَامَ، وَلَئِنْ كُنْتَ تَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ، مَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أُكَلِّمَكَ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِمْ وَقَدْ يئس من خبر ثَقِيفٍ، وَقَدْ قَالَ لَهُمْ فِيمَا ذُكِرَ لِي: إِذَا فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوا عَنِّي،وَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْلُغَ قَوْمَهُ عَنْهُ، فَيُذْئِرُهُمْ ذَلِكَ عَلَيْهِ

دوسرے بھائی نے کہا کیا اللہ کو اپنی پیغمبری کے لئے تمہارے سوا اور کوئی نہیں ملا؟ تیسرے بھائی نے کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے کلام ہی نہیں کروں گا، اگر واقعی اللہ نے تجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تو تیرے کلام کو رد کرنا سخت خطرناک ہے، اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں ہو تو پھر قابل خطاب اور لائق التفات نہیں، جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے بالکل ناامید ہو گئے تو آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صرف اتنا کہا تم بھائیوں نے جو کہا سو کہا بہر حال اسے پس پردہ ہی رکھنا اور اس خیال سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری قوم میری اس ناکامی کو سنے گی تو بہت خوش ہو گی۔ [1]

---

[1] ابن ہشام ۴۱۹/۱

اور آپ کے خلاف مزید کمر بستہ ہوئیں گے۔

فأقام بالطائف عشرة أيام لا يدع أحدا من أشرافهم إلا جاءه وكلمه، وأغروا به سفهاءهم وعبيدهم يسبونه ويصيحون به، حتى اجتمع عليه الناس، وقعدوا له صفين على طريقه،فلما مر صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بين الصفين جعل لا يرفع رجليه ولا يضعهما إلا أرضخوهما أي دقوهما بالحجارة حتى أدموا رجليه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ حَتّى اخْتَضَبَتْ نعلاه بالدماء

رسول اللہ ﷺ دس دن طائف میں قیام پذیر رہے اس دوران آپ نے وہاں کے سربرآوردہ معززین سے ملاقات فرمائی اور سب کو دعوت اسلام پیش کی مگر کسی نے دعوت اسلام قبول کرنے کے بجائے طائف کے اوباش اور بازاری لڑکوں کو شہ دے دی، چنانچہ جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو یہ اوباش اور بازاری لڑکے گالیاں دیتے، تالیاں پیٹتے اور شور مچاتے آپ کے پیچھے چل پڑے شور وشغب سن کر ایک جم غفیر جمع ہو گیا، پھر معاملہ آگے بڑھا اور راستے میں دو صفوں کی صورت میں بیٹھ گئے، جب سید الامم، رحمۃ للعالمین، سید الکونین ﷺ واپسی کے لیے صفوں کے درمیان سے گزرے تو قدم اٹھانے اور رکھنے کی صورت میں ان بدبختوں نے آپ ﷺ کے قدموں پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کے قدموں سے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے جوتے خون میں تربتر ہو گئے،

وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَقِيهِ بِنَفْسِهِ، حَتَّى لَقَدْ شُجَّ فِي رَأْسِهِ شِجَاجًا، أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذْلَقَتْهُ الحجارة، قعد إلى الأرض فيأخذون بعضديه فَيُقِيمُونَهُ، فَإِذَا مَشَى رَجَمُوهُ وَهُمْ يَضْحَكُونَ

زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ آپ ﷺ کو پتھروں سے بچانے کے لئے آپ کے آڑے آتے اس لئے ان کے سر میں بھی کئی جگہ چوٹ آئی، جب آپ زخموں کی تکلیف پر بیٹھ جاتے تو یہ بدبخت آپ کے بازو پکڑ کر دوبارہ پتھر برسانے کے لئے کھڑا کر دیتے اور آپ کی حالت پر قہقہے لگاتے، الغرض بنو ثقیف نے دعوت اسلام کو رد کر دیا اور نبی ﷺ کو شدید زخمی کر دیا، بدکردار لوگوں نے یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جب تک طائف سے تین میل دور آپ کو ایک باغ میں جو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا پناہ لینے پر مجبور کر دیا

فَعَمَدَ إِلَى ظِلّ حَبَلَةٍ مِنْ عِنَبٍ فَجَلَسَ فِيهِ، فَلَمّا اطْمَأَنّ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ قَالَ: فِيمَا ذُكِرَ لِي:

یہاں سے وہ ہجوم واپس چلا گیا تو آپ ﷺ انگور کی بیل کے سائے میں ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، جب کچھ اطمینان ہوا تو بارگاہ ایزدی میں حزن والم اور غم وافسوس کے ساتھ دعا فرمائی جو دعائے مستضعفین کے نام سے مشہور ہے

اللّهمّ إليك أشكو ضعف قوتي وهو انى عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَأَنْتَ رَبِّي إِلَى مَنْ تَكِلُنِي، إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي. إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي وَلَكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي، أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ العتبى حتى ترضى لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

اے اللہ! میں تجھ سے اپنی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں کی بے توقیری کی شکایت کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا خاص طور پر مربی و مددگار ہے اور تو ہی میرا بھی رب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرے گا کسی غضبناک اور ترش رو دشمن کی طرف یا کسی دشمن کی طرف

کہ جس کو تو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے، اگر تو مجھ سے ناراض نہ ہو تو پھر مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں؟ مگر تیری عافیت اور سلامتی میرے لئے باعث صد افتخار ہے، میں پناہ مانگتا ہوں تیری بزرگ ذات کے وسیلے سے جس سے تمام ظلمتیں منور ہوئیں اور جس پر دنیا و آخرت کے معاملات ٹھیک ہوئے، میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب اور ناراضی مجھ پر اترے اور اصل مقصود تجھ ہی کو سنانا اور راضی کرنا ہے، بندہ میں کسی شر سے پھرنے اور خیر کے کرنے کی قدرت نہیں مگر جتنی تیری بارگاہ سے عطا ہو جائے۔ (۱)

فِلَمَّا رَآهُ ابْنَا رَبِيعَةَ عُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَمَا لقي تحركت له رحمهما فدعوا غلاما لهما نصرانياً يقال له عداس [وقالا لَهُ] خُذْ قِطْفًا مِنْ هَذَا الْعِنَبِ فَضَعْهُ فِي هَذَا الطَّبَقِ، ثُمَّ اذْهَبْ بِهِ إِلَى ذَلِكَ الرَّجل، فَقُلْ لَهُ يَأْكُلُ مِنْهُ،فَفَعَلَ عَدَّاسٌ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِ حَتَّى وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَهُ: كُلْ، فَلَمَّا وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم يَدَهُ فِيهِ قال :بِسْمِ اللَّهِ ثم أكل

عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ جن کے دل پتھر سے زیادہ سخت تھے دونوں باغ میں بیٹھے آپ ﷺ کی بے کسی اور مظلومیت کو دیکھ رہے تھے، آپ کی یہ درماندگی دیکھ کر خونی قرابت اور قبائلی حمیت نے جوش مارا اور انہوں نے اپنے نصرانی غلام عداس کو حکم دیا کہ کچھ انگور رکھ کر اس شخص کو دے آؤ اور ان سے کہو ان میں سے کچھ ضرور کھائیں، حسب حکم عداس نے کچھ گچھے انگور لا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیئے، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا اور **بسم اللہ** پڑھ کر انگور کھانا شروع کیا،

ثم نظر عَدَّاسٌ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ:وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا الْكَلَامَ مَا يَقُولُهُ أَهْلُ هَذِهِ الْبِلَادِ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ بِلَادٍ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِينُكَ؟قَالَ نَصْرَانِيٌّ، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نِينَوَى،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتَّى،فَقَالَ لَهُ عَدَّاسٌ: وَمَا يُدْرِيكَ مَا يُونُسُ بْنُ مَتَّى؟

عداس نے حیران ہو کر آپ ﷺ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھا اور کہا اللہ کی قسم! اس شہر میں تو کوئی شخص بھی یہ جملہ کہنے والا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ عداس نے جواب دیا میں نینوا (ملک عراق میں شہر موصل) کا باشندہ ہوں اور نصرانی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نینوا کے جہاں اللہ کے نیک بندے یونس بن متی مبعوث ہوئے تھے؟ عداس نے بڑی حیرانی سے دریافت کیا آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أَخِي، كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ،فَأَكَبَّ عَدَّاسٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ رَأْسَهُ وَيَدَيْهِ وَقَدَمَيْهِ، قَالَ يَقُولُ ابْنَاءُ رَبِيعَةَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَمَّا غُلَامُكَ فَقَدْ أَفْسَدَهُ عَلَيْكَ.فلما جاء عداس قالا له: ويلك يا عداس! مالك تُقَبِّلُ رَأْسَ هَذَا الرَّجُلِ وَيَدَيْهِ وَقَدَمَيْهِ؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرے دینی بھائی تھے، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں، یہ سن کر عداس رسول اللہ ﷺ پر جھک پڑا آپ کی پیشانی، ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا، یہ دیکھ کر ابنائے ربیعہ نے آپس میں کہا اس شخص نے اب ہمارے غلام کو بھی برگشتہ

(۱) ابن ہشام ۱/۴۲۰،الروض الانف ۴/۲۶،دلائل النبوة للبيهقي المقدمة ۶۷،السيرة النبوة لابن كثير ۲/۱۵۰،وسيلة الإسلام بالنبي عليه الصلاة والسلام ۱/۹۷،امتاع الاسماع ۸/۳۰۶،شرح الشفا ۲/۳۲۹

کر دیا جب عداس یہاں سے اٹھ کر اپنے آقاؤں کے پاس پہنچا تو عتبہ اور شیبہ نے کہا تو اس شخص کے ہاتھوں اور پیروں کو کیوں بوسہ دیتا تھا؟

قَالَ: يا سيدي، مَا فِي الْأَرْضِ شيء خَيْرٌ مِنْ هَذَا لَقَدْ أَخْبَرَنِي بِأَمْرٍ مَا يَعْلَمُهُ إِلَّا نَبِيٌّ،قَالَا لَهُ: وَيْحَكَ يَا عَدَّاسُ لَا يَصْرِفَنَّكَ عَنْ دِينِكَ فَإِنَّ دِينَكَ خَيْرٌ مِنْ دِينِهِ

عداس نے کہا اے میرے مالک! روئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی اور نہیں، انہوں نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، انہوں نے کہا اے عداس! خبر دار رہنا یہ شخص کہیں تجھے تیرے دین سے منحرف نہ کر دے، تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔ [1]

جب رسول اللہ ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ ﷺ نے واپس مکہ مکرمہ کا سفر جاری کر دیا۔

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ، قَالَ:لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ العَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے ایک بار عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ پر غزوہ احد سے بھی زیادہ سخت دن گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا تیری قوم سے جو تکالیف مجھے پہنچیں سو پہنچیں لیکن سب سے زیادہ سخت دن وہ گزرا جس دن میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل کے بیٹے پر پیش کیا اس نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا میں وہاں سے نہایت غمگین اور رنجیدہ واپس ہوا، مقام قرن الثعالب میں پہنچ کر کچھ افاقہ ہوا، یکا یک میں نے جو سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے اور اس میں جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں،

فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ، ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

جبرائیل علیہ السلام نے وہیں سے مجھے آواز دی کہ آپ کی قوم نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا ہے، اس وقت اللہ نے آپ کے پاس ملک الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) بھیجا ہے تا کہ آپ اس کو جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، اتنے میں ملک الجبال نے مجھے آواز دی اور مجھ کو سلام کیا اور کہا اے محمد ﷺ! میں ملک الجبال ہوں، تمام پہاڑ میرے تصرف میں ہیں، اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ جو چاہیں مجھے حکم کریں اگر آپ حکم دیں تو ان دونوں پہاڑوں کو جن کے مابین اہل مکہ اور اہل طائف رہتے ہیں ملا دوں جس سے تمام لوگ پس جائیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں، میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی

---

[1] البداية والنهاية۱۳۶؍۳،اصابة ۳۸۶؍۴، عيون الاثر۱۵۶؍۱،السيرة الحلبية۴۹۹؍۱

عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ [۱]

رب کی بھیجی ہوئی اس غیبی امداد سے آپ ﷺ کا دل جو غم والم سے بھرا ہوا تھا مطمئن ہو گیا اور طبیعت جو نڈھال تھی ہشاش بشاش ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے طائف کو کیوں منتخب فرمایا:

دکتور علی محمد صلابی اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ ۶۴۶ تا ۶۴۸/۱ میں طائف کو منتخب کرنے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں طائف کا علاقہ قریشی سرداروں کے لیے ایک دفاعی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا اور انتہائی توجہ کا حامل تھا، گزشتہ زمانے میں انہوں نے طائف کی سرزمین پر قبضہ کرنے کے لیے وادی وج پر حملہ بھی کیا تھا تا کہ یہ درختوں اور کھیتوں سے بھرا زرخیز علاقہ ان کے زیر نگیں آجائے، بنو ثقیف نے خطرہ محسوس کرتے ہوئے آئندہ کے لیے قریش سے حلیفانہ معاہدہ کر لیا اور ان کے ساتھ بنو دوس کو بھی شامل کر لیا۔ [۲]

علاوہ ازیں بہت سے اصحاب ثروت نے طائف میں جائیدادیں خرید رکھی تھیں اور گرمیوں کا موسم وہیں گزارتے تھے، قبیلہ بنو ہاشم، بنو عبد شمس اور بنو مخزوم طائف سے مستقل رابطہ رکھتے تھے مزید برآں بنو مخزوم کے بنو ثقیف کے ساتھ کچھ مالی مفادات بھی وابستہ تھے۔ [۳]

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف متوجہ ہونا ایک سوچا سمجھا پروگرام تھا اگر آپ ﷺ وہاں دعوتی مرکز قائم کرنے میں اور ایک مددگار جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو قریش چونک اٹھتے اور انہیں اپنی سلامتی اور اقتصادی مفادات براہ راست خطرے میں نظر آتے حتیٰ کہ وہ محصور ہو جاتے اور بیرونی دنیا سے کٹ جاتے، نبی ﷺ کے اس دعوتی، سیاسی اور دفاعی اقدام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ظاہری اسباب بروئے لا کر اسلامی مملکت یا ایک جدید طاقتور جماعت کے قیام کے خواہاں تھے جو میدان کارزار میں دشمن کو پچھاڑ سکے کیونکہ اب ایک مملکت یا طاقتور جماعت کا قیام لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے کے سلسلے میں انتہائی ضروری تھا، جب نبی ﷺ طائف پہنچے تو آپ سیدھے ان کے مرکز اقتدار میں تشریف لے گئے جہاں سے سیاسی فیصلے صادر ہوتے تھے۔ [۴]

طائف کا مرکز اقتدار کہاں تھا:

بنو مالک اور احلاف پرانے زمانے سے طائف کے رہائشی تھے اسی وجہ سے انہی کا طائف پر غلبہ تسلیم کیا جاتا تھا، مذہبی اور سیاسی قیادت بھی انہی قبائل کا حاصل تھی، عبادت خانے کی دیکھ بھال کا مسئلہ ہو یا عمومی سیاست کا، خارجی تعلقات ہوں یا اقتصادی ترقی کا معاملہ درپیش ہو ان دونوں قبائل ہی کا حکم مانا جاتا تھا لیکن سرزمین طائف جو عرب کا سب سے زیادہ زرخیز اور خوبصورت علاقہ تھا وہ اس علاقے کے دفاع کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے، اہل طائف ہوزان، قریش اور بنو عامر سے خوفزدہ رہتے تھے کیونکہ مذکورہ قبائل طائف کو برباد کرنے یا اس پر قبضہ کرنے پر قادر تھے اسی لیے سرداران طائف نے مصالحت کی پالیسی اختیار کی اور اپنی سیاسی پوزیشن کے تحفظ کی غرض سے معاہدے کیے اور مفادات

---

[۱] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَالمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۳۲۳۱، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۴۶۵۳

[۲] مقومات الدعیة الناجح للدلتورعلی بادحدح صفحه ۱۲۳

[۳] اصول الفکرالسیاسی للتجانی عبدالقادرصفحه ۱۷۳

[۴] اصول الفکرالسیاسی للتجانی عبدالقادرصفحه ۱۷۴

کی جنگ لڑی، یہ بعینہ وہی طریقہ تھا جسے قریش اپنائے ہوئے تھے، چنانچہ بنو مالک نے ہوزان سے اور احلاف نے قریش سے تعلقات قائم کیے تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ (۱)

ایسی صورت حال میں جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا رخ کیا تو آپ ان دوطرفہ معاہدات اور تعلقات سے ہرگز غافل نہ تھے بلکہ جانتے تھے کہ طائف والوں کی کوئی ایک مرکزی طاقت نہیں، وہ ایک اندرونی معاہدے کے تحت اپنی طاقت دو حصوں میں تقسیم کیے ہوئے ہیں، ان میں سے جسے کسی بیرونی قبیلے کی حمایت حاصل ہوتی وہی زیادہ طاقتور ہوتا، عمومی لحاظ سے نبی ﷺ دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی طرف مائل کر لیتے تو آپ کی سیاسی قوت مضبوط ہو سکتی تھی، اگر آپ بالخصوص احلاف کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو آپ کا دعوتی پروگرام انتہائی کامیاب رہتا کیونکہ احلاف فوجی لحاظ سے قریش کے حلیف تھے اور یہ معاہدہ کسی مذہبی ہم آہنگی یا دینی دوستی پر مبنی نہ تھا یہ تو صرف قریش کے ڈر کی وجہ سے معرض وجود میں آیا تھا لہذا انہیں اپنی طرف مائل کرنا ناممکن نہ تھا، اس غرض سے نبی ﷺ جب سرزمین طائف میں پہنچے تو سیدھے بنو عمرو بن عمیر کے ہاں گئے جو احلاف کے سردار اور قریش کے حلیف تھے اور بنو مالک کا رخ نہیں کیا جو بنو ہوزان کے تعلق دار تھے۔ (۲)

واپسی میں آپ ﷺ نے وادی نخلہ میں السیل الکبیر یا الزیمہ کے مقام پر چند روز قیام کیا، ایک رات آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ نصیبین کے سات جن اس طرف سے گزرے اور کھڑے ہو کر توجہ سے تلاوت قرآن سنی اور چلے گئے، آپ ﷺ کو اس کا مطلق علم نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے سورہ احقاف کی آیات ۲۸ تا ۳۴ نازل فرمائیں۔

مضامین سورۂ الاحقاف:

سورت کی ابتدا قرآن کریم کی حقانیت، توحید اور حشر کے دلائل اور بتوں کی مذمت سے کیا گیا جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا حالانکہ وہ نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ نفع اور نقصان ان کے اختیار میں تھا اور نہ ہی وہ پرستش کرنے والوں کی دعائیں قبول کر سکتے تھے اور قیامت کے روز اپنے پرستش کننے والوں کے منکر ہوں گے۔

○ کفار مکہ کو ان کی گمراہی اور غرور و تکبر پر خبردار کیا کہ ایسا شخص جو تمہارا محسن ہے، جو تمہیں ذلت و رسوائی اور ضلالت کی پستیوں سے نکال کر آخروی عزت و وقار کی راہ پر لانا چاہتا ہے، جو تمہیں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچا کر عیش و آرام کی جنتوں میں داخلے کا خواہشمند ہے تم لوگ اپنے بغض و عناد میں اس حد تک بڑھ چکے ہو کہ اس کو جلاوطن کرنے بلکہ اس کے قتل کرنے کے درپے ہو مگر اس کا انجام خود تمہارے اپنے حق میں ہی خراب ہو گا، جس پاکیزہ دعوت کو تم اپنے لیے رحمت سمجھنے کے بجائے وبال جان اور غلط تخیلات میں باطل قرار دے رہے ہو دراصل اسی دعوت میں بیان کیا گیا عقیدہ اور اعمال ہی جہنم سے نجات کا سبب ہیں، قرآن کلام الٰہی ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، تمہارے جاہلانہ تخیلات ان حقائق کو اس لیے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس میں تمہارے آباؤ اجداد کے گمراہ کن عقائد و نظریات اور اعمال کی مخالفت ہے۔

(۱) اصول الفکرالسیاسی للتجانی عبدالقادرصفحہ ۱۷۴

(۲) اصول الفکرالسیاسی للتجانی عبدالقادرصفحہ ۱۷۵

○ عقیدہ توحید کو مدلل انداز میں بیان کر کے فرمایا کہ اگر تم نے عقل و دلیل سے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنے کے بجائے تعصب اور ہٹ دھرمی سے ان حقائق کو تسلیم نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کسی اور قوم اور مخلوق کے ذریعے سے اپنے نبی کی تائید فرمائے گا اور جنات کے واقعے کو اس سلسلہ میں بطور تمثیل بیان کیا گیا۔

○ اخلاق حسنہ کے ضمن میں ایمان، عبادات، استقلال و استقامت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا اور غرور و استکبار اور گمراہی کی مذمت کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ

حا میم ،اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے، ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان

وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ

دونوں کے درمیان کی تمام چیزوں کو بہترین تدبیر کے ساتھ ہی ایک مدت معین کے لیے پیدا کیا ہے،اور کافر لوگ جس چیز

اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ (الاحقاف ۱تا۳)

سے ڈرائے جاتے ہیں منہ موڑ لیتے ہیں۔

حا میم ،اس جلیل القدر کتاب قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر نازل کیا ہے،اور اللہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے،اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا،ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان ساری چیزوں کو عبث اور بے کار نہیں بلکہ سراسر برحق،بہترین تدبیر اور ابد الاباد کے لئے نہیں ایک متعینہ، طے شدہ مدت کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ... ﴿۳﴾ ○ [1]

ترجمہ: اس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ... ﴿۷۳﴾ [2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ... ؕ ﴿۱۹﴾ [3]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے؟۔

[1] النحل ۳

[2] الانعام ۷۳

[3] ابراہیم ۱۹

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ... ﴿٥﴾ [۱]

ترجمہ:اس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ... ﴿٣﴾ [۲]

ترجمہ:اس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ... ﴿٢٢﴾ [۳]

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ... ﴿٨٥﴾ [۴]

ترجمہ:ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے۔

یعنی اس کائنات کو اللہ وحدہ لاشریک نے تخلیق فرمایا ہے، یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے اور نہ کسی حادثہ کے نتیجے میں وجود میں آ گئی ہے بلکہ اس میں ہر چیز کسی خاص ڈیزائن کے تحت تخلیق کی گئی ہے اور اس کائنات کا نظام کچھ خاص حساب اور پروگرام کے مطابق چل رہا ہے اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ بامقصد ہے۔جب خالق وہ ہے تو حکم بھی اسی کا ہو گا، جیسے فرمایا:

...اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ... ﴿٥٤﴾ [۵]

ترجمہ:خبردار رہو!اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

جب وہ وقت موعود آ جائے گا تو اللہ مالک الملک کے حکم سے آسمان وزمین کا یہ موجودہ طبیعی نظام درہم برہم ہو جائے گا مگر بالکل نیست و نابود نہیں ہو جائے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ زمین وآسمانوں کی موجودہ ہیئت بدل دے گا اور ایک دوسرا نظام دوسرے قوانین فطرت کے ساتھ بنا دے گا، اور وہی عالم آخرت ہو گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ... ﴿٤٨﴾ [۶]

ترجمہ:ڈراؤ انہیں اس دن سے جبکہ زمین وآسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیئے جائیں گے۔

مگر جن لوگوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب کی ہے، جب ان کو حیات بعد الموت، حساب کتاب اور اعمال کی جزاو سزا سے ڈرایا جاتا ہے تو خود کو غیر ذمہ دار اور غیر جواب دہ سمجھ کر حقائق سے منہ موڑ لیتے ہیں اور ان پر ایمان لا کر اخروی عذاب سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

---

[۱] الزمر ۵

[۲] التغابن ۳

[۳] الجاثیۃ ۲۲

[۴] الحجر ۸۵

[۵] الاعراف ۵۴

[۶] ابراہیم ۴۸

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے یا

فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴

آسمانوں میں کونسا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کوئی کتاب یا کوئی علم ہے جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ،

وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان

عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا

کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ (الاحقاف ۴ تا ۶)

اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے کہو تم اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر جن کے حضور رسوم عبادات بجالاتے ہو، جنہیں اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں پکارتے ہو، جن کی خوشنودی کے لئے نذر ونیاز پیش کرتے ہو، جن سے رزق اور اولادیں مانگتے ہو کبھی تم نے ان ہستیوں کی طاقت وقدرت اور اختیا کا کوئی مظہر بھی دیکھا ہے؟ ذرا اپنی صداقت کی گواہی میں مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ تم خود تسلیم کرتے ہو کہ یہ وسیع وعریض زمین اور اس میں تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، جیسے فرمایا:

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ... ۝۲۵ [1]

ترجمہ: اگر تم ان سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ... ۝۳۸ [2]

ترجمہ: ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹ [3]

ترجمہ: اگر تم ان لوگوں سے پوچھو زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ انہیں اسے زبردست علیم ہستی نے پیدا کیا ہے۔

یا پھر یہ بتلاؤ کہ ساتوں آسمانوں کی تخلیق وتدبیر میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ جیسے فرمایا:

---

[1] لقمان ۲۵

[2] الزمر ۳۸

[3] الزخرف ۹

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۔۔ (۱)

ترجمہ: اور کہو تعریف ہے اس الله کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ﴿۲﴾ (۲)

ترجمہ: وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے۔

تم اس کو بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمانوں کی تخلیق الله ہی نے کی ہے اور وہی اپنی مشیت وحکمت کے تحت اس میں تدبیر کرتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۔۔۔ ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی الله ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا اور کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ۔۔۔ ﴿۵﴾ (۴)

ترجمہ: وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔

یا پھر قرآن نازل ہونے سے پہلے کوئی الہامی کتاب یا انبیاء وصلحاء کی تعلیمات کا کوئی ایسا حصہ جو کسی قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچا ہو یا اپنے عقائد کے ثبوت میں تمہارے پاس کوئی عقلی نقلی دلیل ہو تو وہی لے آؤ،

عَنْ مُجَاهِدٍ، {أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ} قَالَ: أَحَدٌ يَأْثُرُ عِلْمًا

مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کی تفسیر میں کہا ہے یا کسی سے دلیل پیش کرو جو علم کو نقل کرتا ہو۔ (۵)

اس طرح کی بھی کوئی چیز تمہارے پاس موجود نہیں کیونکہ تمام الہامی کتابیں بالاتفاق وہی توحید پیش کرتی ہیں جن کی طرف قرآن دعوت دے رہا ہے، اس طرح انبیاء وصلحا کے جتنے بچے کھچے نقوش موجود ہیں ان میں بھی کہیں اس بات کی شہادت نہیں ملتی کہ کسی نبی یا رسول نے کبھی لوگوں کو الله کے سوا کسی اور کی بندگی وعبادت کرنے کی تعلیم دی ہو، بلکہ ان کی دعوت تو الله وحدہ لاشریک کی بندگی اور کفر وشرک سے روکنا تھی۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۔۔۔ ﴿۳۶﴾ (۶)

(۱) بنی اسرائیل ۱۱۱

(۲) الفرقان ۲

(۳) یونس ۳

(۴) السجدۃ ۵

(۵) تفسیر طبری ۲۲/۹۴

(۶) النحل ۳۶

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبر دار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

...اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ... ﴿۵۹﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

تو پھر اس شخص سے زیادہ راہ راست سے بھٹکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر جو کائنات کا خالق ہے، جو اپنی تمام بحر و بر کی مخلوقات کا رازق ہے، جو اپنی مخلوقات کی پکار کو سنتا اور جواب دیتا ہے، جس کے پاس ہر طرح کی قدرت واختیار ہے فوت شدہ اشخاص کو مدد کے لئے پکارے جن کا نہ تو ذرہ برابر تخلیق میں کوئی حصہ ہے، نہ وہ رزق بہم پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ قیامت تک پکارنے والے کی پکار پر نفی یا اثبات میں کوئی کاروائی کر سکتے ہیں بلکہ ان تک پکارنے والوں کی پکار سرے سے پہنچتی ہی نہیں، نہ وہ اپنے کانوں سے سن سکتے ہیں اور نہ کسی اور ذریعہ سے ان تک یہ اطلاع پہنچتی ہے کہ کوئی انہیں مدد کے لئے پکار رہا ہے، اور روز محشر جب روئے زمین کے تمام انسان اعمال کی جوابدہی کے لئے جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنی عبادت کرنے اور اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔ جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا [۲] ﴿۸۲﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الٰہ بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں گے، کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا... ﴿۲۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور اس نے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۤءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ [۴]

---

[۱] الاعراف ۵۹

[۲] مریم ۸۱،۸۲

[۳] العنکبوت ۲۵

[۴] النحل ۲۰،۲۱

ترجمہ: اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔

ایک مقام پر فرمایا

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: اسی کو پکارنا برحق ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، انہیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں، بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بے ہدف!۔

ایک مقام پر فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴿۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: (اے نبی! ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنھیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا

اور انہیں جب ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو منکر لوگ سچی بات کو جب کہ ان کے پاس آ چکی کہہ دیتے ہیں کہ یہ

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ

صریح جادو ہے، کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے تو اس نے خود گھڑ لیا ہے، آپ کہہ دیجئے! کہ اگر میں ہی اسے بنا لایا ہوں تو تم

لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا

میرے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، تم اس (قرآن) کے بارے میں جو کچھ سن رہے ہو اسے اللہ خوب

بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۸﴾ (الاحقاف ۸،۷)

جانتا ہے، میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱) الرعد ۱۴

(۲) سبا ۲۳،۲۲

ان لوگوں کو جب ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں اور حق ان کے سامنے آجاتا ہے تو یہ کافر کلام الٰہی کے قوت اعجاز اور قوت تاثیر کو دیکھ کر اسے جادو کے کرشمہ سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے فرمایا

...هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ (١)

ترجمہ: یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے پھر کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنس جاؤ گے۔

اور پھر اس سے بھی انحراف کر کے کہتے ہیں کہ یہ پہلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا ... ۝ (٢)

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے۔

کبھی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے؟ جیسے فرمایا:

...اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (٣)

ترجمہ: یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِىْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (٤)

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں، اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کہ اسے نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

ان سے کہو اگر میں نے اسے خود تصنیف کر کے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یقیناً جرم عظیم کیا ہے جس پر اللہ مجھے سخت ترین عذاب دے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ (٥)

ترجمہ: اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِىْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ (٦)

(١) الانبیاء ۳

(٢) الفرقان ۵

(٣) ص ۷

(٤) الفرقان ۵،۶

(٥) الحاقۃ ۴۴ تا ۴۷

(٦) الجن ۲۲

ترجمہ: کہو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔

تم جس جس انداز سے قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہو کبھی اسے جادو کبھی کہانت اور کبھی گھڑا ہو کہتے ہو اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور وہی تمہاری مذموم حرکتوں کا تمہیں بدلہ دے گا، اللہ اس بات کی گواہی کے لئے کافی ہے کہ حکمتوں سے بھرا یہ قرآن اسی کی طرف سے نازل ہوا ہے اور وہی تمہاری تکذیب و مخالفت کا بھی گواہ ہے، اور اگر کوئی اپنی کوتاہیوں، ہٹ دھرمیوں پر شرمندہ ہو کر ایمان لے آئے اور بخشش کا طلب گار ہو تو وہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ ؕ

آپ کہہ دیجئے! کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر نہیں، نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا،

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۹ قُلْ

میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان کر دینے والا ہوں، آپ کہہ

اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى

دیجئے! اگر یہ (قرآن) اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا ہو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی کی گواہی بھی دے

مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۰ (الاحقاف ۱۰،۹)

چکا ہو اور ایمان بھی لاچکا ہو اور تم نے سرکشی کی ہو، تو بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح اہل مکہ بھی یہی کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے جو تمہارے جیسا بشر ہے، جو تم کھاتے ہو وہ وہی کھاتا ہے، بیوی بچوں والا ہے اور معاش کے لئے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اللہ نے اس کے ساتھ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ بھی نہیں بھیجا اور جب اس سے کسی معجزے کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ بھی پورا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو دنیا کی تاریخ کا میں پہلا اور نرالا رسول تو نہیں ہوں، مجھ سے پہلے متعدد رسول دنیا میں آچکے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو تم اچھی طرح جانتے ہو اور ان کی ذریت پر فخر بھی کرتے ہو وہ بھی میری طرح بشر ہی تھے، میری طرح انہیں بھی دنیاوی ضروریات درپیش ہوتی تھیں، ان کے ساتھ بھی کوئی فرشتہ نہیں اترا تھا تو پھر جب میں بھی ان کی طرح ہوں اور میری دعوت بھی ان کی دعوت کے موافق ہے تو میری رسالت پر تمہیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ میں فاعل حقیقی، مختار کامل اور عالم الغیب نہیں ہوں کہ ماضی حال مستقبل مجھ پر روشن ہوں، تمہارا مستقبل تو درکنار مجھے تو اپنے مستقبل کا بھی علم نہیں، ماضی حال مستقبل کا علم تو اللہ رب العالمین کے پاس ہے جو علام الغیوب ہے، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے، میرے پاس کوئی ذاتی علم یا ایسا علم جو اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر ہو یا قدیم و لامحدود ہو وہ میرے پاس نہیں، میں ایک علی الاعلان متنبہ کرنے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں، لہٰذا اگر تم میری رسالت کو مانتے ہوئے میری دعوت پر ایمان لے آؤ تو یہ دونوں جہانوں میں تمہاری

خوش نصیبی ہوگا اور اگر ٹھکراتے ہو تو تمہارا احساب اللہ کے ذمہ ہے میں نے تمہیں برے انجام سے متنبہ کر دیا ہے اور میں بری الذمہ ہوں،

أَنَّ أُمَّ العَلاَءِ،أَنَّهُ اقْتُسِمَ المُهَاجِرُونَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ: لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَكْرَمَهُ؟فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟

ام العلا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ کرایا گیا تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون آئے، وہ ہمارے ہاں بیمار ہوئے اور رفوت ہوگئے جب ہم ان کو کفن پہنا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو میرے منہ سے نکل گیا اے ابوالسائب! اللہ تجھ پر رحم کرے ،میری تو تجھ پر گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً تیرا اکرام کرے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا اکرام کرے گا؟میں نے کہا مجھے تو اس سلسلہ میں کچھ خبر نہیں ہے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لیکن اور کسے نوازے گا؟

فَقَالَ: أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ اليَقِينُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ وَمَا أَدْرِي وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِي، قَالَتْ: فَوَاللَّهِ لاَ أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا قَالَتْ: فَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ، فَنِمْتُ، وفَرِيتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ عَيْنًا تَجْرِي، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ:ذَلِكِ عَمَلُهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ان کے پاس تو ان کے رب کی طرف کا یقین آپہنچا اور مجھے ان کے لئے بھلائی اور خیر کی امید ہے، اللہ کی قسم! مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم اب اس کے بعد میں کسی کی برات نہیں کروں گی،انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا رنج ہوا پھر میں سوگئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا۔[1]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو! کبھی تم نے سوچا بھی کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا تو تمہارا کیا انجام ہوگا اور تمہیں کیسی دردناک سزائیں ملیں گی، جیسے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝۵۲ [2]

ترجمہ:اے نبی!ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر واقعی یہ قرآن اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کرتے رہے تو اس شخص سے بڑھ کر بھٹکا ہوا اور کون ہوگا جو اس کی مخالفت میں دور تک نکل گیا ہو؟۔

تم لوگ محض اپنی ہٹ دھرمی اور تعصّبات میں اس کلام کا انکار کرتے ہو،اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے لیے اسے پرانے زمانے کی کہانیاں کہتے

---

[1] صحیح بخاری مناقب الانصارباب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ ۳۹۲۹،وکتاب الجنائزباب الدخول علی المیت بعد الموت۱۲۴۳، مسند احمد ۲۷۴۵۷،۳۱۰۳،المعجم الکبیرللطبرانی ۳۳۷،مستدرک حاکم۳۶۹۲،السنن الکبری للنسائی۷۵۸۷،السنن الکبری للبیہقی ۷۱۹۰

[2] حم السجدۃ۵۲

ہو، اللہ کے پاکیزہ کلام کو میرا من گھڑت کہتے ہو حالانکہ اس کی سچائی کی شہادت اس سے پہلے منزل کتابیں دے رہی ہوں، اس لئے بنی اسرائیل کا ایک عام آدمی (عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اس کتاب پر ایمان لے آیا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦٓ إِنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِۦ مُسْلِمِينَ [1] ﴿٥٣﴾

ترجمہ: اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے ہی مسلم ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ ءَامِنُوا۟ بِهِۦٓ أَوْ لَا تُؤْمِنُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ مِن قَبْلِهِۦٓ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۩ ﴿١٠٧﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَٰنَ رَبِّنَآ إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿١٠٩﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

ایک اہل کتاب کے ایمان لانے کے بعد اس کے مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہ ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا لیکن تم اپنے گھمنڈ میں پڑے رہے، بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَآ إِلَيْهِ ۚ

اور کافروں نے ایمانداروں کی نسبت کہا کہ اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت کرنے نہ پاتے،

وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا۟ بِهِۦ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَآ إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾ وَمِن قَبْلِهِۦ كِتَٰبُ مُوسَىٰٓ

اور چونکہ انہوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی پس یہ کہہ دیں گے کہ قدیمی جھوٹ ہے، اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب

إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ وَبُشْرَىٰ

پیشوا اور رحمت تھی، اور یہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیک کاروں کو

لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ فَلَا خَوْفٌ

بشارت ہو، بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہو گا نہ

---

[1] القصص ٥٣

[2] بنی اسرائیل ١٠٧ تا ١٠٩

عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۚ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ جَزَآءًۢ

غمگین ہونگے، یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے

بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ (الاحقاف ۱۱ تا ۱۴)

ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

جن لوگوں نے قرآن کو کلام الٰہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے وہ اہل ایمان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن برحق ہوتا اور محمد ﷺ کسی صحیح بات کی طرف دعوت دے رہے ہوتے تو بلال رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ اور ان جیسے غربا و فقرا لوگ اسلام قبول کرنے میں ہم جیسے جہاندیدہ، ذی عزت و ذی مرتبہ پر سبقت کا شرف حاصل نہ کر سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لِّيَقُوۡلُوۡۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ... ﴿۵۳﴾ [1]

ترجمہ: دراصل ہم نے اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل و کرم ہوا ہے۔

چونکہ انہوں نے کلام الٰہی سے رہنمائی حاصل نہیں کی اس لئے اپنی خجالت دور کرنے کے لئے کہیں گے کہ قرآن میں تو پرانے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں، اس طرح وہ قرآن اور قرآن مجید پر ایمان لانے والوں کی تنقیص کرتے ہیں اور یہی تکبر ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تکبر حق کا انکار کرنے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔[2]

اس طرح وہ جلیل ترین عطیات سے محروم ہو گئے، حالانکہ نزول قرآن سے پہلے موسیٰ پر تورات رہنما اور رحمت بن کر نازل ہو چکی ہے اور یہ قرآن اپنے سے پہلے کی تمام کتابوں کو مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ کہتا اور ان کی تصدیق کرتا ہے اور ان کی اپنی فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تو کفر، فسق اور نافرمانی کا ارتکاب کرنے والوں کو عذاب جہنم اور ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ اختیار کرنے والوں کو بخشش اور لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے بھری جنتوں کی بشارت دے دے، یقیناً جو لوگ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں پھر مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہتے ہیں، اس میں کسی باطل عقیدے کی آمیزش نہیں کرتے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ اللہ کی اطاعت پر استقامت اختیار کرتے ہیں، روز محشر انہیں کسی قسم کا کوئی خوف لاحق نہ ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ [3]

[1] الانعام ۵۳

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ ۲۶۵

[3] حم السجدة ۳۰

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، ان پر یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، غم نہ کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ایسے باکمال لوگ جنت میں داخل ہونے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اپنے ان نیک اعمال کے بدلے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا

وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ

اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا، اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے، یہاں تک کہ جب وہ

اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى

اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤ

وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ

جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو

اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ

بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم

مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ

قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بعض اعمال سے درگزر کر لیتے ہیں، (یہ) جنتی لوگوں میں ہیں اس سچے وعدے کے

كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ (الاحقاف ۱۶،۱۵)

مطابق جو ان سے کیا جاتا ہے۔

والدین سے بہتر سلوک:

ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے، اس کی ماں نے نو ماہ تک مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا، جیسے فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ

لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ اسے احترام کے ساتھ بات کرو۔

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ ۚ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَيۡكَ ؕ اِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۴﴾ [2]

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔

وَالۡوَالِدٰتُ يُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِ لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ... ﴿۲۳۳﴾ [3]

ترجمہ: جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کامل دو سال دودھ پلائیں۔

اس لئے ماں کے ساتھ حسن سلوک کو اولیت دی گئی ہے اور باپ کا درجہ اس کے بعد فرمایا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں کا وہ بولا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں، وہ پھر بولا پھر کون؟ فرمایا تیرے باپ کا۔ [4]

اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے،

عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَّا امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، فَوَلَدَتْ لَهُ لِتَمَامِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَانْطَلَقَ زَوْجُهَا إِلَى عُثْمَانَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا فَلَمَّا قَامَتْ لِتَلْبَسَ ثِيَابَهَا بَكَتْ أُخْتُهَا فَقَالَتْ: مَا يُبْكِيكِ؟! فَوَاللَّهِ مَا الْتَبَسَ بِي أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ غَيْرَهُ قَطُّ، فَيَقْضِي اللَّهُ فِيَّ مَا شَاءَ، فَلَمَّا أُتِيَ بِهَا عُثْمَانُ أَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا تَصْنَعُ؟ قَالَ: وَلَدَتْ تَمَامًا لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ، وَهَلْ يَكُونُ ذَلِكَ؟

<u>بعجہ بن عبداللہ جہنی سے</u> روایت ہے ہمارے ایک شخص نے جہینہ قبیلے کی ایک عورت سے شادی کی تو اس نے پورے چھ ماہ بعد اس کے

[1] بنی اسرائیل ۲۳

[2] لقمان ۱۴

[3] البقرۃ ۲۳۳

[4] صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ ۶۵۰۰، صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ ۵۹۷۱، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْوَصَايَا بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۲۷۰۷

بیٹے کو جنم دے دیا، اس عورت کا شوہر سید نا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس نے آپ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا، سید نا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلا بھیجا، تو وہ اپنے کپڑے پہننے کے لیے کھڑی ہوئی تو اس کی بہن رونے لگی؟ اس نے پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اپنے اس شوہر کے سوا اور کسی نے میرے ساتھ کبھی اختلاط نہیں کیا اس لیے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا، جب اس عورت کو سید نا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا، سید نا علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس عورت نے پورے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا ہے تو کیا چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟ سید نا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں،

فَقَالَ لَهُ [عَلِيٌّ] أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ يَقُولُ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ] حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ، فَلَمْ نَجِدْهُ بَقَّى إِلَّا سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: وَاللَّهِ مَا فَطِنْتُ لِهَذَا عَلَيَّ بِالْمَرْأَةِ فَوَجَدُوهَا قَدْ فُرِغَ مِنْهَا، قَالَ: فَقَالَ بَعْجَةُ: فَوَاللَّهِ مَا الْغُرَابُ بِالْغُرَابِ وَلَا الْبَيْضَةُ بِالْبَيْضَةِ بِأَشْبَهَ مِنْهُ بِأَبِيهِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوهُ قَالَ: ابْنِي إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَشُكُّ فِيهِ، قَالَ: وَأَبْلَاهُ اللَّهُ بِهَذِهِ الْقُرْحَةِ قُرْحَةِ الْأَكَلَةِ، فَمَا زَالَتْ تَأْكُلُهُ حَتَّى مَاتَ

سید نا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے اور یہ فرمان تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں اس طرح حمل کے لیے چھ ماہ بچتے ہیں، یہ سن کر سید نا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا عورت کو میرے پاس واپس لاؤ مگر لوگ اسے رجم کر کے فارغ ہو چکے تھے، بعجہ نے کہا اللہ کی قسم! اس بچے کو اپنے باپ کے ساتھ اس قدر مشابہت تھی کہ کوے کو کوے کے ساتھ اور انڈے کو انڈے کے ساتھ بھی اس طرح مشابہت نہیں ہوتی، جب اس کے باپ نے اسے دیکھا تو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی شک نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس آزمائش میں مبتلا کر دیا کہ اس کے چہرے پر گوشت کھانے والا ایک پھوڑا نکل آیا جو اسے مسلسل کھاتا رہا حتی کہ وہ مر گیا۔ [1]

اس احسان عظیم کے بعد ایک مومن کی دعا کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور پھر چالیس سال کا ہو گیا اور عقل و فہم کمال کو پہنچا، مزاج میں بردباری آ گئی تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسے نیک عمل کی توفیق دے جو اپنی ظاہری صورت میں بھی ٹھیک ٹھیک تیرے قانون کے مطابق ہو اور حقیقت میں بھی تیرے ہاں مقبول ہونے کے لائق ہو اور میری اولاد کو بھی صالح بنا کر مجھے سکھ دے، میں تیرے حضور گناہ اور معاصی سے توبہ کرتا ہوں اور میں اطاعت گزار بندوں میں سے ہوں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ:اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ،

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۹۴، ۳۲۹۳/۱۰، تفسیر المراغی ۲۶/۱۸، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج ۲۶/۳۳، التفسير الوسيط للقرآن الكريم ۹/۹۱۶، تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن ۲۷/۵۰

مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو التحیات میں یہ دعا پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے اے اللہ !ہمارے دلوں میں الفت ڈال اور ہمارے آپس میں اصلاح کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہیں دکھا اور ہمیں اندھیروں سے بچا کر نور کی طرف نجات دے اور ہمیں ہر برائی سے بچالے خواہ وہ ظاہر ہو خواہ چھپی ہوئی ہو اور ہمیں کانوں میں اور آنکھوں میں اور دلوں میں اور بیوی بچوں میں برکت دے اور ہم پر رجوع فرما یقینا تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے، اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار اور ان کے باعث اپنا ثنا خواں اور نعمتوں کا اقراری بنا اور اپنی بھرپور نعمتیں ہمیں عطا فرما۔ [۱]

اس طرح کے لوگوں سے ہم ان کے بہترین اعمال کو قبول کرتے ہیں اور ان کی لغزشوں، کمزوریوں اور خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں، یہ لوگ جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں میں شامل ہوں گے، یہ وہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا تھا۔

وَ الَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِيْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آ گیا، تم مجھ سے یہ کہتے رہو گے کہ میں مرنے کے بعد زندہ ہو جاؤں گا

مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَ هُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ

مجھ سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں، وہ دونوں جناب باری میں فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے خرابی ہو تو ایمان لے آ،

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں، وہ لوگ ہیں جن پر (اللہ کے عذاب کا)

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

وعدہ صادق آ گیا ان جنات اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے، یقیناً یہ نقصان پانے والے

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ

تھے، اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال کا پورے بدلے دے اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ

ظلم نہ کیا جائے گا، اور جس دن کافر جہنم کے سرے پر لائے جائیں گے (کہا جائے گا) تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی

الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ

برباد کر دیں اور ان کا فائدہ اٹھا چکے، پس آج تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی، اس باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر

[۱] سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ۹۶۹

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ (الاحقاف ۱۷ تا ۲۰)

کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کرتے تھے۔

سعادت مند اولاد کے بعد بد بخت اور نافرمان اولاد کا ذکر فرمایا جو اپنے والدین کے ساتھ گستاخی سے پیش آتی ہے اور باپ کی ناصحانہ باتوں پر یا دعوت ایمان وعمل صالحہ پر ناگواری اور رشدت غیظ کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے تمہارے لئے ہلاکت ہو تم نے تو مجھے تنگ کر کے رکھ دیا ہے، ہر وقت تم مجھے یہی مجھے خوف دلاتے رہتے ہو کہ مرنے کے بعد اعمال کی باز پرس کے لئے میں پھر قبر سے زندہ نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں ان میں سے تو کوئی اٹھ کر نہیں آیا ہے، مسلمان والدین اللہ کی دہائی دے کر دردمندی سے کہتے ہیں ارے بدنصیب! ابھی وقت نہیں گزرا اپنے ان غلیظ عقائد سے تائب ہو کر حیات بعد الموت اور جزا و سزا کو تسلیم کر لے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ ایک وقت مقررہ پر تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ کرے گا اور سب کو میدان محشر میں جمع کر کے اعمال کی بابت سوال کرے گا اگر اعمال نیک ہوئے تو جنت ورنہ جہنم کے دردناک عذاب میں داخل کر دے گا، مگر وہ منکر حیات بعد الموت کو محال سمجھتے ہوئے تکبر سے کہتا ہے مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہو گا، اعمال کی کوئی جزا و سزا نہیں، کوئی جنت و دوزخ نہیں، یہ سب اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ چسپاں ہو چکا ہے، جیسے فرمایا:

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ [۱]

ترجمہ: فرمایا تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

انہی عقائد و اعمال کے حامل جنوں و انسانوں کے جو گروہ پہلے گزر چکے ہیں روز قیامت یہ بھی انہی کے ساتھ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہوں گے،

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ، قَالَ: هُوَ الْكَافِرُ الْفَاجِرُ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ الْمُكَذِّبُ بِالْبَعْثِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت ''اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آ گیا، تم مجھ سے یہ کہتے رہو گے کہ میں مرنے کے بعد زندہ ہو جاؤں گا۔'' کا مصداق ہر وہ کافر و فاجر ہے جو اپنے ماں باپ کا نافرمان اور بعث بعد الموت کی تکذیب کرتا ہے۔[۲]

اہل خیر و اہل شر دونوں کے درجے ان کے اعمال کے لحاظ سے ہیں تا کہ اللہ ان کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دے، اللہ نہ اچھے لوگوں کی نیکیاں اور قربانیاں ضائع کرے گا اور نہ برے لوگوں کو ان کی واقعہ برائی سے بڑھ کر سزا دے گا،

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: دَرَجَاتُ النَّارِ تَذْهَبُ سَفَالًا وَدَرَجَاتُ الْجَنَّةِ تَذْهَبُ عُلُوًّا

---

[۱] ص ۸۵، ۸۴

[۲] تفسیر طبری ۱۱۹/۲۲

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا قول ہے جہنم کے درجے نیچے کی طرف اور جنت کے درجے اوپر کی طرف جاتے ہیں۔ ①

پھر جب یہ کافر جہنم کے کنارے لاکر کھڑے کیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف تم نے اٹھالیا اور انہی میں مست ہو کر تم آخرت کی فکر سے غافل ہو گئے،

وَقَدْ تَوَرَّعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ كَثِيرٍ مِنْ طَيِّبَاتِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ، وَتَنَزَّهَ عَنْهَا وَيَقُولُ:إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ كَالَّذِينِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُمْ وقرّعهم:أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا

اسی آیت کے پیش نظر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ مرغوب اور لطیف غذاؤں سے اجتناب کر لیا تھا اور فرمایا کرتے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں ان لوگوں میں نہ ہو جاؤں جنہیں اللہ تعالیٰ ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ فرمائے گا تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف تم نے اٹھالیا۔ ②

چنانچہ زمین میں جو ناحق تکبر تم کرتے رہے اور اللہ کی جو جو نافرمانیاں تم نے کیں ان کی پاداش میں آج تم کو اہانت اور رسوائی والا عذاب دیا جائے گا۔

أَجَارَنَا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے ان سب عذابوں سے محفوظ رکھے۔

وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَیْنِ

اور عاد کے بھائی کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں

یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۲۱﴾

اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کی عبادت نہ کرو، بیشک میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں،

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ

قوم نے جواب دیا کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں (کی پرستش) سے باز رکھیں؟ پس اگر

مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘

آپ سچے ہیں تو جس عذاب کا آپ وعدہ کرتے ہیں اسے ہم پر لا ڈالیں، (حضرت ہود نے) کہا (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس

وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ (الاحقاف ۲۱ تا ۲۳)

ہے، میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو۔

① تفسیر ابن کثیر ۷/۲۸۴

② تفسیر القرطبی ۱۶/۲۰۱،۲۰۲، تفسیر ابن کثیر ۷/۲۸۴

سرداران قریش اپنی طاقت اور بڑائی کے زعم میں مبتلا تھے، اس لئے انہیں قوم عاد کا قصہ سنایا جس کے متعلق اہل عرب جانتے تھے کہ وہ اپنے زمانے کی ایک شاندار تمدن رکھنے والی طاقت ونخوت کی مالک قوم تھی فرمایا کہ ذرا انہیں قوم عاد کے پیغمبر ہود عَلَیْہِ السَّلَام کا قصہ سناؤ جب کہ ہود عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرموت کے قریب احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا

وَقَالَ قَتَادَةُ: ذُكر لَنَا أَنَّ عَادًا كَانُوا حَيًّا بِالْيَمِنِ أَهْلَ رَمْلٍ مُشْرِفِينَ عَلَى الْبَحْرِ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الشِّحْر

قتادہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ عاد یمن کا ایک قبیلہ تھا جو ریت والے علاقے میں رہتا تھا اور شحر نامی جگہ میں ساحل سمندر پر تھا۔ (۱)

اور ایسی پاکیزہ دعوت دینے والے ہود عَلَیْہِ السَّلَام کوئی انوکھے رسول نہیں تھے بلکہ پہلے بھی پیغمبر یہ دعوت دے چکے تھے اور اس کے بعد بھی مبعوث ہوتے رہے، ان سب کی دعوت ایک ہی تھی کہ طاغوت کی بندگی واطاعت سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اللہ کے سوا کوئی بندگی واطاعت کا مستحق نہیں ہے، جیسے فرمایا

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ... ﴿۱۴﴾ (۲)

ترجمہ: اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تم کو اسی طرح کے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا جب اللہ کے رسول ان کے پاس آگے اور پیچھے، ہر طرف سے آئے اور انہیں سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ اگر تم اس پاکیزہ دعوت کو قبول نہیں کرتے تو مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے، قوم نے اس دردمندی کا یہ جواب دیا اے ہود عَلَیْہِ السَّلَام! کیا تو اس لئے مبعوث ہوا ہے کہ ہمیں بہکا کر ہمارے معبودوں سے پھیر دے جن کی ہمارے آباؤاجداد پرستش کرتے چلے آئے ہیں؟ ہود عَلَیْہِ السَّلَام پرخلوص انداز میں طرح طرح سے وعظ ونصیحت کرتے رہے مگر لاحاصل، جب ایک عرصہ گزر گیا اور تکذیب کے باوجود کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تو قوم کے سرداروں نے عذاب الٰہی کو محال سمجھا اور بڑی جرات کے ساتھ مطالبہ کیا اے ہود عَلَیْہِ السَّلَام عَلَیْہِ السَّلَام! اگر واقعی تو سچا ہے تو جس ہولناک عذاب سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے وہ لے آ، اور ایسا مطالبہ ہر مشرک قوم اپنے پیغمبر سے کرتی رہی ہے جیسے فرمایا

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا... ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: جو لوگ اس کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔

ہود عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا تمہارے مطالبہ کے مطابق دنیا میں تم پر عذاب نازل ہو گیا نہیں ہو گیا کتنی مہلت دینے کے بعد نازل ہو گا یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے، میرا منصب تو یہ ہے پوری دیانت وامانت کے ساتھ اور واضح طور پر دعوت حق تمہیں پہنچا دوں اس کے سوا مجھ پر کوئی اور ذمہ داری نہیں ہے، مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ عقل وشعور سے کام نہیں لے رہے ہو بلکہ میری تنبیہ کو ایک مذاق سمجھ رہے ہو مگر تمہیں اندازہ نہیں کہ اللہ کا عذاب کیسا دردناک ہوتا ہے۔

(۱) تفسیر طبری ۱۲۴/۲۲

(۲) حم السجدة ۱۳،۱۴

(۳) الشوریٰ ۱۸

فَلَمَّا رَاَوۡهُ عَارِضًا مُّسۡتَقۡبِلَ اَوۡدِيَتِهِمۡ ۙ قَالُوۡا هٰذَا عَارِضٌ مُّمۡطِرُنَا ؕ

پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے یہ ابر ہم پر برسنے والا ہے (نہیں)

بَلۡ هُوَ مَا اسۡتَعۡجَلۡتُمۡ بِهٖ ؕ رِيۡحٌ فِيۡهَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَىۡءٍۢ بِاَمۡرِ رَبِّهَا

بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم

فَاَصۡبَحُوۡا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمۡ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡقَوۡمَ

سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گی، پس وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، گناہ گاروں کے گروہ کو

الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِيۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِيۡهِ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ

ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور بالیقین ہم نے (قوم عاد) کو وہ مقدور دیئے تھے جو تمہیں تو دیئے بھی نہیں، اور ہم نے انہیں

سَمۡعًا وَّ اَبۡصَارًا وَّ اَفۡـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ سَمۡعُهُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُهُمۡ وَلَاۤ اَفۡـِٕدَتُهُمۡ

کان آنکھیں اور دل بھی دے رکھے تھے لیکن ان کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا، جب

مِّنۡ شَىۡءٍ اِذۡ كَانُوۡا يَجۡحَدُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑی،

وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى وَصَرَّفۡنَا الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۷﴾

اور یقیناً ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں تباہ کر دیں اور طرح طرح کی ہم نے اپنی نشانیاں بیان کر دیں تاکہ وہ رجوع کر لیں،

فَلَوۡلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قُرۡبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلۡ ضَلُّوۡا عَنۡهُمۡ ۚ وَذٰلِكَ

پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟

اِفۡكُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾ (الاحقاف ۲۴ تا ۲۸)

بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے، (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا۔

قوم ہود علیہ السلام کے مطالبہ عذاب کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمت برسانا بند کر دی جس سے خشک سالی ہو گئی، جب ایک عرصہ بیت گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کی شکل میں ان اپنا عذاب بھیج دیا، جب قوم ہود علیہ السلام نے دور سے اس گھنے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو خوشیاں منانے لگے کہنے لگے یہ گھنا بادل چلا آ رہا ہے جو ہماری بستیوں پر خوب برسے گا اور ہماری واریوں کو سیراب کر دے گا جس سے خشک سالی دور ہو جائے گی، ہود علیہ السلام نے یا اللہ نے یا اصل صورت حال نے عملاً ان کو جواب دیا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ وہی قہر الٰہی ہے جس کے

لئے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا کا وہ طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آرہا ہے، جو اللہ کے حکم سے ہر چیز کو نیست و نابود کر ڈالے گا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ المَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الكَرَاهِيَةُ،فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ العَذَابَ، فَقَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا یا بادل دیکھتے تو آپ کے چہرے سے فکر ظاہر ہوتا میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ تو بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش برسے گی لیکن آپ کے چہرے پر اس کے برعکس تشویش کے آثار نظر آتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اس بادل میں عذاب نہیں ہوگا جب کہ ایک قوم ہوا کے عذاب سے ہی ہلاک کر دی گئی، اس قوم نے بھی بادل دیکھ کر کہا تھا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ، قَالَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، قَالَتْ: وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ، تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَخَرَجَ وَدَخَلَ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا مَطَرَتْ، سُرِّيَ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: لَعَلَّهُ، يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ: {فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا} [2]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب شدت کی ہوا چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے اے اللہ! میں تجھ سے اس کی اور اس میں جو ہے اس کی اور جس کو یہ ساتھ لے کر آئی ہے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور تجھ سے اس کی اور اس میں جو ہے اس کی اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں (یعنی یہ عذاب کا باعث نہ ہو) اور جب آسمان ابر آلود ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے چہرہ مبارک) کا رنگ بدل جاتا چنانچہ (اضطراب و گھبراہٹ کی وجہ سے ایک جگہ نہ رہتے بلکہ) کبھی گھر سے باہر نکلتے اور کبھی باہر سے اندر آتے اس طرح پھر آتے اور پھر جاتے، جب بارش شروع ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف و اضطراب ختم ہو جاتا (ایک مرتبہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ (تغیر و اضطراب) محسوس کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۂ الاحقاف بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ۴۸۲۹ ، صحیح مسلم کتاب صلوۃ الاستسقاء بَابُ التَّعَوُّذِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ، وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ۲۰۸۶،سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ۵۰۹۸

[2] الأحقاف : ۲۴

یہ اسی طرح نہ ہو جسے قوم ہود نے اپنی طرف بادل بڑھتا دیکھ کر خوشی سے کہا تھا کہ یہ بدلی ہم پر برسنے والی ہے۔ (۱)

أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى سَحَابًا مُقْبِلًا مِنْ أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ، تَرَكَ مَا هُوَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ، حَتَّى يَسْتَقْبِلَهُ، فَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهِ ، فَإِنْ أَمْطَرَ قَالَ: اللَّهُمَّ سَيْبًا نَافِعًا مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، وَإِنْ كَشَفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يُمْطِرْ حَمِدَ اللَّهَ عَلَى ذَلِكَ

ایک اور روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی آسمان کے کسی کنارے سے ابر اٹھتا دیکھتے تو اپنے تمام کام چھوڑ دیتے اگرچہ نماز میں ہوں اور یہ دعا پڑھتے اے اللہ! میں تجھ سے اس برائی سے پناہ چاہتا ہوں جو اس میں ہے، اور اگر برس جاتا تو دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے اے اللہ! جاری اور فائدہ دینے والا پانی عنایت فرما پس اگر بادل کھل جاتا تو اللہ عزوجل کی حمد کرتے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے اس تند و تیز ہوا کو ان پر سات رات اور آٹھ دن مسلسل مسلط رکھا، جیسے فرمایا

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ (۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔

جب عذاب ختم ہوا تو ان کے رہائشی مکانات کے سوا وہاں کوئی انسان نظر نہ آتا تھا ہوا نے ان کے مویشیوں، ان کے مال و متاع اور خود ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا، مجرموں کو ان کے جرم وظلم کے سبب ہم اس طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، ہم نے ان کو مال و دولت، طاقت اور زمین کے ایک بڑے حصہ پر اقتدار و اختیار عطا کیا تھا جبکہ تمہارا دائرہ اقتدار تو شہر مکہ کی مختصر حدود کے اندر ہی ہے، قوم ہود علیہ السلام کو ہم نے ان کی سماعت، ان کی بصارت اور ان کے اذہان میں کسی قسم کی کمی نہ کی تھی کہ یہ کہا جاتا کہ انہوں نے کم علمی اور علم پر قدرت نہ رکھنے اور عقل میں کسی خلل کی وجہ سے حق کو ترک کر دیا مگر انہوں نے کانوں سے حق نہ سنا، آنکھوں سے اللہ کی نشانیوں کو نہ دیکھا، اور دل و دماغ سے سوچ کر صحیح فیصلے نہ کیے، کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تھا اس لئے یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہ آئیں اور وہ اسی چیز کے پھیر میں آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ یہ وہ طوفانی ہوا تھی جو جس چیز پر سے گزر جاتی تھی اسے نیست و نابود کر دیتی تھی، جیسے فرمایا

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝۴۱ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝۴۲

(۴) ترجمہ: اور (تمہارے لئے نشانی ہے) عاد میں، جب کہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خیر ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔

(۱) صحیح مسلم کتاب صلوۃ الاستسقاء بَابُ التَّعَوُّذِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ، وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ ۲۰۸۵

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى السَّحَابَ وَالْمَطَرَ ۳۸۸۹، السنن الکبری للنسائی ۱۸۴۳، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۲۲۳

(۳) الحاقۃ ۷

(۴) الذاریات ۴۲،۴۱

ایک مقام پر فرمایا

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝۶۶ [1]

ترجمہ: اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اور اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرانے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا۔

اے اہل مکہ! آنکھیں کھول کر اپنے گردوپیش پر نظر دوڑاؤ اور مکہ اور شام کے درمیان ثمودیوں کی بستیوں اور اہل یمن اور اہل مدین کی قوم سبا کو دیکھو،، قوم لوط کا علاقہ جو اب بحیرہ لوط کہلاتا ہے وہ بھی تمہارے تجارتی راستے میں پڑتا ہے، ان کے علاوہ اور بہت سی قوموں کو ان کے باطل عقائد اور تکذیب حق کے باعث صفحہ سے مٹا دیا، ہم نے انہیں گمراہی کے گھور اندھیروں سے نکالنے کے لئے ان کی طرف رسول مبعوث کیے، انہیں بار بار اور طرح طرح سے سمجھایا شاید کہ وہ کفر و شرک سے تائب ہو کر ہماری طرف پلٹ آئیں مگر انہوں نے ہماری نشانیوں اور آیات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے معبودوں کی قوت و اختیارات پر تکیہ کر کے ان کی پرستش میں لگے رہے، آخر ایک وقت مقررہ پر ہم نے ان پر اپنا عذاب نازل کر دیا، مگر جن معبودوں کو وہ تقرب الٰہی کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھ کر پرستش کرتے تھے، جن کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے دعوی دار تھے، جن کی خوشنودی کے لئے نذرانے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، اس سخت ترین وقت میں کوئی مشکل کشا، کوئی حاجت روا ان کی مدد کو نہ پہنچا بلکہ ان قوموں کے ساتھ ہی نیست و نابود ہو گئے، جو خود ساختہ عقائد اور جھوٹ انہوں نے گھڑ رکھے ان کا یہ المناک انجام ہوا۔

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ

اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے

قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝۲۹

تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے،

قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا

کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں

لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۳۰ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ

کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی رہنمائی کرتی ہے، اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو،

اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۳۱ وَ مَنْ

اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں المناک سزا سے پناہ دے گا، اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا

[1] البقرۃ ۶۶

لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ

کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتا اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی مددگار ہوں گے

اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ (الاحقاف ۲۹ تا ۳۲)

یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:مَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ، وَلا رَآهُمْ، انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ، قَالَ: فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، قَالَ: فَقَالُوا: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلا شَيْءٌ حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو نہ قرآن پڑھ کر سنایا اور نہ انہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف تشریف لے جارہے تھے جبکہ شیاطین کے لیے آسمانی خبریں سننے سے رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر شہاب ثاقب کو مسلط کر دیا گیا تو شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے تو قوم نے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے آسمان کی خبریں سننے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب مسلط کر دیے گئے ہیں

قوم نے کہا تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ اسی لیے پیدا کر دی گئی ہے کہ کوئی خاص واقعہ رونما ہوا ہے لہٰذا مشرق ومغرب میں جاکر اس واقعے کا سراغ لگاؤ اور دیکھو کہ تمہارے اور آسمانی خبروں میں رکاوٹ کا سبب کیا ہے،

قَالَ: فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُونَ مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَانْصَرَفَ النَّفَرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلاةَ الْفَجْرِ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ، اسْتَمَعُوا لَهُ، وَقَالُوا: هَذَا وَاللَّهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، قَالَ: فَهُنَالِكَ حِينَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا {إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ} [1] الْآيَةَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ} [2] وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ

جنات مشرق ومغرب میں پھیل گئے تاکہ اس واقعے کا سراغ لگائیں جس کی وجہ سے ان کے لیے آسمان کی خبریں سننے سے رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے، ان کی ایک جماعت جو تہامہ کی طرف آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی جبکہ آپ سوق عکاظ کی طرف جانے کے لیے مقام نخلہ میں تشریف فرما تھے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تلاوت

---

[1] الجن: ۲

[2] الجن: ۱

کرتے ہوئے سنا تو کان لگا دیے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی ہے وہ چیز جس کی وجہ سے تمہیں آسمان کی خبریں سننے سے منع کر دیا گیا ہے، جب وہ اپنی قوم کے پاس گئے تو کہنے لگے "اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قرآن سنا ہے راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔" اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں "اے نبی (ﷺ) کہو، میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔" اور جنوں کی اس بات سے نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کیا گیا۔ (١)

ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ ﷺ طائف والوں سے مایوس ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے کہ رات ہو گئی اور آپ نے مکہ کے قریب وادی نخلہ میں قیام فرمایا، وہاں عشا یا فجر یا تہجد کی نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نصیبین کے سات یا نو جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف پھیر دیا تا کہ وہ قرآن کو سنیں، جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں تم نماز میں سورۃ الرحمان کی تلاوت کر رہے تھے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ کلام کو سنا تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ اور خوب توجہ سے اس جلیل القدر کلام کو سنو، جیسے جیسے انہوں نے قرآن کو سنا اس نے ان کے دلوں کو مسخر کر لیا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ قوم کی خیر خواہی کے لئے متنبہ کرنے والے بن کر واپس پلٹے، اور جا کر کہا اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک پاکیزہ کلام سنا ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوا ہے (یعنی وہ پہلے تورات اور دوسری آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے، اور انہوں نے محسوس کیا کہ قرآن بھی وہی تعلیم دے رہا ہے جو انبیاء دیتے چلے آئے ہیں تو وہ اس پر ایمان لے آئے) یہ کلام اپنے سے پہلے منزل کتابوں کی تصدیق کرتا، اعتقادی و اخباری مسائل میں حق کی جانب رہبری اور اعمال میں راہ راست دکھاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت تک پہنچاتا ہے، قرآن کی مدح و توصیف اور اس کا مقام و مرتبہ بیان کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی، اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلانے والے کی دعوت حق پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ جو غفور و رحیم ہے، جو اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دینا پسند کرتا ہے تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں جہنم کے عذاب الیم سے بچا دے گا، جنوں نے کہا یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات کو تسلیم نہ کرے وہ زمین کی وسعتوں میں گم ہو کر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ کے عذاب سے اس کو بچا لیں، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اپنی قوم کے جنوں کی یہ دعوت حق جنوں کے لیے موثر ثابت ہوئی اور اکثر جن حق کی طرف مائل ہو گئے اور گروہ در گروہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا، یعنی جنوں میں نصیحت کرنے والے تو ہیں لیکن ان میں پیغمبر نہیں ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جنوں میں سے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى... ﴿١٠٩﴾ (٢)

(١) مسند احمد ١/٤٢٢، دلائل النبوۃ للبیہقی ٢/٢٢٥، صحیح بخاری كِتَابُ الْأَذَانِ بَابُ الجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلاَةِ الفَجْرِ ٧٧٣، صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ باب وَمِنْ سُورَةِ الجِنِّ ٣٣٢٣، السنن الکبری للنسائی ١١٥٦٠، مستدرک حاکم ٣٨٥٧

(٢) یوسف ١٠٩

ترجمہ:اے نبی (ﷺ) ! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ... ﴿۲۰﴾ (۱)

ترجمہ:اے نبی (ﷺ) ! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

...وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ... ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ:اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو بھی انبیاء مبعوث ہوئے وہ تمام کے تمام ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہی مبعوث ہوئے۔ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا . ﴿۱۳۰﴾ (۳)

ترجمہ: اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟۔

تو اس سے یہاں دونوں جنسوں کا مجموعہ مراد ہے اور اس کا مصداق ان میں سے ایک جنس یعنی انسان مراد ہے۔

رسول اللہ ﷺ خود بھی جنوں کی طرف دعوت حق پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے،

عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: فَقَالَ عَلْقَمَةُ، أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ. فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ. قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلَ حِرَاءٍ.

عامر سے مروی ہے میں نے علقمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھے تو علقمہ نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں لیکن ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑی وادیوں اور کھائیوں میں تلاش کیا ہم نے کہا کہ آپ کو جن لے گئے یا کسی نے دھوکہ سے شہید کر دیا بہرحال ہم نے وہ رات بدترین رات والی قوم کی طرح گزاری جب ہم نے صبح

(۱) الفرقان ۲۰

(۲) العنکبوت ۲۷

(۳) الانعام ۱۳۰

کی تو آپ حرا کی طرف سے تشریف لائے

قَالَ: فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ. فَقَالَ: أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ

ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو گم پایا اور آپ کو تلاش کیا اور آپ ﷺ کو نہ ڈھونڈ سکے ہم نے رات اس طرح گزاری جیسے کوئی قوم سخت بے چینی میں رات گزارتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جنات کی طرف سے بلانے والا آیا میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، فرمایا پھر وہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیں اپنے جنات کے نشانات اور آگ کے نشانات دکھائے، جنات نے آپ ﷺ سے اپنے کھانے کی چیزوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ہر وہ ہڈی جس کو اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو تمہارے ہاتھوں میں آتے ہی وہ گوشت کے ساتھ پر ہو جائے گی اور ہر مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہڈی اور مینگنی سے استنجانہ کرو کیونکہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں کا کھانا ہیں۔ (1)

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ نہ تھکا، وہ یقیناً مردوں کو زندہ

بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ

کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہ ہو؟ وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے، وہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا

کفر کیا جس دن جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو جواب دیں گے کہ

بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (الاحقاف ٣٣،٣٤)

ہاں قسم ہے ہمارے رب کی! (حق ہے) (اللہ) فرمائے گا اب اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔

اور حیات بعد الموت، حساب کتاب اور اعمال کی جزا کے ان مکذبین کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کی عظمت ان کی وسعت اور ان کی تخلیق میں مہارت کے باوصف کسی مشقت کے بغیر ان کو تخلیق کر دیا، جیسے فرمایا

(1) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ ١٠٠٧، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَحْقَافِ ٣٢٥٨

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

کیا اتنی کامل قدرتوں اور قوت والا رب اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو دوبارہ ان کی قبروں سے زندہ کر دے؟ جیسے فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

کیوں نہیں، وہ اعمال کی جزا کے لئے جنوں اور انسانوں کو دوبارہ پیدا فرمائے گا یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے، جس روز یہ مکذبین آگ کے سامنے لائے جائیں گے اس وقت ان سے پوچھا جائے گا دنیا میں جب تمہیں حیات بعد الموت، حساب کتاب اور اعمال کی جزا و سزا کے بارے میں تلقین کی جاتی تھی تو تم شدت سے اس کا انکار کرتے تھے، دعوت حق کو جادوگر دانتے تھے، اب جبکہ تم دوبارہ زندہ ہو چکے ہو، اپنے اعمال کا حساب دے کر عذاب جہنم کے مستحق قرار پا چکے ہو اور اب دوزخ تمہارے سامنے ہے اب بتاؤ کیا یہ حق نہیں ہے؟ کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھ ہی نہیں رہے ہو؟ کہیں گے ہاں ہمارے رب کی قسم! یہ واقعی حق ہے، مگر اس وقت یہ اعتراف بے فائدہ ہوگا، اللہ فرمائے گا اچھا تو اب اپنے کفر کے بدلے عذاب جہنم کا مزا چکھو۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ

پس (اے پیغمبر!) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لیے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کرو،

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ

یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں)

بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الاحقاف ۳۵)

ٹھہرے تھے، یہ ہے پیغام پہنچا دینا، پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین:

اللہ رب العزت نے کفار و مشرکین کے ناروا رویہ پر رسول اللہ ﷺ کو صبر کی تلقین کی کہ مصائب والم کے سامنے سینہ سپر ہونا عالی مرتبہ، بلند ہمت پیغمبروں کی سنت رہی ہے، چنانچہ جس طرح انہوں نے تکذیب کرنے والوں کی مخالفت اور طرح طرح کی اذیتوں پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں، انہیں دعوت حق دیتے رہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے ہدایت کے طلب گار رہیں اور ان کے معاملہ میں

---

(۱) ق ۳۸

(۲) المومن ۵۷

جلدی نہ کریں، جیسے فرمایا

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ﴿١١﴾ [١]

ترجمہ: ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت میں رہنے دو۔

فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾ [٢]

ترجمہ: پس چھوڑ دو اے نبی! ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے رب کے حکم کی تعمیل میں ایسا صبر کیا کہ آپ سے پہلے کسی نبی نے ایسا صبر نہیں کیا، مکذبین نے آپ پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیے، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کا راستہ روکا، محاربت اور عداوت میں جو کچھ ان کے بس میں تھا کر ڈالا مگر آپ ﷺ دعوت حق بیان فرماتے رہے، دعوت حق کی تکذیب کرنے والوں کے خلاف جہاد کرتے رہے، پھر اس راہ میں جو تکالیف اور اذیتیں آپ کو پہنچیں ان پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین پر اقتدار سے سرفراز فرمایا، اللہ قادر مطلق نے آپ کے دین کو تمام ادیان پر اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر غالب کر دیا، فرمایا جس روز یہ مکذبین قیامت کے ہولناک عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہوگا کہ جیسے دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے تھے، جیسے فرمایا

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾ [٣]

ترجمہ: جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ (دنیا میں یا حالت موت میں) یہ بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھیرے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ... ﴿٤٥﴾ [٤]

ترجمہ: اور جس روز اللہ ان کو اکٹھا کرے گا تو (یہی دنیا کی زندگی انہیں ایسی محسوس ہو گی) گویا یہ محض ایک گھڑی بھر آپس میں جان پہچان کرنے ٹھہرے تھے۔

ہم نے دعوت حق پہنچا کر ان پر حجت قائم کر دی ہے پھر کیا اللہ کے نافرمانوں اور اس کی حدود پامال کرنے والوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ: كَيْفَ تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ. يَعْنِي قُرَيْشًا. وَهُمْ أَخْرَجُوكَ؟فَقَالَ: يَا زَيْدُ إِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ لِمَا تَرَى فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَإِنَّ اللَّهَ نَاصِرٌ دِينَهُ وَمُظْهِرٌ نَبِيَّهُ

جب رسول اللہ ﷺ طائف سے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ رسول ﷺ! اہل مکہ نے آپ کو نکالا ہے اب ہم کس طرح داخل ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زید! اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے رہائی کی کوئی سبیل ضرور پیدا فرمائے

---

[١] المزمل ۱۱

[٢] الطارق ۱۷

[٣] النازعات ۴۶

[٤] یونس ۴۵

گا اور اللہ ہی اپنے دین کا حامی اور مددگار ہے اور یقیناً وہ اپنے نبی کو سب پر غالب فرمادے گا۔ (۱)

ثُمَّ انْتَهى] إِلَى حِرَاءٍ. ثم بعث إلى الأخنس بن شريق فقال: هل أنت مجيري حتى أبلغ رسالة ربي؟فقال: إن الحليف لا يجير على الصريح، فقال الرسول: ائت سهيل بن عمرو،فقال: إن بني عامر بن لؤيّ لا تجير على بني كعب،فَأَرْسَلَ رَجُلا مِنْ خُزَاعَةَ إِلَى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ: أَدْخُلُ فِي جِوَارِكَ؟فَقَالَ: نَعَمْ. وَدَعَا بَنِيهِ وَقَوْمَهُ فَقَالَ: تَلَبَّسُوا السِّلَاحَ وَكُونُوا عِنْدَ أَرْكَانِ الْبَيْتِ فَإِنِّي قَدْ أَجَرْتُ مُحَمَّدًا،فَقَامَ مُطْعِمُ بْنِ عَدِيٍّ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَنَادَى: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي قَدْ أَجَرْتُ مُحَمَّدًا، فَلَا يَهِجْهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى عِنْدَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ والمطعم بن عدي وَوَلَدُهُ مُحْدِقُونَ بِهِ بِالسِّلَاحِ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ

پھر آپ نے غار حرا میں پہنچ کر بنوخزاعہ کے ایک شخص کے ذریعے اخنس بن شریق کے پاس پیغام بھیجا کہ کیا میں آپ کی پناہ میں مکہ آسکتا ہوں کہ اللہ کا پیغام پہنچا سکوں؟اخنس نے جواب دیا میں قریش کا حلیف ہوں اس لئے میں آپ کو پناہ دینے سے معذرت خواہ ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی پیغام سہیل بن عمرو کے پاس بھیجا،اس نے جواب دیا میں بنوعامر بن کعب کے مقابلہ میں پناہ نہیں دے سکتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی پیغام مطعم بن عدی کے پاس بھیجا کہ کیا میں آپ کی پناہ میں مکہ آسکتا ہوں؟ مطعم نے پناہ دینے کی حامی بھر لی،اس نے اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو بلاکر حکم دیا کہ وہ ہتھیار لگا کر حرم کے دروازے پر کھڑے ہوجائیں میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے،اور مطعم بن عدی خود بھی اونٹ پر سوار ہو کر حرم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اے گروہ قریش!میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے کوئی ان سے تعرض نہ کرے،رسول اللہ ﷺ حرم میں تشریف لائے اور طواف کر کے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مطعم بن عدی اور اس کے اسلحہ سے لیس بیٹوں کے حلقہ میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (۲)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اخنس اور سہیل کے عذر قابل اعتراض ہیں کیونکہ اگر وہ پناہ دینے کے اہل نہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ان سے پناہ ہی نہ مانگتے اور آپ اچھی طرح اپنی قوم کے احوال وعادات جانتے تھے،عامر اور کعب دونوں بھائی تھے،ان کا باپ لوی تھا اور عامر سہیل کا جدامجد تھا لہذا بنوعامر اور بنوکعب دونوں ایک دوسرے کو پناہ دے سکتے تھے۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کا بنوخزاعہ کے ایک شخص کا انتخاب اور اسے مطعم بن عدی کے پاس بھیجنا آپ ﷺ کی انتہائی اعلیٰ سیاسی بصیرت، تاریخی شعور اور شاندار سیاسی حکمت عملی پر مبنی تھا،اس حکمت وبصیرت سے اگاہی کے لیے اس تفصیل کو جاننا ضروری ہے، دراصل مطعم بن عدی ان دنوں بنونوفل کے سردار تھے اور بنونوفل کا جداکبر نوفل تھا اور نوفل عبدالمطلب کا مخالف تھا،

لما هلك المطلب بن عبد مناف، وكان العاضد لعبد المطلب والذاب عنه والقائم بأمره، وثب نوفل بن عبد مناف على أركاح كانت لعبد المطلب. وهي الساحات والأفنية. فغلب عليها، واغتصبه إياها. فاضطرب عبد المطلب

(۱) ابن سعد ۱۶۵/۱،زادالمعاد ۳۰/۳

(۲) ابن ہشام ۳۸۱/۱،ابن سعد ۱۶۵/۱، زادالمعاد ۳۰/۳،امتاع الاسماع ۱۸۱/۹

(۳) محمدرسول اللہ ﷺ لصادق عرجون ۳۲۴/۲

لذلك، واستنهض قومه معه، فلم ينهض كبير أحد منهم، فكتب إلى أخواله من بني النجار، من الخزرج،قالوا: فقدم عليه منهم جمع كثيف، فأناخوا بفناء الكعبة وتنكبوا القسي وعلقوا التراس، فلما رآهم نوفل، قال: لشر ما قدم هؤلاء. فكلموه. فخافهم، ورد أركاح عبد المطلب عليه،والله ما رأينا بهذا الوادى (أحداأحسن وجها، ولا أتمّ خلقا، ولا) أعظم حلما،

ایک مرتبہ نوفل نے (اپنے بھتیجے) نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا عبد المطلب کے محلہ پر حملہ کیا اور ان کے گھروں اور زمینوں پر قبضہ کرلیا، عبد المطلب نے پریشانی میں اپنی قوم سے مدد طلب کی مگر کوئی سردار مدد کے لیے نہ آیا تب انہوں نے اپنے ماموں بنونجار کے قبیلہ خزرج کو قصیدہ لکھ بھیجا، جس کے نتیجے میں خزرج کی ایک بڑی جماعت کعبے کے صحن میں آن اتری اور وہ گلے میں ڈھالیں آویزاں کیے اپنی کمانوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، جب نوفل نے دیکھا تو بولا یہ تو کسی لڑائی کے لیے آئے ہیں، جب اس نے ان سے گفتگو کی تو ڈر گیا اور عبد المطلب کے مکانات اور زمینیں واپس کر دیں، اس صورت حال کو دیکھ کر طاقتور اور عزت دار بنوخزاعہ والوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے اس وادی میں عبد المطلب سے خوبصورت، صحت منداور بردبار شخص نے دیکھا

ولقد نصره أخواله من الخزرج، ولقد ولدناه كما ولدوه- وأن جده عبد مناف لابن حبي بنت حليل بن حبشية سيد الخزاعة- ولو بذلنا له نصرنا وحالفناه انتفعنا به وبقومه وانتفع بنا. فأتاه وجوههم، فقالوا: يا أبا الحارث، إنا قد ولدناك كما ولدك قوم من بني النجار، ونحن، بعد، متجاورون في الدار، وقد أماتت الأيام ما كان يكون في قلوب بعضنا على قريش من الأحقاد، فهلم، فلنحالفك. فأعجب ذلك عبد المطلب وقبله وسارع إليه فأجابهم إلى حلف،

ان کے ننھیال خزرج نے ان کی مدد کی ہے اور جس طرح خزرج ان کے ننھیال ہیں اسی طرح ہم بھی ان کے ننھیال ہیں کیونکہ ان کے دادا عبد مناف ہمارے سردار حلیل بن حبشیہ کی بیٹی حبی کے بیٹے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ ہم آپس میں حلیف بن جائیں، ایک دوسرے کی مدد کریں اور فائدہ حاصل کریں، چنانچہ بنوخزاعہ کے سردار عبد المطلب کے پاس آئے اور کہا اے ابو الحارث! جس طرح بنونجار سے آپ کا تعلق ہے کہ وہ آپ کے ننھیال ہیں اسی طرح ہم بھی آپ کے ننھیال سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر ہم ایک دوسرے کے پڑوسی بھی ہیں، پرانے دن نکل گئے اور دلوں سے کینے نکل گئے، آیئے! ہم آپس میں ایک دوسرے کے حلیف بن جائیں، عبد المطلب کو یہ بات پسند آئی اور انہوں نے اس مشورے کو قبول کرلیا۔[1]

کیونکہ بنونوفل اور عبد شمس نے اس معاہدے کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتے تھے اس لیے اس میں شریک نہ ہوئے۔ اب جبکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنوخزاعہ کے ایک شخص کو بنی نوفل کے سردار کے پاس بھیجنے کے لیے منتخب کیا تو یہاں درحقیقت مذکورہ تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرنا اور عبد المطلب اور بنوخزاعہ کے درمیان معاہدے کی یاد دہانی کرنا مقصود تھا جو بنونوفل اور بنوشمس کے خلاف طے پایا تھا، اور مقصد یہ تھا کہ لوگ سمجھ لیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ مکرمہ میں کمزور بن کر بیٹھے نہیں رہیں گے بلکہ بنوخزاعہ سے تعلقات استوار کریں گے یا خزرج سے مدد مانگیں گے جیسے آپ کے دادا عبد المطلب نے کیا تھا، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم درحقیقت مطعم بن عدی سے اس لیے پناہ حاصل کرنا چاہتے تھے

---

[1] انساب الاشراف للبلاذری ۷۱/۱

کہ اس کی طرف سے آپ ﷺ کو ڈرانے اور دھمکانے کا سلسلہ رک جائے،اور مطعم بن عدی آپ ﷺ کی حمایت کسی مہربانی اور نیکی کے جذبے سے نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ تو صرف اپنے مفاد اور پوزیشن مستحکم کرنے کے لیے کر رہا تھا اور قریش نبی ﷺ کو بنو نوفل کے پہرے میں جاتے خاموشی سے اس لیے دیکھ رہے تھے کہ وہ بنو نوفل کی تلواروں سے خائف نہ تھے بلکہ وہ بنو خزاعہ کی تلواروں اور خزرج کے تیر کمانوں سے خائف تھے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے اس دور کے رواج کے مطابق پناہ تو ضرور حاصل کی مگر اس پناہ کی بنا پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دعوت و تبلیغ کے کام میں کوئی فرق نہیں پڑا، رسول اللہ ﷺ نے مطعم بن عدی کے اس احسان کو یاد رکھا اور اسی احسان کے بدلے غزوہ بدر کے دن اسیران بدر کی بابت آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا

لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلاءِ النَّتْنَى لتركتهم له

اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں کچھ کلام کرتا تو میں اس کی رعایت سے ان سب کو یک لخت چھوڑ دیتا۔ (۲)

مطعم بن عدی نے پناہ دی تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی اس جرات و جانبازی یا یوں تذکرہ کیا۔

أَجَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا عَبِيدَكَ مَا لَبَّى مُهِلٌّ وَأَحْرَمَا

تم نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ والوں سے پناہ دی وہ تمہارے غلاموں کی طرح سہم کر رہ گئے۔ جب تک احرام باندھے جائیں گے اور صدائے لبیک پکاری جائے گی تمہاری جرات کو داد دی جاتی رہے گی۔

فَلَوْ سُئِلَتْ عَنْهُ مَعَدٌّ بِأَسْرِهَا وَقَحْطَانُ أَوْ بَاقِي بَقِيَّةِ جُرْهُمَا

اگر قبیلہ معد (قریش) قحطان اور بنو جرہم کے بچے کھچے افراد سے مطعم کے بارے میں پوچھا جائے

لَقَالُوا هُوَ الْمُوفِي بِخُفْرَةِ جَارِهِ وَذِمَّتِهِ يَوْمًا إِذَا مَا تَذَمَّمَا

تو وہ پکار اٹھیں گے وہی تو ایسا باوفا ہے کہ جب کسی کو پناہ دے دے یا کسی کا ذمہ اٹھا لے تو اپنی پناہ اور ذمے کا بہت پاس رکھتا ہے۔ (ابن ہشام ۱/۳۸۰)

اور البداية والنهاية میں یہ شعر یوں ہیں۔

فَلَوْ كان مجد مخلد اليوم واحد من النَّاس نجي مَجْدُهُ الْيَوْمَ مُطْعِمَا

اگر آج کسی شخص کو اس کی بزرگی اور نیک نامی نجات دے سکتی تو وہ مطعم بن عدی ہوتا

أَجَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا عِبَادَكَ مَا لَبَّى مُحِلٌّ وَأَحْرَمَا

---

(۱) اصول الفكرالسياسى للتجانى عبدالقادرصفحه۱۸۰

(۲) صحيح بخارى كِتَابُ المَغَازِي باب ۴۰۲۴،سنن ابوداود كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الْمَنِّ عَلَى الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ ۲۶۸۹،عيون الاثر ۱/۱۵۷

اے مطعم! تونے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے تحفظ دلایا تو سب تیرے ایسے مطیع ہو گئے کہ تیری اجازت کے بغیر کسی نے نہ تلبیہ پکارا اور نہ احرام باندھا

فَلَوْ سُئِلَتْ عَنْهُ مَعَدٌّ بِأَسْرِهَا وَقَحْطَانُ أَوْ بَاقِي بَقِيَّةِ جُرْهُمَا لَقَالُوا هُوَ الْمُوفِي بِخُفْرَةِ جَارِهِ وذمته

پس اگر مطعم کے بارے میں بنو معد، بنو قحطان اور بنو جرہم کے باقی ماندہ قبائل سے پوچھا جائے تو وہ کہیں گے اپنے پڑوسی سے عہد نبھانے والا اور ذمہ داری عائد ہونے کی صورت میں اسے پورا کرنے والا تھا

يوماً إذا ما تجشما وَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ الْمُنِيرَةُ فَوْقَهُمْ عَلَى مِثْلِهِ فيهم أعز وأكرما إباءً إِذَا يَأْبَى وَأَلْيَنَ شِيمَةً

اور اس سے زیادہ عزت و شرف کے مالک شخص پر آج تک روشن سورج طلوع نہیں ہوا وہ عزت نفس اور اچھی طبیعت کا مالک ہے

وَأَنْوَمَ عَنْ جَارٍ إِذَا اللَّيْلُ أَظْلَمَا قُلْتُ وَلِهَذَا

اور جب رات کا اندھیرا چھا جائے تو وہ پڑوسی سے برا سلوک نہیں کرتا۔[1]

طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى مَا يَرَى مِنْ قَوْمِهِ، يَبْذُلُ لَهُمْ النَّصِيحَةَ، وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّجَاةِ مِمَّا هُمْ فِيهِ. وَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ، حِينَ مَنَعَهُ اللَّهُ مِنْهُمْ، يُحَذِّرُونَهُ النَّاسَ وَمَنْ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ الْعَرَبِ ،كَانَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَدِمَ مَكَّةَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَمَشَى إِلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانَ الطفيل رَجُلًا شَرِيفًا شَاعِرًا لَبِيبًا

رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے ایسی تکالیف اٹھانے کے باوجود ان کی نصیحت کے خواہاں رہتے تھے اور ان کی نجات کے خواستگار تھے اور قریش کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ ہر ایک آنے والے کو جو مکہ معظّمہ میں آتا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس قدر بہکاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب بھی نہ آتا اور نہ آپ کا کلام سننا پسند کرتا، طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ وہ مکہ معظّمہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ وہیں مقیم تھے، قریش کے چند آدمی خاص طور پر ان کے پاس آئے، طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو عرب کے مشہور قبیلہ دوس کے سردار، شاعر اور دانش مند آدمی تھے

قَالُوا لَهُ: إِنَّكَ قَدِمْتَ بِلَادَنَا، وَإِنَّ هَذَا الرَّجُلَ وَهُوَ الَّذِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَرَّقَ جمَاعَتَنَا، وَشَتَّتَ أَمْرَنَا، وَإِنَّمَا قَوْلُهُ كَالسِّحْرِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَابْنِهِ، وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَأَخِيهِ، وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ، وَإِنَّمَا نَخْشَى عَلَيْكَ وَعَلَى قَوْمِكَ مَا قَدْ حَلَّ عَلَيْنَا، فَلَا تُكَلِّمْهُ وَلَا تَسْمَعْ مِنْهُ،قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا زَالُوا بِي حَتَّى أَجْمَعْتُ أَنْ لَا أَسْمَعَ مِنْهُ شَيْئًا، وَلَا أُكَلِّمَهُ حَتَّى حَشَوْتُ فِي أُذُنَيَّ حِينَ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ كُرْسُفًا، فَرَقًا مِنْ أَنْ يَبْلُغَنِي شَيْءٌ مِنْ قَوْلِهِ.

مشرکین مکہ کہنے لگے (جیسے ہر آنے والے کے کانوں میں یہ بات ڈالتے تھے) تو ہمارے علاقہ میں آیا ہے اور یہ آدمی (محمد ﷺ)

[1] البداية والنهاية۱۶۹ر۳

جو ہمارے پاس ہے اس نے ہماری جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ہمارے ہر کام کو تقسیم کر رہا ہے، اس کی بات میں جادو جیسا اثر ہے وہ اپنے کلام سے انسان اور اس کے باپ کے درمیان، ایک انسان اور اس کے بھائی کے درمیان، ایک انسان اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈال دیتے ہیں اور ہمیں تمہارے اور تمہاری قوم کے متعلق بھی وہی خطرہ ہے جس سے ہم دوچار ہو رہے ہیں اس لئے ہماری نصیحت ہے کہ نہ تو ان سے ملیں اور نہ ان کی کوئی بات سنیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! وہ برابر میرے پیچھے لگے رہے یہاں تک کہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ نہ تو محمد ﷺ سے کوئی بات کروں گا اور نہ ہی کوئی گفتگو سنوں گا چنانچہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ مبادا کوئی ایسی بات ان کے کانوں میں نہ پڑ جائے جس سے ان کا آبائی دین خراب ہو جائے اور وہ معبودوں کے قہر و غضب کا شکار ہو جائیں، مگر اللہ کی مشیت کے آگے کس کی چلتی ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے،

قَالَ: فَغَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَقُمْتُ قَرِيبًا مِنْهُ، فَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُسْمِعَنِي بَعْضَ قَوْلِهِ، فَسَمِعْتُ كَلَامًا حَسَنًا فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَرَجُلٌ لَبِيبٌ شَاعِرٌ، مَا يَخْفَى عَلَيَّ الْحَسَنُ مِنَ الْقَبِيحِ، فَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَسْمَعَ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ مَا يَقُولُ؟ فَإِنْ كَانَ مَا يَقُولُ حَسَنًا قَبِلْتُ، وَإِنْ كَانَ قَبِيحًا تَرَكْتُ

ایک دن جب میں صبح کے وقت حرم میں گیا جہاں رسول اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ طفیل رضی اللہ عنہ کے کانوں سے ٹھونسی ہوئی روئی نکل گئی جس سے اللہ کا پاکیزہ کلام ان کے کانوں میں پہنچا، وہ اس کلام کی پاکیزگی، الفاظ کی شیرینی اور مضامین کی گہرائی میں ڈوب گئے، انہوں نے اپنے دل میں کہا میری ماں مرے! واللہ میں ماہر فن شاعر ہوں، مجھ سے کلام کا حسن و قبح پوشیدہ نہیں، پھر میرے لئے اس شخص کی بات سننے میں کیا حرج ہے؟ وہ جو کلام پیش کرتے ہیں اگر وہ بھلا ہے تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو چھوڑ دوں گا

قَالَ: فَمَكَثْتُ حَتَّى انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِهِ، فَتَبِعْتُهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ قَالُوا لِي: كَذَا وَكَذَا، فَوَاللَّهِ مَا بَرِحُوا يُخَوِّفُونِي أَمْرَكَ حَتَّى سَدَدْتُ أُذُنَيَّ بِكُرْسُفٍ لِئَلَّا أَسْمَعَ قَوْلَكَ، ثُمَّ أَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُسْمِعَنِيهِ، فَسَمِعْتُ قَوْلًا حَسَنًا، فَاعْرِضْ عَلَيَّ أَمْرَكَ، فَعَرَضَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ، وَتَلَا عَلَيَّ الْقُرْآنَ

یہ سوچ کر وہ وہیں رکے رہے، جب رسول اللہ ﷺ گھر کی طرف لوٹے تو یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے، جب رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو یہ بھی اندر داخل ہو گئے اور عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا بیان کیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ مجھے تمہارے معاملہ میں خوف دلاتے رہے آخر میں نے روئی سے اپنے کان بند کر لیے تا کہ میں آپ کا کلام نہ سن سکوں لیکن اللہ نے مجھے آپ کا کلام سنا ہی ڈالا اور بہت ہی اچھا کلام سنایا آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ بیان کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور کلام اللہ سے کچھ آیات سنائیں،

ایک روایت میں ہے

ثُمَّ قرا اعوذ بِاللَّه من الشَّيْطَان الرَّجِيم بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم قل هُوَ الله أحد الله الصَّمد إِلَى آخرهَا ثُمَّ قَرَأَ قل

أعوذ برب الفلق

آپ ﷺ نے سورۂ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت فرمائی۔ [۱]

فَلَا وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ قَوْلًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، وَلَا أَمْرًا أَعْدَلَ مِنْهُ، فَأَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُ شَهَادَةَ الْحَقِّ

اسلام سے دور وہی رہ سکتا ہے جس کے دل میں کجی ہو ورنہ اسلام کی حقانیت کو تسلیم اور اس کی تعلیمات کو قبول کیے بغیر کوئی چارہ نہیں چنانچہ طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے قرآن کریم سے بہتر کبھی کوئی کلام سنا ہی نہیں تھا اور نہ ان سے بہتر عدل والی بات کبھی سنی تھی چنانچہ میں نے فوراً صدق دل سے دعوت اسلام کو قبول کرلیا اور میں نے حق کی گواہی دی، قریش کو ایسے شخص کا مسلمان ہونا نہایت ہی شاق گزرا،

وَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ؛ إِنِّي امْرُؤٌ مُطَاعٌ فِي قَوْمِي، وَإِنِّي رَاجِعٌ إِلَيْهِمْ، فَدَاعِيهِمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يَجْعَلَ لِي آيَةً تَكُونُ عَوْنًا لِي عَلَيْهِمْ، فِيمَا أَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ، فَقَالَ:اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً، قَالَ: فَخَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي حَتَّى إِذَاكُنْتُ بِثَنِيَّةٍ تُطْلِعُنِي عَلَى الْحَاضِرِ، وَقَعَ نُورٌ بَيْنَ عَيْنَيَّ مِثْلُ الْمِصْبَاحِ، قُلْتُ: اللَّهُمَّ فِي غَيْرِ وَجْهِي إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَظُنُّوا أَنَّهَا مُثْلَةٌ وَقَعَتْ فِي وَجْهِي لِفِرَاقِي دِينِهِمْ،قَالَ: فَتَحَوَّلَ فَوَقَعَ فِي رَأْسِ سَوْطِي كَالْقِنْدِيلِ الْمُعَلَّقِ، وَأَنَا أَنْهَبِطُ إِلَيْهِمْ مِنَ الثَّنِيَّةِ حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَأَصْبَحْتُ فِيهِمْ

طفیل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قوم میری بات مانتی ہے، میں ان میں پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کروں گا آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرمادے جو میری تبلیغ میں میری معین ومددگار ثابت ہو، ان کی اس درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! کوئی نشانی عطا فرما، پھر میں اپنی قوم میں واپس آیا جب میں اپنے علاقہ کے ٹیلے پر پہنچا تو میری دونوں آنکھوں کے مابین چراغ کی مانند ایک نور چمکنے لگا، یہ دیکھ کر میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ! یہ نور میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر ہو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں موجودہ نور سے میری قوم والے یہ نہ سمجھ لیں کہ ان کا دین چھوڑ دینے کی وجہ سے میری جسمانی ہیئت میں تبدیلی ہوگئی ہے، فرماتے ہیں اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ نور میری پیشانی سے ہٹ گیا اور قندیل کی طرح میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہوگیا، روایت ہے

فَكَانَتْ تُضِيءُ فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ،يُقَالَ لَهُ ذُو النُّورِ

جب اندھیری رات ہوتی تو یہ کوڑا اسی طرح روشن ہوجاتا اسی وجہ سے طفیل رضی اللہ عنہ ذی النور یعنی نور والے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

چنانچہ جب میں بلندی سے نیچے اتر رہا تھا حتی کہ میں ان کے پاس پہنچا جب میں پہنچا تو صبح ہوگئی

فَلَمَّا نَزَلْتُ، أَتَانِي أَبِي، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا، فَقُلْتُ: إِلَيْكَ عَنِّي يَا أَبَتِ، فَلَسْتَ مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْكَ،قَالَ: لِمَ يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: قَدْ أَسْلَمْتُ وَتَابَعْتُ دِينَ مُحَمَّدٍ قَالَ: يَا بُنَيَّ فَدِينِي دِينُكَ، قَالَ فَقُلْتُ: اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ وَطَهِّرْ ثِيَابَكَ، ثُمَّ تَعَالَ حَتَّى أُعَلِّمَكَ مَا عَلِمْتُ،قَالَ: فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ وَطَهَّرَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ جَاءَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ، فَأَسْلَمَ

جب میں نیچے پہنچ گیا تو میرے پاس میرا باپ آیا وہ بوڑھا آدمی تھا میں نے اسے کہا اے میرے والد! آپ مجھ سے دور رہیں کیونکہ اب نہ

[۱] الخصائص الکبری ۲۲۶/۱

میں آپ کا ہوں اور نہ آپ میرے ان کے والد نے حیران ہو کر کہا اے میرے پیارے بیٹے! کیا ہو گیا؟ طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور دین محمد کی اتباع میں آ چکا ہوں، والد نے کہا تو بیٹے میرا بھی وہی دین ہے جو تیرا ہے، میں نے کہا اچھا جاؤ اور غسل کرو، نئے کپڑے پہنو پھر میرے پاس آؤ تا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جو میں نے سیکھا ہے، کہتے ہیں وہ گئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کیے پھر میرے پاس آئے اور میں نے اس کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا

ثُمَّ أَتَتْنِي صَاحِبَتِي، فَقُلْتُ لَهَا: إِلَيْكِ عَنِّي فَلَسْتُ مِنْكِ وَلَسْتِ مِنِّي.قَالَتْ: لِمَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قُلْتُ فَرَّقَ الْإِسْلَامُ بَيْنِي وَبَيْنَكِ، أَسْلَمْتُ وَتَابَعْتُ دِينَ مُحَمَّدٍ قَالَتْ: فَدِينِي دِينُكَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي، فَفَعَلَتْ ثُمَّ جَاءَتْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهَا الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمَت، فَقَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ أَتَخَافُ عَلَى الصِّبْيَةِ مِنْ ذِي الشَّرَى شَيْئًا؟ قُلْتُ: لا. أَنَا ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَكِ

پھر میری بیوی آئی میں نے اس سے کہا تو یہاں سے چلی جا تیرا میرا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے، میرے ماں باپ تجھ پر قربان یہ کیوں؟ میں نے کہا اسلام نے میرے اور تمہارے درمیان حد فاصل پیدا کر دی ہے میں مسلمان ہو چکا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کر لیا ہے، وہ کہنے لگی تیرا دین ہی میرا دین ہے، میں نے کہا اچھا جاؤ پہلے غسل کرو اس نے ایسا ہی کیا پھر واپس آئی میں نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گئی، استھانوں کے رکھوالوں اور پجاریوں نے بتوں کی طاقت و قوت کے بے شمار افسانے لوگوں میں پھیلا رکھے تھے تا کہ لوگ ان سے مرعوب رہیں اور ان کے حضور چڑھاوے وغیرہ چڑھاتے رہیں اور ان کی جیب بھرتی رہے، اسی وجہ سے ان کی بیوی نے پوچھا میرے دین تبدیل کرنے سے مجھے اپنے قبیلے کے بت ذی الشریٰ سے تو کوئی خطرہ نہ ہو گا؟ طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں، یہ بے بس مجسمے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں اس کا ذمہ لیتا ہوں،

ثُمَّ دَعَوْتُ دَوْسًا إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلم يجبهُ إِلَّا أَبُو هُرَيْرَة،قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ: اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ

پھر میں نے قبیلہ دوس کو دعوت اسلام پیش کی مگر اس قبیلہ کے ایک سلیم الفطرت شخص ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو دوسی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوبارہ رسول مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں، آپ ان پر بد دعا فرمائیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور مسلمان بنا کر یہاں بھیج۔ [1]

ثُمَّ قَالَ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَارْفُقْ بِهِمْ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ، فَلَمْ أَزَلْ بِأَرْضِ دَوْسٍ أَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ، فَنَزَلْتُ الْمَدِينَةَ بِسَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ بَيْتًا مِنْ دَوْسٍ، ثُمَّ لَحِقْنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ، فَأَسْهَمَ لَنَا مَعَ الْمُسْلِمِينَ

[1] صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ ۲۹۳۷

پھر طفیل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے قبیلہ میں جا کر انہیں محبت اور نرمی سے اسلام کی تبلیغ کرو چنانچہ واپس آ کر انہوں نے حسب ہدایت تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا، اب دعائے نبوی کی برکت سے طفیل رضی اللہ عنہ کی تبلیغ نے بڑا اثر کیا اور قبیلہ دوس کے بیشتر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، غزوہ خیبر کے زمانے میں دوس کے اسی (۸۰) خاندان اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے آئے، ان میں طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ [۱]

---

[۱] زادالمعاد۵۴۶؍۳،ابن ہشام۳۸۲؍۱ ،الروض الانف۲۲۶؍۳ ،عیون الآثر۱۶۲؍۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۶۰؍۵، ابن سعد۱۷۹؍۴، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۷۶۱،۷۶۰؍۲،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۷۲؍۲